{لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ} (الاحزاب)

اور بیشک یہ میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا اس کی تابعداری کرو

اَلسُّنَّۃُ

جلد اوّل

تالیف

مولانا محمد موسیٰ شاکر غفر اللہ لہٗ

خطیب مکی جامع مسجد شفیلڈ یو کے

اَلسُّنَّۃُ

یعنی سنن وآداب

قرآن وحدیث کی روشنی میں

تالیف

مولانا محمد موسیٰ شاکر غفراللہ لہٗ

خطیب مکی جامع مسجد شفیلڈ یوکے

پاکستان میں ملنے کے پتے:

(۱) مکتبہ ابوموسیٰ الاشعری جامع مسجد ومدرسہ ابوموسیٰ الاشعریؓ شاکرآبادکوٹ میراتحصیل حسن ابدال ضلع اٹک پاکستان: فون نمبر: 03129633089 - 03400019340

(۲) کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازارراولپنڈی پاکستان

(۳) مکتبہ قاسمیہ ۱۴اے، غلام محمد آباد فیصل آباد پاکستان

(۴) مکتبہ اسلامیہ لاہور پاکستان

انگلینڈ میں ملنے کے پتے:

(1) Makki Jamia Masjid, plantation Road, Sheffield, S8 9TH, UK, ph:0044,1143271838

(2) Moulana M M Shakir, 49 Glen Road, Sheffield, S7 1RA, UK, ph:0044,7794141715

(3) Moulana Shabir Ahmid, 66 Meadow Street Rotherham S61 1EB,UK, ph:0044,7388300694

رب يسر ولا تعسر
رب تمم بالخير وبه العون
١٤٣٧

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست جلد اوّل

شانِ رسالت میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شہرۂ آفاق اشعار

وَ اَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ   وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ   کَأَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

نگاہوں نے نہ دیکھا ہے نہ ہرگز دیکھ پائیں گی

حسین ایسا زمانے میں کہاں سے مائیں لائیں گی

خدا نے کردیا انمول آقا تیری خلقت کو

کہ جلوہ دیکھ کر حوریں حسن کو بھول جائیں گی

کسی نے کہا:

تجھ سا حسین آنکھ نے دیکھا نہیں کبھی

تجھ سا جمیل ماؤں نے اب تک نہیں جنا

ہر عیب سے بری تجھے پیدا کیا گیا

تو چاہتا تھا جس طرح ویسے ہی بنا

ایک شاعر نے کہا:

جہاں میں تجھ سا چہرہ ہے نہ ہے خندہ جبیں کوئی

ابھی تک جن سکی نہ عورتیں تجھ سا حسین کوئی

نہیں رکھی ہے قدرت نے میرے آقا کمی تجھ میں

جو چاہا آپ نے مولا وہ رکھا سبھی تجھ میں

☆☆☆

انتساب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں اپنی اس حقیر سی کاوش کو بارگاہ ربّ العالمین میں عرض قبولیت پیش کرتے ہوئے اپنے تمام مہربان اساتذۂ کرام کے نذر کرتا ہوں جنہوں نے بندہ کی تعلیم وتربیت میں شب و روز محنت فرمائی اور جن کی شفقت اور خصوصی توجہ کے سایۂ عاطفت تلے بندۂ ناچیز علوم نبوت کی پیاس بجھاتا رہا۔اللہ ربّ العزت ان کو انتہائی اجر عظیم سے مالا مال فرمائے ،اور میرے اساتذۂ کرام میں سے جو دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں ان کی قبور کو جنت کا باغ بنادے اور ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے ،اور جو زندہ ہیں اُن کا عظیم سایہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے اور اُن کو دین کی محنت کیلیئے تادیر تروتازہ رکھے۔

اور اپنے مرحوم والدین رحمہا اللہ ،اپنے بہن بھائیوں خصوصاً برادر کبیر قاری محمد داؤد صاحب کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے علم دین کے راستے پر مجھے ڈالا اور جن کی دعاؤں کی بدولت میں اس قابل بن سکا۔اور اللہ کے حضور دعاء گو ہوں کہ ربّ کائنات میرے مرحوم والدین کو غریق رحمت فرمائے ، اور ان کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے۔

اور اپنی زندگی کے دکھ سکھ کی ساتھی اپنی رفیقہ حیات کے نام جن کے تعاون ہی سے یہ ٹوٹی پھوٹی محنت پیش کر سکا ، اور اپنے بچوں کو دینی لائن پر رکھنے میں انہوں نے میرا بھرپور ساتھ دیا۔اللہ تعالیٰ سے میری دعاء ہے کہ میرے بچوں اور بچیوں کو ہمیشہ دینی محنت اور ولولے سے سرشار رکھے ،اور دین پر استقامت عطا فرماتے ہوئے انہیں میرے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔آمین یاربّ العالمین:

محتاج دعاء:محمد موسیٰ شاکر غفراللہ لہٗ۔

مکی جامع مسجد شفیلڈ یوکے

کلمات بابرکات

ولئ کامل، استاذ العلماء، شیخ الحدیث، حضرت مولانا سید غلام نبی شاہ صاحب

دامت برکاتہم العالیہ:

مدیر وبانی جامعہ عربیہ سراج العلوم جبوڑی پاکستان

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ جلّت قدرتہٗ وعزّ سلطانہٗ

برادر مکرم ومحترم، مخلص حضرت مولانا محمد موسیٰ شاکر صاحب زید مجدھم کی تحریر (السنۃ) سنن وآداب سامنے آئی تو فوراً زبان پر یہ حدیث پاک آئی:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْن۔مَنْ حَفظَ سُنَّتِیْ، أَکْرَمَہُ اللّٰہُ بِأَرْبَعِ حِصَالٍ (۱) أَلْمَحَبَّۃُ فِیْ قُلُوْبِ الْبَرَرَۃِ (۲) وَالْھَیْبَۃُ فِیْ قُلُوْبِ الْفَجَرَۃِ (۳) وَالسَّعَۃُ فِی الرِّزْقِ (۴) وَالثَّبَاتُ عَلَی الدِّیْنِ } (الحدیث)

وقال امام مالک رحمہ اللہ : اِنَّ السُّنَّۃَ مِثْلَ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجا،وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرَقَ۔

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا — تو گلے میں طوق ڈال لو محمد ﷺ کی غلامی کا

حق پر ثابت قدم رہ، باطل کا شیدائی نہ بن — اگر تجھے ایمان پیارا ہے، تو مرزائی نہ بن

{الراقم (حضرت مولانا) سید غلام نبی شاہ عفی عنہ (دامت برکاتہم)}

بہ تاریخ: ۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۰ھجری

{التقریظ}

استاد العلماء، شیخ الحدیث، حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب

دامت برکاتہم العالیہ:

ناظم اعلیٰ وفاق المدارالعربیہ پاکستان ☆ شیخ الحدیث ورئیس جامعہ خیر المدارس ملتان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

أَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہِ الْکَرِیْم ، مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

قرآن مجید کے ساتھ ساتھ سنت نبوی ﷺ بھی اسلامی شریعت کا بنیادی و اساسی ماخذ ہے، نیز سنت نبوی ﷺ کو قرآن پاک کی عملی تطبیق ،قرآن پاک کی توضیح وشرح کا درجہ حاصل ہے۔اس اہمیت وضرورت کے پیش نظر ہر دور میں اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق سنت نبوی ﷺ کی ہمہ جہت خدمت علمائے کرام وداعیانِ دین کی اوّلین ترجیح رہی ہے۔دین کے دیگر شعبوں کی طرح اس باب میں بھی اکابر علمائے اہل السنّۃ والجماعۃ دیوبند اوران کے متبعین تصنیفی وتالیفی ،دعوتی وبیانی خدمات اظہر من الشّمس ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک نئی کاوش ”السنّۃ“ یعنی سنن وآداب قرآن وحدیث کی روشنی میں“ کے نام سے منظرعام پر آئی ہے۔اس کاوش کے سرخیل اور اِسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کا سہرا حضرت مولانا محمد موسیٰ شاکر صاحب مدظلہ العالی کے سر ہے۔حضرت مولانا مدظلہ العالی سنہ ۲۰۰۱ء سے مکی جامع مسجد شفیلڈ برطانیہ میں امام وخطیب کے فرائض کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ دین کی دعوت وتبلیغ کی شمع روشن کے ہوئے ہیں۔دعوت وتبلیغ اور اپنے علمی کمالات کے فروغ کے ضمن میں انہوں نے تصنیف وتالیف کے میدان کو بھی اپنی کاوشوں کا مرکز بنایا ہے۔

متذکرہ تصنیف جدید میں حضرت مولانا زیدمجدھم نے مسلمانوں کی دنیوی زندگی کے حوالے سے اسلامی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کا نچوڑ دوضخیم جلدوں میں سموکر ماشاءاللہ کارخیر انجام دیا ہے۔دنیا کی زندگی کوشریعت کے سانچے میں ڈھالنے کے

لئے ہدایات اور تعلیمات کا اس کتاب میں احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔حوالہ جات اور عنوانات کا اہتمام کیا گیا ہے، عربی عبارات ، ترجمہ،ترجمہ اورتشریح میں عام فہم اسلوب اختیار کیا ہے ۔یہ خصوصیات جہاں زیرِ نظر کتاب کی اہمیت میں گراں قدر اضافہ کا باعث ہیں، وہیں مولانا موصوف مدظلہ العالی کے علمی رسوخ پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

دعاء ہے کہ اللہ جل شانہٗ اس کتاب کو امت مسلمہ کے لئے نافع بنائیں، حضرت مولانا مدظلہ کے علم وعمل میں مزید ترقی نصیب فرمائیں، اور ہم سب کو اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ دین کی تبلیغ اور نشرواشاعت کے کام میں ہمہ تن مصروفِ عمل فرمائیں۔آمین یارب العالمین۔

والسّلام

(حضرت مولانا) محمد حنیف جالندھری (صاحب دامت برکاتہم العالیہ:)

ناظم اعلیٰ وفاق المدارالعربیہ پاکستان

شیخ الحدیث ورئیس جامعہ خیرالمدارس ملتان پاکستان

۲۱۔شوال المکرّم: ۱۴۴۰ھ...... ۲۵،جون ۲۰۱۹ء

{التقریظ}

یادگار اسلاف، عالم باعمل، ترجمان اہل حق **حضرت مولانا عبد الرزاق صاحب** دامت برکاتہم العالیہ:

خطیب نندھیاڑ و بٹگرام صوبہ خیبر پختون خواہ پاکستان

الحمد لله ربّ العالمين، والصلٰوة والسَّلام على سيِّد المرسلين، وعلٰى اٰلهٖ وأَصحابه ومتبعيه أجمعين۔ امَّا بعد:

دین اسلام ادیان حقہ میں سے آخری مکمل دین ہے، اس میں نہ افراط نہ تفریط نہ کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل ہے، یہ ایک عالمگیر دین ہے۔ انسانی زندگی کی بود و باش اور رہن وسہن کا ایک جامع قانون ہے، آسمانی و الہامی ہدایات پایۂ تکمیل کو پہنچ چکیں، خالق ومربی کائنات نے مہذب زندگی گزارنے اور خالق ومخلوق کے ساتھ جوڑ وربط کے صحیح طریقہ یعنی حقوق العباد اور حقوق اللہ نبھانے کے ایسے اصول وضع کئے کہ جس کے اپنانے سے انسان کامیاب اور ترقی یافتہ زندگی بسر کرنے کے قابل قرار دیا جائے، ایسے گروہ اور ایسی قوم کو ترقی یافتہ نہیں کہا جاسکتا جو اپنا اور دوسروں کا سکون غارت اور تہہ و بالا کردے، سرمایہ کی کثرت اور مہلک ہتھیاروں کی بہتات سے، نیز اپنی مرضی کی زندگی گزارنے سے کوئی ترقی یافتہ نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کو حیوانی معاشرت کہنا زیادہ مناسب ہے جس میں حلال وحرام اور اپنے اور پرائے کی تمیز ختم ہوجائے، ایسی زندگی کا حاصل خواہشات کی حیوانی تکمیل ہوتی ہے۔ وہاں جائز وناجائز کا تصور ہی نہیں، حیوان کبھی یہ نہیں سوچتا کہ مجھے اپنے مالک کی متعین کردہ حدود وقیود کے تحت زندگی گزارنی ہے، اور اس کی حدود سے تجاوز کر کے کسی دوسرے کی کھیتی نہیں اجاڑنی، اور وہ کبھی یہ نہیں سوچتا کہ میرے مالک کی ملکیت میں جو دیگر جانور ہیں اگر میں نے ان کے ساتھ زیادتی کی تو وہ مالک کی ناراضگی، دل شکنی اور بے آبروئی کا سبب بنے گی۔ یہ دین اسلام ہی ہے جو نہ صرف یہ کہ خواہشات انسانی کی بیخ کنی یا اس کا استیصال نہیں کرتا، بلکہ اس کی تکمیل کا جائز محل بھی بتاتا ہے، تاکہ نہ اس کی حق تلفی اور دل شکنی ہو اور نہ ہی دوسروں کی، اور ساری انسانیت باعزت زندگی گزار سکے، اس طرح دنیا بھی جنت اور عقبیٰ بھی جنت۔ {وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ} (الاٰية)

عصر حاضر میں انسانی حقوق اور روشن خیالی کے نام پر انسانی تباہی کے جو اسباب اپنائے جارہے ہیں وہ ننگ انسانیت تو کہلائے جاسکتے ہیں، مگر ان کو روشن خیالی کہنا نابینا کو بینا کہنے کے مترادف ہے۔ لاریب! دنیا کے لئے پیام امن صرف اسلام اور پیغمبر اسلام کی تعلیمات ہیں۔ اس پر آشوب دور میں جہاں اسلام کے نام لیواؤں کو ناسمجھ، جاہل، رجعت پسند اور زمانہ کے تقاضوں سے ناواقف ہونے کے طعنے دیئے جارہے ہیں، ایسے وقت میں آپ ﷺ کی ایک سنت کو زندہ کرنے پر سو شہیدوں کا ثواب بتایا گیا ہے

{مَنْ أَحْیٰی سُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ أَجْرُ مِائَةَ شَهِیْد}

اورآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:{ عُلَمَآءُ أُمَّتِیْ كَأَنْبِیَآ ءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل} (الحدیث)

دین اسلام کی آبیاری علمائے امت کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔علمائے امت نے ہر دور میں اپنا دینی فریضہ ادا کیا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو بھلا دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ احیاءِ سنن کے لئے ایسے اہل علم وعزیمت انسان پیدا کرتا ہے جواحیاءِ سنن مقدسہ کی شرعی ذمہ داری نبھاتے ہیں، اور ان مرجھائے پھولوں کو پھر سے تروتازگی بخشتے ہیں۔ ہر صدی میں ایسے لوگوں کو اللہ کریم ایسے ایمانی اوصاف اور رسوخ فی العلم کے ساتھ تجدید اسلام کے لئے مبعوث فرماتے ہیں۔

{انَّ اللہ یبعث رأس کل مائة سنة من یجدده الدّین} (الحدیث)

ہمارے دورِ رواں میں جن نامی گرامی علماء نے مختلف طریقوں سے یہ فریضہ ادا کیا ہے،ان میں ہمارے برادر عزیز فائق الاقران حضرت مولانا قاری محمد موسیٰ شاکر، {شکر اللّٰہ سعیهٗ وحفظهٗ من شر ماخلق} کا ایک نمایاں نام ہے۔ اللہ کریم نے آپ کو ذہانت، فطانت، وسعت مطالعہ اور دیگر اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔اور اپنے ہم عصر علماء میں ان کی ایک قدآور شخصیت ہے۔ان کی قیمتی تالیفات کو دیکھ کر آپ خود اس کے قائل ہو جائیں گے۔ان کی تالیفات مفیدہ میں بدعات کے موضوع پر(ألبدعة) جو کہ مشہور، مفید اور مدلل کتاب ہے، چند سال قبل شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہو چکی ہے۔ اسلام کے اندر جو بدعات رواج پا چکی ہیں، اور لوگ ان کو اسلام سمجھتے ہیں، مؤلف موصوف نے محققانہ انداز میں ان کی نشان دہی اور اُن پر رد کیا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں، جس سے بہت لوگوں کی اصلاح ہوئی۔

اس کے بعد مؤلف موصوف نے عظیم شاہکار (ألسنّة) نامی کتاب لکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے ہمہ گوشوں کو آشکارا کیا ہے، جس پیارے انداز میں انہوں نے یہ ترتیب دی ہے یہ انہی کا حصہ ہے { ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ }۔اس کتاب کا مطالعہ کر کے ہی اس کی قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔عطر آن باشد کہ ببوید۔

{ وَلِمِثْلِ ذٰلِکَ فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ }۔اللہ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور اُن کی علمی شاہکاروں کو اُن کے لئے باقیات الصالحات اور نافع الخلائق بنائے۔رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَالَ: آمِیْنَا.

(حضرت مولانا)احقر محمد عبدالرزاق وقاه الواق،(دامت برکاتہم العالیہ)

سموی، بٹگرام خیبر پختون خواہ حال اسلام آباد پاکستان: 07/06/2019

{التقریظ}

پیر طریقت الحاج محمد بوستان صاحب مدظلہ العالی

بانی و مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ ایف ،ٹو میر پور آزاد کشمیر ☆ رکن شوریٰ وفیصل مرکز ڈیوز بری برطانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا محمد موسیٰ شاکر صاحب طویل عرصہ سے مکی جامع مسجد شفیلڈ کے خطیب و امام ہیں ۔حضرت مولانا عمدہ ذھانت،اور اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔آپ نے حفظ راولپنڈی کی مشہور درس گاہ جامعہ فرقانیہ میں کیا ہے،جبکہ درس نظامی کی تعلیم شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب کے مدرسے تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی سے حاصل کی۔حضرت مولانا موسیٰ شاکر صاحب نے اپنی ذہانت اور قابلیت کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں انگریزی زبان پر بھی مکمل دسترس حاصل کی ہے ۔ آپ کو مطالعہ اور کتب بینی کا شوق ہے ۔آپ نے بدعت پر بہترین کتاب لکھی ہے ۔اب سنت پر بھی دو جلدوں میں کتاب مکمل فرمائی ہے ۔بندہ نے اپنی بے علمی کے ساتھ اس کتاب کو دیکھا، بے حد مسرت ہوئی ۔

حضرت مولانا نے مسلمان کی زندگی کے تمام روز مرہ کاموں میں حضور ﷺ کی سنتوں کی طرف رہنمائی کی ہے ۔ چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔صبح سے شام ، پیدائیش سے موت تک کسی بھی پہلو میں ہو۔معلوم ہوتا ہے مولانا نے بے شمار کتابوں کا مطالعہ کیا ہے ۔یہ کتاب اپنے اسلوب میں منفرد معلوم ہوتی ہے ۔یہ کتاب آسان اردو میں اور عام فہم ہے ۔

میری دعاء ہے کہ اللہ پاک مسلمانوں کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم تمام کاموں کو سنت رسول ﷺ کے مطابق کرنے والے بن جائیں ۔ نیز حضرت کی محنت اور کوششوں کو اپنے دربار میں شرف قبولیت عطا فرمائے ۔اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے ۔آمین یا ربّ العالمین۔

المرقوم: (پیر طریقت الحاج) محمد بوستان : (صاحب مدظلہ العالی)

بانی مبانی و مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ، وخانقاہ مکیہ

ایف ،ٹو میر پور آزاد کشمیر ☆ رکن شوریٰ وفیصل مرکز ڈیوز بری برطانیہ

{التقریظ}

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا قاری تصور الحق صاحب مدنی زید مجدہٗ

جنرل سیکرٹری جمعیت علماء برطانیہ: بانی و مدیر جامع مسجد علیؓ اہل سنت والجماعت برمنگھم برطانیہ

حضرت مولانا محمد موسیٰ شاکر پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواہ کے علاقہ ہزارہ سے تعلق رکھتے ہیں، جو کہ علمی شہرت رکھتا ہے۔ مولانا مذکور کی تعلیم و تربیت پاکستان میں ہوئی ہے، اور وہ اپنے مخلص دوستوں کی دعوت پر دینی خدمات کے سلسلہ میں میں ایک طویل عرصہ سے برطانیہ میں مقیم ہیں۔ اور برطانیہ کے معروف شہر شفیلڈ میں واقع مسلمانوں کے ایک قدیمی ادارہ مکی جامع مسجد میں خطابت کے علاوہ تدریسی امور کو بھی انجام دیتے ہیں۔

مولانا محمد موسیٰ شاکر سے ملاقات رکھنے والے ان کے علمی کمالات کے علاوہ ان کی سادگی کے بھی معترف ہیں، مولانا اپنی بھرپور اور مکمل سادگی کی آئینہ داری کرتے ہوئے ہمیشہ علمی کاموں کے فروغ میں سرگراں رہتے ہیں۔ مولانا محترم کی کتاب ''السنۃ'' ایک نادر چیز ہے۔ بعض لوگوں کو میری اس بات پر شائد خیرت ہو کہ اس موضوع پر یہ کوئی پہلی کتاب تو نہیں مگر اس حقیقت سے کسی کے لئے انکار ممکن نہیں کہ سنن و آداب کے عنوان پر لکھی گئی یہ کتاب بہت ہی سادہ اور آسان ہے۔ عنوانات کے قیام میں بھرپور توجہ کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ مولانا محمد موسیٰ شاکر نے بنیادی ضرورت کے تمام مضامین کو پورے اہتمام سے اس کتاب میں جمع کیا ہے۔ مضامین قطعاً نئے نہیں، لیکن مفتی کفایت مرحوم کی انمول کتاب تعلیم الاسلام کی روح کو جدید انداز میں پیش کرنے کی زبردست کوشش فرمائی ہے۔ میری یہ بدنصیبی ہے کہ نظر کی کمزوری کی وجہ سے پوری کتاب سے مستفیض نہیں ہو پایا مگر ممکنہ جائزہ سے کتاب کے مفید ہونے کا کامل یقین ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کوشش کو قبول فرمائے، اور لوگوں کے لئے راہنمائی کا ذریعہ بنائے۔

(حضرت مولانا) قاری تصور الحق صاحب مدنی (زید مجدہٗ)

جنرل سیکرٹری جمعیت علماء برطانیہ: بانی و مدیر جامع مسجد علیؓ اہل سنت والجماعت برمنگھم برطانیہ

14/05/2019

{التقریظ}

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا امداد الحسن نعمانی صاحب دامت برکاتہم

ڈائریکٹر، مدیر وخطیب، ختم نبوت ایجوکیشن سینٹر برمنگھم برطانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادر محترم حضرت مولانا محمد موسیٰ شاکر صاحب کی کتاب ''السنۃ'' کا چیدہ چیدہ مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا، ماشاء اللہ مولانا محترم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روز مرّہ کے معمولات اور معاملات کونہایت ہی اچھے اور احسن طریقے سے ترتیب دیا ہے۔ مولانا محمد موسیٰ شاکر ایک مستند عالم دین ہیں۔ آپ ایک طویل عرصہ سے برطانیہ میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ امامت وخطابت اور تدریسی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ آپ نے تصنیف وتالیف میں بھی اپنے علمی جوہر دکھائے ہیں۔ آپ کی کتاب ''السنۃ'' اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کوشرف قبولیت سے نوازے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے: ''تمہارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے''۔ ایک مسلمان کوزندگی بسر کرنے کے لئے کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ اور گوشہ ایسا نہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہنمائی موجود نہ ہو۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ کیا جائے۔ مطالعہ کے لئے کسی اچھی اور مستند کتاب کی ضرورت ہوتی ہے۔

مولانا محمد موسیٰ شاکر نے اس کمی کو پورا کرتے ہوئے نہائیت سادہ اور عمدہ کتاب تحریر فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کومسلمانوں کے لئے نفع کا ذریعہ بنائے، اور مولانا کو اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین

فقط

(حضرت مولانا) امداد الحسن نعمانی (صاحب دامت برکاتہم)

ڈائریکٹر، مدیر وخطیب، ختم نبوت ایجوکیشن سینٹر برمنگھم برطانیہ

St Andrews Street, Bordesley, Birmingham, West Midlands, B9 4JT

{التقریظ}

حضرت مولانا صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی صاحب : زید مجدہٗ مہتمم جامعہ قاسمیہ، خطیب جامع مسجد گول فیصل آباد، پاکستان ☆ چیئرمین مرکزی علماء کونسل پاکستان ☆ جانشین امام الخطباء حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ

اس دنیا میں اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید ہے اور اس کی عملی وزبانی تشریح حدیث کہلاتی ہے کیونکہ بروایت امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے رسول اللہ ﷺ کا اخلاق قرآن مجید ہی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی آپؐ کے فرامین کو تحریر کیا جاتا رہا اور آپؐ کے وصال کے بعد وحی کے عینی شاہدین اور تربیت یافتگان دربار نبوت حضرات صحابہ کرامؓ نے ان کو نہ صرف جمع کیا بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں تک منتقل کرنے کے سلسلہ کا بھی اہتمام فرمایا۔ سرکار دوعالم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے: کہ جو کوئی مجھ سے ایک آیت بھی سنے تو وہ اسے دوسروں تک پہنچادے۔ چنانچہ ہر صدی میں فرامین نبویؐ مختلف واسطوں سے نقل درنقل ہوتے ہوئے کتابی صورت میں بھی جمع ہوتے رہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کو دینی مسائل میں رہنمائی کیلئے دقت پیش نہیں آئی۔

دور حاضر کے تقاضوں اور علم وعرفان کے دلداہ لوگوں کی سہولت کے پیش نظر جدید انداز اسلوب میں ہمارے محترم ومکرم حضرت مولانا محمد موسیٰ شاکر (خطیب مکی جامع مسجد شفیلڈ، یوکے) نے کتاب "**السنة**" یعنی سنن وآداب قرآن وحدیث کی روشنی میں روزمرہ کے معمولات، عبادات ومعاملات کا سنت سے ذخیرہ جمع کر کے خوبصورت مجموعہ مرتب کیا ہے اور نوجوان نسل کیلئے احسن انداز میں افہام وتفہیم کا سلیقہ پیش کیا ہے۔ یہ کتاب اپنے انداز کی خوبصورت اور مضامین کے اعتبار سے ایک نادر مجموعہ ہے۔

اس کتاب میں سنت کے مطابق دعاؤں اور اذکار میں وہ ہدایات پیش نظر رکھی گئی ہیں جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائیں اور اپنی امت کو سکھائی ہیں۔ ہمیں اپنی دعاؤں میں مسنون الفاظ کا استعمال کرنے کی حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے چونکہ مسنون دعاؤں کے الفاظ اللہ ربّ العالمین کی طرف سے وحی کی صورت میں آئے ہیں۔ اس کتاب میں موضوعاتی ترتیب کے ساتھ ساتھ صحیح اور مسنون اذکار اور دعاؤں کو جمع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ السنة کتاب کو تالیف کرنے پر مؤلف کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور اخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یاربّ العالمین۔

(حضرت مولانا) صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی (صاحب زید مجدہ)

☆ مہتمم جامعہ قاسمیہ ☆ خطیب جامع مسجد گول فیصل آباد، پاکستان ☆ چیئرمین مرکزی علماء کونسل پاکستان

05-04-2019

مؤلف کا سوانحی خاکہ اور خاندانی پس منظر

پیدائش

میرا نام محمد موسیٰ شاکر، بن حاجی حضرت میر چوہان، بن نصیر الدین، بن عبد اللہ، بن گل دین، بن لال دین، بن محمد علی ہے۔ ہمارے خاندان کے یہ بزرگ جن کا نام محمد علی چوہان تھا یہ پنجاب سے بٹگرام منتقل ہوئے تھے اُس وقت یہ علاقہ غیر تھا، اور انگریز اور پھر سکھ حکومتوں کی رسائی سے باہر تھا۔ ہمارے اس جد امجد کے پاس کہا جاتا ہے کہ بہت زیادہ مال مویشی تھے، اس لئے یہ اپنے مال مویشیوں کے ساتھ سرسبز اور کھلے علاقے کی طرف منتقل ہوئے جہاں ان کے لئے کوئی روک ٹوک نہ ہو، اور اس طرح یہ نندھیاڑ میں جا کر آباد ہو گئے۔

میری پیدائش ضلع بٹگرام کے ایک گاؤں توت بانڈہ میں سنہء (1963) میں ہوئی۔ اُس زمانے میں لکھنے پڑھنے کا اتنا رواج نہیں تھا اس لئے تاریخ پیدائش وغیرہ نہیں لکھی جاتی تھی، لیکن ایوب خان کے عائلی قوانین کی وجہ سے نکاح فارم پُر کرنا ضروری تھا، اور اسی زمانہ میں میرے بھائی حاجی محمد قاسم صاحب کی شادی خانہ آبادی ہوئی تھی، جن کے نکاح فارم پُر کئے گئے تھے اور نکاح فارم میں ان کی شادی کی تاریخ درج تھی، جس سے میں نے اپنی تاریخ پیدائش کے سن کا صحیح اندازہ لگایا ہے۔ اگر چہ تاریخ پیدائش کے بارے میں پھر بھی صحیح معلومات نہیں ہیں۔ پیدائش کے بعد دایہ نے سردار نام رکھا، اور بعد میں نانا مرحوم تاج باباؒ نے اسے تبدیل کر کے محمد موسیٰ نام رکھا۔

میرے والد گرامی مرحوم جناب حاجی حضرت میر چوہان ایک کاشت کار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، تاہم گھر کی فضا مذہب کے قریب اور دین دار تھی، میرے پر دادا عبد اللہ بابا ایک ولی اللہ تھے، صوم صلوٰۃ کے پابند اور تلاوت قرآن کے اتنے دلدادہ تھے کہ ہر وقت قرآن مجید اُن کے پاس رہتا تھا، اور دن کو مال مویشیوں کے ساتھ جب ہوتے تو ایک بڑی چٹان پر بیٹھ کر قرآن کریم اپنے دستی بیگ سے نکال کر تلاوت شروع کر دیتے تھے۔ تلاوت قرآن سے فارغ ہوتے تو ذکر اللہ میں مشغول ہو جاتے۔ اور اکثر اُن کی زبان پر ذکر اللہ کے جو الفاظ ہوتے تھے اُن میں سے ایک ذکر یہ تھا: { أَنْتَ الْهَادِیْ أَنْتَ الْحَقُ، لَیْسَ الْهَادِیْ اِلَّا هُوْ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوْ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوْ، اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ } اور یہی ذکر پھر میرے والد ماجد کی زبان پر بھی ہر وقت جاری رہتا تھا۔ میرے والد گرامی کے چار دیگر بھائی تھے۔ جن میں سے ایک مولانا خان زمان صاحب مرحوم عالم دین تھے۔ میرے والد ماجد کے پھوپی زاد بھائی حکیم ملت حضرت مولانا عبد الحکیمؒ مدیر

جامعہ فرقانیہ مدنیہ راولپنڈی بہت بڑے عالم دین تھے۔ جو ایم ،این ، اے اور سینیٹر بھی رہے ،اور ایک بڑا تعلیمی ادارہ جامعہ فرقانیہ مدنیہ کے نام سے قائم کیا۔

اسی طرح ننھیال کی طرف سے بھی میرے نانا تاج بابا مرحوم ایک بڑے ولی اللہ تھے ،میرے نانا مرحوم اور میرے والدین ۔ پیر طریقت حضرت مولانا عبد الحیؒ صاحب آف گیروال مانسہرہ کے بڑے بھائی حضرت صاحبزادہ مولوی محمد حسین صاحبؒ سید پوری سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت تھے ، جو حضرت خواجہ شمس الدینؒ کے بڑے صاحبزادے اور خلیفۂ مجاز تھے ،نہایت خوش خلق اور سادگی پسند ، شریعت مطہرہ (علی صاحبہا الصلوات والسلام) کی پابندی کرنے والے ،اور شب بیدار تھے ،آپ حق گو، ظالم کی سرکوبی کرنے والے اور مظلوم کا ساتھ دینے والے تھے۔ ہر کسی سے خندہ پیشانی سے پیش آنے والے نہائیت سادہ طبیعت کے مالک تھے ۔آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ شمس الدین سید پوریؒ کا تعلق ازاد کشمیر ضلع مظفر آباد علاقہ کہوڑی کے مقام خاص سید پور سے تھا۔ اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں آپ حضرت خواجہ فقیر محمد ہشتنغریؒ سے بیعت ہوئے تھے۔آپ کے عقیدت مندوں اور مریدین کی ایک بہت بڑی تعداد علاقہ پکھلی ،ہندھاڑ ، الائی کے اندر موجود تھی ۔

اورآپ کے اسی فیض کا اثر تھا کہ میری والدہ مرحومہ جب اپنے حضرت سے بیعت ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی لطائف خمسہ کو جاری فرما دیا اور اکثر نماز تہجد سے فراغت کے بعد وہیں بیٹھے بیٹھے مراقبہ میں ڈوب جاتیں ،اور مراقبہ کی حالت ہی میں استغراق ہو جاتا تھا۔ مکی کی فصل جو ہمارے علاقہ کی مین فصل ہے اس کے کاٹنے کے بعد اس کو چھیلا جاتا ہے مکی کا سٹہ نکالنے کے لئے ۔ اکثر ایسا ہوتا کہ مکی چھیلتے چھیلتے والدہ مرحومہ حالت استغراق میں چلی جاتیں تھیں۔ صاحب کشف بزرگ تھیں ، اور اکثر مجھے اذان دینے اور اس کے اجر وثواب کے بارے میں بیان فرمایا کرتی تھیں کہ بیٹا اذان دیا کرو اس میں بڑا اجر وثواب ہے ، جب کوئی بندہ اذان دیتا ہے تو آسمان سے اُس پر رحمت کا پرنالہ برستا ہے اور اس کے سر پر اور دونوں شانوں پر گرتے ہوئے اس کے پورے بدن کو اپنے لپیٹ میں لے لیتا ہے ۔

ایک دفعہ میرے استفسار پر کہ آپ جو بار بار مجھے اذان دینے اور اس کے اجر وثواب کے بارے میں زور دیتی ہیں ، اور آپ کو کیسے معلوم کہ اس پر رحمت کا پرنالہ برستا ہے ؟ تو اس پر انہوں نے اذان دینے والے پر جو اللہ کی رحمت برستی ہے اس کا کشفیہ واقعہ بیان فرمایا کہ جب کوئی بندہ اذان دیتا ہے اور میں اس کی طرف توجہ کرتی ہوں تو میں دیکھتی ہوں کہ آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور وہاں سے ایک پرنالہ جاری ہوتا ہے جو آذان دینے والے کے سر اور شانوں پر گرتے ہوئے اس کے سارے بدن کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے ۔جس کا ذکر میں نے اس کتاب کے اندر اذان کی بحث میں بھی کیا ہے۔

بات لمبی ہوگئی عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ الحمدللہ میرا خاندانی پس منظر دادھیالی اورنھیالی دونوں طرف سے دینی بنیادوں پر تھا، اور دونوں خاندان اہل حق سے وابستہ تھے۔والد صاحب مرحوم خودبھی جماعت کے ساتھ وقت لگایا کرتے تھے اسی جذبے کی وجہ سے میرے والدمرحوم حاجی حضرت میرؒ نے اپنی اولاد کے لئے دینی تعلیم دلوانے کا راستہ چنا۔اور میرے بڑے بھائی جناب قاری محمد داؤد صاحب کو باضابطہ تعلیم کے لئے گھر سے نکال کر مدرسہ بھیجا، اور جب میں نے ہوش سنبھالا تو مجھے بھی بڑے بھائی کے ساتھ تعلیم کے لئے گھر سے نکال دیا۔

رسم بسم اللہ: تو والدہ مرحومہ نے گھر ہی میں کرادی تھی۔ بھائی قاری محمد داؤد صاحب اس وقت مانسہرہ کے ایک گاؤں ڈھانگری میں قاری بدیع الزمان شاکر صاحب کے پاس حفظ کر رہے تھے، مجھے بھی وہیں داخل کردیا اوروہیں قاری صاحب سے نورانی قاعدہ اور پھر ناظرہ قرآن کریم شروع کیا،اور ساتھ ہی بھائی صاحب نے ڈھانگری نمبر دو میں جو کچھ ہی فاصلے پر واقع ایک دوسرا گاؤں تھا جس میں پرائمری سکول واقع تھا اس میں بھی داخل کردیا۔جہاں کچھ ہی عرصہ میں کچی اور پھر پہلی جماعت کی کتابیں پڑھ لیں۔اور پھر حضرت قاری صاحب کو ہری پور میں تدریس کے لئے جگہ مل گئی اور یوں اُن کے ساتھ ہی ہری پور مدرسہ دارالعلوم معارف الاسلام کھلابٹ ٹاؤن شپ میں ہم سب طلبہ منتقل ہوگئے ،لیکن حضرت قاری صاحب اپنی کسی مجبوری کی بنا پر زیادہ دیر وہاں بھی نہ ٹھر سکے،اور واپس چلے گئے۔

دارالعلوم معارف الاسلام میں حفظ کے ساتھ ساتھ سکول کی دوسری کلاس میں داخلہ مل گیا۔ماسٹر بوستان صاحب جو میرے سکول کے استاد تھے نہائیت ہی خوش خط،خوش نویس اور محنتی اور شفیق استاد تھے۔اُن سے پہلے دوسری جماعت اور تیسری جماعت کی کتابیں پڑھیں ،الحمدللہ ذھین تھا اس لئے اُن کی بھر پور شفقت حاصل تھی۔ایک واقعہ استاد ماسٹر بوستان صاحب کی شفقت کا ہمیشہ یادرہتا ہے کہ جب انہوں نے پانچویں کلاس کے استاد ماسٹر تاج صاحب سے کہا کہ تم اپنی کلاس کے کسی لائق لڑکے کا املاء میں میرے شاگرد کے ساتھ مقابلہ کراکر دیکھو میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرا شاگرد اُسے شکست دے دے گا، اور پھر سکول کے میدان میں پانچویں کلاس کے لڑکوں کے ساتھ مجھے بٹھا کر خود پانچویں کلاس کے استاد ماسٹر تاج صاحب نے املاء کروائی اور جب املاء کی غلطیاں چیک کی گئیں تو مجھے کامیابی ملی ۔ماسٹر صاحب نے خوشی سے مجھے اپنے کندھے پر بیٹھا کر پورے سکول کا چکر لگایا۔ اللہ ربّ العزت انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ پھر مجھے شدید بیماری لاحق ہوگئی جس کی وجہ سے تقریباً ایک سال تک بستر علالت پر رہا،اور تعلیمی سلسلہ موقوف رہا۔

جب صحت کچھ بہتر ہوئی تو والد صاحب نے اپنے علاقہ کی ایک برگزیدہ ہستی نہائیت ہی مشفق اُستاد جناب قاری محمد طیب صاحب جومندرئی استاد کے نام سے مشہور تھے،اورنہائیت ہی نیک انسان تھے، ان کے پاس داخل کردیا اوراُن سے

میں نے ناظرہ قرآن کریم مکمل کیا۔ ناظرہ قرآن کریم مکمل ہونے کے بعد دوبارہ والد صاحب نے بھائی صاحب کے ساتھ حفظ قرآن کریم کے لئے بھیج دیا، اور انہوں نے اسلام آباد کے ایک مدرسہ شاہ فیصل میں داخل کرادیا، جہاں الحمد للہ قاری شمس الرحمن صاحب سے ایک ہی سال میں پندرہ سپارے حفظ کیئے، اور دوسرے سال راولپنڈی کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ فرقانیہ مدنیہ میں داخلہ لیا اور جناب حضرت مولانا قاری عبد الرحیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے (15 مئی سنہ 1979) کو حفظ قرآن کی تکمیل کی۔

حضرت قاری صاحب ماشاء اللہ بہت ہی اللہ والے انسان ہیں، نہائیت ہی سادہ طبیعت، ملنسار، منجھے ہوئے استاد اپنے طلباء پر جان نچھاور کرنے والے۔ اللہ نے ان سے اپنے دین کا بہت کام لیا۔ اچھے اچھے حفاظ تیار کیئے اور پھر فوج میں بطور خطیب چلے گئے، اور اب فوج سے ریٹائیرمنٹ لے لی ہے اور بحمد للہ دین کے کاموں میں شب و روز مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر قائم دائم رکھے۔ آمین۔

15 مئی سنہ 1979 ،کوشعبۂ تحفیظ سے فراغت کے بعد اپنے بڑے بھائی جناب قاری عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کے حکم پر (1980) میں ملک کی معروف دینی درس گاہ جامعہ عربیہ سراج العلوم جبوڑی پاکستان جانا ہوا، بھائی جان قاری عزیز الرحمن صاحب ایک طویل عرصہ تک اس درس گاہ میں قرآن کریم حفظ کراتے رہے اور الحمد للہ ان کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں نہیں بلکہ ہزاروں میں ہے۔ اس کے بعد وہ سعودی عرب کے شہر ریاض منتقل ہو گئے اور تا ہنوز اہل وعیال کے ہمراہ وہیں پر مقیم ہیں اور سب قرآن کریم کی تعلیم وتدریس، میں مصروف ہیں۔ انتہائی مشفق ومہربان، سادہ طبیعت کے مالک، متقی و پرہیزگار انسان ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

جامعہ عربیہ سراج العلوم جبوڑی میں شعبہ تجوید کی جملہ کتب(:جمال القرآن، فوائد مکیّہ، تیسیر التجوید، اور الجزری)، استاد محترم جناب قاری محمد فاروق صاحبؒ سے ایک ہی سال میں پڑھیں۔ سالانہ امتحان حضرت مولانا قاری فضل ربی صاحب ڈب مانسہرہ (والوں) نے لیا اور الحمد للہ اس امتحان میں بندہ نے اور مولانا عبد الباری نے برابر نمبر لے کر کلاس میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ اور مدرسہ کی طرف سے قرأت کی سند سے نوازا گیا۔

اساتذۂ اکرام درس نظامی

اور اس کے ساتھ ساتھ اسی سال درجہ اعدادیہ کے اسباق مندرجہ ذیل اساتذہ سے پڑھے۔

پارۂ عم مع ترجمہ ولی کامل مہتمم مدرسہ حضرت مولانا سید غلام نبی شاہ حب دامت برکاتہم العالیہ سے، صرف میں

قانونچہ کھیوالی ، کریما و پند نامہ اور مفید الطالبین :حضرت مولانا عبد العزیز صاحب (کڑنگ والے استاد) سے ۔ مالابدّ منہ فارسی، حضرت مولانا عبدالقیوم (جوخطیب صاحب کے نام سے مشہور تھے،اور جن کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ اپنی مسجد میں رات کے وقت جنات کو پڑھاتے ہیں اُن) سے پڑھی اور گلستان و بوستان مولانا خورشید احمد صاحب سے،تجوید اور یہ کتب ایک ہی سال میں پڑھیں۔

والد صاحب کی اجازت سے مزید تعلیم کے لئے دوبارہ راولپنڈی اور اسلام آباد کی طرف رجوع کیا اور درجہ اولیٰ و ثانیہ بمقام مدرسہ عربیہ اسلامیہ ایف، سکس ،فور اسلام آباد(83-1982) میں پڑھا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

درجہ اولیٰ بمقام مدرسہ عربیہ اسلامیہ ایف، سکس ،فور اسلام آباد

نام کتب	اساتذہ کرام:
نور الایضاح ،نفحۃ العرب ، روضۃ الادب	حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند (المعروف صدر صاحب)
علم النحو،نحو میر وشرح مائۃ عامل ،سیرت	حضرت مولانا سعید احمد صاحب
صغریٰ کبریٰ ،تیسیر المنطق ،ایساغوجی ،مرقاۃ	حضرت مولانا عبدالباقی صاحب فاضل دیوبند
میزان الصرف ،ومنشعب ،پنج گنج	حضرت مولانا عزیر گل صاحب
لغۃ العربیہ	(شیخ المصفیٰ مصری)

درجہ ثانیہ بمقام مدرسہ عربیہ اسلامیہ ایف، سکس ،فور اسلام آباد

ترجمہ، مفید الطالبین ،	حضرت مولانا عبدالرشید لاوی صاحب
زاد الطالبین ،مراح الارواح:	حضرت مولانا عبدالرشید لاوی صاحب
مختصر القدوری کامل	حضرت مولانا طاؤس خان صاحب فاضل دیوبند
ہدایۃ النحو،	حضرت مولانا محمد طاہر صاحب مری والے
علم الصیغہ ،فصول اکبری،	حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب
قرأۃ الراشدہ ،معلم الانشاء	حضرت مولانا عزیر گل صاحب

درجہ ثالثہ: بمقام جامعہ حقانیہ اسلام آباد(سنہء 1984)

ترجمہ وتفسیر از سورۂ عنکبوت تا پارہ عم،	حضرت مولانا عبدالغفور صاحبؒ خطیب نیول کالونی اسلام آباد

ریاض الصالحین، کنز الدقائق،	حضرت مولانا عبد الغفور صاحبؒ خطیب نیول کالونی اسلام آباد
اصول الشاشی، کافیہ، شرح تہذیب،	حضرت مولانا عبد الغفور صاحبؒ خطیب نیول کالونی اسلام آباد

درجہ رابعہ: بمقام دار العلوم اسلام آباد (سنہء 1985)

ترجمہ وتفسیر از سورۂ یونس تا سورۂ عنکبوت، شیخ المعقول والمنقول حضرت مولانا عبد الرشید لاوی صاحب صاحب

شرح وقایہ، نور الانوار، شرح جامی، قطبی، شیخ المعقول والمنقول حضرت مولانا عبد الرشید لاوی صاحب صاحب سے

پڑھیں جبکہ مقامات حریری۔ حضرت مولانا ضیاء اللہ خان صاحب دیوبندی صاحب سے۔

درجہ خامسہ بمقام جامعہ فریدیہ اسلامیہ اسلام آباد (اکتوبر 1986) صفر ہجری 1407

ترجمہ وتفسیر سورۂ فاتحہ تا سورۂ یونس: ہدایہ اوّل:	حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب۔
نور الانوار ومختصر المعانی: حسامی	حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب فاضل دار العلوم دیوبند،
دیوان متنبی، وسبعہ معلقات	حضرت مولانا محب اللہ حقانی صاحب،
سلم العلوم:	حضرت مولانا حافظ عبد الباسط صاحب،
لغۃ العربیہ:	شیخ محمد ابراہیم صاحب مصری

درجہ سادسہ بمقام جامعہ فریدیہ اسلامیہ اسلام آباد (3:اکتوبر 1987) 9،صفر ہجری 1408

جلالین جلد اوّل:	حضرت مولانا محمد شریف صاحب (جیسول بٹگرام والے)
کتاب الآثار والکافی: الفوز الکبیر	حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب
میبذی وشرح عقائد:	حضرت مولانا سلطان شمشیر صاحب
جلالین جلد ثانی: دیوان خماسہ	حضرت مولانا محب اللہ حقانی صاحب
توضیح وتلویح:	حضرت مولانا حافظ عبد الباسط صاحب،
ہدایہ جلد ثانی:	حضرت مولانا عبد الباسط صاحب

سے پڑھیں اُس وقت تک جامعہ فریدیہ میں درجہ سادسہ تک ہی پڑھائی ہوتی تھی اور درجہ سابعہ شروع کرنے پر غور ہو رہا تھا۔ اپنے چچا محترم حضرت مولانا عبد الحکیمؒ مہتمم جامعہ فرقانیہ سے ناچیز نے مشورہ مانگا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی اس سے قبل درجہ سادسہ تک ہی پڑھائی ہو رہی ہے، لیکن آئندہ سال ہمارا پروگرام ہے کہ درجہ سابعہ موقوف علیہ کا

اہتمام کیا جائے ، اور پھر اصرار کے ساتھ بار بار فرمایا کہ اگر تم نے کچھ بننا ہے تو اگلے سال یہاں پر آؤ۔اس طرح موقوف علیہ کے لئے چچا محترم کے حکم پر جامعہ فرقانیہ مدنیہ میں اپنے چند رفقاء کے ساتھ داخلہ لیا اور اس طرح جامعہ فرقانیہ میں درجہ سابعہ کے ہم پہلے طالب علم بنے۔

☆ اساتذۂ اکرام میں حکیم ملت حضرت مولانا عبدالحکیم صاحبؒ (جن سے قرآن کریم کے کچھ حصہ کا ترجمہ پڑھا) اور حضرت مولانا قاری محمد یوسف صاحبؒ بھی جن سے عربی لغت کی چند کتابیں پڑھیں) شامل ہیں۔

درجہ سابعہ بمقام جامعہ فرقانیہ مدنیہ راولپنڈی (9ستمبر 1988) یکم صفر ہجری 1409

مشکوٰۃ المصابیح جلد اوّل:	حضرت مولانا عبدالباقی صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند
ہدایہ جلد ثالث ، وہدایہ جلد رابع:	حضرت مولانا عبدالباقی صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند
بیضاوی شریف	حضرت مولانا عبدالباقی صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند
نخبۃ الفکر: الفوز الکبیر	حضرت مولانا محمد طاہر صاحب
مشکوٰۃ المصابیح جلد ثانی:	حضرت مولانا مفتی محمد اقبال صاحب

درجہ سابعہ کا امتحان دینے کے بعد بندہ ناچیز رمضان المبارک میں قرآن مجید سنانے کے لئے ناروے چلا گیا ، اور ناروے کے شہر ستاونگر میں تراویح کے اندر قرآن کریم کی تکمیل کی ۔اور اس دوران امامت اور خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔عید الفطر ناروے کے دارالخلافہ اوسلو میں کھلے میدان کے اندر پڑھائی۔ جہاں برادر کبیر قاری محمد داؤد صاحب امامت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ اور تین مہینے وہاں قیام کرنے کے بعد تعلیم کی تکمیل کے لئے دوبارہ پاکستان کا رُخ کیا ، اور دورہ حدیث کے لئے شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کے قائم کردہ مشہور دینی درس گاہ دارلعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی میں داخلہ حاصل کر کے دورہ حدیث شریف کے اسباق مندرجہ ذیل عظیم اساتذۂ کرام سے مکمل کئے:

درجہ ثامنہ دورہ حدیث بمقام دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی (نومبر 1989) ربیع الثانی ہجری 1410)

صحیح بخاری شریف : کی تکمیل: شیخ الحدیث حضرت اقدس حضرت مولانا عبد القدیر صاحبؒ فاضل دارالعلوم دیوبند، جو کہ خاتم المحدثین حضرت اقدس حضرت علامہ سید مولانا محمد انور شاہ صاحب کاشمیریؒ کے شاگرد رشید تھی سے کی۔اور باقی کتب میں سے: جامع الترمذی ، وشمائیل ترمذی: حضرت مولانا عبدالہادی صاحبؒ

سنن ابوداؤد: حضرت مولانا عبدالہادی صاحبؒ

صحیح مسلم شریف: سنن ابن ماجہ حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب

طحاوی شریف: سنن نسائی حضرت مولانا فیروز صاحب (کوہستانی استاد) سے پڑھیں۔ اور یوں اللہ ربّ العزت کے بے پایاں انعامات اور احسانات سے نومبر سنہ ۱۹۸۹ بمطابق ہجری ۱۴۱۰ میں سند فراغت و تکمیل دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی سے حاصل کر لی۔

رفقائے ہم سبق

درس نظامی کی تعلیم کے دوران مختلف درجات میں جو میرے ہم سبق رفقاء رہے اُن میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں: مولانا محمد عظیم، مولوی افتخار عباسی، مولانا محمد ضیاء الحق، مولانا عبد الوہاب، قاری مسعود الرحمن، محمد رفیق، احمد الرحمٰن، مولانا فضل الرحیم، قاری عبد الرؤف، مولانا ظہور الٰہی چکوالی، مولانا حسن ملک، مولانا طاہر محمود عباسی، مولانا عبدالصبور عابد، مولانا عزیز رحیم اللہ، مولانا عطاء الرحمٰن کشمیری، مولانا عبد الخالق ندیم، مولانا عبد الصبور ثاقب، مولانا محمد ادریس حسرت، مولانا محمد سلیمان، مولانا عبد الستار چکوالی، مولانا سیف الرحمٰن۔ مولانا محمد ایوب، غیاث الدین، ابو القاسم، مولانا راشد اقبال، مولانا محمد عثمان، مولانا صالح، مولانا محمد صابر، مولانا عبد الجبار، مولانا ولی الرحمٰن، مولانا عبد الخالق، مولانا عبد الطیف، مولانا سعید الرحمٰن مولانا زاہد اللہ، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا عبد الرحمٰن۔

درس و تدریس، امامت و خطابت

والدہ مرحومہ کی ترغیب سے درجہ اولیٰ ہی میں تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلام آباد کے سیکٹر ای سیون جامع مسجد الفرقان جو اس وقت بالکل تعمیر کے ابتدائی مراحل میں تھی اور ٹین کی جستی چادریں ڈال کر ایک چھپر سا بنایا ہوا تھا وہاں پر مولانا محمد اسحاق صاحب کے ساتھ مؤذنی بھی اختیار کر لی، صبح کے وقت وہاں سے پیدل کئی میل کا فاصلہ طے کر کے اسلام آباد کے سیکٹر ایف، سکس فور، میں واقع مدرسہ عربیہ تعلیم حاصل کرنے چلا جاتا اور دوپہر کو جب اسباق ختم ہوتے تو بعض اوقات بس کے ذریعہ اور بعض اوقات واپس پیدل پھر مسجد پہنچ جاتا۔

یوں یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر جامع مسجد الہدیٰ چوہڑ چوک میں جمعہ کی امامت مل گئی، اور اسلام آباد سے آکر جمعہ پڑھا کر واپس چلا جاتا۔ بعد میں انہیں مستقل امام وخطیب مل گیا تو میں نے وہ مسجد چھوڑ دی۔ جب درجہ خامسہ میں دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی میں میں نے داخلہ لیا تو مدرسہ والوں نے غیر امدادی داخلہ دیا کہ رہائش کا بندوبست ہم نہیں کر سکتے، صرف تم یہاں پڑھ سکتے ہو، تو میں نے رہائش جامعہ فرقانیہ مدنیہ میں رکھی ہوئی تھی، صبح آکر تعلیم القرآن میں اسباق پڑھ

لیتا، اور پھر واپس جامعہ فرقانیہ چلا جاتا، اور وہیں پرائیویٹ طور پر ایک کالج میں داخلہ لے لیا تھا، ظہر کے بعد وہاں جا کر تعلیم حاصل کرتا تھا۔

ایک مرتبہ میں اپنے کمرے میں بیٹھا پڑھ رہا تھا، کہ اچانک استاد محترم حضرت مولانا قاری محمد یوسف صاحبؒ جو انتہائی مشفق اور مخلص انسان تھے، طرابلس یونیورسٹی لیبیا سے ڈگری ہولڈر تھے، جامعہ فرقانیہ کے نائب مہتمم اور اسلام آباد ایچ نائین ڈگری کالج میں پروفیسر تھے، انہوں نے مجھے اپنے کمرہ میں بلایا۔ اور بغیر کچھ کہے کنگھی اور قینچی منگوائی، تولیہ لپیٹا، اور میری داڑھی مونچھ خود اپنے دست مبارک سے ٹھیک کی۔ اور اپنے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھا کر اسلام آباد کے سیکٹر ایچ، نائین میں واقع ڈگری کالج لے گئے، جہاں وہ پروفیسر بھی تھے اور کالج کی مسجد میں جمعہ کا خطبہ بھی دیا کرتے تھے، اور مجھ سے فرمانے لگے کہ آج سے تمہاری ڈیوٹی یہاں ہے یہاں امامت بھی کرو اور تدریس بھی۔ یوں اللہ تعالیٰ نے میرے رہنے سہنے کا بندوبست کر دیا۔

حضرت قاری صاحب جمعہ کو خطبہ دینے کے لئے تشریف لاتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن اُن کے تشریف لانے میں تاخیر ہوئی تو میں اللہ کا نام لے کر ممبر پر بیٹھ گیا تقریر کے بعد خطبہ دیا اور نماز پڑھائی تو دیکھا کہ حضرت قاری صاحب بھی موجود ہیں۔ فرمانے لگے میں تھوڑی تاخیر سے آ گیا تھا، اچھا ہوا تم نے بیان شروع کر دیا میں نے ہاسٹل میں بیٹھ کر تمہارا بیان سنا ہے آج سے جمعہ بھی تم پڑھاؤ، پھر جمعہ کا خطبہ بھی میرے ذمہ لگا کر چلے گئے اور پھر کبھی جمعہ کے لئے تشریف نہیں لائے۔ بقیہ تعلیم پھر میں نے وہیں سے پوری کی اور خامسہ سے دورہ تک کے تمام اسباق اسی طرح پورے کئے کہ صبح کو مدرسہ چلا جاتا اور اسباق کی تکمیل کے بعد اسی کالج کی مسجد میں امامت، خطابت اور تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیتا رہا۔

حضرت مولانا عبد الرزاق صاحب مدظلہُ العالی جو ہمارے خاندان کے ایک جید عالم دین ہیں، جنہیں چچا مرحوم حضرت مولانا عبد الحکیمؒ نے اسلام آباد کے سیکٹر آئی، ٹین، ٹو میں واقع مسجد کے ایک پلاٹ پر جو تعمیر کے ابتدائی مراحل میں تھا اور عارضی مسجد بنائی گئی تھی، ان کا وہاں پر تقرر فرمایا تھا، گاؤں میں ایک عزیز کے جنازے میں اُن سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے گورنمنٹ کے سکول میں سرکاری ملازمت ٹیچنگ کے لئے مل گئی ہے اس لئے میرے لئے اب اس مسجد کی امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینا ممکن نہیں رہا، آپ اس جگہ کو سنبھالیں، اور یوں سنہء ۱۹۹۰ سے جامع مسجد شہداء آئی، ٹین، ٹو کی امامت وخطابت کے فرائض میرے سپرد ہو گئے، دس سال کے عرصہ میں الحمد للہ تین منزلہ خوبصورت مسجد کی تعمیر بھی اللہ نے کروائی، اور اسی مسجد میں مدرسہ سراج العلوم کی بنیاد بھی رکھی جس میں تھوڑے ہی عرصہ کے اندر درجہ ناظرہ، وحفظ کے ساتھ ساتھ درجہ ثالثہ تک تعلیمی سلسلہ پہنچ گیا، اور تا ہنوز الحمد للہ قرآنی تعلیم کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

سنہ ء دو ہزار ایک ۲۰۰۱ میں ایک مشفق و مہربان دوست جناب حاجی عدالت خان صاحب (جو یہاں برطانیہ کے شہر پرسٹن میں مقیم تھے، اکثر جب اسلام آباد تشریف لاتے تو میرے پاس قیام فرمایا کرتے تھے) کے اصرار پر یہاں برطانیہ آنا ہوا اور اُس وقت سے تا وقت تحریر برطانیہ کے مشہور صنعتی شہر شفیلڈ میں ایک معروف دینی ادارہ کی جامع مسجد میں حتی المقدور امامت و خطابت اور درس و تدریس کا ٹوٹا پھوٹا سلسلہ جاری ہے۔ اس دوران پاکستان میں براہمہ واہ کینٹ کے علاقہ میں مسجد و مدرسہ کی بنیاد بھی اللہ نے رکھوا دی ہے الحمد للہ مسجد کی ایک منزل مکمل ہو چکی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ مدرسہ کی بلڈنگ کا تعمیری کام بھی حسب توفیق جاری ہے۔ (فللّٰه الحمد علی ذالك)۔

یہ سب حضرات اساتذۂ کرام اور والدین کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ربّ العالمین شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ عزیزم مولانا عمر حیات صاحب کے اصرار پر یہ چند حروف لکھ دیئے ہیں، اصل چیز نام نہیں بلکہ کام اور اس کی عند اللہ مقبولیت ہے، اللہ ربّ العزت اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے ہم سب کے لئے نجاتِ اخروی کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

محمد موسیٰ شاکر غفر اللہ لہٗ

شفیلڈ یو کے

عرض مؤلف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ، نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئٰاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ، وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ۔وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔أَمَّا بَعْد:

ربّ العالمین کی طرف سے امت مرحومہ کی راہنمائی کے لئے کتاب اللہ کے بعد سنت رسول اللہ ﷺ شریعت کی دوسری بنیاد قرار پائی ، اور ہر خاص وعام کو {اَطِیْعُوْا اللّٰہَ} کے ساتھ {اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ} کا بھی پابند بنا دیا گیا ہے ۔اور {اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ} میں آپ ﷺ کی پوری زندگی ہے کہ ،آپ ﷺ کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا، پینا لباس و پوشاک، آپ ﷺ کا سونا و بیدار ہونا، آپ ﷺ کی زمانہ امن کی زندگی، اور زمانۂ جہاد کی زندگی، گھریلو زندگی، انفرادی و اجتماعی زندگی گھر والوں کے ساتھ برتاؤ، خدام و نوکروں کے ساتھ برتاؤ، پڑوسیوں کے ساتھ برتاؤ، رشتہ داروں کے ساتھ برتاؤ، بڑوں کے ساتھ اور چھوٹوں کے ساتھ برتاؤ، مہمانوں کے ساتھ برتاؤ، جانوروں کے ساتھ سلوک، آپ ﷺ کے اخلاق، آپ ﷺ کا کردار، آپ ﷺ کی تواضع و انکساری، آپ ﷺ کی شجاعت و بہادری ، یتیموں ،فقیروں کے ساتھ حسن سلوک، آپ ﷺ کی عبادات ، ذکر ، نماز ، روزے ،زکوٰۃ، حج ،بیع و شراء کے معاملات وغیرہ غرضیکہ پوری کی پوری زندگی {اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ} کے اندر داخل ہے اور جس کے بارے میں ارشاد باری ہے۔

{لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا} (الاحزاب)

البتہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، اس کے لئے جو اللہ اور قیامت کی امید

رکھتا اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

یہ آیت کریمہ پیارے پیغمبر ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کی پیروی کرنے کے بارے میں ایک بڑے اصول کا درجہ رکھتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہر حکم میں اپنی سیرت پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔جس نے بھی کلمہ پڑھا ہے:

{لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ}

اس پر لازم ہے کہ وہ نبی ﷺ کی زندگی کے بارے میں جانے، اس پر ایمان رکھے اور اس کی تصدیق کرے، اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے۔کہ آپ ﷺ کی سیرت کے بارے میں جاننا انسان کے دل کو آپ ﷺ کی محبت، تعظیم ،اتباع اور اقتداء سے بھر دیتا ہے۔پیارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ محبت رکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

{ ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانْ، أَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ أَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْئُ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا اللّٰهْ ، وَأَنْ يَّكْرَهُ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذِفَ فِي النَّارِ۔}

ایمان کی مٹھاس وہی آدمی پا سکتا ہے جس میں یہ تین باتیں پائی جائیں، کہ اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کائنات کی ہر چیز سے زیادہ ہو،اس کا کسی کے ساتھ محبت کرنا صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے ہو،اور اس کو کفر (اور کفریہ اعمال) کی طرف لوٹنا اُتنا ہی ناپسند ہو جتنا کہ آگ میں ڈالا جانا۔

جو آدمی اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن محمدی طریقے پر عمل پیرا نہیں وہ درحقیقت اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔اور جو شخص جس قدر پیارے پیغمبر ﷺ کی راہ پر چلتا اور آپ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعل راہ بناتا ہے،اور سنت نبوی ﷺ کو اختیار کرتا ہے اسی قدر سمجھنا چاہئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے دعویٰ میں سچا اور کھرا ہے ،اور جو جتنا اس دعویٰ میں سچا ہوگا اتنا ہی پیارے پیغمبر ﷺ کی پیروی میں مضبوط و مستعد ہوگا۔

اس دور میں خاتم الانبیاء ﷺ کی سنت و سیرت کی پیروی کرنے کے ساتھ ہی غلبۂ دین کی جدو جہد میں کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔اس کتاب کا مقصد بھی یہی ہے کہ خلقِ خدا کے دلوں میں محبت نبوی کے جذبات پیدا ہوں،وہ بدعات

سے اجتناب کرتے ہوئے سنت نبوی پر عمل پیرا ہوں، اور جہاں جہاں بگاڑ در آیا ہے اُسے دور کرنے کی کوشش میں سرگرم عمل ہو جائیں۔

وجہ تالیف:

قارئین کرام!

انسان کی صلاح وفلاح کا اصل سرمایہ آقائے نامدار سرور کائنات رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع اور پیروی میں ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں آپ کی سنتوں کی پیروی کی جائے کہ یہی سارا دین ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست　　　اگر بأو نہ رسیدی تمام بولہبی است

ربّ العالمین نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت سید المرسلین خاتم النبیّین جناب محمد الرّسول اللہ ﷺ کی اتباع سنت ہی سے انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبوبیت کا مقام اور سعادت ابدی حاصل کرسکتا ہے۔

علمائے امت نے ہر دور میں پیارے پیغمبر ﷺ کی سنتوں کو مختلف زبانوں میں جمع کر کے مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے تاکہ وہ سنت سے واقفیت تامہ حاصل کر کے ان پر عمل پیرا ہو کر سعادت ابدی حاصل کر سکیں۔ زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس سے قبل الحمدللہ بدعت کے موضوع پر { البدعۃ } نامی کتاب تالیف کرنے کے بعد بارہا دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ سنت کے موضوع پر بھی کچھ کام کیا جائے اگر چہ اس موضوع پر بھی کتب کی کوئی کمی نہیں مگر اس خیال سے جسارت کر رہا ہوں کہ اس کو پڑھنے کے بعد کسی کو عمل کی توفیق مل جائے اور ربّ العالمین اس کو میری نجات کا ذریعہ بنادے۔ (آمین)

آج جب کہ پیارے پیغمبر ﷺ کی امت میں طرح طرح کی خرابیاں پھیل چکی ہیں، سنتوں کی جگہ بدعات، رسوم ورواجات اور غیروں کی نقالی نے لے لی ہے، اتباع سنت کا کماحقہٗ اہتمام نہیں کیا جارہا، اور صرف یہی نہیں بلکہ پیارے پیغمبر ﷺ کی سنتوں پر چلنے والوں کی تضحیک کی جارہی ہے، حالانکہ ہم تھوڑی سی توجہ دے کر سینکڑوں سنتوں پر باآسانی عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ ایسے میں جو باہمت اور باایمان سربکف ہو کر اس میدانِ کارزار میں سر کی بازی لگاتے ہوئے سنتوں پر عمل پیرا ہوگا اس کو یقیناً ربّ العالمین کی طرف سے سو شہیدوں کا اجر وثواب عطا فرمایا جائیگا۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں　　　یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

قارئین سے گذارش ہے کہ: اس کتاب میں اگر کسی طرح کی کوئی فروگذاشت محسوس کریں تو برائے کرم ضرور مطلع

فرمائیں، میں آپ کا ممنون ومشکور رہوں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے انتہائی عاجزی وانکساری کے ساتھ دعاء گو ہوں کہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت سے نوازے اور اِسے مسلمانوں کے لئے نافع اور مفید بنائے۔اور میری بقیہ زندگی کو خدمت دین کی راہ پر لگائے رکھے،تا حیات اپنی توفیق خاص عطا فرماتا رہے،اور اس کتاب کو امت کے حق میں نافع اور اپنے حق میں باعث رضا بنائے۔اور مجھے اور تمام مسلمانوں کو اتباعِ سنت کی توفیق عطا فرمائے،اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔آمین یاربّ العالمین۔

محتاج دعاء: محمد موسیٰ شاکر غفراللہ لہٗ :

مکی جامع مسجد شفیلڈ یو کے

۱۴ جنوری ۲۰۰۱۸،مطابق ۲۷ ربیع الثانی ہجری۱۴۳۹

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل پیرا ہونے کا حکم اور بدعات سے

اجتناب کی تاکید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ، نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ، وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ۔وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔اَمَّابَعْدُ : فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٍ }۔

مقدمہ:

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: { قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ } (آل عمران:۳۱)

(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہدو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ اور اللہ بہت معاف کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: { لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا } (الاحزاب:۲۱)

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ

سے اور یومِ آخرت سے اُمید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

وَقَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: { وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ } (الانعام:۱۵۳)

اور اے پیغمبر! ان سے) یہ بھی کہو کہ: یہ میرا سیدھا راستہ ہے، لہٰذا اس کے پیچھے چلو، اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ پڑو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کردیں گے۔لوگو! یہ باتیں ہیں جن کی اللہ نے تاکید کی ہے تاکہ تم متقی بنو۔

وَقَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: { وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا } (الحشر)

اور رسول تمہیں جو کچھ دیں، وہ لے لو، اور جس چیز سے منع کریں، اُس سے رُک جاؤ۔اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

{قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ}

(رواہ الترمذی)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری سنت سے محبت کی پس اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

خطبہ حجۃ الوداع میں تکمیلِ دین کا اعلان

پیارے پیغمبر ﷺ نے اپنے آخری حج میں جو حجۃ الوداع اور حجۃ البلاغ کے نام سے مشہور ہے، حجۃ الوداع تو اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ یہ پیارے پیغمبر ﷺ کا آخری حج تھا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے وفات پائی۔اور اس حج کو حجۃ البلاغ اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ اس میں آپ ﷺ نے اسلام کے احکام کی قولاً بھی خطاب کے ذریعہ تعلیم دی اور عملاً بھی ان احکام کو کر کے دکھایا اور امت کو کامل طریقہ سے دین کے احکامات پہنچائے۔اسی حج میں اسلام کے بطور دین مکمل ہونے کا اعلان ہوا اور میدان عرفات میں جمعہ کے دن بعد نماز عصر جب کہ پیارے پیغمبر ﷺ اپنی ناقہ عضباء پر وقوف فرما رہے تھے آپ ﷺ پر سورۂ مائدہ کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

{ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ

دِیۡنًا} (المائدہ:۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا، تم پر اپنی نعمت پوری کردی، اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لئے) پسند کرلیا۔

اس آیت کے نزول کے بعد حلال و حرام اور فرائض اور احکام کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی، اور اس کے بعد پیارے پیغمبر ﷺ اکیاسی (۸۱) دن تک اس عالمِ فانی میں رہے۔ مشہور قول کے مطابق اس حج میں پیارے پیغمبر ﷺ کے ہمراہیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے بھی زیادہ تھی۔ یہ ان لوگوں کی تعداد ہے جو پیارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، باقی جو لوگ اور قبائل دوران سفر آپ ﷺ کے قافلے کے ساتھ شامل ہوتے رہے ان کی تعداد اس کے سوا ہے۔ اس سفر میں پیارے پیغمبر ﷺ نے مختلف مواقع پر جو خطبے ارشاد فرمائے ان کا ذکر مختلف کتب میں موجود ہے مگر بہت کم روایات میں اس بات کی صراحت ہے کہ یہ خطبہ پیارے پیغمبر ﷺ نے کس موقع پر دیا اس لئے ان تمام مواقع کے خطبوں کو خطبہ حجۃ الوداع کا ہی نام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے (خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر) اللہ کی حمد و ثناء بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا:

{اَیُّھَا النَّاسُ! اِسۡمَعُوۡا قَوۡلِیۡ فَاِنِّیۡ لَا اَدۡرِیۡ لَعَلِّیۡ لَا اَلۡقَاکُمۡ بَعۡدَعَامِیۡ ھٰذَا فِیۡ ھٰذَا الۡمَوۡقَفِ اَبَداً}

اے لوگو! میری بات غور سے سنو، کیونکہ میرا خیال ہے کہ شاید میں اس سال کے بعد اس موقف (میدانِ عرفات) میں تم سے کبھی نہ مل سکوں گا۔

اور اسی خطبہ میں آپ ﷺ نے ایک دوسرے کے خون، مال و آبرو کی حرمت بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا:

{ اَیُّھَا النَّاسُ! اِنَّ دِمَآ ئَکُمۡ وَ اَمۡوَالَکُمۡ وَاَعۡرَاضَکُمۡ حَرَامٌ عَلَیۡکُمۡ اِلیٰ یَوۡمِ تَلۡقَوۡنَ رَبَّکُمۡ کَحُرۡمَۃِ یَوۡ مِکُمۡ ھٰذَا فِیۡ بَلَدِکُمۡ ھٰذَا فِیۡ شَھۡرِکُمۡ ھٰذَا۔ وَاِنَّکُمۡ سَتَلۡقَوۡنَ رَبَّکُمۡ فَیَسۡاَلُکُمۡ عَنۡ اَعۡمَالِکُمۡ۔ وَلَا تَرۡجِعُوۡا بَعۡدِیۡ ضَلَّالًا یَّضۡرِبُ بَعۡضُکُمۡ رِقَابَ بَعۡضٍ بِالسُّیُوۡفِ۔ ثُمَّ قَالَ اَلَا ھَلۡ بَلَّغۡتُ؟} (رواہ مسلم، و بخاری)

اے لوگو! بیشک تمہاری جانیں اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں، جس طرح یہ

دن اس مہینے میں ، اس شہر میں ۔ اور عنقریب تم اپنے پروردگار سے ملو گے ، پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔پس میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جانا کہ تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔پھر فرمایا کہ: دیکھو! کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔

اور اسی خطبہ میں ارشاد فرمایا: عنقریب تم اپنے رب کے پاس جاؤ گے ، وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں دریافت فرمائیں گے، دیکھو میرے بعد گمراہ نہ ہو جائیو۔ارشاد فرمایا:

{ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَيُّهَا النَّاس! مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا، كِتَابُ اللهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهٖ، وَاَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ، قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ،فَقَالَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَابَةِ يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَآءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ، اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ، اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ، اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ } (رواہ مسلم)

اور اے لوگو! میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہو تو اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کا طریقہ (سنت) ہے اور قیامت کے دن تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا تو تم اس وقت کیا کہو گے؟ سب نے عرض کی کہ ہم گواہی دیں گے کہ بیشک آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا،اور رسالت کا حق ادا کر دیا اور آپ ﷺ نے امت کی پوری پوری خیر خواہی کی ۔پھر آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کو اٹھا کر آسمان کی طرف اشارہ کرتے ، اور لوگوں کی طرف جھکاتے اور فرماتے۔اے اللہ! کیا میں نے تیرا حکم پہنچا دیا؟ اے اللہ! کیا میں نے تیرا حکم پہنچا دیا؟ اے اللہ! کیا میں نے تیرا حکم پہنچا دیا؟۔

اس کے علاوہ اور بہت سی وصیتیں فرمائیں جو کتب احادیث میں موجود ہیں۔

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مضبوطی سے عمل کرنا

سنت نبویہ تا قیامت باقی رہنے والا ایسا توشہ ہے جسے مسلمان اگر اپنے کردار،اطوار، گفتار اور عملی زندگی کے تمام شعبوں میں اپنا لیں تو دونوں جہانوں کی کامیابی اُن کا مقدر بن سکتی ہے اور اسی میں قائدین، ومتّبعین، حکام ومحکومین، رہبران ومرشدین اور مجاہدین کی رُشد و ہدایت ہے۔اور اسی میں سیاست وحکومت، دولت و اقتصاد، معاشی ومعاشرتی معاملات،انسانی

تعلقات، اخلاق فاضلہ اور بین الاقوامی روابط کے جملہ میدانوں کے لئے اسوۂ ونمونہ ہے۔ ربّ العالمین کا ارشاد ہے:

{ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا } (الاحزاب:۲۱)

یقیناً تمہارے ہر اس شخص کے لئے رسول اللہ ﷺ میں بہترین اسوہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کی امید رکھتا ہو، اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہو۔

اور جب امّ امؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا کہ پیارے پیغمبر ﷺ کے اخلاق کیسے تھے تو امّ المؤمنین کا جواب تھا: { كَانَ خُلُقُهُ اَلْقُرْآن } بس قرآن ہی آپ ﷺ کا اخلاق تھا۔لہٰذا جو شخص اپنی دنیا اور آخرت کے تمام معاملات میں ربّانی شاہراہ پر چل کر اس دنیا سے نجات چاہتا ہو اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ پیارے پیغمبر ﷺ کے اسوۂ کی پیروی کرے۔ اور خوب اچھی طرح سمجھ بوجھ کر اس یقین کے ساتھ پیارے پیغمبر ﷺ کی سیرت کو اپنائے کہ یہی پروردگار کا سیدھا راستہ ہے جس پر ہمارے آقا و پیشوا حضرت محمد الرّسول اللہ ﷺ عملاً اور واقعۃً تمام شعبہائے زندگی میں گامزن تھے۔قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے کلمات تامہ کا نام ہے۔لہٰذا جس ذات گرامی کی اتباع اور اسوۂ کو اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے اس کے لئے پہلے ہم کتاب اللہ سے اور پھر احادیث رسول اللہ ﷺ سے وہ ارشادات یہاں پر نقل کریں گے جن میں آپ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں رب العالمین کا ارشاد ہے:

۱) { وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ } (آل عمران:۱۰۱)

اور (اللہ کی سنت یہ ہے کہ) جو شخص اللہ کا سہارا مضبوطی سے تھام لے، (یعنی ایمان پر پورا قائم رہتا ہے، کیونکہ اللہ کو مضبوط پکڑنا یہی ہے کہ اُس کی ذات و صفات کی تصدیق کرے، اس کے احکام کو مضبوط پکڑے، کسی دوسرے مخالف کی موافقت نہ کرے) تو وہ سیدھے راستے تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

اس لئے تم اللہ کو مضبوطی سے پکڑو، جس نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑا اس کو سیدھے راستے کی ہدایت مل گئی، اور راہ راست پر ہونا اصل ہے ہر صلاح وفلاح کی۔

۲) { وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا } (آل عمران:۱۰۳)

اور اللہ کی رسّی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامے رکھو، اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔

تشریح: یہاں پر اللہ کی رسی سے مراد قرآن مجید اور اللہ کا دین ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَمْدُوْدُ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْأَرْضِ} (ابن کثیر)

یعنی کتاب اللہ اللہ تعالیٰ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے۔

اور اس کو رسی سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ یہی وہ رشتہ ہے جو ایک طرف اہل ایمان کا تعلق اللہ سے قائم کرتا ہے، اور دوسری طرف ایمان والوں کو باہم ملا کر ایک جماعت بناتا ہے۔اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نظامِ حیات یعنی قرآن کریم پر مضبوطی سے عامل ہوں، اُن کی نگاہ میں اصل اہمیت دین کی ہونی چاہئے اور اسی سے ان کو دلچسپی ہو،اور اس کی اقامت میں کوشاں رہیں،اور اس کی خدمت کے لئے آپس میں تعاون کرتے رہیں۔اگر مسلمانوں کی مختلف پارٹیاں مل کر قرآن کریم کے نظام پر متحد و متفق ہو جائیں جیسے کوئی جماعت ایک رسی کو پکڑے ہوئے ہو تو پوری جماعت ایک جسمِ واحد بن جاتی ہے۔تو ہزاروں گروہی اور نسلی و وطنی اختلافات ایک لحظہ میں ختم ہو سکتے ہیں جو انسانیت کی ترقی کی راہ میں حائل ہیں۔اور کوئی شیطانی قوت بھی شر انگیزی میں کامیاب نہ ہو سکے گی۔ (معارف القرآن:ص ۱۳۳ ج ۲: جمالین:ص ۵۵۰)

۳) { اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا } (النساء:۱۴۶)

البتہ جو لوگ (نفاق سے) توبہ کرلیں گے، اپنی اصلاح کرلیں گے، اللہ کا سہارا مضبوطی سے تھام لیں گے اور اپنے دین کو خالص اللہ کے لئے بنالیں گے تو ایسے لوگ مؤمنوں کے ساتھ شامل ہو جائیں گے، اور اللہ مؤمنوں کو ضرور اجر عظیم عطا کرے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی عمل مقبول ہے جو ریاء سے پاک ہو،اور محض اُسی کی ذات کے لئے ہو۔

۴) { فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا } (النساء:۱۷۵)

چنانچہ جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں، اور انہوں نے اسی کا سہارا تھام لیا ہے،سو اللہ تعالیٰ ایسوں کو اپنے فضل و رحمت میں داخل کرے گا،(یعنی دخول جنت دیدار الٰہی اور نعمائے عظمیٰ عطا فرمائے گا) اور انہیں

اپنے پاس آنے کے لئے سیدھے راستے تک پہنچائے گا۔

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ سیدھے راستے پر پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ ان کو فرمانبرداری اور ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا، اور آخرت میں جنت میں پہنچا دے گا۔

۵) { فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ } (الحج:۷۸)

لہٰذا نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور (بقیہ احکام میں بھی) اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھو، وہ تمہارا رکھوالا ہے، دیکھو کتنا اچھا رکھوالا ہے، اور کتنا اچھا مددگار!۔

جب اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر ایسے احسانات عظیمہ فرمائے ہیں تو تمہارا فرض ہے کہ احکام الٰہیہ کی پابندی میں پوری کوشش کرو، اور اپنے سب کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو، اُسی سے مدد مانگو، قرآن وسنت کے ساتھ تمسّک کرو، انکو ہر حال میں لازم پکڑو جیسا کہ حدیث میں پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

{ تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنَ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّةُ رَسُوْلِهٖ }

(مظہری)

ترجمہ: میں نے تمہارے لئے دو چیزیں ایسی چھوڑی ہیں کہ تم جب تک ان دونوں کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب، دوسرے اُس کے رسول کی سنت۔

☆☆☆

اتباع سنت رسول کی تاکید قرآن کریم میں

۱) { فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ } (البقرۃ:۳۸)

تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے، ان کو نہ کوئی خوف ہوگا، اور نہ وہ کسی غم میں مبتلا ہوں گے۔(اس آیت میں آسمانی ہدایات کی پیروی کرنے والوں کے لئے دو انعام مذکور ہیں،ایک یہ کہ اُن پر آئندہ آنے والی کسی تکلیف یا مصیبت کا کوئی خوف نہ ہوگا، دوسرے کسی مقصد و مراد کے فوت ہو جانے سے وہ غمگین نہ ہوں گے)۔

۲) { اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ } (البقرۃ:۱۴۳)

مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کہ کون تو رسول اللہ کا اتباع اختیار کرتا ہے،اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے(اور نفرت اور مخالفت کرتا ہے)۔

۳) { وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ } (البقرۃ:۲۸۵)

اور وہ یہ کہتے ہیں کہ: ہم نے (اللہ اور اُس کے رسول کے احکام کو توجہ سے) سُن لیا ہے،اور ہم خوشی سے (اُن کی) تعمیل کرتے ہیں۔اے ہمارے پروردگار! ہم آپ کی مغفرت کے طلب گار ہیں۔ اور آپ ہی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

اس جملہ میں حضرات صحابہ کرامؓ کی تعریف کی گئی ہے جو انہوں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے موافق زبان سے کہا تھا۔{سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ} اے ہمارے پروردگار! ہم نے آپ کا حکم سنا اور اس کی اطاعت کی، اے ہمارے پروردگار! اگر تعمیل حکم میں ہم سے کوئی کوتاہی یا فروگذاشت ہوئی ہو تو اُس کو معاف فرمادے، کیونکہ ہمارا سب کا آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

۴: { فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ } (آل عمران:۲۰)

پھر بھی اگر یہ لوگ تم سے جھگڑیں تو آپ جواب میں فرمادیں کہ: میں نے تو اپنا رُخ خاص اللہ کی طرف کر

لیا ہے، اور جنہوں نے میری اتباع کی ہے انہوں نے بھی۔

۵: { قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ * قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ } (آل عمران: ۳۲:۳۱)

(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔: فرمادیجئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر روگردانی کریں تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں فرماتا۔

اس آیت میں جہاں اتباع رسول اور اطاعت رسول ﷺ کا حکم معلوم ہوا، وہاں یہ بھی واضح ہوا کہ ان چیزوں سے روگردانی کرنا اور ہٹنا کفر کی بات ہے، اتباع تابع ہونے کو کہتے ہیں، اور اطاعت فرمانبرداری کو کہتے ہیں، معلوم ہوا کہ پیارے پیغمبر ﷺ کا قول وفعل اور حکم سب واجب الاتباع ہیں۔ آپ ﷺ نے جیسا کیا ویسا کریں اور جو حکم دیا اس کی فرماں برداری کریں، یہ عینِ دین وایمان ہے اور سراپا اطاعت قرآن ہے۔ پھر اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ محبت کے کچھ آثار اور علامات ہوتی ہیں جن سے پہچانا جاتا ہے، اگر کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ ہو تو اس کے لئے لازم ہے کہ اُس کو اتباعِ محمدی ﷺ کی کسوٹی پر آزما کر دیکھ لے، سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا، جو شخص اپنے دعویٰ میں جتنا سچا ہوگا اتنا ہی پیارے پیغمبر ﷺ کی اتباع کا زیادہ اہتمام کرے گا، اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعلِ راہ بنائے گا، اور جتنا اپنے دعویٰ میں کمزور ہوگا اسی قدر آپ ﷺ کی اطاعت میں سُستی اور کمزوری دیکھی جائے گی۔ (معارف القرآن: ص۵۵ ج ۲)

۶: { وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ، وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ } (آل عمران: ۵۰)

اور جو کتاب مجھ سے پہلے آچکی ہے یعنی تورات، میں اُس کی تصدیق کرنے والا ہوں، اور (اس کے لئے بھیجا گیا ہوں) تاکہ کچھ چیزیں جو تم پر حرام کی گئیں تھیں، اب تمہارے لئے حلال کردوں۔ اور میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں، لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

۷: { وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ } (آل عمران: ۱۳۲)

اور اللہ اور رسول کی بات مانو، تا کہ تم سے رحمت کا برتاؤ کیا جائے۔

اس میں رحمت خداوندی کے لئے جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو ضروری اور لازم قرار دیا ہے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو بھی اسی طرح لازم اور ضروری قرار دیا ہے، اور یہ پھر صرف اسی آیت میں نہیں پورے قرآن میں بار بار اس کا تکرار اسی طرح ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم ہوتا ہے وہیں اطاعت رسول کا بھی ذکر مستقلاً ہے، قرآن کریم کے یہ متواتر اور مسلسل ارشادات ایک انسان کو اسلام اور ایمان کے بنیادی اصول کی طرف متوجہ کررہے ہیں کہ ایمان کا پہلا جز اللہ تعالیٰ کا وجود، اس کی وحدانیت اور اس کی بندگی اور اس کی اطاعت کا اقرار کرنا ہے، تو دوسرا جز رسول کی تصدیق اور اس کی اطاعت ہے۔ (معارف القرآن: ص ۱۷۸ ج ۲)

۸: { وَاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ،وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ } (آل عمران: ۱۷۴)

اور وہ اللہ کی رضا وخوشنودی کے تابع رہے۔ (جس کی بدولت اپنی دنیوی نعمتوں سے سرفراز ہوئے) اور اللہ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔

۹: { وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذَالِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ } (النساء: ۱۳)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، وہ اس کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ایسے لوگ ہمیشہ ان (باغات) میں رہیں گے، اور یہ زبردست کامیابی ہے۔

۱۰: { يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ }

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اُس کے رسول کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو لوگ صاحب اختیار ہوں، اُن کی بھی۔ (النساء: ۵۹)

اس آیت میں اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کا حکم فرمایا، پھر امراء مسلمین کی اطاعت کا حکم دیا۔ جس چیز کا حکم صراحۃً خود حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآن میں نازل فرمایا ہو، اور اس میں کسی تفصیل وتشریح کی حاجت نہ ہو، جیسے شرک وکفر کا انتہائی جرم ہونا، ایک اللہ وحدہٗ کی عبادت کرنا، اور آخرت اور قیامت پر یقین رکھنا، اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ کا آخری رسول برحق ماننا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو فرض سمجھنا، یہ وہ چیزیں ہیں جو براہ راست احکام ربانی ہیں، ان کی تعمیل بلا واسطہ حق

تعالیٰ کی اطاعت ہے۔دوسرا حصّہ احکام کا وہ ہے جس میں تفصیلات وتشریحات کی ضرورت ہے،ان میں قرآن کریم اکثر ایک مبہم ومجمل حکم دیتا ہے،اوراس کی تشریح وتفصیل پیارے پیغمبر ﷺ اپنے قول وعمل اوراحادیث کے ذریعہ فرماتے ہیں وہ بھی ایک قسم کی وحی ہوتی ہے اوراس کی اطاعت بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے،اس لئے پورے قرآن میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دینے کے ساتھ اطاعت رسول کا حکم مستقلاً دیا گیا ہے۔ (معارف القرآن:ص۴۵۱ج۲)

۱۱: { وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا} (النساء:۶۹)

اور جولوگ اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کریں گےتو وہ اُن کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے،یعنی انبیاء،صدیقین،شہداء اور صالحین۔اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

جولوگ ان تمام چیزوں پر عمل کریں جن کے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے دیا ہے،اور اُن تمام چیزوں سے پرہیز کریں جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہےتو عمل کے اعتبار سے ان کے مختلف درجات ہوں گے،اوّل درجہ کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السّلام کے ساتھ جنت کے مقامات عالیہ میں جگہ عطا فرمائیں گے،اور دوسرے درجہ کے لوگوں کو صدیقین،تیسرے درجہ کے حضرات شہداء کے ساتھ ہوں گے اور چوتھے درجہ کے حضرات صلحاء کے ساتھ ہوں گے۔

۱۲{ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا}

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی ،(اورجس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت عقلاً واجب ہے،تو اس طرح آپ ﷺ کی اطاعت بھی واجب ہوئی) اور جوشخص (آپ ﷺ کی اطاعت سے) منہ پھیر لےتو (اے پیغمبر! آپ ﷺ کچھ غم نہ کیجئے کیونکہ) ہم نے تمہیں اُن پر نگران بنا کرنہیں بھیجا(کہ تمہیں ان کے عمل کا ذمہ دار ٹھرایا جائے)۔ (النساء:۸۰)

۱۳: { یَھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلَامِ وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ } (المائدہ:۱۶)

جس کے ذریعے اللہ ان لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اُس کی خوشنودی کے طالب ہیں، اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے، اور انہیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔

۱۴: { وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاحۡذَرُوۡا } (المائدہ: ۹۲)

اور اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور (نافرمانی سے) بچتے رہو۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم تمہارے فائدہ کے لئے ہے، اگر تم نہ مانو تو نہ اللہ جلّ شانہٗ کا کوئی نقصان ہے اور نہ ہی اس کے رسول کا۔ اگر تم میں سے کوئی بھی ہمارے رسول کی بات نہ مانے جب بھی اُس کی قدر و منزلت میں کوئی فرق نہیں آتا، کیونکہ جتنا کام ان کے سپرد تھا وہ کر چکے۔ (معارف القرآن: ص۲۳۰ ج۳)

۱۵: { وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىۡ مُسۡتَقِيۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ ‌ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ ‌ؕ ذٰ لِكُمۡ وَصّٰٮكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ } (الانعام: ۱۵۳)

اور (اے پیغمبر! ان سے) یہ بھی کہو کہ: یہ میرا سیدھا راستہ ہے، لہٰذا اس کے پیچھے چلو، اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ پڑو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستوں سے الگ کر دیں گے، لوگو! یہ باتیں ہیں جن کی اللہ نے تاکید کی ہے تاکہ تم متقی بنو۔

یعنی یہ دین محمدی، دین اسلام اور قرآن میرا سیدھا راستہ ہے سو صرف اس راہ پر چلو جو تمہیں منزل مقصود تک پہنچائے گا، اس کو چھوڑ کر دوسرے راستوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے جدا کر دیں گی اور تم اللہ کے راستے سے دور جا پڑو گے۔

صاحبِ تفسیر مظہری نے فرمایا ہے کہ: قرآن کریم نازل کرنے اور پیارے پیغمبر ﷺ کو بھیجنے کا منشاء تو یہ ہے کہ لوگ اپنے خیالات اور اپنے ارادوں اور تجویزوں کو قرآن اور سنت کے تابع کریں، اور اپنی زندگیوں کو اُن کے سانچے میں ڈھالیں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ لوگوں نے قرآن وسنت کو اپنے خیالات اور تجویزات کے سانچے میں ڈھالنے کی ٹھان لی ہے، اور جو آیت یا حدیث اپنی خواہش ومنشاء کے خلاف نظر آتی ہے اس میں تاویلیں کر کے اپنی خواہش کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (معارف القرآن: ص۴۹۲ ج۳)

۱۶: { وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوۡهُ وَاتَّقُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ } (الانعام: ۱۵۵)

اور (اسی طرح قرآن کریم) یہ ایک برکت والی کتاب ہے جو ہم نے (آپ ﷺ پر) نازل کی ہے۔ لہٰذا اس کی پیروی کرو، اور تقویٰ اختیار کرو، تا کہ تم پر رحمت ہو۔

۱۷: { اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ } (الاعراف:۳)

(لوگو!) جو کتاب تم پر (یعنی تمہارے نبی ﷺ پر) تمہارے پروردگار کی طرف سے اُتاری گئی ہے، (یعنی قرآن کریم تو تم لوگ اس کا اتباع کرو اور) اِس کے پیچھے چلو۔ (یعنی دل سے اس کی تصدیق بھی کرو اور اس پر عمل بھی کرو)۔ اور اللہ تعالیٰ کو (اس کی نازل شدہ کتاب اور بھیجے ہوئے نبی کو) چھوڑ کر دوسروں کا اتباع مت کرو جو تم کو گمراہ کرتے ہیں۔

۱۸: { فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ } (الاعراف:۱۵۸)

اب تم اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لے آؤ جو نبی امّی ہے، جو اللہ پر اور اُس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اُس کی پیروی کرو تا کہ تمہیں ہدایت حاصل ہو۔

پیارے پیغمبر ﷺ کی بعثت و رسالت ساری دنیا اور قیامت تک کے لئے عام ہونے پر یہ آیت دال ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میرا مبعوث ہونا سنے خواہ میری امت میں ہو یا یہودی و نصرانی ہو اگر وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے گا تو جہنم میں جائے گا۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ پیارے پیغمبر ﷺ تمام اقوام عالم کے لئے رسول و نبی ہیں تو اُن کے اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اس لئے آپ ﷺ کا اتباع کرو تا کہ تم صحیح راستہ پر قائم رہو۔ (معارف القرآن: ص ۹۳ ج ۴)

۱۹: { وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ } (الانفال:۱)

اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر تم واقعی مومن ہو۔

اس آیت کریمہ میں تقویٰ کی تدبیر بتلا کر فرمایا { وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ } یعنی بذریعہ تقویٰ آپس کے تعلقات کی اصلاح کرو، اور اللہ اور رسول کی مکمل اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔ یعنی ایمان کا تقاضہ ہے اطاعت، اور اطاعت نتیجہ ہے تقویٰ کا اور جب یہ ساری چیزیں لوگوں کو حاصل ہو جائیں گی تو ان کے آپس کے جھگڑے خود بخود ختم ہو جائیں گے اور دلوں

میں اُلفت ومحبت پیدا ہو جائے گی۔

۲۰: { يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ }

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرو۔ اور اس (تابعداری سے) منہ نہ موڑو، جب کہ تم (اللہ اور اس کے رسول کے احکام) سن رہے ہو۔ (الانفال:۲۰)

آیت مذکورہ میں بتایا گیا ہے کہ غزوہ بدر میں مشرکین مکہ کی شکست کی اصل وجہ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت تھی اور مسلمانوں کو باوجود قلّت تعداد اور بے سروسامانی کے یہ فتح عظیم صرف اللہ شانہٗ کی نصرت وامداد سے حاصل ہوئی، اور یہ نصرت اور امداد نتیجہ ہے اُن کی اطاعت حق کا، اس لئے حکم دیا گیا کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت اختیار کرو، اور اُس پر مضبوطی سے قائم رہو اور قرآن اور کلمہ حق سن لینے کے بعد اطاعت سے روگردانی نہ کرو۔ (معارف القرآن ص:۲۰۷ ج ۴)

۲۱: { وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ } (الانفال:۴۶)

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ (باہمی نا اتفاقی سے) تم کمزور پڑ جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی، اور صبر سے کام لو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو لازم پکڑو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور امداد اُس کی اطاعت ہی کے ذریعہ حاصل کی جاسکتی ہے، معصیت اور نافرمانی تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور ہر فضل سے محرومی کے اسباب ہوتے ہیں۔

۲۲: { وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ، اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ، اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ } (التوبة:۷۱)

اور نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں، یہ ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ضرور اپنی رحمت سے نوازے گا۔ یقیناً اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔

۲۳: { وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

بِاِحۡسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ } (التوبہ:۱۰۰)

اورمہاجرین اور انصار میں سے جولوگ پہلے ایمان لائے ، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ اُن کی پیروی کی، اللہ اُن سب سے راضی ہوگیا ہے، اور وہ اُس سے راضی ہیں۔

یعنی جن لوگوں نے اعمال واخلاق میں سابقین اوّلین کی اتباع کا مکمل طریقہ اپنایا، اور ایمان اور اعمال صالحہ اور اخلاقِ فاضلہ میں صحابہ کرامؓ کے اسوہ پر چلے، اور اُن کا مکمل اتباع کیا۔

۲۴: { وَیَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالرَّسُوۡلِ وَاَطَعۡنَا } (النور:۴۷)

اور یہ (منافق) لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لے آئے ہیں، اور ہم فرماں بردار ہو گئے ہیں۔

۲۵: { اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ، وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ } (النور:۵۱)

تو وہ یہ کہتے ہیں کہ: ہم نے (حکم) سن لیا، اور مان لیا، اور ایسے لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

۲۶: { وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَخۡشَ اللّٰہَ وَیَتَّقۡہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ }

اور جولوگ اللہ اور اُس کے رسول کی فرماں برداری کریں، اللہ سے ڈریں، اور اُس کی نافرمانی سے بچیں، تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔ (النور:۵۲)

اس آیت میں چار چیزیں بیان کر کے فرمایا ہے کہ جو ان چار چیزوں کے پابند ہیں وہی با مراد اور دین ودنیا میں کامیاب ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا واقعہ

تفسیر قرطبی میں اس جگہ ایک واقعہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نقل کیا ہے جس سے ان چار چیزوں کے مفہوم کا فرق اور وضاحت ہو جاتی ہے: واقعہ یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ ایک روز مسجد نبوی میں کھڑے تھے کہ اچانک ایک رومی دہقانی آدمی بالکل آپ کے برابر آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ { أَشْھَدُ أَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَأَشۡھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا لَرَّسُوۡلُ اللّٰہِ } حضرت فاروق اعظمؓ نے اُن سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو اُس نے کہا کہ میں اللہ کے لئے مسلمان ہو گیا ہوں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے مسلمان ہونے کا کوئی خاص سبب ہے؟ اُس نے کہا

کہ ہاں: بات یہ ہے کہ میں نے تورات، انجیل، زبور اور انبیاء سابقین کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں، مگر حال ہی میں ایک مسلمان قیدی قرآن کریم کی ایک آیت پڑھ رہا تھا وہ سنی تو معلوم ہوا کہ اس چھوٹی سی آیت نے تمام کتب قدیمہ کو اپنے اندر سمو لیا ہے، تو مجھے یقین ہوگیا کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے؟ تو اُس رومی دہقان نے یہی آیت مذکورہ تلاوت کی، اور اس کے ساتھ اس کی تفسیر بھی عجیب وغریب طریقہ سے اس طرح بیان کی کہ: { مَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ } فرائض الٰہیہ کے متعلق ہے { وَرَسُوۡلَهٗ } سنت نبویہ کے متعلق ہے { وَيَخۡشَ اللّٰهَ } گزشتہ عمر کے متعلق ہے { وَيَتَّقۡهِ } آئندہ باقی عمر کے متعلق ہے اور جب انسان ان چار چیزوں کا عامل ہو جائے تو اس کو { اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ } کی بشارت ہے، اور فائز وہ شخص ہے جو جہنم سے نجات پائے اور جنت میں اس کو ٹھکانہ ملے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ سُن کر فرمایا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں اس کی تصدیق موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أُوۡتِيۡتُ جَوَامِعُ الۡكَلِمِ : یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے جامع کلمات عطا فرمائے ہیں کہ جن کے الفاظ مختصر اور معانی نہایت وسیع ہیں۔

(قرطبی، معارف القرآن: ص ۴۳۷ ج ۶)

۲۷: { قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيۡكُمۡ مَّا حُمِّلۡتُمۡ ، وَاِنۡ تُطِيۡعُوۡهُ تَهۡتَدُوۡا وَمَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ } (النور: ۵۴)

(ان سے) کہو کہ: اللہ کا حکم مانو، اور رسول کے فرماں بردار بنو، (آگے اللہ تعالیٰ خود ان لوگوں کو خطاب فرماتے ہیں کہ رسول کے اس کہنے کے اور تبلیغ کے بعد) پھر بھی اگر تم نے (اطاعت سے) منہ پھیرے رکھا تو (سمجھ رکھو کہ رسول کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ) رسول پر تو اتنا ہی بوجھ ہے جس کی ذمہ داری اُن پر ڈالی گئی ہے (جس کو وہ کر چکے اور سبکدوش ہو گئے)، اور جو بوجھ تم پر ڈالا گیا ہے (یعنی اطاعت کا)، اُس کے ذمہ دار تم خود ہو۔ اگر تم اُن کی فرماں برداری کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے، اور رسول کا فرض اس سے زیادہ نہیں کہ وہ صاف صاف بات پہنچا دیں (آگے تم سے باز پرس ہوگی کہ قبول کیا یا نہیں)۔

۲۸: { وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ }

اور (اے مسلمانو! جب ایمان اور عمل صالح کے دنیوی اور دینی فوائد سُن لئے تو تم کو چاہیئے کہ خوب) نماز کی پابندی رکھو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور رسول کی فرماں برداری کرو، تاکہ تمہارے ساتھ (کامل) رحمت کا برتاؤ کیا جائے۔

۲۹: { فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ } (الشعرء:۱۰۸)

پس تم اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔

۳۰: { وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ } (الاحزاب:۳۳)

اور نماز قائم کرو، اور زکوۃ ادا کرو، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو۔

اس آیت کریمہ میں بھی نماز، زکوۃ اور اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم ہر مسلمان مرد وعورت کو دیا گیا ہے جس سے کسی کو استثناء نہیں ہے۔

۳۱: { وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا } (الاحزاب:۷۱)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے، اس نے وہ کامیابی حاصل کر لی جو زبردست کامیابی ہے۔

۳۲: { اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰاهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ } (الزمر:۱۸)

جو بات کو غور سے سنتے ہیں تو اس میں جو بہترین ہوتی ہے، اُس کی پیروی کرتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے، اور یہی ہیں جو عقل والے ہیں۔

یعنی جو لوگ اللہ کے کلام قرآن کریم اور تعلیمات رسول کو حق اور اَحسن دیکھنے کے بعد اتباع کرتے ہیں (یعنی رُخصت اور عزیمت کے تمام احکام سننے کے بعد اتباع بجائے رُخصت کے عزیمت کا کرتے ہیں، اور حسن اور اَحسن میں سے اَحسن ہی کو عمل کے لئے اختیار کرتے ہیں)۔ یہ لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں، اس لئے مختلف قسم کی باتیں سن کر بھٹکتے نہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں کو آخرت میں عقل والوں کا خطاب دیا گیا ہے کہ یہ لوگ عقل والے ہیں، اور عقل کا کام یہی ہے کہ اچھے اور بُرے اور حق اور باطل میں تمیز کرے اور حسن اور اَحسن کو پہچان کر اَحسن کو اختیار کرے۔

(معارف القرآن ص ۵۴۷ ج ۷)

۳۳: { وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ } (الزمر : ۵۵)

اور تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس جو بہترین باتیں نازل کی گئیں ہیں، اُن کی پیروی کرو، قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے، اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

اس آیت کریمہ میں { اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ } سے مراد قرآن ہے اور پورا قرآن اَحسن ہی ہے اور قرآن کو اَحسن اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ جتنی کتابیں تورات، انجیل، زبور اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں، اُن سب میں اَحسن و اکمل قرآن ہے۔ (قرطبی)

۳۴: { وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ } (الزخرف :۶۱)

اور تم لوگ میرا اتباع کرو (اور توحید اور آخرت وغیرہ عقائد میں میری بات مانو)، یہی (مجموعہ جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں) سیدھا راستہ ہے۔

۳۵: { يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ۔ }

(محمد :۳۳)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور (چونکہ رسول اللہ ﷺ اللہ ہی کا حکم بتلاتے ہیں اس لئے) رسول کی (بھی) اطاعت کرو، اور (کفّار کی طرح اللہ و رسول کی مخالفت کر کے) اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

۳۶: { وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ } (الفتح:۱۷)

اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانے گا، اللہ اُس کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

۳۷: { وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ، لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا } (الحجرات:۱۴)

اور اگر تم واقعی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے، تو اللہ تمہارے اعمال (کے ثواب) میں ذرا بھی کمی نہیں کرے گا، (بلکہ تمام اعمال کا تمہیں پورا پورا اجر و ثواب دے گا)۔

۳۸: { فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ } (المجادلة:۱۳)

پس نماز قائم کرتے رہو، اور زکوۃ دیتے رہو، اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو۔

۳۹: { وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ، فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ ، فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ }۔ (التغابن:۱۲)

اورتم اللہ کی فرماں برداری کرو، اور رسول کی فرماں برداری کرو۔ پھر اگر تم نے (اطاعت سے) منہ موڑا تو (یاد رکھو کہ) ہمارے رسول کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ وہ صاف صاف بات پہنچا دے (جس کو وہ باحسن وجوہ کر چکے ہیں اس لئے اُن کا تو کوئی نقصان اور ضرر نہیں تمہارا ہی ضرر اور نقصان ہوگا۔

۴۰: { فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ۔ }

(التغابن:۱۶)

لہٰذا جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو، اور (اُس کے احکام) سنو اور مانو، اور (اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرنے کی جگہوں میں) خرچ کرو، یہ تمہارے ہی لئے بہتر ہے۔

★★★★★

اتباع سنت کی تاکید واہمیّت کلام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

قیس بن مسلم طارق بن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ:

۱: { قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لِعُمَرَ :يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! لَوْ أَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ :"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا" : لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا ، فَقَالَ عُمَرُ،اِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ، نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ } (رواہ البخاری:پ۲۹ ص۳۱۶)

ایک یہودی حضرت عمرؓ سے کہنے لگا، امیر المؤمنین آپ کے قرآن میں ایک آیت ہے: {اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ} اگر یہ آیت یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس کے یوم نزول کو یوم عید مقرر کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے یہ آیت عرفہ کے دن جمعہ کے روز نازل ہوئی۔ (حضرت عمرؓ نے یہ

فرما کر کہ مجھے معلوم ہے یہ آیت عرفہ کے دن جمعہ کے روز نازل ہوئی اس کو یہ جواب دیا کہ تم ایک عید کی بات کرتے ہو اس دن تو ہماری دوعیدیں ہیں، یوم عرفہ بھی اور یوم جمعہ بھی)۔

۲: { عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ؓ الْفَزَارِيْ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْغَدَاةِ فَاَ قْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظْنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْاَعْيُنِ ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ قَائِلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَاَنَّ هٰذَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَا ذَا تَعْهَدُ اِلَيْنَا ؟ فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ عَبْدًا حَبْشِيًّا ، فَاِنَّهُ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا ، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاء الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِيْ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ، وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ }۔ (مشکوٰة باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

حضرت عرباض بن ساریہ الفرازی ؓ سے مروی ہے کہ ایک دن پیارے پیغمبر ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، اور پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اپنا رُخ ہماری طرف فرمالیا اور خوب نصیحت کی اور ایسا مؤثر وعظ فرمایا، جس کو سن کر ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اور دل ہل گئے اور خوفزدہ ہو کر دھڑکنے لگے۔ پھر ہم میں سے ایک شخص نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ نصیحت تو گویا رخصت کرنے والے کی وصیّت لگتی ہے جیسے الوداع کہنے والے اور رخصت ہونے والے کا وعظ ہوتا ہے (پس اگر ایسی بات ہے) تو آپ ﷺ ہمیں (ضروری امور کے بارے میں) وصیّت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں وصیّت کرتا ہوں خدا سے ڈرنے کی، اور اپنے حاکموں کے احکام قبول کرنے کی خواہ وہ حاکم ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ میرے بعد جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا۔ پس تم میری سنّت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنّت کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ اس کو ہاتھوں اور دانتوں سے مضبوط تھام لو، اور نئی نئی باتوں سے بچتے رہو، کیونکہ ہر نئی جاری کی ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں پیارے پیغمبر ﷺ نے دیگر ہدایات کے ساتھ ساتھ یہ ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی میرے بعد زندہ رہے گا وہ امّت میں بہت بڑا اختلاف دیکھے گا۔ ایسے حالات میں نجات کا راستہ یہی ہے کہ میرے طریقہ کو اور

میرے خلفائے راشدین جو کہ ہدایت یافتہ ہیں کے طریقہ کو مضبوطی سے تھام لیا جائے اور صرف اسی کی پیروی کی جائے۔

۳:{ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّآ أُخْبِرُوْا بِهَاكَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا ، فَقَالُوْا أَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ غَفَرَاللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَ خَّرَ ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ : أَمَا أَنَا فَأُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا ، وَقَالَ الْاٰخَرُ: أَنَا أَصُوْمُ النَّهَارَ أَبَدًا وَلَآ أُفْطِرُ، وَقَالَ الْاٰخَرُ : أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَآءَفَلَآ أَتَزَوَّجُ أَبَدًا ـ فَجَآءَالنَّبِيُّ ﷺ اِلَيْهِمْ ، فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَ كَذَا ؟ أَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهٗ ، لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَ أَفْطِرُ وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔ } (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (صحابہ کرام میں سے) تین آدمی پیارے پیغمبر ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس آئے اور آپ ﷺ کی عبادت کے بارے میں دریافت کرنے لگے (یعنی انہوں نے دریافت کیا کہ نماز روزہ وغیرہ عبادات کے بارے میں پیارے پیغمبر ﷺ کا معمول کیا ہے؟) جب ان لوگوں کو آپ ﷺ کی عبادت کا حال بتلایا گیا تو (محسوس ہوا کہ) گویا انہوں نے اس کو بہت کم سمجھا اور آپس میں کہا کہ ہم کو رسول پاک ﷺ سے کیا نسبت؟ آپ ﷺ کے مقابلے میں ہم کیا چیز ہیں؟! ان کے تو اگلے پچھلے سارے قصور اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیئے ہیں، (اور قرآن میں اس کی خبر بھی دے دی گئی ہے، لہٰذا آپ ﷺ کو زیادہ عبادت کی ضرورت ہی نہیں، ہاں ہم گناہ گاروں کو ضرورت ہے کہ جہاں تک بن پڑے زیادہ سے زیادہ عبادت کریں) چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا کہ اب میں تو ہمیشہ پوری رات نماز پڑھا کروں گا، دوسرے صاحب نے کہا کہ میں ہمیشہ بلا ناغہ دن کو روزہ رکھا کروں گا اور کبھی افطار نہ کروں گا، تیسرے صاحب نے کہا کہ میں اپنے لئے یہ طے کرتا ہوں کہ ہمیشہ عورتوں سے بےتعلق اور دور رہوں گا (اور نکاح وشادی کبھی نہیں کروں گا)۔ (پیارے پیغمبر ﷺ کو ان حضرات کے فیصلے کی یہ خبر جب پہنچی) تو آپ ﷺ ان تینوں صاحبوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ: تم ہی لوگوں نے یہ یہ باتیں کی ہیں؟ (اور اپنے بارے میں ایسے فیصلے کیئے ہیں؟) خبردار سن لو! اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ

اللہ سے ڈرنے ولا ہوں ، اور اس کی نافرمانی اور ناراضگی کی باتوں سے بچنے والا ہوں ، لیکن (اس کے باوجود) میرا حال یہ ہے کہ میں ہمیشہ روزے نہیں رکھتا بلکہ) روزے سے بھی رہتا ہوں اور بلا روزے کے بھی رہتا ہوں ، اور (ساری رات نماز نہیں پڑھتا بلکہ) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں ، (اور میں نے تجرد کی زندگی نہیں اختیار کی ہے بلکہ) میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں اور ان کے ساتھ ازدواجی زندگی بھی گزارتا ہوں (یہ میرا طریقہ ہے) اب جو کوئی میرے اس طریقے سے ہٹ کر چلے اور اس سے انحراف کرے گا وہ میرا نہیں ہے۔ (یعنی میری جماعت سے خارج ہے)۔

جن تین صحابیوں کا اس حدیث میں ذکر ہے صاحب مظاہر الحق نے ان کے نام بھی ذکر کئے ہیں کہ وہ تین صحابی حضرت علیؓ ، حضرت عثمان بن مظعونؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ تھے ، بظاہر ان کو یہ غلط فہمی تھی کہ اللہ تعالی کی رضا اور آخرت میں مغفرت و جنت حاصل کرنے کا راستہ یہ ہے کہ آدمی دنیا اور اس کی لذتوں سے بالکل کنارہ کشی اختیار کرلے اور بس اللہ کی عبادت میں ہی لگا رہے ، اور اپنی اسی غلط فہمی کی بناء پر وہ یہ سمجھتے تھے کہ شائد اللہ کے پیغمبر ﷺ کا بھی یہی حال ہوگا۔لیکن جب ازواج مطہرات امہات المؤمنین سے انہیں پیارے پیغمبر ﷺ کی عبادات نماز روزے وغیرہ کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے خیال کے مطابق اس کو کم سمجھا ،لیکن از راہِ عقیدت وادب اس کی توجیہ یہ کی کہ آپ ﷺ کے لئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور جنت میں درجات عالیہ کا پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے ،اور آپ ﷺ سراپا معصوم اور مغفور ہیں ،آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ بارگاہ الوہیت میں سے پہلے ہی بخش دیئے گئے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

{ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ }

تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دے۔

اس لئے آپ ﷺ کو زیادہ عبادت میں مشغول رہنے کی ضرورت نہیں ، ہمارا معاملہ دوسرا ہے ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ عبادت کریں ۔ چنانچہ ان تینوں نے حسب طبیعت ایک ایک چیز کو اپنے اوپر لازم کرلیا ،اور یہ خیال کیا کہ عبادت میں اتنی زیادتی عرفان حق اور تقرب الی اللہ کا واحد ذریعہ ہے۔لیکن پیارے پیغمبر ﷺ نے انہیں اس سے منع فرمادیا اور اپنی مثال پیش کر کے ان کی غلط فہمی کی اصلاح فرمائی کہ عبادت وہی معتبر اور قابل تحسین ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول کی قائم کردہ حدود کے اندر ہو اور جتنی عبادت کے لئے بندہ کو مکلف کیا گیا ہے ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تم سب سے زیادہ اللہ کا خوف اور آخرت کی فکر ہے ، اس کے باوجود میرا حال یہ ہے کہ میں راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور

آرام بھی کرتا ہوں، دنوں میں روزے بھی رکھتا ہوں اور بلا روزے کے بھی رہتا ہوں، اور بتقضائے فطرت میری بیویاں بھی ہیں جن کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارتا ہوں۔ زندگی گزارنے کا یہی وہ طریقہ ہے جو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بحیثیت رسول لے کر آیا ہوں اب جو کوئی اس طریقہ سے ہٹ کر چلے اور اس سے منہ موڑے وہ میرا نہیں ہے۔

چنانچہ کمال انسانیت یہی ہے کہ بندہ علائق سے تعلق رکھے، عورتوں سے نکاح بھی کرے، لیکن اس شان کے ساتھ کہ ایک طرف تو ان کے حقوق کی ادائیگی میں ذرہ برابر کمی نہ ہو اور دوسری طرف حقوق اللہ میں بھی فرق نہ آئے اور نہ توکّل کا دامن ہاتھ سے چھوٹے، اسی طریقہ کو پیارے پیغمبر ﷺ نے پورے کمال کے ساتھ عملی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کردیا تاکہ امت بھی اسی طریقہ پر چلتی رہے۔ صرف عبادت اور ذکر و تسبیح میں مشغول رہنا فرشتوں کا حال ہے، جن کے ساتھ نفس کا کوئی تقاضہ نہیں ہے جنہیں نہ کھانے کی ضرورت ہے اور نہ پینے کی، نہ سونے کی اور نہ ازدواجی زندگی کی، لیکن ہم بنی آدم کھانے پینے سونے اور نفسانی بہت سے تقاضوں کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں، اور انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ ہم اللہ کی عبادت بھی کریں، اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود و احکام کی پابندی کرتے ہوئے اپنے دنیوی ضرورتوں اور نفسانی تقاضوں کو بھی پورا کریں، اور ایک دوسرے کے حقوق بھی بجالائیں کہ اسی میں کمال ہے، اور اسی لئے انسان کو فرشتوں سے افضل بنایا گیا ہے، اور یہی خاتم الانبیاء کا اسوۂ حسنہ ہے۔

اور پھر آخر میں آپ ﷺ نے صاف اعلان فرمادیا کہ یہ میرا طریقہ ہے اور یہی میری سنت ہے، اب جو شخص میری سنت سے انحراف کرتا ہے، میری بتائی ہوئی حدود سے تجاوز کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ میرے طریقے اور میری سنت سے بیزاری اور بے رغبتی کر رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسا شخص میری جماعت سے خارج ہے اسے مجھ سے اور میری جماعت سے کوئی نسبت نہیں۔ اس ارشاد نے اس طرف بھی اشارہ کردیا کہ علائق دنیا سے بالکل منہ موڑ لینا اور رہبانیت کا طریق اختیار کرلینا جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس سے نہ صرف یہ کہ انسانی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے گا بلکہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں بھی کوتاہی ہوگی اور عبادت کا اصلی حق ادا نہیں ہوگا۔

حدیث کا مقصد قطعاً یہ نہیں ہے کہ کثرت عبادت کوئی غلط چیز ہے بلکہ اس کا مدّعا اور پیغام یہ ہے کہ وہ ذہنیت اور نقطہ نظر غلط اور طریقۂ محمدی کے خلاف ہے جو رہبانیت کی طرف لے جائے، عبادت تو پیارے پیغمبر ﷺ کبھی کبھی اتنی کثرت سے فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر ورم آجاتا تھا، اور جب آپ ﷺ سے عرض کیا جاتا کہ آپ کو اس قدر عبادت کی کیا ضرورت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمادیئے ہیں تو آپ ﷺ جواب میں ارشاد فرماتے: { أَفَلَا أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا } کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

اسی طرح کبھی کبھی آپ ﷺ مسلسل کئی کئی دن بلا افطار اور بلا سحری کے روزے رکھتے تھے جس کو صوم وصال کہا جاتا تھا۔لہٰذا اولیٰ یہی ہے کہ جو عبادت پیارے پیغمبر ﷺ سے جس درجہ میں منقول ہو اور جس طرح ثابت ہوا ُسے اسی طرح سے ادا کیا جائے ،اس میں اپنی طرف سے کمی زیادتی نہ کی جائے۔

۴: { عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدُاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ (کَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِہٖ) قَالَ اَمَّا بَعْدُ ! فَاِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ ، وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَشَرُّالْاُمُوْرِ مُحْدَ ثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃ۔} (رواہ مسلم)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ (اثنائے خطبہ میں جب اللہ کی حمد وثناء سے فارغ ہوتے) تو ارشاد فرماتے : بعد ازاں! جاننا چاہئے کہ سب سے بہتر بات اور سب سے اچھا کلام کتاب اللہ ہے، اور سب سے بہترین راستہ وطریقہ (اللہ کے رسول حضرت) محمد ﷺ کا طریقہ ہے، اور بدترین امور وہ ہیں جو دین میں ایجاد کر لئے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

پیارے پیغمبر ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی جوامع الکلم میں سے ہے جس میں آپ ﷺ نے انتہائی مختصر الفاظ میں ایسی ہدایت دی ہے کہ جس پر عمل پیرا ہونے سے قیامت تک ہر طرح کی گمراہی سے بچا جا سکتا ہے اور وہ یقیناً دو چیزیں ہیں ۔ایک اللہ کی کتاب: قرآنِ مجید ہے جس کے متعلق احادیث میں:

{اَصْدَقُ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ ،اَوْ خَیْرُ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ}

فرمایا گیا کہ سراپا سچ اور سراپا خیر اللہ کی کتاب قرآنِ مجید ہے ۔اور دوسری سنّت نبوی اور طریق محمدی ﷺ ہے، جس کے لئے {خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ}کا اطلاق فرمایا گیا۔یعنی بہترین سیرت ، سیرتِ محمد ﷺ ہے۔

تو یہ دو بنیادیں ارشاد فرمائی گئی ہیں کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ،جس پر چل کر اور جس کا اتباع کر کے قیامت تک راہِ راست پر قائم رہا جا سکتا ہے اور اسی میں دنیا اور آخرت کی فلاح ہے۔

۵: {عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْروؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبْعًا لِمَا جِئْتُ بِہٖ}۔۔۔ (رواہ فی الشرح السنۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (حقیقی) مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی ہدایت وتعلیم کے تابع نہ ہو جائیں۔

اس حدیث مبارکہ میں پیارے پیغمبر ﷺ نے حقیقی مؤمن کی پہچان بیان فرمائی ہے کہ حقیقی مؤمن وہ ہے اور کامل ایمان اس شخص کا ہے جس کا دل ودماغ اور جس کی خواہشات و رجحانات آپ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت وتعلیم کے تابع ہو جائیں، جو دین اور شریعت کا پوری طرح پیروکار ہو، اور اس کا ظہور اس وقت ہوگا جب اس کی خواہشات کا اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کا مقابلہ پڑے۔ اس وقت امتحان ہوگا کہ اپنی خواہشات سے زیادہ محبت ہے، یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات سے۔ اگر اس کی خواہشات اور دل ودماغ کتاب وسنت کے تابع نہیں ہیں تو سمجھنا چاہئے کہ اس کو حقیقی ایمان ابھی نصیب نہیں ہوا ہے، وہ اس کی فکر کرے اور اپنے کو اس معیار پر لانے کی کوشش کرے۔

۶: {عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍؓ (مُرْسَلا) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ}۔ (رواه فی المؤطا)

حضرت امام مالک بن انسؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دو چیزیں تمہارے درمیان میں چھوڑی ہیں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہوگے (وہ ہیں) کتاب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت۔

اس حدیث مبارکہ میں بھی پیارے پیغمبر ﷺ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کا حکم دیا ہے کہ میرے بعد اللہ کی کتاب اور میری سنت میرے قائم مقام ہوں گی، جب تک تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہیوں سے محفوظ رہو گے اور سیدھے راستے پر قائم رہو گے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن الخطابؓ بھی یہی خطبہ دیا کرتے تھے:

۷: { عَنْ هِلاَلِ الْوَزَان عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَكِيْمٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُؓ يَقُوْل : اِنَّ اَصْدَقَ الْقِيْلَ قِيْلَ اللّٰهِ وَاِنَّ اَحْسَنَ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا}

حضرت ہلال وزان حضرت عبداللہ بن عکیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ خطبہ میں ارشاد

فرمایا کرتے تھے: سب سے بہتر بات اور سب سے اچھا کلام اللہ کا کلام ہے، اور سب سے بہتر طریقہ (اللہ کے رسول حضرت) محمد ﷺ کا طریقہ ہے، اور بدترین امور وہ ہیں جو دین میں ایجاد کر لئے جائیں۔

۸: { عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ رضی اللہ عنه، أَنَّهٗ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيْكَتِهٖ ، يَأْتِيْهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِیْ مِمَّا أَمَرْتُ بِهٖ أَوْنَهَيْتُ عَنْهُ ، فَيَقُوْلُ : لَا نَدْرِیْ ، مَا وَجَدْنَاهُ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ } (ابو داؤد:۵:۴۶۰۰)

ترجمہ: حضرت ابورافع ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے تخت (چھپر کٹ، مسہری صوفہ وغیرہ) پر تکیہ لگائے ہوئے ہو، اور میرے ان احکام میں سے جن کا میں نے حکم دیا ہے یا جس سے منع کیا ہے کوئی حکم اس کے پاس پہنچے اور وہ (اسے سُن کر) یہ کہہ دے کہ میں کچھ نہیں جانتا، جو کچھ ہمیں اللہ کی کتاب میں ملا ہم نے اُس کی اطاعت کی۔

قران کریم میں اوامر ونواہی میں سے بہت سے احکام ایسے ہیں جن کا اجمالی حکم قرآن کریم میں دے دیا گیا ہے، اور اُن پر عمل کرنے کے لئے پیارے پیغمبر ﷺ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان احکام کی تفصیلات پیارے پیغمبر ﷺ نے بتائی ہیں۔ جو لوگ آزاد منش ہیں اور اعمال کی بندش میں آنے سے کتراتے ہیں، اور اپنی زندگیاں اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تو ایسے لوگ حدیث کا انکار کر دیتے ہیں، اور چونکہ قرآن کریم میں احکام کی تفصیلات کا ذکر نہیں ہوتا اس لئے ایسے لوگ اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کے لئے قرآن سے دلیل مانگتے رہتے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ میں پیارے پیغمبر ﷺ نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں پیشن گوئی فرمائی ہے۔ دور حاضر میں اس کی مثال غلام احمد پرویز ہے، جو منکرین احادیث کا پیشوا سمجھا جاتا ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو اہل قرآن کہہ کر عام مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں، جب کہ حقیقت میں نہ تو یہ قرآن کو مانتے ہیں اور نہ ہی احادیث کو بلکہ ان کا کام صرف مسلمانوں میں بددینی پھیلانا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت مقدام بن معدی کرب ؓ سے مروی ہے کہ:

۹: { اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَلَا اِنِّیْ أُوْتِيْتُ الْقُرْآنَ وَ مِثْلَهٗ مَعَهٗ، أَلَايُوْ شِكُ رَجُلٌ شَبْعَانَ مُتَّكِئًا عَلٰی أَرِيْكَتِهٖ (يُحَدِّثُ بِحَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِیْ،) فَيَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا

الْقُرْآنِ ، فَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَ حِلُّوْهُ ، وَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ، أَلَا وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ } (رواہ ابو داؤد)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگاہ رہو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس کا مثل، خبردار: عنقریب اپنے مسند پر ٹیک لگائے ایک پیٹ بھرے شخص (کے سامنے جب میری حدیث بیان کی جائے گی تو وہ) کہے گا کہ بس تم اس قرآن کو اپنے اوپر لازم جانو (یعنی فقط قرآن ہی کو سمجھو اور اس پر عمل کرو) اور جو چیز تم قرآن میں حلال پاؤ اس کو حلال جانو، اور جس چیز کو تم قرآن میں حرام پاؤ اُسے حرام جانو، (یہ فرما کر پیارے پیغمبر ﷺ نے اُس کی اِس بات کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ) خبردار! جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے حرام فرمایا ہے وہ انہی چیزوں کی مانند حرام ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔

۱۰: { عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطًّا ، ثُمَّ قَالَ: هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ، ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ، ثُمَّ قَالَ: هٰذِهٖ سُبُلٌ، عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْا اِلَيْهِ ، وَقَرَأَ :" وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ "۔ الآية} (رواہ احمد والنسائی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ نے (ہمیں سمجھانے کے لئے) ایک (سیدھا) خط کھینچا اور فرمایا۔ یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر آپ ﷺ نے اس خط کے دائیں بائیں کئی (چھوٹے اور ٹیڑھے) خطوط کھینچے، اور فرمایا: یہ بھی راستے ہیں جن میں سے ہر ایک راستہ پر شیطان (بیٹھا ہوا) ہے جو اپنے راستے کی طرف بلاتا ہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (جس کا ترجمہ یہ ہے): اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا اس کی پیروی کرو اور (دوسرے) راستے کی پیروی نہ کرو تاکہ وہ تم کو اللہ کے دین کے راستے سے منتشر نہ کردیں بھٹکا نہ دیں۔

پیارے پیغمبر ﷺ نے جو خط مستقیم کھینچا تھا وہ راہ خدا کی مثال ہے جس سے مراد صحیح عقائد اور نیک وصالح اعمال ہیں، اور دوسرے چھوٹے اور ٹیڑھے خطوط سے مراد شیطان ضلالت اور گمراہی کے راستے ہیں۔ اگر امت مسلمہ اس واحد صراط مستقیم سے ہٹی تو مختلف گروہوں میں بٹ جائے گی۔

١١:{ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كُلُّ أُمَّتِیْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ أَبٰى، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَمَنْ يَأْبٰى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ أَبٰى} (رواه البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری ساری امت (ایک نہ ایک دن) جنت میں داخل ہوجائے گی سوائے اُس کے جس نے انکار کیا (یعنی میری نافرمانی کی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا)۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نافرمانی اورانکار کرنے والے کون ہیں؟ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے) فرمایا: جس نے میری اطاعت کی (بات سنی) وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ (اور وہ دوزخ میں جائے گا)۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

١٢: { جَآءَتْ مَلَآ ئِكَةٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ : فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَآئِمٌ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَآ ئِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ ، فَقَالُوْآ اِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهٗ مَثَلًا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهُ نَائِمٌ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَا ئِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ ، فَقَالُوْا مَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا ، وَجَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً ، وَّبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ ، وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ يَدْخُلِ لدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ ، فَقَالُوْا أَوِّلُوْهَا لَهٗ يَفْقَهُهَا ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَآئِمَةٌ وَّالْقَلْبُ يَقْظَانُ ، فَقَالُوْا فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِیْ مُحَمَّدٌ ﷺ ، فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ، وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ} (بخاری)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس فرشتے (حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام) آئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آرام فرمارہے تھے (سوئے ہوئے تھے)، (اُن فرشتوں میں سے) ایک کہنے لگا وہ سورہے ہیں، دوسرے

نے کہا کیا ہوا؟ اُن کی آنکھ بظاہر سو رہی ہے مگر دل بیدار اور ہوشیار ہے، پھر کہنے لگے اس پیغمبر کی ایک مثال ہے تو وہ مثال اس کے لئے بیان کرو۔ ایک کہنے لگا (مثال بیان کرنے کا کیا فائدہ؟) وہ تو سو رہے ہیں، دوسرے نے کہا: اُن کی آنکھ سوتی ہے مگر دل بیدار ہے، پھر انہوں نے کہا کہ اس کی (یعنی پیارے پیغمبر ﷺ کی) مثال اس شخص جیسی ہے جس نے ایک گھر بنایا، پھر کھانا تیار کرایا، اب ایک شخص کو دعوت دینے کے لئے بھیجا، جس نے دعوت دینے والے کی بات سنی (اور اس کی دعوت کو قبول کیا)، وہ گھر میں آیا دستر خون سے کھانا کھایا، اور جس نے اُس کی بات نہ سنی (اور دعوت کو قبول نہ کیا) وہ نہ گھر آیا نہ دستر خوان سے کھانا کھایا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ اس مثال کی شرح تو بیان کرو تاکہ یہ پیغمبر اس کو سمجھ لیں، اس پر ایک فرشتہ بولا (کیا فائدہ؟) وہ تو سو رہے ہیں، دوسرے نے کہا بھائی (کہہ تو دیا کہ) ان کی آنکھ (بظاہر) سو رہی ہے مگر دل بیدار اور ہوشیار ہے۔ چنانچہ اس فرشتے نے کہا، گھر سے مراد تو جنت ہے، اور داعی (دعوت دینے والے) سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں، (گھر کا مالک اللہ تعالیٰ ہے) پس جس نے حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کی (بات سنی اور مانی) اس نے اللہ کی بات سنی اور اطاعت کی، اور جس نے حضرت محمد ﷺ کی بات نہ سنی اور نہ مانی (یعنی نافرمانی کی)، اس نے اللہ تعالیٰ کی بھی بات نہ مانی (اور نافرمانی کی)، اور حضرت محمد ﷺ فارق ہیں لوگوں کے درمیان (یعنی اچھے انسان کو برے سے (مطیع کو گناہ گار اور مومن کو کافر) سے جدا کرنے والے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۳: {إِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتٰی قَوْمًا ، فَقَالَ: يَا قَوْمِ اِنِّیْ رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَیَّ ،وَاِنِّیْ أَنَا النَّذِ يْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَآءُ فَأَطَاعَهٗ طَآئِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَأَدْلَجُوْا فَانطَلَقُوْا عَلٰی مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا، وَكَذَبَتْ طَآ ئِفَةٌ مِّنْهُمْ فَأَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ ، فَذَالِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِیْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ ، وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ} (بخاری)

میری مثال اور جو کچھ اللہ نے دے کر مجھ کو بھیجا ہے اس کی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے جو کسی قوم کے

پاس آیا اور کہا: اے قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے، اور میں کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں، پس نجات طلب کرو، تو اُس قوم کے ایک گروہ نے اس کی بات مان لی، اور رات کے شروع ہی میں نکل بھاگے اور اطمینان سے نکل پڑے، اور نجات پا گئے، اور اُن میں سے ایک گروہ نے تکذیب کی اور اس کی بات کو جھٹلایا اور اپنی جگہ پر ہی موجود رہے تو علی الصباح دشمن کے لشکر نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں ہلاک کر دیا اور ان کا استیصال کر دیا، تو یہ مثال ہے ان کی جنہوں نے میری بات مانی اور جو پیغام میں لے کر آیا ہوں اُس کی پیروی کی، اور مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے میری نافرمانی کی اور جھٹلایا اس پیغام حق کو جس کو لے کر میں آیا۔

{تشریح}: نذیر العریان: ننگا ڈرانے والے کی اصل یہ ہے کہ اہل عرب میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص کسی لشکر کو اپنی قوم پر حملہ کے لئے آتا ہوا دیکھتا تو کپڑے اتار کر سر پر رکھ لیتا، اور بالکل ننگا ہو کر چلاتا ہوا اپنی قوم کی طرف آتا، تاکہ لوگ خبردار ہو جائیں، اور دشمن کی اچانک آمد سے اپنے لئے بچاؤ کی شکل پیدا کر سکیں۔ اس کو نذیر العریان کہا جاتا تھا جو کہ بعد میں ضرب المثل بن گیا۔

۱۴: {عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : دَعُوْنِىْ مَا تَرَكْتُكُمْ ، اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاِخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَآئِهِمْ ، فَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْئٍ فَاجْتَنِبُوْهُ ، وَاِذَآ أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ } (رواه البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم چھوڑ دو مجھ سے وہ چیز جس کا بیان میں نے تم سے نہیں کیا (یعنی جس بات کا ذکر میں تم سے نہ کروں اس کے متعلق مجھ سے مت پوچھو اور بلا ضرورت سوالات مت کرو)، کیونکہ تم سے پہلے لوگ (یعنی سابقہ امتیں اسی بے فائدہ سوالات کی وجہ سے) ہلاک ہوئی ہیں اور اپنے انبیاء سے اختلاف کی کثرت کی وجہ سے۔ اس لئے جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو حتی الوسع (جہاں تک ہو سکے) اس کو بجالاؤ، اور جب کسی چیز سے روکوں تو رُک جاؤ۔

۱۵: {عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ : قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَطَاعَنِىْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ، وَمَنْ عَصَانِىْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهِ } (سنن ابن ماجه :ص۲۹:ج۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری فرمانبرداری کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

۱۶: { قَامَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَطِيْبًا: فَقَالَ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ ؟ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا وَ طَآئِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرُوْنَ عَلَى النَّاسِ لَا يُبَالُوْنَ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلاَ مَنْ نَصَرَهُمْ } (سنن ابن ماجه :ص۳۱:ج۱)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: تمہارے علماء کہاں ہیں؟ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے قائم ہونے تک لوگوں پر ایک جماعت میری امت سے غالب رہے گی اور اس بات کی پرواہ نہیں کرے گی کہ کون اُن کی مدد کرتا ہے اور کون انہیں رسوا کرتا ہے۔

امت میں فساد و بگاڑ کے وقت احیائے سنت پر اجر و ثواب

۱۷: { عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ شَهِيْدٍ۔} (رواه البيهقى فى كتاب الزهد والطبرانى فى الاوسط)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری امت کے فساد و بگاڑ کے وقت میری سنت اور میرے طریقہ سے وابستہ رہے اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رہے، اس کے لئے شہید کا اجر و ثواب ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث سے اور اس کے علاوہ دوسری متعدد حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر منکشف کیا گیا تھا کہ اگلی امتوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں بھی فساد و بگاڑ آئے گا، اور ایسے دور بھی آئیں گے جب امت میں بے راہ روی اور نفس و شیطان کی پیروی بہت عام ہو جائے گی اور اس کی غالب اکثریت آپ کی ہدایت و تعلیم اور آپ کے طریقہ کی پابند نہیں رہے گی۔ ایسے فاسد ماحول اور ایسی ناموافق فضا میں کہ جس وقت لوگ سنتوں کو

چھوڑ چکے ہوں، سنت کا رواج نہ ہو آپ ﷺ کی ہدایت اور سنت و شریعت پر قائم رہ کر زندگی گزارنا بڑی عزیمت کا کام ہوگا اور ایسے بندوں کو بڑی مشکلات کا سامنا اور بڑی قربانیاں دینی ہوں گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں ان اصحاب عزیمت کو خوشخبری سنائی گئی ہے کہ ایسے وقت میں جو آپ ﷺ کی کسی بھی سنت کو رائج کرے گا یعنی خود عمل کرے گا اور دوسروں کو اس کی ترغیب دے گا تو آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو فی سبیل اللہ شہید ہونے والوں کا درجہ اور اجر و ثواب عطا ہوگا۔ مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت منقول ہے اس میں یہ الفاظ ہیں:

{ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃَ شَہِیْدٍ}

کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری امت کے فساد و بگاڑ کے وقت میری سنّت اور میرے طریقہ سے وابستہ رہے اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رہے، اس کے لئے سو شہیدوں کا اجر و ثواب ہے۔

۱۸: { عَنْ عَلِیٍّ رضقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَحْیٰ سُنَّۃً مِّنْ سُنَّتِیْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ۔} (رواہ الترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے میری کوئی سنت زندہ کی جو میرے بعد مردہ ہوگئی تھی تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ ہوگا۔

اس حدیث مبارکہ میں پیارے پیغمبر ﷺ نے اپنی امت کے ان خوش نصیبوں کو جنت میں اپنی رفاقت اور معیت کی خوشبری دی ہے جو آپ ﷺ کی سنتیں اس وقت زندہ کرنے کی کوشش اور جدو جہد کریں جب کہ ان کو مٹایا جا رہا ہو اور سنتوں پر چلنے والوں کا استہزاء اور مذاق اڑایا جا رہا ہو، اور سنتوں کی جگہ بدعات اور رسوم و رواج نے لے لی ہو، ایسے میں پیارے پیغمبر ﷺ کا جو وفادار امتی آپ ﷺ کی سنتوں کو پھر سے عمل میں لانے اور رواج دینے کی جدو جہد و کوشش کریگا، اس کے لئے اس حدیث مبارکہ میں پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے مجھ سے محبت کا حق ادا کر دیا اور اب وہ آخرت اور جنت میں میرا ساتھی اور میرا رفیق ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اصل محبت کی علامت اتباعِ سنت ہے۔ جس سے محبت ہوتی ہے اس کا ہر عمل اور ہر فعل اچھا معلوم ہوتا ہے، اس لئے محض محبت کا دعویٰ کر لینا کافی نہیں بلکہ اتباع ضروری ہے۔

اور اسی طرح کی ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

۱۹:{ يَا بُنَيَّ اِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَ تُمْسِيْ وَلَيْسَ فِيْ قَلْبِکَ غَشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ: يَا بُنَيَّ! وَذَالِکَ مِنْ سُنَّتِيْ وَمَنْ أَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ أَحَبَّنِيْ وَمَنْ أَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ} (رواه الترمذی)

اے میرے بیٹے! اگر تم اس پر قدرت رکھتے ہو کہ صبح سے لے کر شام تک اس حال میں بسر کرو کہ تمہارے دل میں کسی سے کینہ نہ ہو تو ایسا ہی کرو! پھر فرمایا: اے میرے بیٹے! یہی میری سنت ہے لہٰذا جس شخص نے میری سنت کو محبوب رکھا اُس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

۲۰: { عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ اَحْیٰی سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِيْ قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِيْ كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا۔ وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْ ضَاهَا اللهُ وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاثْمِ مِثْلَ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا}۔

(رواه الترمذی وابن ماجه)

حضرت بلال بن الحارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری کوئی ایسی سنت زندہ کی (اور اس کو رائج کیا) جو میرے بعد ختم کر دی گئی تھی، (یعنی چھوڑ دی گئی تھی) تو اس شخص کو اتنا ہی اجر وثواب ملے گا جتنا کہ ان تمام بندگانِ خدا کو جو اس سنت پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ (اُس سنت پر عمل کرنے والوں) کے اجر وثواب میں سے کچھ کمی کی جائے۔اور جس شخص نے گمراہی کی کوئی ایسی نئی بات (بدعت) نکالی جس سے اللہ اور اس کا رسول خوش نہیں ہوتا تو اس کو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس بدعت پر عمل کرنے والوں کو گناہ ہوگا بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی کی جائے۔

اس حدیث مبارکہ میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تعلیم دی ہے کہ جو اللہ کا مخلص بندہ اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وفادار امتی امت میں دین کی فکر ومحنت اور احیائے سنت کے لئے کوشش کرے گا اور اس کی اس محنت کے نتیجے میں جتنے لوگ بھی دین پر آئیں گے اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا ہوں گے،اور اپنی آخرت کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی کو بھی

اللہ اور رسول کے احکامات کے مطابق بنانے اور دوسروں میں بھی اس کی فکر پیدا کرنے کے لئے محنت وکوشش کریں گے، اور احیائے سنت کے لئے قربانیاں دیں گے،تو ان کو ربّ العالمین کی طرف سے اس عمل کا جتنا اجر وثواب ملے گا، اس سب کے مجموعہ کے برابر اس بندے کو عطا ہوگا جس نے ان دینی احکام واعمال کو پھر سے زندہ کرنے اور رواج دینے کی جدوجہد کی تھی اور یہ اجرِ عظیم اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے خصوصی انعام کے طور پر عطا ہوگا ،ایسا نہیں کہ عمل کرنے والوں کے عمل اور اجر سے کاٹ کر کے اور کچھ کم کر کے دیا جائے۔اسی طرح بدعت پر عمل کرنے والوں کے گناہوں میں بھی کچھ کمی نہیں ہوتی اور بدعت پیدا کرنے والے کے نامہ اعمال میں اس کے برابر گناہ لکھا جاتا ہے۔

یہاں سنت سے مراد مطلق دین کی بات ہے خواہ وہ فرض ہو یا واجب وغیرہ مثلاً: کسی علاقہ میں مسلمانوں کے اندر زکوٰۃ ادا کرنے یا ترکہ میں بیٹیوں کا حصہ دینے کا رواج نہ رہے ، یا نماز جمعہ کو لوگوں نے چھوڑ رکھا ہو یا مصافحہ اور دیگر سنتیں متروک العمل ہو چکی ہوں اور کوئی بندۂ خدا تبلیغ و ارشاد کے ذریعہ اس کی اصلاح کے لئے کوشش کر کے اس عمل کو زندہ کردے تو اس کے بعد جتنے لوگ اس علاقے میں زکوٰۃ ادا کریں گے اور بہنوں کو ان کا شرعی حق دیں گے، یا دیگر سنتوں پر عمل کریں گے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عمل کا جتنا اجر وثواب ملے گا اس سب کے مجموعہ کے برابر اس بندے کو عطا ہوگا جس نے ان اعمال کے احیاء کے لئے جدوجہد کی تھی۔

۲۱: { عَنْ عَمْرِوبْنِ عَوْفٍ﷜قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ الدِّیْنَ بَدَأَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ ، فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاء وَهُمُ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ}۔ (رواہ الترمذی)

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دین (اسلام) جب شروع ہوا تو وہ غریب (یعنی لوگوں کے لئے اجنبی اور کسمپرسی کی حالت میں) تھا،اور آخر میں بھی ایسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ ابتداء میں تھا، پس شادمانی اور خوشخبری ہو غرباء کے لئے،اور (غرباء سے مراد) وہ لوگ ہیں جو اس فساد اور بگاڑ کی اصلاح کی کوشش کریں گے اور میری سنت کو درست کردیں گے جسے میرے بعد لوگوں نے خراب کردیا ہوگا۔

پیارے پیغمبر ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ جب اسلام کی دعوت کا آغاز ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ نے اس کی دعوت لوگوں کو دی تو اس وقت لوگوں کے لئے اسلام کی تعلیمات ، اس کے عقائد ، اسکے

اعمال اور نظام زندگی بالکل نامانوس اور اجنبی تھے۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ لوگ اس سے مانوس ہوتے گئے اور اسلام میں داخل ہوتے گئے یہاں تک کہ اسلام پورے جزیرۃ العرب سے ہوتے ہوئے پوری دنیا میں پھیل گیا اور لوگوں نے اسلامی تعلیمات اس کے عقائد، اسکے اعمال اور نظام زندگی کو اپنے سینہ سے لگایا۔

حدیث کے آخری حصہ میں پیارے پیغمبر ﷺ نے امت کو خبردار کیا کہ آخری زمانہ میں پہلی امتوں کی طرح میری امت میں بھی پھر سے بگاڑ اور فساد آئے گا اور اس کی غالب اکثریت پھر سے بدعات گمراہانہ رسوم و رواج اور غلط طور و طریقوں کو اختیار کر لے گی، اور بہت کم لوگ اسلام کی اصل تعلیمات کے مطابق زندگیاں گزارنے والے رہ جائیں گے۔ (فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کے ساتھ ساتھ شرک وبت پرستی میں مبتلا ہو جائیں گے، اپنے معاملات اور خرید وفروخت میں حلال وحرام کی تمیز مٹا دیں گے، اور اسلام اپنے ابتدائی دور کی طرح پھر سے لوگوں کے لئے اجنبی اور غریب الوطن پردیسی کی طرح ہو جائے گا۔ ایسے میں جو لوگ خود اسلام کی اصل تعلیمات پر قائم رہتے اور ان پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دوسروں کی اصلاح کی کوشش کریں گے اور ان کو اصل اسلام کی طرف لانے کی جدوجہد کریں گے تو ایسے لوگوں کے لئے خوشخبری، شاباش اور مبارکباد ہے۔ وہ اس امت کے غرباء اور وفادار سپاہی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

۲۲: { قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : لِكُلِّ عَمَلٍ شِرَّةٌ ، وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فِتْرَةٌ، فَمَنْ كَانَتْ فِتْرَتُهُ اِلٰى سُنَّتِيْ، فَقَدِ اهْتَدٰى ، وَمَنْ كَانَتْ غَيْرَ ذَالِکَ فَقَدْ هَلَکَ } (ابن حبان)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر عمل کے لئے ایک ہمت وقوت ہوتی ہے، اور ہر ہمت کے لئے ضعف ہوتا ہے، پس جس کا ضعف سنت کی طرف ہو (یعنی باوجود ضعف اور کمزوری کے سنت پر عمل ترک نہ ہو) تو وہ ہدایت یافتہ ہے، اور جس کی کم ہمتی سنت کی طرف نہ ہو یعنی بے ہمتی سے سنت ترک کردے تو اس کے لئے ہلاکت کا خطرہ ہے۔

ابن عون کہتے ہیں:

{ ثَلٰثٌ أُحِبُّهُنَّ لِنَفْسِيْ وَلِاخْوَانِيْ، هٰذِهِ السُّنَّةُ أَنْ يَّتَعَلَّمُوْهَا وَيَسْأَلُوْا عَنْهَا ، وَالْقُرْآنُ أَنْ يَّتَفَقَّهُوْهُ وَيَسْأَلُوْا عَنْهُ ، وَيَدْعُوا النَّاسَ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ} (رواه البخاری)

تین باتیں ایسی ہیں جنہیں میں خاص طور پر اپنے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے پسند کرتا ہوں، ایک تو

یہ کہ سنت رسول اللہ ﷺ (حدیث قولی وفعلی) سیکھیں، اور علماء سے پڑھتے اور پوچھتے رہیں، دوسرے قرآن کو سمجھ کر پڑھیں، اور علماء سے قرآن کے مطالب کی تحقیق کرتے رہیں، تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا ذکر نہ کریں مگر خیر اور بھلائی کے ساتھ۔

۲۳:{ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ للّٰهِ ﷺ : عَمَلٌ قَلِيْلٌ فِيْ سُنَّةٍ خَيْرٌ مِّنْ كَثِيْرٍ فِيْ بِدْعَةٍ }

حضرت عوف حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سنت کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی بدعت کے ساتھ بہت بڑے عمل سے بہتر ہے۔

(۲۴): حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں تین چیزوں کے علاوہ کوئی چیز قابل اختیار نہ ہوگی۔(۱) حلال روپیہ (۲) مخلص دوست جس سے وہ انس حاصل کرے، (۳) اور سنت جس پر وہ عمل کرے۔ (مجمع الزوائد)

تارک سنت پر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت

(۲۵): امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے ان چھ (٦) پر لعنت کی ہے اور اللہ نے بھی ان پر لعنت فرمائی ہے، اور ہر نبی کی دعاء مقبول ہوتی ہے (لہٰذا میری لعنت مقبول ہے)۔(۱) اللہ کی کتاب پر زیادتی کرنے والا۔(۲) اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا۔ (۳) ہماری امت پر مسلط ہو کر ظلم کرنے والا کہ اللہ کے معزز بندوں کو ذلیل کرے، اور اللہ کے ذلیل بندوں کو عزت دے، (۴) اللہ کے حرام کو حلال کرنے والا۔(۵) میرے اہل بیت کی بے حرمتی کرنے والا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔(سنتوں کو ترک کرنے والا۔

(ترغیب ص ۸۴ ج ۱)

ترک سنت پر یہ حدیث بہت ہی اہم اور رونگٹے کھڑے کر دینی والی ہے کہ ایسا آدمی جو تارک سنت ہو اس پر اللہ اور اس کے حبیب ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اس سے بڑھ کر اور کیا محرومی ہوگی۔

(۲۶): حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اختلاف امت کے وقت میری سنتوں پر عمل کرنے والا ایسا ہوگا جیسا کہ ہاتھ میں چنگاری لئے رہنے والا۔ (کنز: ص ۱٦۴ ج ۱)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جب لوگ دینی امور میں اختلاف پیدا کریں گے، خواہشات کے تابع ہوں گے، دینی امور سے ہٹ کر بد دینی کو اختیار کر رہے ہوں گے، ایسے وقت میں سنتوں پر عمل کرنا ماحول کے خلاف ہونے کی وجہ سے انتہائی مشکل ہوگا اور بسا اوقات ایسی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا کہ زندگی دشوار ہو جائے گی۔ جیسے بے پردگی کے ماحول میں پردے کا اہتمام، خلاف سنت لباس کے ماحول میں مسنون اور مشروع لباس کا اہتمام کس قدر دشوار ہے اس کا اندازہ صاحب عمل ہی لگا سکتا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں سنتوں کا اہتمام

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں تو سنتوں کا اس قدر اہتمام تھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ اور مدینہ کے درمیان مقامِ شجرہ میں قیلولہ کرتے اور فرماتے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں پر قیلولہ فرمایا ہے۔ اور حضرت زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ کھلے بٹن نماز پڑھ رہے ہیں، میں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ: میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ (ترغیب: ص ۱۸۲ ج ۱)

{عَنْ عَبْدُ الرَّحْمَانِ بْنِ يَزِيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ اَلْاَقْتِصَادُ فِي السُّنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الْاِجْتِهَادِ فِيْ بِدْعَةٍ}

حضرت عبد الرحمٰن بن یزید نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے تھے سنت کے طریقے میں میانہ روی اختیار کرنا بدعت کے طریقے پر بہت کوشش کے ساتھ عبادت کرنے سے بہتر ہے۔

{عَنْ يَحْيٰ بْنِ اَيُّوْب ،عَنْ هَشَّامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: اَلسُّنَنْ اَلسُّنَنْ فَاِنَّ السُّنَنُ قَوَامُ الدِّيْن}

یحییٰ بن ایوب روایت کرتے ہیں ہشام بن عروہ سے اور وہ اپنے والد سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے (لوگو) سنتوں کو اپناؤ، سنتوں کو اپناؤ اس لئے کہ سنتیں دین کی بنیاد ہیں۔

{ عَنْ عَبْدُ الْمَجِيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبِى الْخَلَالِ قَالَ: اِنَّهٗ سَيَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُوْمُ الرَّجُلُ يَسْاَلُ عَنْ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلاَ يَجِدْ اَحَدٌ يُخْبِرُهٗ بِهَا۔}

عبد المجید بن وھب ابی الخلال سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ایک آدمی

(مجمع میں) کھڑے ہوکر محمد الرسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے بارے میں پوچھے گا تو کوئی بھی اُسے بتانے والا نہ ہوگا۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یمن کے گورنر حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ:

{ لَا تَشْغُلُوْا بِا الْبِنَآء ، قَدْ لَكُمْ فِيْ بِنَآء فَارِسٍ وَالرُّوْم كِفَايَةٌ، الْزِمُوا السُّنَّةَ، تَبْقٰى لَكُمُ الدَّوْلَة }

تعمیرات میں اپنے آپ کو مشغول نہ کرو، تمہارے لئے فارس اور روم کی عمارتیں ہی کافی ہیں۔تم سنت کو لازم پکڑو تمہاری سلطنت باقی رہے گی۔ (فیض القدیر علی جامع الصغیر ۵:۱۵)

ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں اہل علم کی طرف سے یہ جملہ پہنچا ہے کہ:

"اَلْاِعْتِصَامُ بِالسُّنَّةِ نِجَاةٌ" کہ سنت کا اہتمام کرنا نجات کا ذریعہ ہے۔

ربّ العالمین سے دعاء ہے کہ وہ ہم گناہ گاروں کو بھی اس زمرے میں شامل فرمادے۔

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهِمْ ۔اَللّٰهُمَّ آمِيْن۔ ''

☆☆☆☆☆

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رات کے اعمال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان اپنی زندگی کا سفر دن اور رات کی صورت میں طے کر رہا ہے، کبھی صبح ہوتی ہے تو کبھی شام، اس کے دن کا اختتام اور رات کا استقبال کن اعمال کے ذریعے ہونا چاہئے، اور سوتے وقت کے مسنون اعمال کون کون سے ہیں، کن الفاظ اور دعاؤں کے ذریعے ربّ العالمین کی نعمتوں کی شکر گزاری کی جائے، رات بھر کی حفاظت کے لئے کون کون سے اعمال کئے جائیں تا کہ انسان کا تعلق اپنے رب کے ساتھ مستحکم ہو، ان تمام چیزوں کا تفصیلی ذکر انشاء اللہ ہم آگے کریں گے، ربّ العالمین ہم سب کو ان تمام اعمال پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین:

شام کے وقت کی احتیاط

جب شام کا اندھیرا چھا جانے لگے تو بچوں کو گھر میں بلا لیجئے اور باہر نہ کھیلنے دیجئے جب تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر نہ جائے، کیونکہ اس وقت شیاطین اور جنات گھوم رہے ہوتے ہیں وہ بچوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، رات کا ایک حصہ گزر جانے کے بعد اگر چہ باہر نکلنے کی اجازت دی جا سکتی ہے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ بغیر کسی اشد ضرورت کے رات کے وقت بھی بچوں کو گھر سے باہر نکلنے نہ دیں، اس لئے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

{ عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا كَانَ جُنُحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ ، فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ ، فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ ، فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ ،وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوااسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَأَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوااسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا آنِيَتَكُمْ وَاذْ كُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوْا عَلَيْهَا شَيْئًا وَأَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ } (البخاری۳۵۸)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رات کی تاریکی آجائے اور شام ہو جائے تو اپنے چھوٹے بچوں کو گھر میں روکے رکھو، اس لئے کہ اس وقت شیاطین (زمین) میں پھیل جاتے ہیں، البتہ جب گھڑی بھر رات (رات کا ایک حصہ) گزر جائے تو بچوں کو چھوڑ سکتے ہو۔

اللہ کا نام لے کر دروازے بند کیا کرو کیونکہ شیطان بند دروازہ کو نہیں کھول سکتا، مشکیزے کا دھانہ {بسم اللہ} پڑھ کر باندھ لیا کرو، اور برتنوں کو بھی {بسم اللہ} پڑھ کر ڈھانک لیا کرو، (کوئی چیز ڈھانکنے کے لئے نہ ملے تو کم از کم) ان کے عرض (یعنی چوڑائی) ہی پر کوئی شئے رکھ دیا کرو، (اس لئے کہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے کہ اس میں وبا نازل ہوتی ہے اور ہر کھلے برتن میں داخل ہو جاتی ہے)۔ اور اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو (کہ کہیں وہ رات کے وقت سونے کے بعد گھر میں آگ لگنے کا سبب نہ بن جائیں)۔

مغرب کی اذان کے وقت کی دعاء

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مجھے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعاء اذان مغرب کے وقت پڑھنے کے لئے تعلیم فرمائی تھی:

{ أَللّٰھُمَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَيۡلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْ لِىْ }

اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے اور دن کے جانے اور تیرے مؤذنوں کی آوازوں (اذانوں) کا وقت ہے، پس تو مجھے بخش دے۔ (ابوداؤد)

نمازِ اَوّابین

مغرب کی نماز کے بعد اوّابین کے نوافل پڑھنے کا اجر و ثواب بارہ سال کے نفلوں کے برابر ملتا ہے، اور اوّابین کی کم از کم (۶) چھے رکعات تین سلام کے ساتھ اور زیادہ سے زیادہ بیس (۲۰) رکعات ہیں جو دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہیں۔ یہ نماز سنت ہے اور اس نماز کا نام اَوّابین حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكْعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمَ فِيْمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَىْ عَشَرَةَ سَنَةً } (ترمذی، سنن ابو داؤد، مشکوٰۃ)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مغرب کی نماز پڑھ کر چھ رکعت (نفل اس طرح) پڑھے کہ اُن کے درمیان کوئی فحش گفتگو نہ کرے، تو ان رکعتوں کا ثواب اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے ثواب کے برابر ہو جائے گا۔

اور دوسری روایت میں امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ } (رواه الترمذی)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص مغرب کے بعد (۲۰) بیس رکعتیں (صلوٰۃ الاوّابین) کی پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہشت میں گھر بناتا ہے۔

شام کے اذکار

جب شام ہو جائے تو مندرجہ ذیل دُعاؤں اور اذکار کا اہتمام فرمالیں:

۱: { اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا ، وَبِكَ اَصْبَحْنَا ، وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ }

(ترمذی کتاب الدعوات)

اے اللہ ہم نے تیری ہی توفیق سے شام کی ، اور تیری ہی مدد سے صبح کی، تیری ہی عنایت سے جی رہے ہیں، اور تیرے ہی اشارے پر مرجائیں گے، اور انجام کار تیرے ہی پاس اٹھ کر حاضر ہوں گے۔

دنیاو آخرت کے کام پورے ہونے کے لئے: سات (7) مرتبہ یہ دعاء پڑھیں:

۲: { حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ }

اللہ تعالیٰ ہی مجھے کافی ہے، اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، اُسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ (عمل الیوم اللیلۃ ۲۲،۳۸)

{فضیلت}: جو شخص شام کے وقت یہ دعاء سات مرتبہ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا اور آخرت کی تمام فکروں کے لئے کافی ہو جاتے ہیں۔

اللہ راضی کردیں گے: تین 3 مرتبہ پڑھیں:

اس دعاء کو پڑھنے والے کو قیامت کے دن اللہ راضی کردیں گے: تین ۳ مرتبہ پڑھیں:

۳: { رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا }

میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے ، اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی اور خوش ہوں۔ (ابوداؤد، ترمذی)

{فضیلت }: پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: جو شخص صبح وشام اس دعاء کو تین تین مرتبہ پڑھے گا، حق تعالیٰ شانہٗ ضرور اُس کو قیامت کے دن راضی فرمادیں گے۔

جہنم سے نجات پانے کے لئے: چار (۴) مرتبہ پڑھیں:

۴: أَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَمْسَيْتُ اُشْهِدُكَ ، وَاُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَآ ئِكَتَكَ ، وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ ، أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ } (رواہ ابو داؤد، وبخاری فی ادب المفرد)

اے اللہ! میں نے اس حالت میں شام کی کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں، اور میں گواہ بناتا ہوں آپ کے عرش اٹھانے والے فرشتوں کو، اور آپ کے تمام فرشتوں کو، اور آپ کی تمام مخلوق کو کہ یقینا آپ ہی اللہ ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، آپ تنہا ہیں آپ کا کوئی ساجی نہیں ہے، اور یہ بات یقینی ہے کہ حضرت محمد ﷺ آپ کے بندے اور رسول ہیں۔

{فضیلت}: جو شخص اس دعاء کو شام کے وقت چار مرتبہ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے آزاد فرمادیتے ہیں۔

اللہ اپنی نعمتیں مکمل فرمادیتے ہیں: تین (3) مرتبہ پڑھیں:

۵: { أَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَمْسَيْتُ مِنْكَ فِيْ نِعْمَةٍ وَّ عَافِيَةٍ وَّسِتْرٍ فَأَتِمَّ عَلَيَّ نِعْمَتَكَ وَعَافِيَتَكَ وَسِتْرَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ} (عمل الیوم واللیلۃ:۵۵)

اے اللہ بے شک میں نے آپ کی طرف سے نعمت، عافیت اور پردہ پوشی کی حالت میں شام کی، لہٰذا آپ مجھ پر اپنے انعام اور اپنی عافیت اور اپنی پردہ پوشی دنیا اور آخرت میں مکمل فرمائیے۔

{فضیلت}: جو شخص شام کے وقت تین مرتبہ یہ دعاء پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمت مکمل کردیتے ہیں۔

دنیا اور آخرت کی بھلائیاں مانگنے کے مترادف دعاء ایک (۱) مرتبہ پڑھیں:

۶: { يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ ، أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ } (الترغیب والترہیب)

اے ہمیشہ ہمیش زندہ رہنے والے، اے مخلوقات کو قائم رکھنے والے، میں آپ سے آپ کی رحمت ہی کے ذریعہ مدد طلب کرتا ہوں، آپ میرے تمام احوال درست فرما دیجئے، اور مجھے ایک بار بھی آنکھ جھپکنے کے برابر میرے نفس کے حوالے نہ فرمائیے۔

ناگہانی آفات سے حفاظت: تین مرتبہ پڑھیں:

۷: { بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْأَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ } (رواہ ابو داؤد والترمذی)

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ میں نے شام کی جس کے نام کے برکت سے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہی خوب سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔

{فضیلت}: جو شخص شام کو یہ دعاء تین مرتبہ پڑھ لے تو اس کی ناگھانی آفات سے حفاظت ہوتی ہے۔

جنت میں داخل ہونے کے لئے ایک بار پڑھیں:

۸: { اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَأَنَا عَبْدُكَ ، وَأَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْٓءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ ، وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ ، فَاغْفِرْ لِیْ فَإِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا أَنْتَ } (بخاری۹۸:۱۱)

اے اللہ! آپ ہی میرے پروردگار ہیں، آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، آپ ہی نے مجھے پیدا کیا اور میں آپ کا حقیقی غلام ہوں، اور جہاں تک میرے بس میں ہے میں آپ سے کئے ہوئے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، آپ کی پناہ چاہتا ہوں ان تمام برے کاموں کے وبال سے جو میں نے کئے ہیں میں آپ کے سامنے آپ کی ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو مجھ پر ہیں، اور مجھے اعتراف ہے اپنے گناہوں کا، اس لئے میرے گناہوں کو معاف فرما دیجئے، کیونکہ آپ کے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔

{ف) جو شخص یقین کے ساتھ اس دعاء کو شام کے وقت پڑھے گا پھر اگر اسی رات میں اس کا انتقال ہوگیا تو وہ جنتی ہے۔

جہنم سے حفاظت کے لئے سات مرتبہ پڑھیں:

۹: { أَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ } (ابوداؤد)

اے اللہ! آپ مجھے جہنم کی آگ سے بچا لیجئے۔{فضیلت}: جو شخص مغرب کی نماز کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے سات (۷) مرتبہ اس دعاء کو پڑھ لے تو جہنم سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

ہر موذی جانور سے حفاظت کے لئے تین مرتبہ پڑھیں:

۱۰: { أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ } (ترمذی)

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے تمام کامل التاثیر کلمات کے ساتھ، تمام مخلوقات کے شر سے۔

{فضیلت}: جو شخص شام کے وقت تین بار یہ دعاء پڑھ لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر موذی جانور سے حفاظت عطا فرمائیں گے، اور کوئی جانور اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

ہر مصیبت سے بچاؤ کے لئے ایک بار پڑھیں:

۱۱: { أَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ ، عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، مَا شَآءَاللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ، وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْئٍ عِلْمًا ، أَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ أَنْتَ اٰخِذٌ بِنَا صِيَتِهَا ، اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ } (ابوداؤد)

اے اللہ! آپ ہی میرے پالنے والے ہیں، آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، آپ ہی پر میں نے بھروسہ کیا، اور آپ ہی عظیم عرش کے مالک ہیں، جو کچھ اللہ نے چاہا وہ ہوا، اور جو اللہ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، اور گناہوں سے بچنے اور نیک کاموں کے کرنے کی طاقت اللہ کی مدد سے ہی ملتی ہے جو بلندی والا عظمت والا ہے، میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو محیط ہے، اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں میرے نفس کی برائی سے، اور ہر اس جانور کی برائی سے جس کی پیشانی آپ کے قبضے میں ہے، بیشک میرا پروردگار سیدھے راستے پر ہے۔

{فضیلت}: جو شخص شام کے وقت یہ دعاء ایک مرتبہ پڑھ لے گا تو صبح تک کوئی مصیبت اس کو نہیں پہنچے گی۔

ساری مرادیں پوری ہونے کے لئے ایک بار پڑھیں:

۱۲: { أَللّٰهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ ،وَأَنْتَ تَهْدِ يْنِيْ ، وَأَنْتَ تُطْعِمُنِيْ وَأَنْتَ تَسْقِيْنِيْ ، وَأَنْتَ تُمِيْتُنِيْ ، وَأَنْتَ تُحْيِيْنِيْ۔ }

اے اللہ! آپ ہی نے مجھے پیدا کیا، اور آپ ہی مجھے ہدایت دینے والے ہیں، اور آپ ہی مجھے کھلاتے ہیں، اور آپ ہی مجھے پلاتے ہیں، اور آپ ہی مجھے ماریں گے، اور آپ ہی مجھے زندہ کریں گے۔

{فضیلت}: حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سُمرہ بن جندبؓ نے فرمایا کہ: میں تمہیں ایک ایسی حدیث نہ سناؤں جو میں نے پیارے پیغمبر ﷺ سے کئی مرتبہ سنی، اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بھی کئی مرتبہ سنی ہے میں نے عرض کیا ضرور سنائیں، حضرت سمرہؓ نے فرمایا: جو شخص صبح اور شام ان کلمات کو پڑھنے کا معمول بنالے، تو اللہ تعالیٰ سے جو مانگے گا اللہ تعالیٰ ضرور اُسے عطا فرمائیں گے۔

آسیب اور جادو سے حفاظت کے لئے تین مرتبہ پڑھیں:

۱۳: { أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ ، وَالْحَمْدُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَآءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ } (طبرانی)

اللہ تعالیٰ کے لئے ہم نے شام کی اور پوری سلطنت نے شام کی، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جس نے آسمان کو روکے رکھا کہ وہ زمین پر گرے مگر اس کی اجازت سے مخلوق کی برائی سے اور جو پھیلی ہے، اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے۔

{فضیلت}: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اگر تم نے اس دعاء کو تین مرتبہ شام کو پڑھ لیا تو صبح تک شیطان، کاہن اور جادوگر کے ضرر سے محفوظ رہو گے۔

☆☆☆☆☆

سونے کے آداب اور مسنون طریقہ

پیارے پیغمبر ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ ابتداء شب میں سو جاتے تھے،سوتے وقت دائیں کروٹ پر اللہ کا ذکر کرتے ہوئے لیٹ جاتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی آنکھوں پر نیند کا غلبہ ہو جاتا، اور آدھی رات ہونے پر بیدار ہو جاتے ،اٹھ کر مسواک فرماتے اور پھر وضو فرما کر نماز تہجد ادا فرماتے تھے۔

آپ ﷺ نہ تو شکم سیر ہو کر ضرورت سے زیادہ سوتے تھے، اور نہ ہی ضروت سے زیادہ جاگتے تھے۔ بلکہ آپ ﷺ کی نیند بقدر اعتدال تھی ،آپ ﷺ نیند بھی فرماتے تھے اور قیام بھی ،اس طرح جو آدمی آپ ﷺ کو نیند میں دیکھنا چاہتا تو وہ بھی دیکھ لیتا تھا اور جو قیام میں دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا تھا۔ (زادالمعاد)

مغرب کے بعد سونا

عشاء سے پہلے آپ ﷺ نہیں سوتے تھے۔حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاء وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا} (رواہ البخاری)

پیارے پیغمبر ﷺ عشاء سے پہلے سونے ، اور عشاء کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

مغرب کے بعد سوجانے میں چونکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ عشاء کی نماز فوت ہو جائے اس لئے آپ ﷺ نے اس وقت سونے سے منع فرمایا ہے۔لیکن اگر سفر وغیرہ کی تھکاوٹ کی وجہ سے نیند کا غلبہ ہو تو کسی کی ڈیوٹی لگا دے کہ وہ اُسے نماز عشاء کے لئے جگا دے تو ایسی صورت میں سونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح سوتے تھے(کہ کسی کو جگانے کے لئے مقرر فرما دیتے تھے)۔ (فتح ج۲ ص۵۰)

اور دوسری روایت میں ہے کہ (ایک مرتبہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غلبہ نیند کی وجہ سے آپ ﷺ سے سونے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ (کنز العمال ج۲۰ ص۷۴)

رات کو جلدی سونا

رات کو جلدی سو جائیں (مگر یہ کہ کوئی دینی یا دنیوی ضروری کام ہو جیسے وعظ ونصیحت یا روزی ومعاش کے لئے ڈیوٹی وغیرہ) پیارے پیغمبر ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ عشاء کے فوراً بعد سو جاتے تھے۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کو

جلد سونے کی وجہ سے تہجد اور نماز فجر کے لئے اٹھنے میں دشواری نہیں ہوتی، اگر رات کو دیر تک گفتگو، لہو ولعب اور لایعنی امور کے اندر مبتلا رہیں گے اور دیر سے سوئیں گے جیسا کہ آج کل عام طور پر شہروں کے اندر کیا جاتا ہے تو اس سے تہجد کے لئے رات کے آخری پہر میں بیداری تو درکنار نماز فجر کے لئے اٹھنا بھی دشوار ہو جاتا ہے جو بہت بڑے نقصان اور خسارے کی بات ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں کو عشاء کے بعد گفتگو کرنے پر مارا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ابھی باتوں میں لگو گے اور آخر رات میں سوؤ گے۔ (قرطبی: ج ۱۳ ص ۱۳۸)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء سے قبل نہیں سوتے تھے، اور عشاء کے بعد گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ سو جاتے تھے۔ اور ایک دوسری روایت میں امّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع رات میں سو جاتے تھے اور آخر رات میں بیدار رہتے (اور عبادت فرماتے تھے)۔ (بخاری ومسلم)

دینی گفتگو

دینی امور پر عشاء کی نماز کے بعد بھی گفتگو کی جا سکتی ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَزَالُ يَسْمُرُ عِنْدَ أَبِىْ بَكْرٍ رضى الله عنه أَللَّيْلَةَ كَذَا كَ فِى الْأَمْرِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ ، وَاِنَّهٗ سَمَرَ عِنْدَهٗ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَأَنَا مَعَهٗ ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَخَرَجْنَا مَعَهٗ فَاِذَا رَجُلٌ قَآئِمٌ يُصَلِّىْ فِى الْمَسْجِدِ ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَسْتَمِعُ قِرَائَتَهٗ ، فَلَمَّا كِدْنَا أَنْ نَّعْرِفَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّقْرَأَ الْقُرْآنَ رَطْبًا كَمَا أُنْزِلَ ، فَلْيَقْرَأْ هُ عَلٰى قِرَائَتِ اِبْنِ أُمِّ عَبْدٍ قَالَ ثُمَّ جَلَسَ الرَّجُلُ يَدْعُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ :يَقُوْلُ لَهٗ ، سَلْ تُعْطَهُ ، سَلْ تُعْطَهُ قَالَ عُمَر قُلْتُ: وَاللهِ لَأَغْدُوَنَّ اِلَيْهِ فَلَاءُ بَشِّرَنَّهُ قَالَ :فَغَدَوْتُ اِلَيْهِ لِأُبَشِّرَهُ ، فَوَجَدْتُ أَبَا بَكْرٍ قَدْ سَبَقَنِىْ اِلَيْهِ فَبَشَّرَهُ وَلَا وَاللهِ مَا سَبَقْتُهُ اِلَى خَيْرٍ قَطُّ اِلَّا وَسَبَقَنِىْ اِلَيْهِ}

(مسند احمد ۱، ۱۵۰:وترمذی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول مبارک تھا کہ رات کے وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے دینی معاملات میں گفتگو فرمانے اور مشورہ کرنے کے لئے تشریف لیجاتے تھے، ایک مرتبہ اسی طرح رات

کے وقت آپ ﷺ ان کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے اور میں بھی وہاں موجود تھا۔ فراغت کے بعد جب پیارے پیغمبر ﷺ وہاں سے نکلے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکل آئے، (ہم نے) دیکھا کہ ایک آدمی مسجد میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہے، پیارے پیغمبر ﷺ اُس کی قرأت سننے کے لئے کھڑے ہو گئے ابھی ہم اُس آدمی کی آواز پہچاننے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص قرآن کریم کو اسُی طرح تر و تازہ پڑھنا چاہے جیسے وہ نازل ہوا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ ابن اُمّ عبد کی قرأت پر اسے پڑھے، پھر وہ آدمی بیٹھ کر دعاء کرنے لگا، پیارے پیغمبر ﷺ اس سے فرمانے لگے مانگو، مانگو، تمہیں عطا کیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ صبح ہوتے ہی میں انہیں یہ خوشخبری ضرور سناؤں گا، چنانچہ جب میں صبح انہیں یہ خوشخبری سنانے کے لئے پہنچا تو وہاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی پایا، وہ مجھ پر اس معاملے میں بھی سبقت لے جا چکے تھے اور انہیں وہ خوشخبری سنا چکے تھے، بخدا! میں نے جس معاملے میں بھی ان سے مسابقت کی کوشش کی، اور وہ ہر معاملے میں مجھ سے سبقت لے گئے۔

سونے سے قبل بیوی بچوں سے نصیحت آموز باتیں کرنا

بیوی بچوں کو نصیحت آموز کہانیاں سنانا اور خوش طبعی کی باتیں کرنا مذموم نہیں بلکہ حسنِ معاشرت میں داخل ہے۔ اسی طرح اگر گھر میں کوئی مہمان ہو تو اس سے بھی گفتگو کی اجازت ہے۔

چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات پیارے پیغمبر ﷺ نے (عشاء کے بعد) بیویوں کو ایک قصہ سنایا۔ ایک بیوی نے کہا کہ یہ قصہ (حیرت اور تعجب میں) بالکل خرافہ کے قصوں جیسا ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: جانتی ہو خرافہ کا اصل قصہ کیا ہے؟ خرافہ بنو عذرہ (قبیلہ) کا ایک شخص تھا، جنات اسے پکڑ کر لے گئے اور ایک عرصہ تک انہوں نے اسے اپنے پاس رکھا، اور پھر لوگوں میں چھوڑ گئے۔ پس وہ لوگوں سے وہاں کے عجائبات بیان کرتا تھا۔ اس وجہ سے لوگ ایسے قصوں کو قصہ خرافہ کہنے لگے۔ (مسند احمد و شمائیل ترمذی)

☆ پیارے پیغمبر ﷺ سوتے وقت اپنے اہل بیت سے کچھ اِدھر اُدھر کی باتیں کیا کرتے تھے، کبھی گھر سے متعلق اور کبھی عام مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں۔ (نشر الطیب)

سونے سے قبل پانی رکھنا

سونے سے قبل وضو اور طہارت حاصل کرنے کے لئے اور پینے کے لئے پانی رکھنا مسنون ہے تاکہ رات کے وقت اور بیدار ہونے کے بعد پانی کی تلاش میں زحمت نہ ہو۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رات میں تین ڈھکے ہوئے برتنوں کا انتظام کرتی تھی (۱) وضو کے پانی کا برتن (۲) پینے کے پانی کا برتن (۳) مسواک کا برتن۔ (ابن ماجہ:ص۳۰)

دوسری روایت میں امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم (ازواج مطہرات) پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رات ہی سے مسواک اور وضو کا پانی رکھ دیتی تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ آپ کو بیدار فرماتا تو بیداری کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک فرماتے، وضو کرتے اور پھر سات رکعت نماز ادا فرماتے۔ (ابن حبان)

باوضو ہو کر سونا

سونے سے پہلے بیت الخلاء سے فارغ ہو جائیں، اور وضو کر لیں۔ اس لئے کہ باوضو سونے سے انسان جنات وشیاطین کے حملوں سے، آسیب اور ڈراؤنے خوابوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر اسی حالت میں موت آئے گی تو وضو کی حالت میں آئے گی۔ اور باوضو سونے سے خواب بھی اچھے آئیں گے۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

{ اِذَا نَامَ الْعَبْدُ عَلٰی طَهَارَةٍ عرجَ بِرُوْحِهٖ اِلَی الْعَرْشِ ، فَكَانَتْ رُؤْيَاهُ صَادِقَةً ، وَاِنْ لَّمْ يَنَمْ عَلٰی طَهَارَةٍ قَصُرَتْ رُوْحُهٗ عَنِ الْبُلُوْغِ فَتِلْكَ الْمنَا مَاتُ أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ لَا تصدق} (رواہ البیہقی، احیاء العلوم:۱:۱۳۱)

جب بندہ پاک وصاف ہو کر سوتا ہے تو اس کی روح عرش پر پہنچتی ہے اس وجہ سے اس کے خواب سچے ہوتے ہیں، اور اگر طہارت پر نہیں سوتا تو اس کی روح عرش تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہے، تو اس کے خواب پراگندہ ہوتے ہیں، سچے نہیں ہوتے۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ باوضو آرام فرمانے کی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوضو آرام کرنے کا حکم بھی فرمایا ہے، اسی وجہ سے باوضو سونا سنت ہے، اگر پہلے سے وضو ہو تو سونے کے لئے نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یقول: مَنْ أَوٰی إِلَی فِرَاشِہِ طَاہِرًا، وَذَکَرَ اللَّہِ حَتَّی یُدْرِکَہُ النُّعَاسُ، لَمْ یَتَقَلَّبْ سَاعَۃً مِنَ اللَّیْلِ یَسْأَلُ اللَّہَ فِیہَا خَیْرًا مِنْ خَیْرِ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ ; إِلَّا أَعْطَاہُ إِیَّاہُ } (الدر المنضود :ص۵۹۵ج۶)

میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: جو شخص سونے کی دعاء پڑھ کر اور باوضو ہو کر سونے کے لئے بستر پر آئے اور ذکر کرتے ہوئے سو جائے ، اور رات میں کسی وقت آنکھ کھلے تو اس وقت جو بھی وہ دعاء مانگے گا دنیا اور آخرت کی بھلائی کی تو وہ ضرور اسے دی جائے گی ۔

باوضو سونے والے کے لئے فرشتے کی دعاء

{وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُما قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : طَہِّرُوْا ہٰذِ ہِ الْأَجْسَادَ طَہَّرَکُمُ اللّٰہ ، فَإِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یَبِیْتُ طَاہِرًا إِلَّا بَاتَ مَعَہٗ فِيْ شِعَارِہٖ مَلَکٌ لاَ یَتَقَلَّبُ سَاعَۃً مِّنَ اللَّیْلِ إِلَّا قَالَ: أَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِکَ فَإِنَّہٗ بَاتَ طَاہِرًا"} (مجمع الزوائد ج۱ ص۲۳۲)

حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے ان جسموں کو پاک کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں پاک کرے۔ جو شخص طہارت کی حالت میں رات گزارتا ہے تو اس کے ساتھ بستر میں ایک فرشتہ ہو جاتا ہے ، جب یہ شخص (رات کے وقت) کروٹ لیتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے : اے اللہ ! اپنے اس بندے کی مغفرت فرما کہ اس نے باوضو رات گزاری ہے۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کی طرح وضو فرماتے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم بستر پر جاؤ تو نماز کی طرح وضو کرو، پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ بَاتَ عَلٰى طَهَارَةٍ ثُمَّ مَاتَ مِنْ لَيْلَتِهٖ مَاتَ شَهِيْدًا}

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص طہارت (یعنی وضو) کی حالت میں رات گزارے، اور پھر اسی رات میں اس کا انتقال ہو جائے تو وہ شہید ہوگا۔ یعنی شہادت کا اجر وثواب پائے گا۔ (ابن سنی، سیوطی)

حضرت عمر بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: وضو کے ساتھ سونے والا روزہ دار شب گزار کی طرح ہے۔ (فیض القدیر: ص ۲۹۳ ج ۶)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ روحیں نیند کی حالت میں عالم بالا کی طرف جاتی ہیں، جو باوضو ہوتی ہیں عرش کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتی ہیں۔ (بیہقی فی شعب الایمان: ۵ ص ۱۷۶)

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بلا وضو مت سوؤ، روحوں کا اٹھنا اسی حالت میں ہوگا جس حالت میں انہیں قبض کیا جائے گا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

جنابت کے بعد کس طرح سوئے

جنابت اور ناپاکی کی حالت میں با وضو سونا مستحب ہے، جس کے بہت سارے فائدے ہیں مثلاً شیطان کے حملے سے حفاظت، ڈراؤنے اور پریشان کن خواب سے حفاظت وغیرہ۔

چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ اگر بحالت جنابت آرام فرمانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے ناپاک جگہ کو دھو لیتے اور پھر نماز کی طرح وضو کر کے سو رہتے۔ اور سنن بیہقی کی روایت ہے کہ (اگر گرم پانی نہ ہوتا تو) تیمم فرماتے۔ (بخاری)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلَاةِ ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ غَسَلَ يَدَهٗ ثُمَّ أَكَلَ وَشَرِبَ} (مسند احمد)

پیارے پیغمبر ﷺ جب وجوب غسل کی حالت میں سونا یا کچھ کھانا پینا چاہتے تو نماز جیسا وضو فرما لیتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

{ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :كَيْفَ يَصْنَعُ أَحَدُنَا إِذَا هُوَ أَجْنَبَ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ قَبْلَ

أَنْ يَغْتَسِلَ ؟ قَالَ : فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لِيَتَوَضَّأْ وَضُوْئَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ لِيَنَمْ}

انہوں نے پیارے پیغمبر ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے جب کوئی جنابت کی حالت میں ہو اور وہ غسل سے پہلے سونا چاہے تو کس طرح سوئے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اپنے مقام یعنی پیشاب کی جگہ کو دھولے اور) نماز کی طرح وضو کر کے سوجائے۔ (مسند احمد: ج۱ص۱۱۹)

آپ ﷺ سونے سے پہلے وضو کرنے کے عادی تھے۔ (اسوۂ رسول اکرم: ص۹۹)

رات میں قضائے حاجت کے بعد آپ ﷺ کا معمول

اگر رات کے کسی حصہ میں آنکھ کھلتی اور آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لیجاتے تو اس کے بعد صرف چہرے اور ہاتھوں کو دھو کر سو جاتے۔ (زادالمعاد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ایک رات بیدار ہوئے ، بیت الخلاء تشریف لے گئے پھر آپ ﷺ نے ہاتھ منہ دھویا اور آرام فرمانے لگے۔ (ابن ماجہ، سیرۃ: ج۷ ص ۳۹۲)

سونے سے پہلے مسواک کرنا

سونے سے پہلے مسواک کرلیں کہ مسواک کرنا دانتوں کی صفائی اور معدہ کی صحت کے لئے نہایت مفید ہے،اسی وجہ سے اطباء سونے سے قبل دانتوں کی صفائی خصوصاً مرض پائیریا کی صورت میں تاکید کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ رات میں جب بستر پر تشریف لاتے تو مسواک فرماتے اور کنگھی کرتے۔

(مشکوۃ، سیرۃ الشامی ج۷ ص۵۴۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ اس وقت تک آرام نہ فرماتے تھے جب تک کہ مسواک نہ فرمالیتے۔ (کنز العمال: ج۷ ص۶۹)

سونے سے پہلے آلودہ ہاتھوں کو دھونا

سونے سے قبل ہاتھ اگر کھانے وغیرہ سے آلودہ ہوں تو اُن کو دھو لینا چاہئے تاکہ سونے کی حالت میں کسی قسم کی اذیت نہ پہنچے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پیارے پیغمبر ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چکنائی (وغیرہ) سے آلودہ ہاتھوں کے ساتھ سو جائے اور دھوئے نہیں اور اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے (مثلاً کوئی جانور وغیرہ

کاٹ لے) تو وہ خود اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ (ابوداؤد ص ۵۳۸)

رات کے وقت حفاظت کا اہتمام کرنا

رات کو سوتے وقت گھر کے دروازے {بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ} پڑھ کر بند کریں، اور {بسم اللہ الرحمن الرحیم} پڑھ کر کنڈی لگائیں۔ اس لئے کہ دروازے بند رہنے سے جنات وشیاطین کے علاوہ ایسے انسانوں سے بھی حفاظت رہتی ہے جو چوری ڈکیتی وغیرہ کی نیت سے نکلے ہوں، کھلے ہوئے دروازوں کی صورت میں وہ اپنے مقصد میں با آسانی کامیاب ہو سکتے ہیں۔

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ایک مرتبہ) پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی ضرورت اور تقاضے کے لئے گھر سے باہر تشریف لے گئے اور دروازہ کھلا رہ گیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حاجت سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو شیطان کو گھر میں کھڑا دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے خبیث ہمارے گھر سے ذلیل ہو کر نکل جا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم گھر یا کمرے سے رات کو نکلو تو دروازہ بند کر لیا کرو۔ (مجمع: ج ۸ ص ۱۱۱)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: رات گئے قصہ کہانیوں کی محافل میں نہ جایا کرو، کیونکہ تم میں سے کسی کو بھی خبر نہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کس کس کو کہاں کہاں پھیلایا ہوا ہے، اس لئے دروازے بند کر لیا کرو، مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو، برتنوں کو اُوندھا کر دیا کرو، اور چراغ گل کر دیا کرو۔
(بخاری، الادب المفرد)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ: جب تم رات کو کتے کا بھونکنا، اور گدھے کا چلاّنا سنو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو، (یعنی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو) کیونکہ کتے اور گدھے وہ چیز دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔ اور رات کو جب لوگ بازاروں میں گھومنا پھرنا موقوف کریں، اور راستے بند ہو جائیں تو تم گھر سے بہت کم نکلا کرو، اس لئے کہ رات کو اللہ اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے پراگندہ کرتا ہے۔ (مشکوۃ)

سونے سے پہلے چند اہم امور کی انجام دہی

سونے سے قبل اپنے بستر کے قریب پینے کا پانی، گلاس، لاٹھی روشنی کے لئے ماچس یا ٹارچ، مسواک، تولیہ وغیرہ رکھ لیجئے۔ اور اگر آپ کسی کے ہاں مہمان ہوں تو بیت الخلاء وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کر لیجئے تاکہ رات کو جب آپ کو ضرورت پیش آئے تو زحمت نہ ہو۔

☆ سونے سے قبل جن برتنوں میں کھانے پینے کی چیزیں ہوں ان سب کو بسم اللہ پڑھ کر ڈھانپ دیں۔ حتیٰ کہ اگر پانی کی بالٹی ہوتو اس کو بھی ڈھانپ دیں اور اگر ڈھانپنے کے لئے کوئی چیز نہ تو اس کے عرض (چوڑائی) پر بھی کوئی لکڑی {بسم اللہ الرحمٰن الرحیم} پڑھ کر رکھ دیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب شام کا وقت ہوتو اپنے چھوٹے بچوں کو (گلی کوچوں میں پھرنے سے) روکو، کیونکہ شیاطین کا لشکر شام کے وقت (ہر چہار طرف) پھیل جاتا ہے۔ ہاں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو پھر بچوں کو چھوڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور رات کو دروازے بند کر دیا کرو، اور بند کرتے وقت اللہ کا نام لیا کرو، (یعنی بسم اللہ یا اور کوئی دعاء پڑھ لیا کرو) کیونکہ شیطان اس دروازے کو کھولنے کی قدرت نہیں رکھتا جو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ بند کیا گیا ہو، اور اپنے مشکوں کے دھانے جن میں پانی ہواُن کو باندھ دیا کرو، اور باندھتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو، اور اپنے پانی کے برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو، اور ڈھانپتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو، اگر چہ برتن پر کوئی چیز عرضاً ہی رکھ دیا کرو، اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب بستر پر تشریف لاتے (تو اس سے قبل) مسواک فرماتے، وضو فرماتے اور کنگھی فرماتے تھے۔ (سیرۃ الشامی: ج ۷ ص ۵۴۵)

سونے سے پہلے بستر جھاڑنا

سونے سے پہلے خود بستر بچھائیں اور بستر کو اچھی طرح جھاڑ لیں، اگر کوئی اور چیز نہ ہو تو تہبند کے ایک کنارے ہی سے جھاڑ لیں، اس لئے کہ بسا اوقات بستر کے اندر کیڑے مکوڑے چھپے ہوتے ہیں، جو تکلیف کا باعث بن سکتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں باب قائم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بستر سے اٹھ کر دوبارہ بستر پر آئیں تو پھر بھی اس کو جھاڑ لیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب کوئی اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ اپنی لنگی کے اندرونی پلّو کھول کر اُس سے بستر کو جھاڑے، معلوم نہیں کیا چیز اُس کے بستر پر پڑی ہو؟ پھر دائیں کروٹ پر لیٹے اور یہ دعاء پڑھے:

{ بِاسْمِكَ رَبِّيْ ، وَضَعْتُ جَنْبِيْ ، وَبِكَ أَرْفَعُهُ ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا ، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ } (مسلم، مشکوٰۃ: ص۲۰۸)

اے میرے پروردگار! آپ کے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا، اور آپ ہی کی قدرت سے اٹھاؤں گا، اگر آپ (نیند کی حالت میں) میری روح قبض فرمالیں تو اس پر رحم فرمانا، اور اگر آپ پھر اسے بھیج دیں تو اس کی (اُسی طرح) حفاظت فرمانا جس طرح آپ اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔

سونے سے قبل کپڑے بدلنا

سونے سے قبل کپڑے تبدیل کر کے تہبند وغیرہ کا باندھ لینا بھی مسنون ہے تاکہ کپڑوں میں نجاست کا اشتباہ نہ رہے خصوصاً نوجوانوں اور اہل وعیال میں رہنے والوں کو تاکہ نماز میں طہارت کا اہتمام ہو۔ پیارے پیغمبر ﷺ سونے سے پہلے دوسرے کپڑے کی تہبند باندھتے، اور کُرتا اتار کر ٹانگ دیتے، اور آرام فرمانے سے پہلے بستر کو کپڑے سے جھاڑ لیتے تھے۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ اس کپڑے میں نماز نہیں پڑھتے تھے جسے پہن کر اہل وعیال کے پاس آرام فرماتے تھے۔ (طحاوی: ج ا ص ۳۰)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ: میں اپنی خالہ (حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا) کے پاس ایک رات رہا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو میں نے دیکھا کہ انہوں نے آپ ﷺ کے لئے ایک بستر بچھایا، اور بستر کے سرہانے ایک کپڑا رکھ دیا، آپ ﷺ نمازِ عشاء سے فارغ ہو کر تشریف لائے، اور بستر کے سرھانے پہ رکھے ہوئے کپڑے (کو اٹھایا اور اُس) کی لنگی بنالی، اور (جو کپڑے پہنے ہوئے تھے اُن) کپڑوں کو اتار کر لٹکا دیا۔ (سبل الھدای: ج ۷ ص ۵۷۰)

☆ سوتے وقت اپنے کپڑے اتار کر اپنے پاس ہی رکھیں اور جوتے بھی تاکہ جب سو کر اٹھیں تو دشواری نہ ہو۔ اٹھنے کے بعد پہلے کپڑوں اور جوتوں کو جھاڑ لیں اور پھر پہنیں تاکہ کوئی موذی چیز آپ کو نقصان نہ پہنچا سکے۔

چارپائی پر سونا

چارپائی پر سونا مسنون ہے۔ آپ ﷺ گھر میں بھی چارپائی کا استعمال فرماتے تھے اور اعتکاف کی حالت میں بھی اسطوانہ توبہ کے سامنے آپ ﷺ کے لئے چارپائی بچھا دی جاتی تھی اور بستر لگا دیا جاتا تھا۔ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ کے پاس ایک چارپائی تھی جس کے پائے ساگوان لکڑی کے تھے، آپ ﷺ اسی پر آرام فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ (سیرۃ الشامی: ج ۷ ص ۵۶۴)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: قریش کو چارپائی پر سونا بڑا پسند تھا، جب پیارے پیغمبر ﷺ (ہجرت کر کے) مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں آپ ﷺ نے قیام

فرمایا۔آپ ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارے پاس چار پائی نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا بخدا نہیں ہے۔

حضرت اسد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے پیارے پیغمبر ﷺ کے لئے ایک چار پائی بنوا کر بھجوادی جس کے پائے ساگوان کے تھے۔ پیارے پیغمبر ﷺ تا وفات اسی پر سوتے رہے، اور اسی پر نماز بھی پڑھتے تھے۔(آپ ﷺ کی وفات کے بعد لوگ تبرکاً اسی چار پائی پر اپنے مُردوں کو دفنانے کے لئے لیجاتے تھے،سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو بھی برکۃً اسی چار پائی پر دفن کرنے کے لئے لے جایا گیا۔ (سیرۃ الشامی:ص ۵۶۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ ایسی چار پائی پر تھے جو کھجور کے پتوں اور شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ (ادب المفرد)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر

سونے کے لئے زیادہ آرام دہ بستر اور میٹرس استعمال نہ کریں بلکہ میانہ روی اختیار کریں۔مومن کو دنیا میں آرام طلبی اور عیش پسندی کے لئے نہیں بھیجا گیا۔مومن کو جفاکش، سخت کوش اور محنتی ہونا چاہیے۔پیارے پیغمبر ﷺ کا ایک چمڑے کا بستر تھا جس میں کھجور کا گودہ بھرا ہوا تھا، اس کی لمبائی دو زراع (گز) کے قریب تھی اور چوڑائی ایک ذراع کے قریب تھی۔
(بخاری و مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے یہاں پیارے پیغمبر ﷺ کا بستر کیسا تھا؟

{ قَالَتْ:كَانَ ضِجَاعُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ :الَّذِىْ كَانَ يَرْقُدُ عَلَيْهِ هُوَ وَ أَهْلُهُ مِنْ أَدَمٍ مَحْشُوًّا لِيْفًا} (مسند احمد :۲۶۲۹۲)

انہوں نے فرمایا کہ: چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔اس میں آپ ﷺ اور گھر والے سوتے تھے۔

امّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ: ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم حضور ﷺ کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے،(فرماتی ہیں کہ) ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو

زیادہ نرم ہو جائے گا میں نے اسی طرح بچھا دیا، پیارے پیغمبر ﷺ نے صبح کو دریافت فرمایا: کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر تھا، مگر رات کو میں نے اسے چوہرا کر دیا تھا تا کہ زیادہ نرم ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو اسی پہلے حال پر رہنے دو، اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد میں مانع ہوئی۔ (شمائل ترمذی)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے آپ ﷺ کے بستر مبارک کو دیکھا کہ بہت ہی کھردرا اور موٹا ہے، چنانچہ وہ گئی اور ایک بستر جس کا بھراؤ اُون سے تھا بھیج دیا۔ پیارے پیغمبر ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ نے پوچھا: عائیشہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! فلاں انصاری خاتون آئی تھیں اس نے آپ ﷺ کے بستر کو دیکھا واپس گئی تو یہ بستر بھیج دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے واپس کردو۔

امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس بستر کا گھر میں ہونا مجھے اچھا معلوم ہوا اس لئے میں واپس نہیں کرنا چاہتی تھی تو آپ ﷺ نے کئی مرتبہ مجھے کہا کہ اسے واپس کردو، اور فرمایا: اللہ کی قسم اگر میں چاہوں تو یہ پہاڑ سونے چاندی کے بن کر میرے ساتھ چلا کریں۔ (سیرت: ج ۷ ص ۱۲۷)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ چٹائی پر آرام فرما رہے تھے، جس کے نشان جسم اطہر پر آگئے تھے، اور سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا جس کا بھراؤ چھالوں سے تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چٹائی پر (بلا بستر و چادر کے) آرام فرمایا جس کی وجہ سے آپ کے جسم اطہر پر چٹائی کے نشانات اُبھر آئے۔ آپ ﷺ جب بیدار ہوئے تو (میں نشانات مٹانے کے لئے جسم اطہر پر) ہاتھ پھیرنے لگا، اور عرض کیا کہ آپ سونے سے قبل بتا دیتے تو میں آپ ﷺ کے لئے بستر بچھا دیتا تا کہ یہ نشانات نہ آتے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا مطلب، میری مثال تو اُس راہ گیر کی طرح ہے جو کسی درخت کے سایہ میں رُک گیا ہو اور آرام کر کے چل دے۔ (ابن ماجہ، ترمذی)

اور ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چٹائی پر (بلا بستر و چادر کے) آرام فرمایا (جس کی وجہ سے) آپ کے جسم اطہر پر چٹائی کے نشانات اُبھر آئے۔ میں یہ دیکھ کر رونے لگا، پیارے پیغمبر ﷺ نے مجھے روتے دیکھا تو وجہ پوچھی کہ کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ ﷺ بوریئے پر۔ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ رونے کی بات نہیں ہے، ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں پیارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو کھجور کی بنی ہوئی چارپائی پر آرام کرتے پایا، جس کے نشانات پہلو پر نمایاں تھے، پھر میں نے گھر کی جانب نظر دوڑائی، اللہ کی قسم کوئی ایسی چیز نہ تھی کہ جس پر میری نگاہ پڑتی، مگر مشکیزے لٹکے تھے، اور تھوڑا سا جو رکھا تھا۔ (بخاری)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ پیارے پیغمبر ﷺ مندرجہ ذیل تمام چیزوں پر آرام فرماتے تھے۔ چمڑے اور کھال کو بستر بنا کر، چٹائی پر، بوریئے پر، کپڑے کے فرش پر، زمین پر، تحت پر اور چارپائی پر۔ اس لئے ان تمام چیزوں پر سونا سنت ہے بشرطیکہ سنت کی نیت کر کے سوئیں تو اس پر اجر وثواب ملے گا۔ (نشر الطیب، علیم بسنتی)

تکیہ سنت ہے

تکیہ کا استعمال بھی مسنون ہے پیارے پیغمبر ﷺ عموماً سوتے وقت تکیہ استعمال فرماتے تھے، اور کبھی دوران سفر جب تکیہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے بھی تکیہ کا کام لے لیتے تھے۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ کے بستر کا تکیہ جس پر آپ ﷺ سوتے تھے، چمڑے کا تھا جس کا بھراؤ چھال سے تھا۔ (سیرۃ ص ۵۶۸)

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ لیٹے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا، جس کا بھراؤ چھال سے تھا۔ (سیرۃ ج ۷ ص ۵۶۹)

سُرمہ لگانے کی سنتیں

سوتے وقت سرمہ لگانا سنت ہے، سرمہ دانی رکھیں اور سوتے وقت خود بھی اور بچوں کے بھی تین تین سلائیاں دونوں آنکھوں میں سرمہ کی لگائیں، پہلے تین مرتبہ دائیں آنکھ میں اور پھر بائیں آنکھ میں۔

پیارے پیغمبر ﷺ کے سرہانے ایک سُرمہ دانی رکھی رہتی تھی جس سے آپ ﷺ ہر رات سوتے وقت سرمہ لگاتے تھے، آپ ﷺ سیاہ رنگ کی سرمہ دانی رکھا کرتے تھے۔ اور سرمہ لگاتے وقت ہر آنکھ میں تین تین مرتبہ سلائی لگاتے، اور کبھی ہر آنکھ میں دو دو مرتبہ اور آخری ایک سلائی دونوں آنکھوں میں لگا لیتے تھے۔ (ابن سعد)

حضرت عمران بن ابی انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ اپنی دائیں آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے، اور بائیں میں دو مرتبہ۔ (ابن سعد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اکْتَحِلُوْا بِالْاِثْمِدِ ، فَاِنَّہٗ یَجْلُوالْبَصَرَ وَیُنْبَتُ الشَّعْرَ ، وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَتْ لَہٗ مُکْحَلَۃٌ یَکْتَحِلُ بِھَا کُلَّ لَیْلَۃٍ ثَلَاثَۃً فِیْ ھٰذِہٖ ،وَ ثَلَا ثَۃً فِیْ ھٰذِہٖ

(رواہ الترمذی: مظاھر حق :ص۲۱۷ ج۴)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تمہیں اثمد (جو سرمہ کی ایک قسم ہے جسے اصفہانی سرمہ بھی کہا جاتا ہے) برابر استعمال کرنا چاہئے ، کیونکہ یہ (سرمہ) نظر کو تیز کرتا ہے،(اور آنکھ روشن کرنے والی چیزوں میں سے بہترین ہے)۔ اور بالوں یعنی پلکوں کو اگاتا ہے (جو آنکھوں کی زیبائی اور حفاظت کی ضامن ہوتی ہیں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ کی ایک سرمہ دانی تھی (جس میں اثمد ہوتا تھا) جس سے آپ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے۔

☆ ہر آنکھ میں تین بار سرمہ لگانا سنت ہے۔

☆ پہلی بار سلائی کو پانی سے دھو کر کپڑے یا ٹشو سے صاف کرلیں۔

☆ ہر بار سلائی کو کپڑے سے صاف کرنا سنت ہے۔

بلا منڈیر کی چھت اور خطرہ کی جگہ سونا

کسی ایسی چھت پر سونے سے پرہیز کریں جس پر (دیوار یا جنگلہ وغیرہ کی) کوئی رکاوٹ نہ ہو۔اس لئے کہ ایسی جگہ سونا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے،اوراس میں یہ خطرہ ہے کہ رات کو کروٹ لیتے وقت گرجائیں یا نیند کی حالت میں اٹھ کر چلنے لگیں اور گر پڑیں۔اگر کوئی اس طرح سوتا ہے تواس طرح وہ خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے اور جب اس شخص نے خود ہی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کا ارادہ کرلیا ہے تو اب قدرت کو کیا ضرورت ہے کہ اس کی حفاظت کرے،لہٰذا اس کی محافظت کا خدائی ذمّہ اس سے ساقط ہوجاتا ہے۔علی ابن شیبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : مَنْ بَاتَ عَلٰی ظَھْرِ بَیْتٍ لَیْسَ عَلَیْہِ حِجَابٌ ، وفی روایۃ: حِجَارٌ، فَقَدْ بَرِ ئَتْ مِنْہُ الذِّمَّۃُ }

(رواہ ابو داؤد:ص۶۸۷)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو ایسی چھت پر رات گزارے جس پر منڈیر نہ ہو،اور ایک روایت میں ہے کہ جس کے گرد رکاوٹ والی کوئی چیز نہ ہو تو میں اس سے بیزار ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :أَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلىٰ سَطْحٍ ، لَيْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَيْهِ}

پیارے پیغمبر ﷺ نے اس کوٹھے پر سونے سے منع فرمایا ہے جس پر پردہ کی دیوار نہ ہو۔ (رواہ: ترمذی)

حضرت زہیرؓ ایک صحابی رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی مچانی پر سو جائے اور گر کر مر جائے تو اس کی کسی پر ذمہ داری نہیں۔ اسی طرح طوفان اور تلاطم کے وقت دریائی سفر کرے اور ڈوب کر مر جائے تو اس کی بھی ذمہ داری اٹھالی گئی ہے۔ (ادب المفرد: ص ۵۱۷)

☆سونے کے بعد چھت سے اترتے وقت روشنی کا بندوبست کر لیجئے تا کہ اترنے میں تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

مکان میں تنہا سونا

گھر میں اکیلے سونا منع ہے اور اس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں جیسے خوف وڈر لاحق ہونا اچانک طبیعت کا خراب ہو جانا اور تنہائی کی وحشت وغیرہ اس لئے پیارے پیغمبر ﷺ نے گھر میں اکیلے سونے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے گھر میں اکیلے سونے سے منع فرمایا ہے۔ (مسند احمد وکنز: ج۱۹: ۲۵۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی تنہا سفر نہ کرے، اور نہ کوئی گھر میں اکیلے سوئے۔

(مصنف عبدالرزاق: ج ۱۰ ص ۴۲۱)

سونے سے پہلے گناہوں سے توبہ کرلے

سونے سے پہلے گناہوں سے توبہ کرلے، جن مسلمانوں کی حق تلفی کی ہو یا جن لوگوں کا دل دکھایا ہو، ایذاء پہنچائی ہو ان سب سے معافی مانگ لے، اور اس طرح سوئے کہ نہ اس کے دل میں کسی پر ظلم کرنے کی خواہش ہو، اور نہ کسی کو تکلیف پہنچانے کا عزم وارادہ ہو۔ پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

{ مَنْ اٰوٰى اِلىٰ فِرَاشِهٖ لَايَنْوِىْ ظُلْمُ أَحَدٍ ، وَلَا يَحْقُدُ عَلىٰ أَحَدٍ غُفِرَلَهٗ مَا اجْتَرَم}

جو شخص اس حالت میں اپنے بستر پر آئے کہ نہ اس کی نیت کسی کو ستانے کی ہو، اور نہ وہ کسی کے لئے کینہ رکھتا ہو تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (احیاء العلوم)

سونے سے پہلے کپڑے اتارتے وقت بسم اللہ پڑھنا

سونے کے لئے کپڑے اتارنے سے قبل بسم اللہ پڑھ لیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ سَتْرُ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الجِنِّ وَ عَوْرَاتِ بَنِي آدمَ إِذَا وَضَعَ أَحَدُهُمْ ثَوْبَهُ أَنْ يَّقُوْلَ: بِسْمِ اللّٰهِ }

جنات وشیاطین کی آنکھوں اور انسانوں کی شرمگاہ کے درمیان ستر اور پردہ یہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے کپڑے نکالے تو اسے چاہئے کہ وہ بسم اللہ کہے۔

روشنی کے انتظام کے بغیر نہ سونا

ایسے گھر میں نہ سوئیں جہاں روشنی کا انتظام نہ ہو اس لئے کہ ممکن ہے کہ رات کو کوئی تکلیف دہ چیز پیش آجائے اور اندھیرے کی وجہ سے اس کا ازالہ ممکن نہ ہو، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے گھر میں رات کو آرام نہیں فرماتے تھے جس میں چراغ نہ جلایا گیا ہو۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندھیرے گھر میں اُس وقت تک نہیں بیٹھتے تھے جب تک کہ اُس میں چراغ روشن نہ کر دیا جائے۔ (زاد المعاد، سیرۃ الشامی: ج ۷ ص ۳۹۲)

اس حدیث کا مطلب ومفہوم یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری رات چراغ جلا کر رکھتے تھے اور اندھیرے میں سوتے نہیں تھے، اس لئے کہ سوتے وقت چراغ گل کرنے کا حکم تو خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے جیسا کہ ابھی اس کا ذکر کیا جائے گا۔

سونے سے پہلے چراغ گل کرنا

جب سونے لگیں تو دیا و چراغ بجھا لیں، سوتے وقت آگ جلتی ہو یا سُلگ رہی ہو تو اس کو بھی بجھا دیا کریں کیونکہ وہ تمہاری دشمن ہے۔ جس روشنی سے آگ لگنے کا خطرہ ہو تو اس کو بھی بجھا دیں۔ اور کیسی ہی سخت سردی کیوں نہ ہو کمرے میں انگیٹھی جلا کر نہ سوئیں، کتنے ہی واقعات آپ اخباروں میں پڑھ چکے ہوں گے کہ سردی کی وجہ سے لوگ اپنے کمرے میں گیس یا کوئلوؤں کی انگیٹھی رات کو جلا کر سوئے اور دَم گھٹنے سے ان کی موت واقع ہوگئی۔

چنانچہ امّ المؤمنین حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے کا ارادہ فرماتے تو دروازہ بند فرما لیتے، مشکیزہ کا منہ باندھ دیتے، پیالہ، پلیٹ وغیرہ ڈھانک دیتے اور چراغ گل کر دیتے۔ (شمائل کبریٰ)

رات کو جاگنے اور دن میں نیند سے پرہیز

رات کو جاگنے اور دن میں نیند پوری کرنے سے پرہیز کیجئے، اللہ نے رات کو آرام وسکون کے لئے پیدا فرمایا ہے، اور دن کو سوکر اٹھنے اور ضروریات کے لئے دوڑ دھوپ کرنے کا وقت مقرر فرمایا ہے۔

قرآن کریم میں ربّ العالمین کا ارشاد ہے:

{ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا }

اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے لباس بنایا، اور نیند کو سراپا سکون، اور دن کو دوبارہ اُٹھ کھڑے ہونے کا ذریعہ بنادیا۔ (فرقان:۴۷)

{ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا۔ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا۔ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا } (النباء۹)

اور ہم نے نیند کو تمہارے لئے سکون وآرام، رات کو پردہ پوش اور دن کو روزی کی دوڑ دھوپ کا وقت بنایا۔

ان آیات میں اس بات کا اشارہ ہے کہ رات کو سونے کی پابندی کی جائے اور دن میں اپنی ضروریات کے لئے محنت اور کوشش کی جائے۔

☆ جب بچے دس سال کی عمر کے ہوجائیں تو بہن بھائی کے بستر الگ الگ کردیں۔

سونے کی مسنون ہیئت

سونے کی چار حالتیں ہیں (۱) چت سونا (۲) داہنی کروٹ پر سونا (۳) بائیں کروٹ پر سونا (۴) پیٹ کے بل یعنی اُوندھے منہ سونا۔

(۱) چت سونا

چت سونا خلاف سنت نہیں بلکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے کہ وہ اس حالت پر لیٹ کر آسمان، چاند، سورج ستاروں اور زمین کی تخلیق و پیدائیش اور عجائبات قدرت میں غور وفکر کرتے تھے، البتہ پیارے پیغمبر ﷺ کی عادت مبارکہ عموماً دائیں کروٹ پر سونے کی تھی، لیکن کبھی کبھار چت کی حالت میں بھی سوتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن زید الیمانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو مسجد میں چت سوتے ہوئے اور ایک پیر کو دوسرے پیر پر رکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری ومسلم)

البتہ اگر کسی نے لنگی وغیرہ پہنی ہو جو سلی ہوئی نہ ہو تو اس صورت میں ایک پیر کو دوسرے پیر پر رکھ کر نہ سوئے کہ اس میں بے پردگی کا اندیشہ ہے پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اس طرح چت نہ لیٹو کہ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہو۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ چت لیٹنے کی حالت میں اس طرح سوئے کہ ایک پیر دوسرے پیر پر رکھے۔ (مسلم، زرقانی علی المواہب: ج۵ ص۶۹)

(۲) داہنی کروٹ پر سونا

نیند کے آداب میں سے ہے کہ دائیں کروٹ پر لیٹیں، اور دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیں کہ اس طرح سونا صحت کے اعتبار سے بھی مفید ہے، اور اطباء نے کہا ہے کہ دائیں کروٹ پر سونا بدن کے لئے مفید ہے کہ اس حالت میں انسانی دل لٹکا رہتا ہے جس کی وجہ سے نیند میں غفلت پیدا نہیں ہوتی اس لئے دائیں کروٹ پر لیٹنا افضل ہے، اور یہ انبیاء علیہم السلام اور اہل کبار کے لیٹنے کا طریقہ ہے، جو لوگ اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور شب بیداری کرنا چاہتے ہیں تاکہ غفلت کی نیند طاری نہ ہو اور وقت پر اُٹھ کر نماز اور وظائف اور اپنے رب کی یاد میں مشغول ہوسکیں۔دائیں کروٹ پر لیٹتے وقت اگر قبلہ رُخ بھی ہوں تو بہت ہی افضل ہے۔اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ:

{ كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوًا مِّمَّا يُوْضَعُ الْاِنْسَانُ فِيْ قَبْرِهٖ } (ابو داؤد)

(حجرۂ شریفہ میں) جس بستر پر آپ ﷺ آرام فرماتے تھے اس کی نوعیت اس طرح تھی جس طرح انسان کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔

اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ میت کو قبر میں دائیں کروٹ پر رُو بقبلہ لٹایا جاتا ہے، اور پیارے پیغمبر ﷺ بھی سوتے وقت یہی صورت اختیار فرماتے تھے یعنی دائیں کروٹ پر اس طرح لیٹتے تھے کہ منہ اور بدن کے سامنے کا حصہ قبلہ کی طرف رہتا تھا۔لیکن اگر کسی ایسی جگہ میں بیڈ لگا ہو کہ جہاں دائیں کروٹ پر لیٹنے سے قبلہ رخ نہ ہو سکے تب بھی دائیں کروٹ ہی پر لیٹے اس لئے کہ اس کا پیارے پیغمبر ﷺ نے حکم دیا ہے۔

بعض لوگ دائیں پہلو پر سونے کے عادی نہیں ہوتے، اور اس طرح سونے سے انہیں نیند نہیں آتی لیکن انہیں باتکلف اپنے آپ کو اس کا عادی بنا لینا چاہئے، اور اس کے لئے کچھ دیر دائیں کروٹ پر لیٹیں اور پھر بائیں کروٹ پر ہو جائیں اور پھر دائیں کروٹ اختیار کرلیں اور اس طرح آہستہ آہستہ اپنے آپ کو عادی بنالیں۔حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا عَرَّسَ بِلَيْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰى شَقِّهِ الْأَيْمَنِ ، وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ

الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَأْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ } (شرح السنة)

پیارے پیغمبر ﷺ جب سفر کے دوران آرام کرنے اور سونے کے لئے کسی جگہ رات میں اُترتے تو دائیں کروٹ لیٹتے تھے، اور جب صبح کے قریب اترتے تو اس طرح لیٹتے کہ اپنا ایک ہاتھ کھڑا کر کے اس کی ہتھیلی پر سر مبارک رکھ لیتے تھے۔

پیارے پیغمبر ﷺ کا معمول دائیں کروٹ پر لیٹنے کا تھا سفر وحضر میں ،لیکن جب دوران سفر آپ ﷺ فجر کے قریب کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو اس صورت میں پوری طرح لیٹنے کے بجائے اپنا ایک ہاتھ کھڑا کر کے اس کی ہتھیلی پر سر مبارک رکھ لیتے تھے۔تا کہ غفلت کی نیند نہ آجائے اور فجر کی نماز قضا نہ ہو جائے۔

اور حافظ ابن حجر ؒ کے قول مطابق دائیں کروٹ پر لیٹنا بیدار ہونے میں بھی زیادہ مددگار ہوتا ہے ۔ پیارے پیغمبر ﷺ اسی طرح سوتے تھے،اس لئے سوتے وقت اتباع رسول کی نیت کرلیں۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَکَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْئَکَ لِلصَّلٰوةِ ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّکَ الْأَيْمَنِ ۔الخ} (رواه البخاری)

کہ: پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنی خواب گاہ پر سونے کے لئے بستر پر آؤ تو نماز کا سا وضو کرلو اور پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ۔

اور دوسری روایت میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا أَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ ،نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ } (بخاری)

پیارے پیغمبر ﷺ جب اپنی خواب گاہ پر تشریف لیجاتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم بستر پر آؤ تو دائیں کروٹ پر سوؤ۔ (ابوداؤد)

دائیں رخسار کے نیچے ہاتھ رکھنا

دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار کے نیچے رکھنا بھی مسنون ہے،اس لئے کہ اس طرح کرنا پیارے پیغمبر ﷺ سے ثابت

ہے۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

{ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ أَللّٰهُمَّ بِاِسْمِکَ أَمُوْتُ وَأَحْيٰى :الخ} (بخاری)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بستر پر تشریف لاتے تو اپنے (دائیں) ہاتھ کو (دائیں) رخسار کے نیچے رکھ لیتے، اور پھر یہ دعاء پڑھتے: {أَللّٰهُمَّ بِاِسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيٰى}

امّ المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ جَعَلَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ الْأَيْمَنَ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بستر پر تشریف لاتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ کر اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے۔ (رواہ احمد، وابوداؤد، والترمذی، والنسائی)

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ دائیں کروٹ پر سونے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ یہ ہیئت قبر کی ہے، گویا کہ قبر کی یاد ہے۔ (شمائل کبریٰ ص ۲۳۲ ج ۲)

(۳) بائیں کروٹ پر سونا

بائیں کروٹ پر سونے سے کھانا ہضم ہوتا ہے اور یہ ہاضمے کے لئے معین ہے۔اور اس طرح لیٹنا آرام اور راحت کے طلب گاروں کا طریقہ ہے جو یہ چاہتے ہیں کہ کھانا اچھی طرح ہضم ہو جائے، اور چین اور سکون کی نیند سو سکیں، اور جسم کو پوری طرح آرام اور راحت ملے۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ بائیں کروٹ پر سونا قلب کے لئے نقصان دہ ہے۔

(۴) پیٹ کے بل یعنی اُوندھے منہ سونا۔

پیٹ کے بل نہ سوئیں کہ اس طرح سونا صورتاً بھی قبیح ہے، خاص طور پر ایسے مقامات پر جہاں لوگوں کا مجمع ہو، اور طب اور صحت کے اعتبار سے بھی نقصان دہ ہے اور اہل دوزخ کے ہیئت کے بھی مشابہ ہے اور شیطان کا طریقہ ہے۔ کیونکہ اس طرح لیٹنا سینہ اور منہ جو برتر اعضاء ہیں ان کی عزت اور شرف کے خلاف ہے، اس لئے اُوندھا ہو کر لیٹنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ لیکن اگر کسی کے پیٹ میں درد ہو اور وہ آرام حاصل کرنے کی نیت سے اس طرح لیٹے تو کچھ حرج نہ ہوگا اس لئے کہ

اُس کواس کی ضرورت ہے اور وہ معذور ہے۔حضرت یعیش بن طلحہ غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ أَبِیْ : بَیْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعٌ فِی الْمَسْجِدِ عَلَی بَطْنِیْ ،اِذَا رَجُلٌ یُحَرِّکُنِیْ بِرِجْلِہٖ ، فَقَالَ: اِنَّ ھٰذِہٖ ضَجْعَةٌ یُبْغِضُھَا اللّٰہُ '' قَالَ: فَنَظَرْتُ ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ۔}

میرے والد صاحب (طخفة الغفاریؓ) نے کہا کہ (ایک مرتبہ) میں مسجد میں پیٹ کے بل سویا ہوا تھا کہ اچانک کسی آدمی نے اپنے پاؤں کے ساتھ مجھے ہلایا اور کہا: اس طرح سونا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو آپ اللہ کے رسول ﷺ تھے۔ (اخرجہ ابوداؤد: ۵۰۴۰)

اس حدیث مبارکہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں: ایک تو یہ کہ: پیٹ کے بل سونا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔اور دوسری یہ کہ کسی سوئے ہوئے آدمی کو پاؤں کے ذریعہ حرکت دے کر جگایا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس کا اس طرح سے جگانا تکبر کے طور پر نہ ہو،لیکن اگر اس کے دل میں تکبر ہے یا وہ محسوس کرے کہ اس طرح جگانے سے سونے والا اپنی ہتک عزت محسوس کرے گا تو پھر اس کو اس سے بچنا چاہئے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلٰی بَطْنِہٖ ، فَقَالَ : اِنَّ ھٰذِہٖ ضِجْعَةٌ لَا یُحِبُّھَا اللّٰہُ } (رواہ الترمذی: مسند احمد :ج۲ ص ۳۰۴)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو پیٹ کے بل سویا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح سونا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ مَرَّ بِیَ النَّبِیُّ ﷺ:وَأَنَا مُضْطَجِعٌ عَلٰی بَطْنِیْ ، فَرَکَضَنِیْ بِرِجْلِہٖ، وَقَالَ : یَا جُنْدُبُ اِنَّمَا ھِیَ ضِجْعَةُ أَھْلِ النَّارِ } (ابن ماجہ)

ایک دن پیارے پیغمبر ﷺ میرے پاس سے گزرے جب کے میں اپنے پیٹ کے بل سویا ہوا تھا آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر اپنے پیر سے مجھے ٹھوکر دی اور فرمایا: جندب اٹھو،تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس طرح لیٹنا جہنمیوں کا طریقہ ہے۔

منہ لپیٹ کر سونا

سوتے وقت منہ لپیٹ کر نہ سوئیں کہ اس طرح سونے سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے چہرہ کھول کر سونے کی عادت ڈالیں، اور سونے کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کریں جہاں تازہ ہوا پہنچتی ہوتا کہ آپ کو تازہ ہوا ملتی رہے۔

سفر کی حالت میں سونے کا مسنون طریقہ

پیارے پیغمبر ﷺ دوران سفر اگر وقت کی گنجائش ہوتی تو حسب معمول جیسے پہلے ذکر ہوا سوتے، ورنہ دائیں ہاتھ کو کھڑا کر کے سوتے تاکہ گہری نیند نہ آئے اور نماز فوت نہ ہوجائے۔ چنانچہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ (سفر کی حالت میں حسب معمول) رات کو دائیں کروٹ پر سوتے۔ اور اگر صبح کے قریب کسی مقام پر قیام فرماتے اور آرام فرماتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کرتے اور ہاتھ پر سر رکھ کر آرام فرماتے۔ (شمائل: ص۱۹)

☆☆☆☆☆☆☆

رات کی دعائیں اور اذکار

ہر ایمان دار مرد اور عورت کو چاہئے کہ وہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی کوئی حالت اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو، اور غفلت میں نہ گزرے ورنہ وہ بہت بڑا نقصان اور خسارہ اٹھانے والا ہوگا۔ قرآن کریم میں ربّ العالمین کا ارشاد ہے:

{ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ } (آل عمران:۱۹۱)

(عقل والے وہ لوگ ہیں) جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹے ہوئے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِاللّٰهَ فِيْهِ ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ ، وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ } (ابوداؤد)

جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا جس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑے خسارہ میں رہا، اور جو شخص کسی پہلو پر لیٹا اور اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو وہ اللہ کی طرف سے بہت

بڑے خسارہ اور نقصان میں رہا۔

قران کریم کی تلاوت

قرآن کریم کا ہر مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ دن ورات میں اتنی تلاوت کرے جس سے اس کا حق ادا ہو جائے۔ جو شخص قرآن کی تلاوت نہیں کرتا وہ اس کا حق ادا نہیں کرتا، اور اس حق کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ قرآن کی لعنت کا حق دار ہوجاتا ہے اور ایسے شخص پر قرآن لعنت کرتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ کتنی تلاوت کرنے سے یہ حق ادا ہوگا اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔:

(۱) سال میں دو مرتبہ ختم قرآن، قرآن کریم کا حق ہے۔ (۲) سال میں کم از کم ایک ختم۔ (۳) چالیس دن میں ایک ختم۔ (۴) ایک ماہ میں ایک ختم۔ (مظاہر حق: ج۲ ص۳۷۸)

(۵) جبکہ حضرات صحابہ کرامؓ کا عام معمول سات دن میں ختم قرآن کا تھا۔ (فضائل اعمال)

چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَرَأَ فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ خَمْسِيْنَ آيَةً لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ ، وَمَنْ قَرَأَ مِائَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ ، وَمَنْ قَرَأَ مِائَتَيْ آ يَةٍ لَمْ يُحَاجَّهُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ قَرَأَ خَمْسَ مِائَةَ آ يَةٍ كُتِبَ لَهٗ قِنْطَارٌ مِّنَ الْأَجْر}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دن رات میں پچاس آیتیں پڑھے گا تو وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، جو شخص سو آیتیں پڑھے گا وہ قانتین میں لکھا جائیگا، جو شخص دو سو آیتیں پڑھے گا قیامت کے دن قرآن اس سے جھگڑا نہیں کرے گا، اور جو شخص پانچ سو آیتیں پڑھے گا اس کے لئے ایک قنطار کا ثواب لکھا جائے گا۔

قرآن کریم کا جھگڑا دو قسم کا ہے ایک قرآن کریم نہ پڑھنے کی وجہ سے اور دوسرے اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اس لئے دونوں باتوں کا اہتمام کیا جائے تاکہ قرآن کریم کے جھگڑے سے محفوظ رہا جاسکے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ مَنْ قَرَأَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ مِائَةَ آيَةٍ كُتِبَ لَهٗ قُنُوْتُ لَيْلَةٍ } (صحيح الجامع:۶۳۴۴)

جو شخص دن رات میں سو آیتیں پڑھے گا، اس کے لئے رات کے قیام کا ثواب لکھا جائے گا۔

اس لئے جب آپ بستر پر پہنچیں تو قرآن پاک کا کچھ حصہ ضرور پڑھ لیں، پیارے پیغمبر ﷺ سے رات کو سونے کے وقت مختلف دعائیں پڑھنا بھی ثابت ہیں اور قرآن کریم کی مختلف سورتیں بھی، جن کو یہاں درج کیا جاتا ہے تاکہ ہم سوتے وقت ان کو اپنے معمولات میں شامل کر کے بے انتہا اجر وثواب حاصل کر سکیں، اللہ ربّ العزت عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جو شخص اپنے بستر پر آرام کرنے کے وقت کتاب اللہ کی کوئی سورت پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے، جو اُس کے بیدار ہونے تک ہر تکلیف دہ چیز سے اُس کی حفاظت کرتا ہے، خواہ وہ کسی بھی وقت نیند سے بیدار ہو۔

سورۃ الف، لام، میم سجدہ اور سورۃ الملک کی تلاوت

سوتے وقت: سورۃ الف، لام، میم سجدہ (پارہ 21) اور سورۃ الملک کی تلاوت کر لیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب تک ان کی تلاوت نہ فرما لیتے اس وقت تک سوتے نہیں تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنَامُ كُلَّ لَيْلَةٍ حَتّٰى يَقْرَأُ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ ، وَتَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ } (اخرجه الدارمی فی سننه،۲،۵۴۸)

پیارے پیغمبر ﷺ جب تک {الٓمّٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ} اور ''تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ'' کی تلاوت نہ فرما لیتے اس وقت تک سوتے نہیں تھے۔

☆ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ ہر رات، الف، لام، میم سجدہ "الٓمّٓ سجدہ" پڑھتے تھے۔ (مسند ابو یعلیٰ)

☆ حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کریم کی ہر سورت پر ساٹھ نیکیاں زیادہ رکھتی ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ستر (۷۰) نیکیاں (زائد) لکھی جاتی ہیں، اور ستر (۷۰) برائیاں دور کی جاتی ہیں۔ (ترمذی)

☆ ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان دونوں سورتوں سورۃ' الف، لام، میم سجدہ (پارہ 21) اور سورۃ الملک کو مغرب اور عشاء کے درمیان میں پڑھا، اس کے لئے شب قدر کی رات میں عبادت کرنے کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے۔

(مظاہر حق ۲: ۴۳۳)

☆ حضرت خالد بن معدان تابعیؒ سے مروی ہے کہ ایک شخص سورۃ الف، لام، میم سجدہ (پارہ 21) کو پڑھا کرتا تھا،

اور وہ تھا بھی بہت گناہ گار، جب اسے قبر میں عذاب ہونے لگا تو اس سورۃ نے اس شخص پر اپنے پَر پھیلا دیئے، اور عرض کیا کہ اے میرے رب! اس کی مغفرت فرما دیجئے، کیونکہ یہ مجھے بہت زیادہ پڑھا کرتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی سفارش اس کے حق میں قبول فرمائی اور فرمایا کہ اس کے ہر گناہ کے بدلے اس کے لئے ایک ایک نیکی لکھ دو، اور ایک ایک درجہ بلند کر دو، انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ: یہ سورت اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑا کرے گی، اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی کہ اے اللہ! اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، اگر میں تیری کتاب سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔

سورۃ الملک کی تلاوت

سورۃ الملک کو عذاب قبر سے حفاظت میں خاص دخل ہے، اس لئے پیارے پیغمبر ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ سورت ہر مومن کے دل میں ہو۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ یہ سورۃ عذاب قبر کو روکنے اور عذابِ قبر سے نجات دینے والی ہے۔ (ترمذی:۲،۱۱۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پیارے پیغمبر ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ:

{ أَنَّهُ قَالَ: اِنَّ فِي الْقُرْآنِ سُوْرَةٌ ثَلَا ثُوْنَ آيَةً شُفِّعَتْ لِصَاحِبِهَا حَتّٰى غُفِرَ لَهٗ، " تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ" } (ابو داؤد، والترمذی فی فضائل القرآن:۲۸۹۱)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم کی ایک ایسی سورۃ ہے جو تیس آیتوں والی ہے، جس نے اپنے پڑھنے والے کے لئے شفاعت کی یہاں تک کہ اس کی مغفرت کر دی گئی، وہ سورۃ تبارک الذی (سورۃ الملک) ہے

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا عذابِ قبر کے فرشتے اس کے سرہانے آئے تو کہا کہ اسے عذاب دینے کا کوئی راستہ نہیں ہے کہ یہ سورۃ ملک پڑھتا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ نے سفر کے دوران ایک جگہ خیمہ لگایا۔ ان کو علم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے لیکن وہاں قبر تھی، اچانک خیمہ لگانے والوں نے اس جگہ سے کسی کو سورۃ الملک پڑھتے ہوئے سنا یہاں تک کہ اُس نے اسے مکمل کیا۔ (انہوں نے سفر سے واپس) آکر پیارے پیغمبر ﷺ سے (یہ واقعہ) عرض کیا تو:

{ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيْهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ } (مشکوٰۃ :ص۱۸۸)

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سورۃ اللہ کے عذاب سے روکنے اور اس سے نجات دینے والی ہے اور اپنے پڑھنے

والے کو اس سے بچاتی ہے۔

سورۃ حٰم سجدہ اور سورۃ الملک کی تلاوت

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ اس وقت تک نہ سوؤں جب تک کہ "سورۂ حٰم سجدہ اور تبارك الذی" نہ پڑھ لوں۔ (بیہقی فی شعب الایمان، درمنثور: ج ۷ ص ۲۳۳)

سورۃ یٰسین کی تلاوت

سوتے وقت سورۃ یٰسین کی تلاوت کرلیں: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ : مَنْ قَرَأَ يٰسٓ فِيْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اِبْتِغَاءوَجْهِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ غَفَرَاللهُ لَهٗ}

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دن رات میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے سورۃ یٰسین پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائیں گے۔

☆ جو شخص دن کے ابتدائی حصہ میں سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتا ہے اُس کی تمام حاجتیں پوری کی جاتی ہیں۔
(دارمی عن عطا ابن ابی رباح، مشکوۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنَّ لِكُلِّ شَيْئٍ قَلْبًا ، وَقَلْبُ الْقُرْآنِ يٰسٓ ، وَمَنْ قَرَأَ يٰسٓ كَتَبَ اللهُ لَهٗ بِقِرَا ءتِهَا قِرَأَ ةَ الْقُرْآنِ عَشَرَ مَرَّاتٍ } (رواہ الترمذی باب ۵۱۲۱)

ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے، اور قرآنِ کریم کا دل سورۃ یٰسین ہے، جو شخص سورۃ یٰسین کی ایک مرتبہ تلاوت کرتا ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ دس قرآن کریم کی تلاوت کے برابر اجر وثواب لکھ دیتے ہیں۔

☆ پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سورۃ یٰسین میرے ہر امتی کے دل میں ہو۔

☆ جو شخص ہر رات سورۃ یٰسین پڑھے گا، جب وہ مرے گا تو شہید ہوگا۔

سورۃ کہف کی آخری دس آیات کی تلاوت

جو شخص سوتے وقت سورۃ کہف کی ابتدائی اور آخری دس آیات کی تلاوت کرے گا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے

گا۔ (مظاہر حق ۲: ۴۳۳)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِّنْ أَوَّلِ سُوْرَةَ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّال } (رواہ احمد فی مسندہ: ۳:۳۴۰)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیات یاد کرے گا تو وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

اور حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ مَنْ قَرَأَ أَوَّلُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَآخِرُهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيْهِ إِلَى رَأْسِهٖ، وَمَنْ قَرَأَهَا كُلَّهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا مِّنَ السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ} (مسلم، ابو داؤد، نسائی)

جو شخص ابتداء اور آخر سے سورۃ الکہف پڑھے گا اس کے لئے اُس کے سامنے اس کے سر تک (طویل) نور ہوگا، اور جو شخص پوری سورۃ الکہف کی تلاوت کرے گا اس کے لئے آسمان سے زمین تک نور ہوگا۔

☆ ایک روایت میں ہے کہ جس گھر میں سورۂ کہف پڑھی جاتی ہے اس رات شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا ہے۔ (مظاہر حق: ۲ ص ۴۳۳)

☆ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھتا ہے تو اس کے لئے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک (صغیرہ) گناہوں سے کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کے دل میں ایمان اور ہدایت کا نور دوسرے جمعہ تک روشن رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ زمر کی تلاوت

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : يَقْرَأُ كُلَّ لَيْلَةٍ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ : وَالزُّمَرَ } (ترمذی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر رات سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ زمر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ النَّبِيُّ صلَّى الله عليه وسلَّم لاَ يَنَامُ حَتَّى يَقْرأَ الزُّمَرَ و بَنِي إِسْرَائِيلَ }

پیارے پیغمبر ﷺ سورۃ زمر اور سورۂ بنی اسرائیل جب تک نہ پڑھ لیتے اس وقت تک نہیں سوتے تھے۔

(ابن سنی ۶۷۸، اذکار نبوی)

شب جمعہ کو سورۃ دخان کی تلاوت

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدُّخَانَ فِيْ لَيْلَةٍ أَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ } (رواه الترمذی)

پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۂ دخان رات کو پڑھی وہ اس حالت میں صبح کرے گا کہ (70,000) ستر ہزار فرشتے اس کی مغفرت مانگ رہے ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن ''حم الدخان'' پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ مَنْ قَرَأَ (سُوْرَةَ) حٰمٓ الدُّخَانِ فِيْ لَيْلَةِ الجُمُعَةِ أَصْبَحَ مَغْفُوْرًا لَهٗ } (روا الترمذی)

جو شخص جمعہ کی رات سورۂ دخان پڑھتا ہے تو وہ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات سورۂ دخان پڑھتا ہے تو وہ اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے، اور اس کا نکاح حور عین سے کیا جائے گا، اور جو شخص رات کو سورۂ دخان پڑھتا ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ (مظاہر حق: ۲:۵۳۴)

سورۃ الواقعہ کی تلاوت

جو شخص ہر رات سورۃ واقعہ کی تلاوت کرے گا اس کو کبھی فقر و فاقہ کی نوبت نہیں آئے گی اور اس کے لئے محتاجگی، نقصان اور پریشانی کا باعث نہیں بنے گی، اور اس کو صبر و قناعت کی دولت عطا کی جائے گی۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

{ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةَ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةَ أَبَدًا ، وَقَدْ أُمِرْتُ بَنَاتِيْ أَنْ يَّقْرَاٰنِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ } (اخرجه احمد فی فضائل الصحابة)

جوشخص ہررات سورۂ واقعہ پڑھے گا اُس پر فاقہ کبھی بھی نہیں آئے گا۔ میں نے اپنی بچیوں کو ہررات اس سورت کو پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

سورۃ واقعہ کے فضائل بہت سی احادیث میں وارد ہوئے ہیں ،ایک حدیث میں ہے کہ جوشخص سورۂ حدید، سورۂ واقعہ اور سورۃ الرحمن پڑھتا ہے وہ جنت الفردوس کے رہنے والوں میں پکارا جاتا ہے۔ایک روایت میں ہے کہ یہ سورۃ الغنیٰ ہے اس کو پڑھا کرو، اپنی اولاد کو سکھاؤ،اور ایک روایت میں فرمایا کہ اپنی بیویوں کو سکھاؤ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی عورتوں کو سورۂ واقعہ سکھاؤ کیونکہ وہ غنا لانے والی سورت ہے۔ (کنز العمال)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی عورتوں کو اس سورت کے پڑھنے کی تاکید منقول ہے۔(مظاہر حق)

سورۃ حشر کی آخری تین آیات کی تلاوت

{ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ } { هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ، هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ★ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ★ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ، يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ }

{فضیلت}: حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، وَقَرَأَ ثَلَاثَ اٰ يَاتٍ مِّنْ اٰخِرِ سُوْرَةَ الْحَشْرِ وُكِّلَ بِهٖ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيْ ، وَاِنْ مَاتَ فِيْ ذَالِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيْدًا ، وَاِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ } (اخرجه البیهقی فی "الشعب" کما فی الجامع الصغیر)

جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ { أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم } پڑھے اور سورۂ حشر کی آخری تین آیات پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کے لئے شام تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں، اگر وہ اس دن مر گیا تو شہید مرے گا، اور اگر ان کلمات کو شام کو پڑھے گا تو اس کو بھی ایسا ہی درجہ حاصل ہوگا۔(یعنی صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے اور اگر رات میں فوت ہوگیا تو شہید مرے گا)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ایک شخص کو وصیت کی کہ جب بستر پر جائے تو سورۃ حشر کی آخری آیتیں پڑھے۔ اگر موت آئے گی تو شہید ہوگا، یا آپ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت میں سے ہوگا۔ (ابن سنی: ص۲۱۸)

☆ اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے سورۂ حشر کی آخری آیتیں دن میں یا رات میں پڑھیں، اور وہ اس دن یا رات میں مر گیا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔ (مظاہر حق: ۲، ۵۴۳)

سورۃ الزلزال، کافرون اور اخلاص کی تلاوت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ " اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ " كَانَتْ لَهٗ كَعَدْلِ نِصْفِ الْقُرْآنِ ، وَمَنْ قَرَأَ " قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ "كَانَتْ لَهٗ كَعَدْلِ رُبْعِ الْقُرْآنِ، وَمَنْ قَرَأَ " قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ " كَانَتْ لَهٗ كَعَدْلِ ثُلُثِ الْقُرْآن}(رواہ الترمذی ۲۸۹۳)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کو { اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ } پڑھے گا تو (یہ) آدھے قرآن کے برابر ہے، اور جو شخص { قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ } پڑھے تو یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے، اور جو شخص { قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ } پڑھے تو (یہ) تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ان تینوں سورتوں کے بے شمار فضائل ہیں جن کو اختصار کی وجہ سے میں یہاں نقل نہیں کر رہا، ان کی تلاوت پر شرک سے برأت اور دخول جنت کا وعدہ ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ جو دس مرتبہ {قل ھو اللہ احد} پڑھتا ہے تو اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیا جاتا ہے، اور اس طرح ہر دس کے اضافہ پر ایک محل کا اضافہ ہوتا

جاتا ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: میں {قل ھو اللہ احد} سے محبت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے ساتھ تمہاری محبت تمہیں جنت میں داخل کرے گی۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ وَّلاَ أَمَةٍ مُّسْلِمَةٍ قَرَأَ فِيْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مِائَتَىْ مَرَّةٍ ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، اَللّٰهُ الصَّمَدْ" اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ خَطَايَا خَمْسِيْنَ سَنَةً } (رواہ الترمذی،والبیہقی)

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو مومن بندہ مرد یا عورت، دن یا رات میں دوسو مرتبہ {قل ھو اللہ احد} پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ عَلٰى فِرَاشِهٖ ، فَنَامَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ، ثُمَّ قَرَأَ " قُلْ هُوَا للّٰهُ أَحَدْ " مِائَةَ مَرَّةٍ ، اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ : يَا عَبْدِىْ ! أُدْخُلْ عَلٰى يَمِيْنِكَ الْجَنَّةَ}

جو آدمی اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے،اور پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ کر (۱۰۰) سو مرتبہ {قل ھو اللہ احد} پڑھے گا تو قیامت کے دن اس سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے میرے بندے! اپنی دائیں طرف سے جنت میں داخل ہو جاوٗ۔(اس لئے سوتے وقت اور صبح اٹھنے کے بعد ان سورتوں کے پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے)۔

حضرت خباب ؓ سے مروی ہے کہ جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر پر تشریف لاتے تو سورۂ کافرون پڑھتے تھے۔(مجمع:ج۱۰ص۱۲۱)

سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ عَشْرَ آيَاتٍ مِّنْ آخِرِآلَ عِمْرَانَ كُلَّ لَيْلَةٍ }

پیارے پیغمبر ﷺ ہر رات سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔(یعنی {اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ } سے آخر سورت تک ۔جب کہ بخاری ومسلم کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں اپنی خالہ امّ المؤمنین حضرت میمونہؓ کے گھر گیا تا کہ پیارے پیغمبر ﷺ کے رات کے معمولات اور نماز کے بارے میں جان سکوں۔فرماتے ہیں: پیارے پیغمبر ﷺ جب تشریف لائے تو تھوڑی دیر تک آپ ﷺ حضرت میمونہؓ سے باتیں کرتے رہے، پھر سو گئے جب آخری تہائی رات باقی رہ گئی تو:

{ أَنَّهُ ﷺ : لَمَّا قَامَ لِصَلَاةِ اللَّيْلِ ، قَرَأَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ سُوْرَةِ آلَ عِمْرَان}

پیارے پیغمبر ﷺ جب تہجد کی نماز کے لئے اٹھ بیٹھے تو آپ ﷺ (نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے) سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات { اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ... الخ } کی تلاوت فرمائی۔پھر کھڑے ہوئے مسواک کر کے وضو کیا اور گیارہ رکعت نماز ادا کی، حضرت بلالؓ کی صبح کی اذان سن کر پھر دو رکعتیں صبح کی سنتیں پڑھیں، پھر مسجد میں تشریف لے گئے، اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

ایک روایت میں ہے کہ جو رات میں سورۂ آل عمران کی آخری آیات پڑھے، تو اس کو رات بھر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص۱۸۹)

چاروں قُل کی تلاوت

سونے سے قبل چاروں قُل بمعہ {بسم اللہ الرحمٰن الرحیم} پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملا کر ان پر پھونک دیں، اور پھر دونوں ہاتھوں کو سر سے پاؤں تک جہاں تک ہاتھ پہنچیں پھیر لیں، پہلے آگے کی جانب سے اور پھر پیچھے کمر کی جانب سے۔پھر دوبارہ اسی طرح چاروں قل پڑھ کر، اور سہ بارہ بھی چاروں قُل پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک کر جسم پر پھیر لیں۔تین مرتبہ ہاتھوں کا پھیرنا سنت کا اعلیٰ درجہ ہے ورنہ اصل سنت تو ایک مرتبہ پھیرنے سے بھی حاصل ہو جائے گی۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَا نَ اِذَا آوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ يَقْرَأُ فِيْهِمَا " قُلْ

هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، وَيَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِہٖ ، يَبْدَ أُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِہٖ وَوَجْهِہٖ ، وَمَا أَقْبَلُ مِنْ جَسَدِہٖ ، يَفْعَلُ ذَالِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ} (رواہ البخاری، وابوداؤد،والترمذی،والنسائی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات جب اپنے بستر پر تشریف لاتے ،تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملاتے ، پھران پر قل ھواللہ احد،' وقل اعوذ برب الفلق ، وقل اعوذ برب الناس پڑھتے (اور دم کر کے) دونوں ہتھیلیوں کوجسم پر جہاں تک ہوسکتا پھیر لیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ پھیرنے کی ابتداء پہلے اپنے سر، منہ اور بدن کے آگے کے حصہ سے شروع فرماتے ،(اس کے بعد بدن کے دوسرے حصوں پر پھیرتے اور) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عمل تین مرتبہ فرماتے تھے۔

اور ایک روایت میں اس کا اضافہ ہے کہ :(امّ المؤمنین نے فرمایا) آخری مرض میں جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف زیادہ ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اسی طرح تینوں سورتیں پڑھ کے اور اپنے ہاتھوں پر دم کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر پھیروں، اور میں ایسا ہی کرتی تھی۔

مُسَبّحٰات کی تلاوت

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے قبل مُسَبّحٰات کی تلاوت فرماتے تھے، چنانچہ حضرت عرباض بن ساریہؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ بِالْمُسَبِّحَاتِ قَبْلِ أَنْ يَّرْقَدُ ، وَيَقُوْلُ: اِنَّ فِيْهِنَّ آيَةً هِيَ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ } (اخرجه احمد ، والترمذی، والنسائی،عمل الیوم والیلة)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے مُسَبّحٰات پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مُسَبّحٰات میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

مُسَبّحٰات : اُن سورتوں کو کہا جاتا ہے جن کی ابتدا تسبیح سے ہوتی ہے اور وہ چھ (6) سورتیں ہیں: (۱) سورۂ حدید (۲) سورۂ حشر (۳) سورۂ صف (۴) سورۂ جمعہ (۵) سورۂ تغابن (۶) سورۂ اعلیٰ ۔ ان میں سے سورۂ حدید ستائیسویں پارہ میں ہے، اور سورۂ اعلیٰ تیسویں پارہ میں اور باقی تمام سورتیں اٹھائیسویں پارہ میں ہیں۔

۲۰، سے لیکر ۱۰۰۰، آیات کی تلاوت کا ثواب

حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ:

{ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ قَرَأَ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ عِشْرِیْنَ اٰیَۃً لَمْ یُکْتَبْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ ، وَمَنْ قَرَأَ مِا ئَۃَ اٰیَۃً کُتِبَ مِنَ الْقَانِتِیْنَ ، وَمَنْ قَرَأَ مِأَتَیْ اٰیَۃً لَمْ یُحَاجَّہُ الْقُرْاٰنُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ، وَمَنْ قَرَأَ خَمْسَ مِائَۃَ اٰیَۃً کُتِبَ لَہُ قِنْطَارٌ مِّنَ الْأَجْرِ}

(رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ، و الطبرانی فی المعجم والبیہقی فی شعب الایمان)

میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جوشخص ہر رات (۲۰) بیس آیتیں پڑھے وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، جوشخص (۱۰۰) سو آیتیں پڑھے وہ قانتین میں لکھا جائے گا، جوشخص (۲۰۰) دوسو آیتیں پڑھے تو قرآن اس سے جھگڑا نہیں کرے گا، اور جو پانچ سو (500) آیتیں پڑھے اس کے لئے ایک قنطار کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

اس روایت کے اندر اس کا ذکر ہے کہ جوشخص بیس آیات کی تلاوت کرے وہ غافلین میں سے نہیں لکھا جائے گا، جبکہ ایک روایت میں دس آیات ، دوسری میں چالیس اور تیسری میں پچاس آیات کا ذکر ہے کہ اتنی مقدار میں تلاوت کرنے والا غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔اور جو دوسو آیتوں سے لے کر ایک ہزار آیات کی تلاوت کرتا ہے اس کو پوری رات نماز پڑھنے کا ثواب دیا جاتا ہے اور اس کو اس شخص کی طرح اجر ملتا ہے جو (رات بھر) قنطار (یعنی ایک ہزار دینار) صدقہ کرنے والا ہو۔

اور اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چوبیس گھنٹوں میں کم از کم اتنی مقدار کے اندر قرآن کریم کی تلاوت کرنا ہر مسلمان پر قرآن کریم کا حق ہے،اور ایسا کرنے والا قرآن کریم کے لعن وملامت سے بچ جائے گا،مگر جوشخص قرآن کریم کی با لکل تلاوت نہ کرے تو قرآن کریم اس پر لعنت و ملامت کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:

{ مَنْ قَرَأَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ أَلْفَ آیَۃٍ کُتِبَ یَوْ مَ الْقِیَامَۃِ مَعَ النَّبِیّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا، اِنْ شَآءَاللہُ تَعَالٰی} (رواہ احمد)

جوشخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں (۱۰۰۰) ہزار آیتیں پڑھے گا تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے چاہا تو

نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔ اور یہی لوگ بہترین رفیق ہیں۔

''آیۃ الکرسی اور سورۃ حٰمٓ'' کی تلاوت

آیت الکرسی کی بڑی فضیلت صحیح احادیث میں وارد ہوئی ہے اس کی برکتوں اور فضیلتوں سے شاید ہی کوئی مسلمان ناواقف ہو۔ سوتے وقت آیت الکرسی کا ورد شیاطین کے وسوسوں اور تمام آسیب سے حفاظت کا ذریعہ ہے، اور آیۃ الکرسی قرآنِ کریم کی وہ عظیم الشان آیت ہے جس کی تلاوت سے اللہ تعالیٰ بندہ کو شیطان اور ہر بلا سے محفوظ فرماتے ہیں۔ اس لئے سوتے وقت معوذتین کے ساتھ ساتھ آیت الکرسی کے پڑھنے کا اہتمام خود بھی کریں اور گھر کی خواتین اور بچوں سے بھی کروائیں، یہ آیت قرآن کریم کی عظیم آیت ہے۔ مسند احمد کی روایت ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ نے اس آیت کو تمام آیات سے افضل فرمایا ہے۔ حضرت ابیؓ ابن کعبؓ اور حضرت ابوذرؓ سے بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

{سورۃ البقرۃ فِیْهَا آیَة آیِ الْقُرْآنِ لَا تُقْرَأُ فِیْ بَیْتٍ فِیْهِ شَیْطَانٌ اِلَّا خَرَجَ مِنْه، آیَةُ الْکُرْسِی} (جمالین شرح جلالین ص۴۲۴)

سورۃ بقرہ میں ایک ایسی آیت ہے جو تمام آیتوں کی سردار ہے، وہ جس گھر میں پڑھی جائے شیطان اس سے نکل جاتا ہے۔

نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھا کرے تو اس کو جنت میں داخل ہونے کے لئے بجز موت کے کوئی مانع نہیں ہے۔

حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ ایک خبیث جن آپ ﷺ کی ایذاء کے درپے ہے جب آپ بستر پر تشریف لے جائیں تو آیت الکرسی پڑھ لیں۔ (کنز العمال: ج۱۹ص۲۳۶)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی عقلمند مسلمان بغیر آیت الکرسی پڑھے سوئے گا۔ (اذکار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ آیَةَ الْکُرْسِی، وَاَوَّلَ حٰمٓ اَلْمُؤْمِنْ: عُصِمَ ذَالِکَ الْیَوْمِ

مِنْ كُلِّ سُوْءٍ } (عمل اليوم والليلة ص۴۱۵)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص آیۃ الکرسی اور (حم المؤمن) کی ابتدائی تین آیات پڑھے گا تو وہ اُس دن ہر برائی سے محفوظ رہے گا۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے ایک طویل روایت اس طرح مروی ہے کہ:

{عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ قَالَ: وَكَّلَنِيْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ وَاللهِ لَأَرْفَعَنَّکَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ ، قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ ، فَأَ صْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »يَا أَبَا هُرَيْرَة مَا فَعَلَ أَسِيْرُکَ الْبَارِحَة ؟ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ قَالَ: أَ مَا إِ نَّهُ قَدْ كَذَبَکَ وَسَيَعُودُ۔ فَعَرَفْتُ أَنَّه سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَ نَّهُ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُهُ فَجَاءيَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّکَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ لَا أَعُودُ فَرَحِمْتُه ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: »يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُکَ؟« قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيد ةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ قَالَ: »أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذبک وَسَيَعُودُ .«فَرَصَدْتُّهُ الثَّالِثَة فَجَاءيَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّکَ إِلَى رَسُول اللهِ وَهَذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ إِنَّکَ تَزْعُمُ لَا تَعُودُ ثُمَّ تَعُودُ قَالَ دَعْنِي أُعَلِّمُکَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُکَ اللهُ بِهَا قُلْتُ مَا هُوَ قَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِکَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ (اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ

الْقَيُّومُ) حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرُبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟« قُلْتُ: زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كلِمَاتٍ يَنْفَعنِي اللّٰهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »أَمَا إِنَّه قَدْ صَدَقكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَم مَنْ تخَاطَب مُنْذُ ثَلَاث لَيَال .«يَا أَبَا هُرَيْرَة قَالَ لَا قَالَ: »ذَاك شَيْطَانٌ}« (رواه البخاری).

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ کے مال کی حفاظت پر مامور فرمایا: (رات کو) کوئی آکر لپ بھر بھر غلہ اٹھا کر لینے لگا، میں نے اس کو پکڑ لیا، اور اس سے کہا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر جاؤں گا، وہ بولا! میں محتاج ہوں عیالدار ہوں، بڑا ضرورت مند ہوں، میں نے اس کو چھوڑ دیا۔صبح ہوئی تو پیارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ! رات والے تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ اس نے اپنی سخت محتاجی اور عیالداری کا دُکھ ظاہر کیا تھا، مجھے اس پر رحم آ گیا، اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ فرمایا: آگاہ ہو جاؤ، اُس نے تم سے جھوٹ بولا، آئندہ پھر لوٹ کر آئیگا۔ یہ سُن کر مجھے اس کے دوبارہ آنے کا یقین ہو گیا، چنانچہ میں اس کی تاک میں رہا اور وہ آیا، اور پھر لپ بھر غلہ بھرنے لگا، فوراً میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا، اب تو میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر جاؤں گا۔ اُس نے پہلے کی طرح وہی بات کہی کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں محتاج ہوں عیالدار ہوں، بڑا ضرورت مند ہوں، مجھے اُس پر رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔صبح ہوئی تو پیارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ! رات والے تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ اس نے اپنی سخت محتاجی اور عیالداری کا دُکھ ظاہر کیا تھا، مجھے اس پر رحم آ گیا، اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ فرمایا: آگاہ ہو جاؤ اُس نے تم سے جھوٹ بولا، آئندہ پھر لوٹ کر آئیگا۔ آخر تیسری بار جب وہ پھر چوری کرنے آیا، تو میں نے کہا یہ آخری باری ہے تو دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کرتا رہا اور پھر واپس آتا رہا، اب تو میں تجھے ضرور ہی لے

جاؤں گا۔ اس نے کہا تم مجھے چھوڑ دو، میں تجھے چند الفاظ ایسے سکھاتا ہوں جن سے اللہ تم کو فائدہ عطا فرمائے گا۔ جب تم اپنے بستر پر رات کو لیٹنے کے لئے جاؤ تو آیت الکرسی { اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔۔الخ } پڑھ لیا کرو۔تمہاری نگہداشت کے لئے اللہ کی طرف سے ایک نگراں مقرر رہے گا۔پھر صبح تک کوئی شیطان تمہارے پاس آنے نہ پائے گا۔ میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔صبح کو خدمت گرامی میں پہنچا تو پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: تمہارا رات والا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس نے کہا کہ میں تم کو چند الفاظ ایسے سکھاتا ہوں جن سے اللہ تم کو فائدہ عطا فرمائے گا۔

جب تم اپنے بستر پر رات کو لیٹنے کے لئے جاؤ تو آیت الکرسی { اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ...الخ } آخر تک پڑھ لیا کرو۔تمہاری نگہداشت کے لئے اللہ کی طرف سے ایک نگراں مقرر رہے گا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سنو! وہ ہے تو جھوٹا مگر اس نے یہ بات تم کو سچ کہی ہے۔کیا تم واقف ہو کہ تین راتوں سے تم کس سے گفتگو کرتے رہے؟ میں نے عرض کیا نہیں، فرمایا: وہ شیطان ہے

☆ ایک روایت میں ہے کہ جس نے سوتے وقت آیت الکرسی پڑھی تو اس کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرمادیتے ہیں ،اور صبح تک شیطان اس کے پاس نہیں آتا، اور جو آدمی بستر پر لیٹ کر اسے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہمسایہ اور اردگرد کے کئی گھروں کی حفاظت فرماتا ہے۔

سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دو آیتیں جنت کے خزائن میں سے نازل فرمائی ہیں ،جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود رحمٰن نے اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا، جو شخص ان کو عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لے تو وہ اس کے لئے قیام اللیل یعنی تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہیں۔

اور مستدرک حاکم اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ نے سورۂ بقرہ کو ان دو آیتوں پر ختم فرمایا ہے جو مجھے اس خزانہ خاص سے عطا فرمائی ہیں جو عرش کے نیچے ہے۔ اس لئے تم خاص طور پر ان آیتوں کو سیکھو، اور اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ۔ اسی لئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارا خیال یہ ہے کہ کوئی آدمی جس کے پاس کچھ عقل ہو وہ سورۂ بقرہ کی ان دونوں آیتوں کو پڑھے بغیر نہ سوئے گا۔(گلدستہ تفاسیر: ۴۵۴ج ۱)

{عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ البَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّه عَنْه ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »الآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ البَقَرَةِ، مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ }

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے نامدار سرور کائنات حضرت محمد الرّسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رات کو سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لیں تو یہ اس کے لئے کافی ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن فرمایا: اس وقت آسمان کا ایک دروازہ کھولا گیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا، اس دروازہ سے ایک فرشتہ نازل ہوا جو آج سے پہلے کبھی زمین کی طرف نازل نہیں ہوا تھا، اس فرشتے نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشخبری قبول فرمائیں آپ کو ایسی دو چیزیں عطا کی گئیں ہیں جو سراپا نور ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کبھی کسی کو نہیں دی گئیں۔(۱) فاتحۃ الکتاب (۲) سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان میں سے دعاء کا جو بھی حصہ آپ پڑھیں گے اس کے مطابق اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرور عطا فرمائیں گے۔ (مسلم)

شعبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا کہ جو سورۂ بقرہ کی یہ آیات پڑھے گا، تین دن تک اس کے گھر میں شیطان داخل نہ ہوگا، وہ آیات یہ ہیں آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں، اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں۔

اسی طرح سورۂ بقرہ کی آیت نمبر (۱۶۳، ۱۶۴) کی تلاوت کرے، کہتے ہیں کہ جو شخص سونے کے وقت ان آیات کی تلاوت کا معمول بنالے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں قرآن کریم اس طرح نقش فرمادیں گے کہ کبھی نہیں بھولے گا۔ وہ آیات یہ ہیں:

{ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ }اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِىْ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ، وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ } (سورۃالبقرہ: آیت: ۱۶۴، ۱۶۳)

تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں جو سب پر مہربان، بہت ہی مہربان ہے۔ (۱۶۳)

بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات دن کے لگاتار آنے جانے میں، ان کشتیوں میں جو لوگوں کے فائدے کا سامان لے کر سمندر میں تیرتی ہیں، اُس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے برسایا، اور اس کے ذریعے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندگی بخشی، اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے، اور ہواؤں کی گردش میں، اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع دار بن کر کام میں لگے ہوئے ہیں، ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہی نشانیاں ہیں جو اپنی عقل سے کام لیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

سونے سے قبل ذکر و دعاؤں کا اہتمام کرنا

سونے سے پہلے ذکر اور دعاؤں کا اہتمام کرنا مسنون ہے، سنت یہ ہے کہ ذکر کرتا ہوا سو جائے، اس سے رات بھر ذکر و عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ ابو مرہ عجلیؒ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے بستر پر پاکی کی حالت میں آئے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے تو اس کا بستر مسجد ہو جاتا ہے اور وہ نماز و ذکر کی حالت میں ہوتا ہے، تاوقتیکہ نیند سے بیدار نہ ہو جائے۔ (فتح الباری: ج ۱۱ ص ۱۱۰)

پیارے پیغمبر ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ سوتے وقت دائیں کروٹ پر لیٹ کر ذکر کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ نیند آجاتی۔ اس لئے دن بھر کے تمام کاموں کے بعد جب بستر پر سونے کے لئے جائیں تو مندرجہ ذیل دعائیں اہتمام کے ساتھ پڑھ لیں تاکہ ایک طرف اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات کی شکر گزاری ہو تو اس کے ساتھ ساتھ دوسری طرف آپ ہر طرح کی آفات و بلیّات، بدخوابی اور گھبراہٹ سے اور سرکش شیاطین اور جنات سے محفوظ رہیں: مگر افسوس کہ آج ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ گپ شپ میں یا موبائیل اور سوشل میڈیا پر مصروف رہتے ہوئے نیند کی آغوش میں چلے جاتے ہیں جو کہ بڑے خسارہ کی بات ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ رات کو ذکر کرتا ہوا بحالت طہارت سویا ہو، پھر رات کو اٹھا ہو اور دنیا یا آخرت کا سوال کیا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتے ہیں۔ (مسند احمد: ج ۵ ص ۲۳۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آدمی بستر پر آتا ہے تو فرشتہ اور شیطان دونوں اس کی طرف دوڑتے ہیں، فرشتہ اس سے کہتا ہے کہ اپنے اعمال کا خاتمہ بھلائی پر کر (تاکہ تمہارا خاتمہ اچھائی پر

ہو)۔شیطان کہتا ہے اپنے اعمال کا خاتمہ برائی پر کر (تاکہ تمہارا خاتمہ برائی پر ہو)۔پس اگر سونے والا اللہ کا ذکر کرتا ہوا سو جاتا ہے تو فرشتہ رات بھر اس کی نگہبانی کرتا ہے۔(طبرانی)

☆☆☆☆☆☆

سونے کے وقت کی مختلف مسنون دعائیں

(۱) { اَللّٰھُمَّ ! قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ }

اے اللہ! جس دن آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ فرمائیں گے (یعنی قیامت کے دن،اُس دن) مجھے اپنے عذاب سے بچایئے۔

{فضیلت}:امّ المؤمنین حضرت حفصہ ؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلَّى الله عليه وسلَّم كانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ :أَللّٰهُمَّ ! قِنِيْ عَذَابَکَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادکَ}

پیارے پیغمبر ﷺ جب سونے کے لئے بستر پر تشریف لاتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے اور یہ دعاء پڑھتے۔ اے اللہ! جس دن آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ فرمائیں گے (یعنی قیامت کے دن،اُس دن) مجھے اپنے عذاب سے بچایئے۔ (رواہ احمد، وابوداؤد، والترمذی، والنسائی)

(۲) { بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيْ اَللّٰهُمَّ غْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَأَخْسِئْ شَيْطَانِيْ وَفُكَّ رِهَانِيْ وَثَقِّلْ مِيْزَانِيْ وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الأَعْلٰى }

ے اللہ! میں نے آپ کا نام لے کر اپنا پہلو بستر پر رکھا ہے۔اے اللہ! میرے گناہ کو معاف فرما دیجئے، میرے شیطان کو (مجھ سے) دور کر دیجئے، میری گردن کو (ہر ذمہ داری سے) آزاد کر دیجئے، میرے اعمال کے ترازو کا پلہ بھاری کر دیجئے، اور مجھے اعلیٰ طبقہ میں شامل کر دیجئے۔

{فضیلت}:حضرت ابوالازہر انصاری ؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلَّى الله عليه وسلَّم كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجِعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ:

»بِسْمِ اللهِ وَضَعْتُ جَنْبِي اللَّهُمَّ! أَغْفِرْ لِي ذَنْبِي، وَأَخْسِئْ شَيْطَانِي، وَفُكَّ رِهَانِي وَاجْعَلْنِي فِي النَّدِيِّ الأَعْلَى }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب (سونے کے لئے اپنے) بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے: اے اللہ! میں نے آپ کا نام لے کر اپنا پہلو بستر پر رکھا ہے۔اے اللہ! میرے گناہ کو معاف فرما دیجئے، میرے شیطان کو (مجھ سے) دور کر دیجئے، میری گردن کو (ہر ذمہ داری سے) آزاد کر دیجئے، میرے اعمال کے ترازو کا پلہ بھاری کر دیجئے، اور مجھے اعلیٰ طبقہ میں شامل کر دیجئے۔

(۳) {» اَللّٰهُمَّ! بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا «}

اے اللہ! میں آپ ہی کے نام پر مروں گا، اور (آپ ہی کے نام پر) جیتا ہوں۔

{فضیلت}: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ النَّبِيُّ صلَّى الله عليه وسلَّم إِذَا أَخَذَ مَضْجِعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ: »اللَّهُمَّ! بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْياَ« وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: »الْحَمْدُ للهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ«} (رواه البخاری)

جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو سونے کے لئے بستر پر تشریف لاتے تو لیٹ کر اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے پھر یہ دعاء پڑھتے: اے اللہ! میں آپ ہی کے نام پر مروں گا، اور (آپ ہی کے نام پر) جیتا ہوں (یعنی جب تک زندہ ہوں آپ ہی کا نام لے کر زندہ ہوں، اور جب مروں گا تو آپ ہی کے نام پر)۔ پھر جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعاء پڑھتے: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے (یعنی سلانے) کے بعد دوبارہ زندہ کیا (یعنی اٹھایا) اور اسی کی طرف مر کر جانا ہے۔

(۴) { بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ }

اے اللہ! میں نے آپ کا نام لے کر اپنا پہلو بستر پر رکھا ہے، اور آپ کے نام سے اس کو اٹھاؤں گا، اگر

آپ (سونے کی حالت میں) میری روح قبض کرلیں تو اس پر رحم فرما دیجئے، اور اگر آپ اسے زندہ رکھیں تو اس کی اس طرح حفاظت کیجئے جس طرح آپ نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔

{فضیلت}:: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ إذَا قَامَ أحَدُكُمْ عَنْ فِرَاشِهِ ثمَّ رَجَعَ إلَيهِ, فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ إِزَارِهِ ثَلَاثَ مَرّاتٍ, فَإِنَّهُ لاَ يَدْرِي مَا خَلَفَه عَلَيْهِ بعدُ، وإذَا اضْطَجَعَ, فَلْيَقُلْ: بِاسْمِکَ رَبِيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِکَ أَرْفَعُهُ, فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي, فَارْحَمْهَا, وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا, فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَکَ الصَّالِحِيْنَ "}(رواه البخاری،والمسلم وابو داؤد)

جب تم میں سے کوئی اپنے بستر سے اٹھنے کے بعد دوبارہ (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئے تو بستر کو اپنے تہبند کے اندرونی کنارہ سے جھاڑ لے، کیونکہ اُسے معلوم نہیں ہے کہ اُس کی غیر موجودگی میں کیا چیز آ گئی ہو۔(یعنی ممکن ہے کہ اُس کی غیر موجودگی میں بستر کے اندر کوئی زہریلا جانور چھپ گیا ہو جو اُسے نقصان پہنچا دے) پھر دائیں کروٹ پر لیٹے اور یہ دعاء پڑھے: اے اللہ! میں نے آپ کا نام لے کر اپنا پہلو بستر پر رکھا ہے، اور آپ کے نام سے اس کو اٹھاؤں گا، اگر آپ (سونے کی حالت میں) میری روح قبض کرلیں تو اس پر رحم فرما دیجئے، اور اگر آپ اسے زندہ رکھیں تو اس کی اس طرح حفاظت کیجئے جس طرح آپ نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں لنگی کے اندرونی حصہ سے بستر جھاڑنے کا حکم اس لئے دیا کہ تاکہ اوپر والا حصہ میلا نہ ہو، اس زمانے میں لوگوں کے پاس عموماً چادر اور لنگی ہی ہوتی تھی جسے وہ زیب تن کرتے تھے اور زائد کپڑے نہیں ہوتے تھے، جبکہ آج کل ایسی حالت نہیں ہے اس لئے کسی بھی دوسرے کپڑے سے بستر کو جھاڑا جا سکتا ہے۔

(۵) {قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ }

ترجمہ: اے زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے، غیب وشہود کا پورا علم رکھنے والے، ہر چیز کے مالک و

پروردگار، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے، اور شیطان کے شر سے، اور اس کے شرک سے، (یعنی اس بات سے کہ وہ مجھے شرک میں مبتلا کردے)۔

{فضیلت}: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ أَبَا بَكْرِنِ الصِّدِّيقَ رضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مُرْنِى بِكَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ. قَالَ » قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْئٍ وَمَلِيكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِى وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ«.قَالَ » قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ} (رواه ابو داؤد والترمذی) .

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ: مجھے ذکر ودعاء کے لئے ایسے کلمات تعلیم فرما دیجئے جن کو میں صبح وشام کہہ لیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو: اے زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے، غیب وشہود کا پورا علم رکھنے والے، ہر چیز کے مالک و پروردگار، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے، اور شیطان کے شر سے، اور اس کے شرک سے، (یعنی اس بات سے کہ وہ مجھے شرک میں مبتلا کردے)۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! تم اللہ سے یہ دعاء کیا کرو صبح اور شام کو اور سونے کے لئے بستر پر لیٹتے وقت۔

(٦) { اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا وَآوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ }

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہماری ضرورتوں کی کفایت فرمائی، اور ہمیں (رات بسر کرنے کا) ٹھکانا عطا فرمایا، (اس لئے کہ) کتنے لوگ ایسے ہیں جن کی نہ کوئی ضرورتیں

پوری کرنے والا ہے اور نہ کوئی ٹھکانا دینے والا ہے۔

{فضیلت}: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ : إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: أَلْحَمْدُ لِلهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا ،وَآوَانَا ،فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْدِي}

(اخرجه مسلم والترمذی، والنسائی فی عمل اليوم والليلة رقم ٧٩٩)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب (سونے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعاء پڑھتے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنھوں نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہماری ضرورتوں کی کفایت فرمائی، اور ہمیں (رات بسر کرنے کا) ٹھکانا عطا فرمایا، (اس لئے کہ) کتنے لوگ ایسے ہیں جن کی نہ کوئی ضرورتیں پوری کرنے والا ہے اور نہ کوئی ٹھکانا دینے والا ہے۔(اور وہ ان نعمتوں سے محروم اور پریشان ہیں، ہم ان نعمتوں کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کے شکرگزار ہیں)۔

(٧){ اَللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِي وَأَنْتَ تَتَوَفَّاهَا ،لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَإِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ }

اے اللہ! آپ ہی نے مجھے پیدا فرمایا ہے، اور آپ ہی مجھے موت دیں گے، آپ ہی کے لئے میرا مرنا اور جینا ہے، اگر آپ مجھے زندہ رکھیں تو (گناہوں اور جملہ شرور) سے میری حفاظت فرمائیں اور اگر آپ مجھے موت دیں تو میری مغفرت فرمائیں، اے اللہ! میں آپ (کے فضل وکرم کے واسطے) سے عافیت چاہتا ہوں۔

{فضیلت}: حضرت عبد اللہ بن الحارثؒ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ:

{أَنَّهُ أَمَرَرَجُلًا إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ قَالَ:اللَّهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِي،وَأَنْتَ تَتَوَفَّاهَا،لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَإِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا،اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ ,فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَسَمِعْتَ هَذَا مِنْ عُمَرَ؟, فَقَالَ: مِنْ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ ،مِنْ رَسُولِ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم }

(رواه مسلم والنسائی واحمد)

انہوں نے ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ جب وہ (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئے تو یہ دعاء پڑھے: اے اللہ! آپ ہی نے مجھے پیدا فرمایا ہے، اور آپ ہی مجھے موت دیں گے، آپ ہی کے لئے میرا مرنا اور جینا ہے، اگر آپ مجھے زندہ رکھیں تو (گناہوں اور جملہ شرور) سے میری حفاظت فرمائیں اور اگر آپ مجھے موت دیں تو میری مغفرت فرمائیں، اے اللہ! میں آپ (کے فضل وکرم کے واسطے) سے عافیت چاہتا ہوں۔ایک آدمی نے اُن سے کہا کہ کیا آپ نے یہ عمر سے سنا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ سے بھی افضل ہستی سے، یعنی رسول اللہ ﷺ سے۔

(۸) { اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ, وَرَبَّ الْأَرْضِ, وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْئٍ, فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى، وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ شَرِّ كُلِّ شَيْئٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ, اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْئٌ وَأَنْتَ الْأٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْئٌ, وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْئٌ, وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْئٌ, اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنِ, وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ }

اے اللہ! آسمانوں کے رب، زمین کے رب، عرشِ عظیم کے مالک اور ہمارے رب اور ہر چیز کے رب (زمین کی تہہ سے) دانہ اور گٹھلی کو پھاڑنے (اور اُگانے) والے، تورات، انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے (رب)! میں ہر اُس چیز کے شر سے جو آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔اے اللہ! آپ (ہی سب سے) پہلے ہیں آپ سے پہلے کچھ نہیں، اور آپ (ہی سب سے) آخر میں ہیں آپ کے بعد کچھ نہیں، (جب کہ تمام مخلوقات فنا ہو جائیں گی اور ان کے اجسام بکھر جائیں گے آپ کی ذات، علم وقدرت اس وقت بھی باقی رہے گی)۔آپ ہی (سب سے) ظاہر اور برتر ہیں اور آپ کے اوپر کچھ نہیں، اور آپ ہی باطن (سب کی تہہ میں) چھپے ہوئے ہیں (اور ان کے رازوں کو جاننے والے ہیں آپ کے علاوہ کچھ نہیں، آپ میرا قرض ادا کر دیجئے۔اور مجھے مفلسی (محتاجگی وتنگدستی) سے غنی کر دیجئے) تا کہ مجھے مخلوق سے استغناء حاصل ہو جائے۔

{فضیلت}: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی کہ:

{كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِہٖ:" أَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ, وَرَبَّ الْأَرْضِ, وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْئٍ, فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنزِلَ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَان , أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ, أَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَکَ شَيْئٌ, وَأَنْتَ الْأٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَکَ شَيْئٌ, وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَکَ شَيْئٌ, وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَکَ شَيْئٌ, اِقْضِ عَنَّا الدَّيْن, وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْر } (رواه ابوداؤد،۴:۳۱۲، مسلم:۴،۲۰۸۴ ،ابن ماجه، الترمذی)

پیارے پیغمبر ﷺ جب (سونے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے:اے اللہ! آسمانوں کے رب ، زمین کے رب، عرشِ عظیم کے مالک اور ہمارے رب اور ہر چیز کے رب (زمین کی تہہ سے) دانہ اور گٹھلی کو پھاڑنے (اور اگانے) والے، تو رات، انجیل اورقرآن کو نازل کرنے والے(رب)! میں ہراُس چیز کے شر سے جو آپ کے قبضۂِ قدرت میں ہے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔اے اللہ ! آپ (ہی سب سے) پہلے ہیں آپ سے پہلے کچھ نہیں ، اورآپ (ہی سب سے) آخر میں ہیں آپ کے بعد کچھ نہیں،(جب کہ تمام مخلوقات فنا ہو جائیں گی اوران کے اجسام بکھر جائیں گے آپ کی ذات ، علم وقدرت اس وقت بھی باقی رہے گی)۔آپ ہی (سب سے) ظاہراور برتر ہیں اورآپ کے اوپر کچھ نہیں ، اورآپ ہی باطن (سب کی تہہ میں) چھپے ہوئے ہیں(اوران کے رازوں کو جاننے والے ہیں آپ کے علاوہ کچھ نہیں ،آپ میرا قرض ادا کر دیجئے ، اور مجھے مفلسی (محتاجگی وتنگدستی) سے غنی کر دیجئے (تاکہ مجھے مخلوق سے استغناء حاصل ہو جائے۔

حسن خاتمہ کے لئے

سونے سے قبل مندجہ ذیل دعاء پڑھنے سے حسنِ خاتمہ نصیب ہوگا ،اوراس دُعاء کا پڑھنے والا اگر مر گیا تو اس کی موت فطرت اسلام پر ہوگی۔

(۹) { اَللّٰهُمَّ ! أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ

إِلَيْكَ ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَأَ مِنْكَ إِلاَّ إِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ ! آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ }

اے اللہ! میں نے اپنی جان آپ کے سپرد کردی، میں نے اپنا چہرہ آپ کی طرف کردیا، اور میں نے آپ کا سہارا لیا، آپ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور آپ (کے ثواب) ہی کی چاہت میں رغبت کرتے ہوئے اپنا معاملہ آپ کے سپرد کردیا۔آپ کی ذات کے علاوہ کوئی پناہ اور نجات کی جگہ نہیں ہے۔آپ نے جو کتاب اُتاری ہے میں اس پر ایمان لایا ہوں، اور آپ نے جو نبی بھیجا ہے میں اس پر بھی ایمان لایا ہوں۔

{فضیلت}:سونے سے قبل مذکورہ دعاء پڑھنے سے حسن خاتمہ نصیب ہوگا ،اور اس دعاء کا پڑھنے والا اگر مرگیا تو اس کی موت فطرت اسلام پر ہوگی۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

{ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَليه وَسلَّم »إِذَا أَتَيْتَ مَضْجِعَکَ، فَتَوَضَّأْ وُضوئَکَ لِلصَلاَةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّکَ الأَيْمَنَ، ثُمَّ قُلْ: اللَّهُمَّ ! أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْکَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْکَ، وَأَلْجِأْتُ ظَهْرِي إِلَيْکَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْکَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَا مِنْکَ إِلاَّ إِلَيْکَ، أَللّٰهُمَّ! آمَنْتُ بِكِتَابِکَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّکَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِکَ فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهِ، قَالَ: فَرَدَّدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَلَمَّا بَلَغْتُ: »اللَّهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِکَ الَّذِي أَنْزَلْتَ قُلْتُ: وَرَسُوْلِکَ .«قَالَ »لا:وَنَبِيِّکَ الَّذِي أَرْسَلْتَ} (رواه البخاری ومسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ: جب وہ (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئیں تو نماز کی طرح وضو کریں اور پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ کر (یہ) دُعاء پڑھیں:اے اللہ! میں نے اپنی جان آپ کے سپرد کردی، میں نے اپنا چہرہ آپ کی طرف کردیا، اور میں نے آپ کا سہارا لیا، آپ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور آپ (کے ثواب) ہی کی چاہت میں رغبت کرتے ہوئے اپنا معاملہ آپ کے سپرد کردیا۔آپ کی ذات کے علاوہ کوئی پناہ اور نجات کی جگہ نہیں ہے۔آپ نے جو کتاب اتاری ہے میں اس

پر ایمان لایا ہوں، اور آپ نے جو نبی (حضرت محمد ﷺ کو) بھیجا ہے میں اس پر بھی ایمان لایا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: اس دعاء کو پڑھ کر تو سوجا، اس کے بعد اگر تیری موت آ گئی تو یہ موت فطرت (اسلام) پر ہوگی۔اور ایسا کرو کہ (سوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر) اور یہ دعاء تمہارا آخری عمل ہو۔حضرت براء بن عازب ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو یاد کرلوں ؟ اور(پھر یاد کرنے کے بعد جب یہ دعاء انہوں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو سنائی تو یوں کہا) {وَبِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ أَرْسَلْتَ قَالَ "لَا } تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں: بلکہ یوں پڑھو { وَبِنَبِيِّکَ الَّذِي أَرْسَلْتَ }۔

انسان کے ساتھ ہزاروں حاجتیں اور ضرورتیں لگی ہوئی ہیں، جو سوتے وقت بھی اس کے دماغ پر سوار رہتی ہیں مگر اس وقت وہ کچھ کر نہیں سکتا ،اس لئے اس دعاء میں یہ تعلیم دی گئی کہ سوتے وقت تم اس دعاء کے ذریعے اپنے تمام معاملات اپنے اللہ کے سپرد کردو۔

اللہ کی ایسی حمد جو تمام مخلوق کی حمد کے برابر ہے

۱۰) { اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَآوَانِيْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ، وَالَّذِیْ أَعْطَانِیْ فَاَجْزَلَ ، اَللّٰهُمَّ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی كُلِّ حَالٍ ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ ، وَمَلِيْكَ كُلِّ شَيْءٍ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ }

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میری کفایت کی ،اور ٹھکانہ دیا، مجھے کھلایا پلایا،جس نے مجھ پر احسان کیا اور خوب کیا، اور جس نے مجھے دیا اور خوب دیا، اے اللہ! پس تعریف تیرے لئے ہے ہر حال میں۔اے اللہ! ہر شئ کے رب، ہر ایک شے کے مالک، میں تجھ سے عذاب دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔

{فضیلت}::حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلَّى الله عَلَيه وسلَّم مَنْ قَالَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ:" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَفَانِي وَآوَانِي وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي وَسَقَانِي، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ،وَالَّذِیْ أَعْطَانِیْ فَاَجْزَلَ ، اَللّٰهُمَّ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی كُلِّ حَالٍ ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ ،وَمَلِيْكَ كُلِّ شَيْءٍ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ" فَقَدْ حَمِدَ اللّٰهَ بِجَمِيع

مَحَامِدِ الْخَلْق كُلِّهِم} (ابن حبان :ص۲۳۵۷،عمل الیوم واللیلة)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جوشخص اپنے بستر پر سونے کے لئے آئے اور یہ دُعاء پڑھے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میری کفایت کی ،اورٹھکانہ دیا ، مجھے کھلایا پلایا،جس نے مجھ پر احسان کیااور خوب کیا، اورجس نے مجھے دیا اورخوب دیا، اے اللہ! پس تعریف تیرے لئے ہے ہر حال میں۔ اے اللہ! ہر شیٔ کے رب ، ہرایک شے کے مالک ، میں تجھ سے عذاب دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔تو اُس نے تمام مخلوق کی حمد کے برابر اللہ کی حمد وثناء بیان کی۔

۱۱) { أَللّٰھُمّ اِنِّیْ أَصبَحتُ أُشهِدُكَ ، وَأُشهِدُ حَمَلَةَ عَرشِكَ وَمَلآ ئِكَتِكَ ، وَجَمِيعَ خَلقِكَ ، أَنَّكَ أَنتَ اللّٰهُ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا أَنتَ ، وَحدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُكَ وَرَسُولُكَ }

اے اللہ! میں نے اس حال میں صبح کی کہ میں آپ کو، آپ کے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو،آپ کے فرشتوں کو،اور آپ کی ساری مخلوق کو، اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ اکیلے ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔اس بات پر بھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور رسول ہیں۔

{فضیلت}: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

{ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ أَوْ يُمْسِیْ : أَللّٰھُمّ اِنِّیْ أَصبَحْتُ أُشْهِدُکَ ، وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِکَ، وَمَلآ ئِكَتِکَ ، وَجَمِيْعَ خَلْقِکَ ، أَنَّکَ أَنْتَ اللّٰهُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ ، وَحْدَکَ لَا شَرِيْکَ لَکَ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ ، أَعْتَقَ اللّٰهُ رُبْعَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَعْتَقَ اللّٰهُ نِصْفَهُ مِنَ النَّارِ ، وَمَنْ قَالَهَا ثَلَا ثًا أَعْتَقَ اللّٰهُ ثَلَاثَةَ أَرْبَاعِهِ مِنَ النَّارِ ، وَمَنْ قَالَهَا أَرْبَعًا أَعْتَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنَ النَّارِ } (بخاری،ابوداؤد)

جوشخص صبح وشام یہ دعاء پڑھے: اے اللہ! میں نے اس حال میں صبح کی کہ میں آپ کو، آپ کے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو،آپ کے فرشتوں کو،اور آپ کی ساری مخلوق کو، اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ آپ

کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ اکیلے ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس بات پر بھی کہ محمد ﷺ آپ کے بندے اور رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے چوتھائی حصے کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتے ہیں، جو دو مرتبہ پڑھے اس کے آدھے حصے کو جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں، جو تین مرتبہ پڑھے اس کے تین حصے جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں اور جو چار مرتبہ پڑھتا ہے تو اس کو پورا جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں۔

تسبیح فاطمی رضی اللہ عنہا: کا نمازوں کے بعد اور سوتے وقت پڑھنا

{ سُبْحَانَ اللّٰہِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ }

سوتے وقت تسبیح فاطمی کی بہت تاکید اور فضیلت آئی ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص ان تسبیحات پر مداومت کرے گا اُس کو مشقت کے کاموں میں تھکاوٹ محسوس نہیں ہوگی۔ اس لئے ہر آدمی سونے سے پہلے تسبیح فاطمی: یعنی { سُبْحَانَ اللّٰہ } ۳۳ مرتبہ، { اَلْحَمْدُ لِلّٰہ } ۳۳ مرتبہ، اور { اَللّٰہُ اَکْبَر } ۳۴ مرتبہ پڑھ لیں۔ پیارے پیغمبر ﷺ کی کوئی بھی بیوی جب سونے کا ارادہ کرتیں تو آپ ﷺ اس کو ان تسبیحات کے پڑھنے کا حکم دیتے۔ (کنز العمال: ص ۶۸ ج)

اور جس کے پڑھنے کا حکم پیارے پیغمبر ﷺ نے اپنی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو دیا اور فرمایا کہ اس کا سونے سے پہلے پڑھنا تمہارے لئے خدام سے زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ کے پاس کچھ قیدی غلام آئے۔ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر خدمت کے لئے غلام کی درخواست کریں، (اس لئے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خود اپنے ہاتھوں سے چکی پیستی تھیں اور آٹا گوندھتی تھیں جس کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے)۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں۔

{ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا شَكَتْ(إِلَى النَّبِيِّ صلَّى الله عليه وسلَّم) مَا تَلْقَى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحَى فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَجِدْ هُ فَذَكَرَتْ ذالِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ(النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم) أَخْبَرَتْهُ:قال: فَأَتَانَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ فَقَالَ عَلَى مَكَانِكُمَا فَجَاءَفَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِى فَقَالَ » أَلاَ أَدُلُّكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌلَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ إِذَآ أَوَيْتُمَا اِلَى فِرَا

شِكُمَا أَوْ أَخَذْتُمَامَضَاجِعَكُمَا فَسَبِّحَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ وَاحْمَدَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلاَثِينَ، فَهُذاَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ ، قال عليٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ- قِيْلَ لَهٗ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْن؟ قال: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّين} (رواہ بخاری وابو داؤد).

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے یہ شکوہ کیا کہ چکی پیسنے سے ان کے مبارک ہاتھوں کو صدمہ پہنچا ہے، اور وہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک خادمہ مانگنے کے لئے آئیں، اتفاق سے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (گھر میں) نہ ملے، انہوں نے اپنے آنے کی وجہ امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی اور واپس گھر چلی گئیں، جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب ہم اپنے بستروں پر سونے کے لئے جا چکے تھے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر اٹھنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اٹھو نہیں اپنی جگہ پر رہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا کر ہمارے درمیان بیٹھ گئے، (اور اپنے دونوں پاؤں سردی کی وجہ سے ہمارے درمیان میں ڈال دئے) میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں کی ٹھنڈک (جو بالکل میرے سینے سے لگ گئے تھے) اپنے سینے میں محسوس کرنے لگا۔

(پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے حاضری کا مقصد بیان کردیا)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تم دونوں کو ایسی ترکیب نہ بتلاؤں جو تمہارے لئے خادم سے بڑھ کر ہو؟ (انہوں نے عرض کیا ضرور بتادیں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم دونوں سونے کے لئے اپنے بستر پر جاؤ یا اپنی خواب گاہ پر تو {سبحان اللہ} ۳۳ مرتبہ، {الحمد للہ} ۳۳ مرتبہ، اور {اللہ اکبر} ۳۴ مرتبہ پڑھ لو۔ یہ عمل ایک خدمتگار (غلام) سے تمہارے لئے زیادہ بہتر ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تب سے ہم نے کبھی اس کا ورد نہیں چھوڑا۔ چنانچہ جنگ صفین کے موقع پر (جو ایک اہم تاریخی جنگ تھی) بھی نہیں چھوڑا اور آخر رات میں موقع ملا تو پڑھا۔

دُخولِ جنت کی دو خصلتیں

دو ایسی خصلتیں جو جنت میں داخلے کا سبب ہیں۔حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ »خَصْلَتَانِ لا يُحْصِيْهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ، إِلاَّ دَخَلَ الْجَنَّة ،وَ هُمَا يَسيرٌ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلَيْلٌ، يُسَبِّحُ اللهَ أَحَدُكُم فِيْ دُبُرَ كُلِّ صَلاَةٍ عَشْراً، ويَحْمِدُهُ عَشْراً، وَيُكَبِّرُ هُ عَشْراً .«قَالَ: فَأَنَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ، قَالَ: فَقَالَ:خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَان، وَأَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ وإِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ ، سَبَّحَ وَحَمِدَ وَكَبَّرَ مِائَةً ، فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ، وَأَلْفٌ فِي الْمِيْزَانِ، فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَومِ الْوَاحِدِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَ مِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالَ: كَيْفَ لاَ يُحْصِيْهَا؟ قَالَ:يَأْتِي أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي صَلاَةٍ ، فَيُذَكِّرَهُ حَاجَةٌ فَيَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا حَتَّى شَغَلَهُ ، وَلَعَلَّهُ أَنْ لاَ يَعْقِلَ، وَيَأْتِيهِ فِي مَضْجَعِهِ فَلاَ يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتَّى يَنَامَ }

(احمد وابوداؤد وابن ماجه،)

دو خصلتیں ایسی ہیں جو مسلمان بندہ بھی ان کو ساتھی بنالے(یعنی ان پر عمل کرتا رہے گا) تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دونوں کام عمل میں تو بہت آسان ہیں(ان کے پڑھنے میں کوئی مشقت نہیں)لیکن اُن پر عمل کرنے والے بہت تھوڑے ہیں،اور وہ دو کام یہ ہیں کہ تم میں سے کوئی (۱) پانچوں نمازوں میں سی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ کہے،دس مرتبہ الحمد للہ کہے اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہے پڑھنے میں تو ایک سو پچاس ہیں،لیکن آخرت میں عمل کے ترازو میں پندرہ سو ہوں گی۔(۲) دوسرے جب تم میں سے کوئی (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئے تو (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ (۳۳) مرتبہ الحمد للہ اور (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ یہ پڑھنے کے اعتبار سے تو صرف ایک سو ہیں لیکن اعمال کے ترازو میں ایک ہزار ہوں گی۔تم میں کون سا ایسا ہے جو روزانہ دن اور رات میں پچیس سو گناہ اور خطائیں کرتا ہے؟ (یعنی اگر کوئی ایسا ہے بھی تو جو شخص ان تسبیحات کا اہتمام کرے گا تو یہ ڈھائی ہزار نیکیاں اس کے

برابر ہو جائیں گی، اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یقیناً نیکیاں گناہوں سے بڑھ جائیں گی) کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! ﷺ ہم اس کو کیسے نہیں کر سکتے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ شیطان اس کے پڑھنے کے وقت آتا ہے، اور (اس کو اس کی ضروریات یاد دلاتا ہے کہ) فلاں حاجت کو یاد کرو اور فلاں حاجت کو یاد کرو، یہاں تک کہ وہ اپنی اس حاجت کو پورا کرنے میں لگ جاتا ہے (جس کی وجہ سے اس کی تسبیحات رہ جاتی ہیں) اس طرح سوتے وقت آتا ہے اور یہ حاجت اور وہ حاجت یاد دلاتے ہوئے اسے سلاتا ہے یہاں تک کہ وہ سو جاتا ہے (اور تسبیحات رہ جاتی ہیں)۔

غور کا مقام ہے کہ اس مختصر سے عمل میں اتنا عظیم ثواب ہے کہ جس کی وجہ سے آدمی اپنے اعمال کا وزن بڑھا کر من چاہی گزران (یعنی جنت) میں اپنا ٹھکانہ بنا سکتا ہے۔اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ان تسبیحات کو اپنے ہاتھ پر گن رہے ہیں۔ (ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ تسبیحات کو انگلیوں پر گننا افضل ہے، اس لئے کہ قیامت کے دن (جب اعضاء کو گویائی دی جائے گی تو) انگلیاں بھی بولیں گی اور اپنے پڑھنے والے کے حق میں گواہی دیں گی۔

سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی معافی

اگر مندرجہ ذیل ذکر سوتے وقت کیا جائے تو ذکر کرنے والے کے گناہ اگر سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیں گے۔

{ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ }

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں ہے، اُسی کے لئے بادشاہت ہے، اور اسی کے لئے حمد وثنا ہے، وہی ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔نہیں ہے کوئی قوت اور طاقت مگر اللہ تعالیٰ کے لئے، اللہ تعالیٰ (ہر عیب اور برائی سے) پاک ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام تعریف ہے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور اللہ ہی سب سے بڑے ہیں۔

{فضیلت}: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِيْ إِلٰى فِرَاشِهٖ : لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ, لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ, وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ , وَلاَ حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ،غُفِرَتْ ذُنُوْبُهٗ أَوْ قَالَ: خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ} (اخرجه النسائی فی عمل الیوم واللیلة:٨١١وابن حبان)

جو شخص بستر پر (سونے کے لئے) آئے اور اس وقت یہ دعاء پڑھے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں ہے، اُسی کے لئے بادشاہت ہے، اور اسی کے لئے حمد وثنا ہے، وہی ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔نہیں ہے کوئی قوت اور طاقت مگر اللہ تعالیٰ کے لئے، اللہ تعالیٰ (ہر عیب اور برائی سے) پاک ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام تعریف ہے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور اللہ ہی سب سے بڑے ہیں۔تو اس کے گناہوں (اور خطاؤں) کو معاف کر دیا جاتا ہے۔(حدیث کے راوی مسعر کو شک ہے کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے کہ اگر چہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ کے مانند ہوں یا یہ فرمایا کہ: سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔

سونے سے پہلے استغفار کا ورد کرنا

جب رات کو سونے کے لئے بستر پر جائیں تو تھوڑا سا مراقبہ کر لیں اور دن بھر کے کاموں پر نظر دوڑا لیں کہ آج صبح جب میں نیند سے بیدار ہوا تھا تو اس وقت سے لے کر اب سونے تک دن بھر میں میں نے کتنے کام کئے، ان میں سے کتنے اچھے تھے اور کتنے برے، جو اچھے کام نظر آئیں تو ان پر اللہ کا شکر ادا کر لیں، اور جو برے نظر آئیں ان پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کر لیں اور تین (٣) بار یہ استغفار پڑھ لیں:

{ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ}

{فضیلت}: ایک روایت میں حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِیْ اِلٰى فِرَاشِهٖ " اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ" ثَلٰثَ مَرَّاتٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَ عَدَدَ

وَرَقِ الْأَشْجَارِ ، وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ رَمَلِ عَالَجَ ، وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ أَيَّامِ الدُّنْيَا }

(ترمذی عن عبد اللہ ابن عمر کتاب الاذکار ص۹۳)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشادفرمایا: جوشخص (سونے کے لئے بستر پر آئے اور بستر پر لیٹتے وقت تین مرتبہ اس طرح پڑھے: { اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ }تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں،خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، یا ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں، یا درختوں کے پتوں یا مشہور ریگستان عالج کے ریت کے ذرّوں کے برابر ہوں، یا دنیا کے دنوں کے برابر ہوں۔

۲){ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِیْ ، وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ،أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ،أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَأَبُوْءُ بِذَنْبِیْ ، فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا أَنْتَ }

یا اللہ تو میرا مالک ہے، تیرے سوا کوئی سچا خدانہیں ،تو نے ہی مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں ، اور تیرے عہد اور وعدے پر جہاں تک مجھ سے ہوسکتا ہے قائم ہوں ، میں نے جو(برے) کام کئے ہیں ان سے تیری پناہ چاہتا ہوں ، اور میں تیرے احسان اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں، میری خطائیں بخش دے، تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں۔

{فضیلت}: حضرت شداد بن اوس ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشادفرمایا:

{ سَیِّدُ الِاسْتَغْفَارِ أَنْ تَقُوْلَ :" اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِیْ ، وَأَنَا عَبْدُکَ وَأَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ ،أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ، أَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ ، وَأَبُوْءُ بِذَنْبِیْ ، فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا أَنْتَ": قال : وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ یَوْ مِهٖ قَبْلَ أَنْ یُّمْسِیَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّیْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا ، فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ یُصْبِحَ فَهُوَ

مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ } (رواہ البخاری:ج۶ص۴۴)

سید الاستغفار (یہ ہے کہ تم اللہ سے یوں دعاء کرو) اور کہو: یا اللہ تو میرا مالک ہے، تیرے سوا کوئی سچا خدا نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں، اور تیرے عہد اور وعدے پر جہاں تک مجھ سے ہوسکتا ہے قائم ہوں، میں نے جو (برے) کام کئے ہیں ان سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور میں تیرے احسان اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں، میری خطائیں بخش دے، تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی یہ دعاء یقین کے ساتھ دن کو پڑھے اور اس دن شام ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ جنتیوں میں سے ہوگا، اور جو کوئی یہ دعاء رات کے وقت پورے یقین کے ساتھ پڑھ لے، اور اسی رات میں صبح ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ بھی بہشت والوں میں سے ہوگا۔

آپ ﷺ کا دن ورات میں استغفار کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَأَسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَأَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً } (رواہ البخاری:ج۶ پارہ ۲۶ ص۴۴)

میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! میں تو ہر روز (70) ستر بار سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ سے استغفار اور اس کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں روزانہ (۱۲۰۰۰) بار ہزار مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں اور ایک دھاگہ ان کے پاس تھا جس میں (۱۰۰۰) ایک ہزار گرہ لگی ہوئی تھی، رات کو اُس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک کہ اس کو سبحان اللہ کے ساتھ پورا نہ کر لیتے تھے۔ (فضائل ذکر: ص ۹۳)

سونے سے قبل درود شریف کا ورد

سوتے وقت کثرت سے درود شریف پڑھنے کا بھی اہتمام کریں اور جو بھی درود آپ کو یاد ہو اس کو پڑھ سکتے ہیں، درود ابراہیمی جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں وہ تو ہر انسان کو یاد ہوتی ہے جو بہت بڑی فضیلت رکھتی ہے اس کے علاوہ بھی مندرجہ ذیل چند مختصر درود آپ پڑھ سکتے ہیں:

{ جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ اَهۡلُهٗ }

{فضیلت}: جوشخص یہ درود پڑھے توستر ہزار فرشتے ایک ہزار دن تک اس کا ثواب لکھتے ہیں۔

(سعادۃ الدارین بروایت ابن عباسؓ: ص۲۳۶)

۲) { أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَهۡلِ بَيۡتِهٖ }

{فضیلت}: جوشخص اس درود شریف کوسو (۱۰۰) دفعہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی (۱۰۰) سوضرورتیں پوری فرمائیں گے، ستر دنیا میں اورتیس آخرت میں۔ (سعادۃ الدارین: ص۲۴۴)

۳) { أَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِكۡ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ،صَلَاةً تَكُوۡنُ لَكَ رِضَآءً وَلِحَقِّهٖ أَدَآءً }

{فضیلت}: جوشخص روزانہ تینتیس (۳۳) مرتبہ یہ درود شریف پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کی قبر اور پیارے پیغمبر ﷺ کی قبر مبارک کے درمیان پردے کھول دیں گے۔ (سعادۃ الدارین)

نیند نہ آنے پر یہ دعاء پڑھیں

حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے پیارے پیغمبر ﷺ سے شکایت کی کہ مجھے رات کو نیند نہیں آتی تو پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جب تم بستر پر لیٹو تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء مانگ لیا کرو:

{ أَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبۡعِ وَمَا أَظَلَّتۡ ، وَرَبَّ الۡأَرَضِيۡنَ وَمَا أَقَلَّتۡ ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيۡنِ وَمَا أَضَلَّتۡ ، كُنۡ لِّيۡ جَارًا مِّنۡ شَرِّ خَلۡقِكَ كُلِّهِمۡ جَمِيۡعًا أَنۡ يَّفۡرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِّنۡهُمۡ ، أَوۡ أَنۡ يَّبۡغِيَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآءُكَ وَلَآ إِلٰهَ غَيۡرُكَ ،لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنۡتَ } (رواہ ترمذی)

اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے اور ان سب چیزوں کے مالک جو اس کے نیچے واقع ہیں، اور سب زمینوں کے اور ان سب چیزوں کے مالک جو اس کے اوپر واقع ہیں، اور شیاطین اور ان کی گمراہ کن سرگرمیوں کے مالک، اپنی ساری مخلوق کے شر سے مجھے اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لے، کوئی مجھ پر زیادتی اور ظلم نہ کر پائے، باعزت اور محفوظ ہے وہ جس کو تیری پناہ حاصل ہے، تیری حمد وثناء کا مقام بلند ہے، تیرے سوا

کوئی لائق پرستش نہیں، بس تو ہی معبود برحق ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رات میں نیند نہ آنے اور اچٹ جانے کی شکایت کی تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم یہ دعاء پڑھو:

{ أَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ ، وَهَدَأَتِ الْعُيُوْنُ ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ، يَا حَيُّ يَاقَيُّوْمُ ، أَهْدِئْ لَيْلِيْ وَأَنِمْ عَيْنِيْ } (اذکار، ابن سنی)

اے اللہ! ستارے چھپ گئے، آنکھیں بھی سکون پا گئیں، اور آپ زندہ وقائم ہیں، نہ آپ کو اُونگھ آتی ہے نہ نیند، اے زندہ قائم رہنے والے، میری رات کو آرام دے دے، آنکھوں میں نیند عطا فرمادے۔

جب رات کو نیند سے جاگے تو یہ دعاء پڑھے

سوتے سوتے میں جب اچانک کسی کی آنکھ کھل جائے تو اسے چاہئے کہ وہ بے اختیار اس آنکھ کے کھلنے کو غنیمت جانے، اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ کا ذکر کرلے اور کوئی دعاء مانگ لے، اُس وقت کی مانگی ہوئی دعاء انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی اس لئے کہ انسان کی زندگی کا مقصد ہی اللہ کا ذکر ہے کہ اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے اور رات کو اتفاق سے آنکھ کھلے تو اس کا دھیان ذکر کی ہی طرف ہو، اور اس وقت کونسا ذکر کیا جائے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت پر شفقت فرماتے ہوئے اس کا بھی تعین فرمادیا جس کا ابھی ذکر کیا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسے وقت میں اٹھ کر اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لے تو اس کا کیا کہنا؟ وہ تو سونے پر سہاگہ ہے۔

۱) { لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ, لَهُ الْمُلْكُ, وَلَهُ الْحَمْدُ, وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ, سُبْحَانَ اللّٰهِ, وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ, وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ, وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ، : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ }

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کے لئے بادشاہت ہے، اور اسی کے لئے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پاک ہے اللہ، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ بہت بڑا ہے، اور نہ کسی کو قوت اور طاقت (حاصل ہے) سوائے اللہ کے۔

(پھر کہے:) اے اللہ تو میری مغفرت فرمادے۔

{فضیلت}: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم : مَنْ تَعَارَّ مِنْ اللَّیْلِ فَقَالَ: لَا إِلَہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیکَ لَہُ, لَہُ الْمُلْکُ , وَلَہُ الْحَمْدُ , وَھُوَ عَلَی کُلِّ شَيْءٍ قَدِیرٌ, سُبْحَانَ اللّٰہِ , وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ, وَلَا إِلَہَ إِلَّا اللّٰہُ, وَاللّٰہُ أَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ, ثُمَّ قَالَ: اللَّھُمَّ اغْفِرْ لِيْ, أَوْ دَعَا, اسْتُجِیْبَ لَہُ, فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلَّی قُبِلَتْ صَلَاتُہُ "}

(بخاری ، ابو داؤد:۶۸۹)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کو بیدار ہو اور یہ دعاء پڑھے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کے لئے بادشاہت ہے، اور اسی کے لئے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پاک ہے اللہ، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ بہت بڑا ہے، اور نہ کسی کو قوت اور طاقت (حاصل ہے) سوائے اللہ کے۔ پھر کہے: اے اللہ تو میری مغفرت فرمادے۔ اور یہ دعاء کرے تو (یقینی طور پر یہ) قبول ہوتی ہے، اور وضو کر کے نماز پڑھے تو نماز قبول کی جاتی ہے۔

۲) { لَآ إِلَہَ إِلاَّ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ، رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَا بِیْنَھُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّار }

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، جو اکیلا ہے ، قہار ہے، زمین اور آسمان اور اس کی درمیان (کی تمام مخلوقات) کا رب ہے، جو غالب، بخشنے والا ہے۔

{فضیلت}: امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

{ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم إِذَا تَضَوَّرَ مِنَ اللَّیْلِ قَالَ لَآ إِلَہَ إِلاَّ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَارُ، رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَا بِینَھُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ}(حاکم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات میں بیدار ہوتے تو یہ دعاء پڑھتے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق

نہیں، جو اکیلا ہے، قہار ہے، زمین اور آسمان اور اس کی درمیان (کی تمام مخلوقات) کا رب ہے، جو غالب، بخشنے والا ہے۔

۳) { أَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا ، وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا ، وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا ، وَعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا ، وَعَنْ يَّسَارِيْ نُوْرًا ، وَفَوْقِيْ نُوْرًا وَ تَحْتِيْ نُوْرًا وَأَمَامِيْ نُوْرًا وَ خَلْفِيْ نُوْرًا وَجْعَلْ لِيْ نُوْرًا } (بخاری : ج۲ ص۵۰)

یا اللہ! میرے دل میں روشنی دے، میری آنکھ میں روشنی دے، میرے کان میں روشنی دے، میرے داہنی طرف، میرے بائیں طرف، میرے اوپر، میرے نیچے روشنی دے۔ میرے آگے، میرے پیچھے روشنی دے، اور مجھے سراپا نور بنادے۔

تہجد کی نیت سے سونا مسنون ہے

تہجد کی نماز کے لئے اٹھنے کی نیت کر کے سوئیں کہ یہ سنت ہے اور تہجد کے لئے مصلیٰ پاس رکھ کر سوئیں۔ پیارے پیغمبر ﷺ کا عام طور پر معمول یہی تھا کہ آپ ﷺ نماز عشاء کے متصلاً بعد آرام فرماتے اور آخر شب میں اُٹھ کر نماز تہجد ادا فرماتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ نماز عشاء کے بعد گھر تشریف لا کر نماز میں مشغول ہو جاتے اور پھر آرام فرماتے ،لیکن شب بیداری کو ترک نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ شروع رات میں سوجاتے اور آخر شب کو زندہ فرماتے یعنی عبادت اور ذکر میں گزارتے۔ (مسند احمد: ج۶ ص۱۰۹)

رات کے آخری نصف حصہ سے متعلق روایات میں آتا ہے کہ اُس وقت عرش جھومتا ہے، جنات عدن کی ہوائیں چلتی ہیں، اور ربّ العالمین آسمان دنیا پر جلوہٗ افروز ہوتے ہیں۔کسی نے پیارے پیغمبر ﷺ سے پوچھا کہ رات کا کونسا حصّہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: {نِصْفُ اللَّيْلِ الْغَابِرِ} رات کا آخری نصف حصہ۔ (ابن حبان عن ابی ذر)

امّ المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ جس مقدار پر آپ ﷺ سوتے اسی مقدار عبادت کرتے (مثلاً نصف رات سوتے تو نصف رات عبادت کرتے)۔ (مسند احمد)

اور ایک روایت میں امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً فَاِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى

رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنَ حَتّٰى يَجِيْ ءَالْمُؤَذِنُ فَيُؤْذِنَهُ }

(اخرجه البخاری:۶۳۱۰،ومسلم:۷۳۶)

پیارے پیغمبر ﷺ رات کو (اٹھ کر) گیارہ رکعتیں ادا فرماتے تھے، پھر طلوع فجر کے بعد ہلکی ہلکی دو رکعتیں ادا فرماتے تھے اور دائیں پہلو پر لیٹ کر آرام فرماتے تھے یہاں تک کہ مؤذن آکر آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دیتا تھا۔

پیارے پیغمبر ﷺ کبھی تو گیارہ رکعتیں ادا فرماتے تھے جس طرح اس حدیث میں ذکر کیا گیا اور کبھی تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے جن میں وتر کی تین رکعتیں، اور فجر کی سنت کی دو رکعتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔ اور کبھی اس سے بھی کم حالات کے مطابق (اور ان میں طویل قیام ہوتا تھا)۔ پھر جب صبح صادق ہو جاتی تو فجر کی دو سنتیں ادا فرماتے تھے جو ہلکی ہوتی تھیں جن میں عام طور پر پہلی رکعت میں {قُلْ يَآاَيُّهَا الْكَافِرُوْن } اور دوسری رکعت میں { قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد} کی تلاوت فرماتے تھے۔ اور پھر تھوڑی دیر کے لئے دائیں کروٹ پر لیٹ کر آرام فرماتے تھے یہاں تک کہ مؤذن آکر اطلاع دیتا تھا کہ جماعت کا وقت ہو گیا ہے، تو آپ ﷺ گھر سے نکل کر مسجد تشریف لیجاتے اور نماز پڑھاتے تھے۔ حضرت مسروقؒ کہتے ہیں کہ میں نے امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے پیارے پیغمبر ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا (کہ کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے؟)

{ فَقَالَتْ: سَبْعٌ ، وَّتِسْعٌ ، وَّاِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً سِوَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ} (بخاری)

تو انہوں نے فرمایا کہ: کبھی تو آپ ﷺ سات (۷) رکعتیں پڑھتے تھے، کبھی نو (۹) رکعتیں اور کبھی گیارہ (۱۱) رکعتیں پڑھا کرتے تھے، علاوہ فجر کی سنتوں کے۔

نماز تہجد میں زیادہ قیام کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

{ مَنْ قَامَ بِعَشْرِ اٰيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ ، وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ اٰيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ اٰيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِيْنَ } (رواہ ابو داؤد)

جو شخص دس آیتوں کے (پڑھنے کے) ساتھ قیام کرے تو وہ غافلین میں شمار نہیں کیا جاتا، اور جو شخص سو آیتوں کے (پڑھنے کے) ساتھ قیام کرے تو اس کا نام فرمانبرداروں میں لکھا جاتا ہے، اور جو شخص ہزار

آیتوں کے (پڑھنے کے) ساتھ قیام کرے تو اس کا نام بہت زیادہ ثواب پانے والوں میں لکھا جاتا ہے۔

نمازِ تہجد میں قرأت کا طریقہ

پیارے پیغمبر ﷺ موقع کی مناسبت سے نمازِ تہجد میں قرأت فرماتے تھے، اگر پاس میں کوئی سویا ہوتا تو آہستہ آواز میں تلاوت فرماتے تھے، ورنہ بلند آواز سے تلاوت فرماتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ کی آواز متوسط ہوتی تھی نہ بہت زیادہ بلند اور نہ بہت زیادہ پست۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَتْ قِرَآءَةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا ،وَيَخْفِضُ طَوْرًا } (ابودؤد)

رات کی نماز میں پیارے پیغمبر ﷺ کی قرأت مختلف ہوتی تھی، کبھی تو آپ ﷺ بلند آواز میں قرأت فرماتے اور کبھی پست آواز سے۔

☆ جس کی تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلتی ہو تو وہ دو دو کر کے چار سے آٹھ رکعت بعد نمازِ عشاء وتر سے پہلے تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ یہ تہجد میں شمار ہوں گی۔ عقلمند اور احتیاط پسند لوگ ابتدائے شب میں ہی ان رکعات سے فراغت حاصل کر لیتے ہیں، اور تندرست اور طاقت ور لوگ آخر شب میں اٹھ کر یہ رکعات ادا کرتے ہیں۔ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ رات کے ابتدائی حصے ہی میں یہ نماز پڑھ لی جائے، ممکن ہے رات کے آخری پہر آنکھ نہ کھلے، یا شیطان بستر سے اٹھنے نہ دے مگر افضل یہی ہے کہ رات کے آخری پہر ہی اُٹھ کر کے نمازِ تہجد ادا کی جائے۔

نمازِ تہجد کے لئے جب بیدار ہوں تو یہ پڑھیں

صبح صادق سے پہلے اٹھ کر نمازِ تہجد ادا کر لیں اس لئے کہ فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل تہجد کی نماز ہے۔ اور تہجد کے وقت مانگی جانے والی دعاء قبول ہوتی ہے۔ جس وقت نیند سے بیدار ہوں تو دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو مل لیں تاکہ نیند کا خمار دور ہو جائے۔ پھر سو کر اٹھنے کی دعاء پڑھ لیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ سو کر اٹھنے کے بعد یہ دعاء پڑھا کرتے تھے:

{ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ »}

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے موت (نیند) کے بعد زندہ کیا اور اُسی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

اور جاگنے کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کرلیں کہ ایسا کرنا مسنون ہے، چنانچہ حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ:

{ بِتُّ عندَ خالتي ميمونةَ زوج النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّمَ لَيْلَةً, فَنَامَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ, أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ, أَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ, فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ, فَمَسَحَ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِيَدِهٖ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآء ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ آيَاتِ خَوَاتِمَ سُوْرَةَ " آلَ عِمْرَانَ " إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الأَلْبَابِ الآية :إلخ } (بخاری ومسلم)

میں اپنی خالہ امّ المؤمنین حضرت میمونہ ؓ کے گھر گیا تا کہ پیارے پیغمبر ﷺ کے رات کے معمولات اور نماز کے بارے میں جان سکوں ،فرماتے ہیں: پیارے پیغمبر ﷺ جب تشریف لائے تو تھوڑی دیر تک آپ ﷺ حضرت میمونہ ؓ سے باتیں کرتے رہے ،پھر سو گئے جب آخری تہائی رات باقی رہ گئی تو: پیارے پیغمبر ﷺ جب تہجد کی نماز کے لئے اٹھ بیٹھے تو آپ ﷺ (نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے) سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات {اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ... الخ} کی تلاوت فرمائی۔پھر کھڑے ہوئے مسواک کر کے وضو کیا اور گیارہ رکعت نماز ادا کی ،حضرت بلال ؓ کی صبح کی اذان سن کر پھر دو رکعتیں صبح کی سنتیں پڑھیں ، پھر مسجد میں تشریف لے گئے ،اورلوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

☆ ایک روایت میں ہے کہ جو رات میں سورۂ آل عمران کی آخری آیات پڑھے، اس کو رات بھر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص۱۸۹)

نماز تہجد کے لئے بیداری کے وقت کا ذکر

پیارے پیغمبر ﷺ جب رات کو نماز تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو اس وقت مندرجہ بالا آیات کی تلاوت کے ساتھ ان الفاظ کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرماتے تھے۔

{ أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ

مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَآ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ: لَآ إِلَهَ غَيْرُكَ }

یا اللہ! ساری تعریف تجھ ہی کو سجتی ہے، تو آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے سب کا روشن کرنے والا ہے، تجھ ہی کو تعریف سجتی ہے، اور تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا اور تیرا فرمان سچا ہے، تجھ سے ملنا سچ، جنت سچ، دوزخ سچ، قیامت سچ، پیغمبر سب کے سب سچے اور محمد ﷺ سچے ہیں۔ یا اللہ! میں نے تیرے حکم پر گردن رکھ دی تجھ ہی پر بھروسہ کیا، تجھ ہی پر ایمان لایا، تیری ہی طرف رجوع ہوا، تیری ہی مدد پر دشمنوں سے مقابلہ کیا، تیرے ہی سامنے اپنا قضیہ پیش کرتا ہوں، میرے اگلے، پچھلے، چھپے، کھلے سب گناہ معاف فرمادے، تو جس کو چاہے آگے کردے، جس کو چاہے پیچھے کردے، نہیں ہے کوئی معبود مگر تو ہی، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں۔

حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: " اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ

حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَکَ أَسْلَمْتُ، وَبِکَ آمَنْتُ، وَعَلَيْکَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْکَ أَنَبْتُ، وَبِکَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْکَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لاَ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ - أَوْ: لاَ إِلَهَ غَيْرُکَ } (رواہ البخاری)

پیارے پیغمبر ﷺ رات کو جب نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہوتے تو نماز شروع کرنے سے پہلے یوں دعاء کرتے تھے: یا اللہ! ساری تعریف تجھ ہی کو سجتی ہے، تو آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے سب کا روشن کرنے والا ہے، تجھ ہی کو تعریف سجتی ہے، اور تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا اور تیرا فرمان سچا ہے، تجھ سے ملنا سچ جنت سچ، دوزخ سچ، قیامت سچ، پیغمبر سب کے سب سچے اور محمد ﷺ سچے ہیں۔ یا اللہ! میں نے تیرے حکم پر گردن رکھ دی، تجھ ہی پر بھروسہ کیا، تجھ ہی پر ایمان لایا، تیری ہی طرف رجوع ہوا، تیری ہی مدد پر دشمنوں سے مقابلہ کیا، تیرے ہی سامنے اپنا قضیہ پیش کرتا ہوں، میرے اگلے، پچھلے، چھپے، کھلے سب گناہ معاف فرمادے، تو جس کو چاہے آگے کردے، جس کو چاہے پیچھے کردے، نہیں ہے کوئی معبود مگر تو ہی، تیرے سوا کوئی الہ نہیں۔

☆ جب جاگنے کی دعاؤں سے فارغ ہو جائیں تو آداب وسنن کا لحاظ رکھتے ہوئے وضو کرلیں وضو کرتے وقت بھی وضو سے متعلقہ دعائیں پڑھ لیں، اور پھر جائے نماز پر قبلہ رخ کھڑے ہو کر یہ پڑھ لیں:

{ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ أَصِيْلًا }

اس کے بعد دس (۱۰) بار: سُبْحَانَ اللّٰهِ، دس بار (۱۰) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اور دس (۱۰) بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیں۔ اور پھر تہجد کی نماز شروع کرلیں۔

☆ پیارے پیغمبر ﷺ نماز تہجد میں کبھی تو بلند آواز سے قرأت فرماتے تھے اور کبھی پست آواز سے۔ لہٰذا جیسا وقت اور موقع دیکھیں اس کے مطابق عمل کریں، دونوں طرح سے قرأت مسنون ہے۔

رات کے آخری پہر میں دعاؤں کا اہتمام

قرآن اور حدیث میں رات کے آخری پہر کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندے اس

وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں ،تلاوت ،دعاؤں اور استغفار میں مصروف رہتے ہیں اس لئے اللہ توفیق دے اور تہجد کے لئے جب اٹھیں تو اس وقت دعاء اور استغفار کا بھی خاص اہتمام فرمائیں۔حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے۔اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب بندہ شب کے آخر میں ہوتا ہے اگر تم سے ہو سکے تو اس وقت اللہ کو یاد کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ يَقُوْلُ: مَنْ يَّدْعُوْنِىْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهٗ ، مَنْ يَّسْأَلُنِىْ فَأُعْطِيَهٗ ، وَمَنْ يَّسْتَغْفِرُنِىْ فَأَغْفِرَلَهٗ } (رواہ البخاری:پ۲۶ ج۶)

ترجمہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات جب کہ ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔(اور یہ اعلان کیا جاتا ہے) کون ہے جو مجھ سے دعاء کرے میں اس کی دعاء کو قبول کروں ،کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو دوں ،کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی چاہے اور میں اسے معاف کروں،اور اس کے گناہ بخش دوں۔

خواب کے آداب

خواب کے معنی ہیں وہ بات جو انسان نیند میں دیکھے۔ ''محققین'' فرماتے ہیں کہ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) ایک تو محض خیال: جو دن بھر کے خیالات کا مجموعہ ہوتا ہے۔

(۲) ڈراؤنے خواب: جو شیطانی اثرات کا مجموعہ ہوتا ہے۔

(۳) اچھے اور سچے خواب: جو منجانب اللہ سونے والے کے لئے علوم ومعرفت وبشارت اور بہتری کو ظاہر کرتے ہیں۔

اچھا وپسندیدہ خواب

جب خواب میں اپنی پسندیدہ کوئی چیز دیکھیں تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، اور اس کو اپنے حق میں بشارت سمجھیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے پس اس پر الحمد للہ کہے اور اسے ذکر کرے۔ (یعنی کسی کے سامنے بیان کرے)۔ (بخاری)

اور اُس اچھے خواب کو اس آدمی کے سامنے بیان کریں جو تم سے محبت رکھتا ہو۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ :أَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطٰنِ ، فَاِذَا رَأىٰ أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهٖ اِلَّا مَنْ يُّحِبُّ ، وَاِذَا رَأىٰ مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتْفُلْ ثَلَاثًا ، وَلَا يُحَدِّثُ بِهَا أَحَدٌ ، فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ } (متفق عليه)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص اپنا پسندیدہ خواب دیکھے تو اسے چاہئے کہ اس خواب کو صرف اسی شخص سے بیان کرے جس کو وہ دوست اور ہمدرد سمجھتا ہو (جیسے علماء، صلحاء اور اقرباء وغیرہ نیز وہ اس خواب پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کی حمد وتعریف کرے۔) اور جب ایسا خواب دیکھے جس کو وہ پسند نہیں کرتا تو چاہئے کہ اس خواب کی برائی اور شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے، اور شیطان کو

دور کرنے کے ارادہ سے تین مرتبہ تھتکار دے، نیز اس خواب کو کسی کے سامنے بیان نہ کرے (خواہ دوست ہو یا دشمن) اس طرح وہ خواب اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

ناپسندیدہ خواب

اور جب بُرا خواب دیکھیں تو تین بار بائیں طرف تھتکار دیں اس طرح کہ منہ کی ہوا کے ساتھ تھوک کے کچھ ذرات بھی نکل جائیں، یا تھوک دیں۔ اور کسی سے اس خواب کو بیان نہ کریں۔ اور اپنی کروٹ بدل دیں۔ اور اس خواب کی برائی سے اللہ سے پناہ مانگیں اور تین (۳) بار:

{ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ : وَمِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الرُّؤْیَا }

پڑھ کر اُس خواب کے شر سے پناہ مانگیں، ایسا کرنے سے انشاء اللہ وہ خواب ضرر نہ دے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا رَأىٰ أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا ، فَلْيَبْصُقَّ عَنْ يَسَارِهٖ ثَلٰثاً وَيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ ثَلٰثاً ، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ } (مسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: جب تم میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو تو اس کو چاہیے کہ تین بار بائیں جانب تھتکار دے، اور تین بار شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے، اور اپنی کروٹ کو تبدیل کر دے جس پر وہ خواب دیکھنے کے وقت سویا ہوا تھا۔

ڈراؤنا خواب دیکھنے پر دعاء

۱) { أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ ، وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ }

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے خود اس کے غضب اور عذاب سے، اور اس کے بندوں کے شر سے، اور شیطانی وساوس و اثرات سے، اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور مجھے ستائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا فَزِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ: "أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونَ" فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ : وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو رضى الله عنهما يُعَلِّمُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهِ وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبهَا فِي صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ } (رواه ابو داؤد والترمذی)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ کے سوتے میں ڈر جائے تو یوں دعاء کرے: میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعے خود اس کے غضب اور عذاب سے، اور اس کے بندوں کے شر سے، اور شیطانی وساوس و اثرات سے، اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور مجھے ستائیں۔ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: پھر شیاطین اس بندے کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

حضرت عمرو بن شعیب فرماتے ہیں کہ ہمارے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ ان کی اولاد میں جو بڑے اور بالغ ہو جاتے وہ یہ دعاء ان کو تلقین فرماتے، تاکہ وہ اس کو اپنا معمول بنا لیں۔ اور جو بچے چھوٹے ہوتے تو یہی دعاء ایک کاغذ پر لکھ کر ان کے گلے میں بطور تعویذ کے ڈال دیتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی نا پسندیدہ خواب دیکھے تو تین بار بائیں جانب تھتکار دے اور پھر یہ دعاء پڑھے تو کچھ نقصان نہ ہوگا۔

۲) { أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ وَسَيِّئَاتِ الْأَحْلَامِ }

اے اللہ! میں شیطان کی حرکتوں اور برے خوابوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

۳) { أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بِرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ، وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَوارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ، يَا

رَحۡمٰنُ }

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامّہ کے واسطے سے جس سے کوئی نیک اور بد تجاوز نہیں کر سکتا، اور اُس کی برائی سے جو آسمان سے اُترتا ہے، اور آسمان میں چڑھتا ہے، اور اُس کی برائی سے جو زمین پر پھیلی ہے اور جو زمین سے نکلتی ہے، اور فتنہ شب وروز کی برائی سے، اور شب وروز کے حادثہ کی برائی سے، ہاں مگر جو بھلائی لے آکر آئے، اے رحم کرنے والے۔

{فضیلت}: حضرت خالد بن ولیدؓ سے مروی ہے کہ:

{ كُنْتُ أَفْزَعُ بِاللَّيْلِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنِّي أَفْزَعُ بِاللَّيْلِ فَآخُذُ سَيْفِي، فَلَا أَلْقَى شَيْئًا إِلَّا ضَرَبْتُهُ بِسَيْفِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيَ الرُّوحُ الْأَمِينُ؟« فَقُلْتُ: بَلَى فَقَالَ: »قُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بِرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا،وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شركُلِّ طَوارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ، يَا رَحْمَنُ«، فَقَالَهَا، فَذَهَبَتْ عَنْهُ"} (مجمع :ج۱۰ص۱۲۶)

میں رات کو نیند میں گھبرا جاتا تھا، میں پیارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نیند میں ڈر جاتا ہوں، اور اپنی تلوار لے کر ہر چیز پر اپنی تلوار چلاتا ہوں۔ پیارے پیغمبر ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھلاؤں جو روح الامین نے مجھے سکھلائے ہیں؟ میں نے عرض کیا ضرور! آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ کلمات پڑھو: میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامّہ کے واسطے سے جس سے کوئی نیک اور بد تجاوز نہیں کر سکتا، اور اُس کی برائی سے جو آسمان سے اُترتا ہے، اور آسمان میں چڑھتا ہے، اور اُس کی برائی سے جو زمین پر پھیلی ہے اور جو زمین سے نکلتی ہے، اور فتنہ شب وروز کی برائی سے، اور شب وروز کے حادثہ کی برائی سے، ہاں مگر جو بھلائی لے آکر آئے، اے رحم کرنے والے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے جب یہ دعاء پڑھی تو ان سے خوف جاتا رہا۔

حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ: ایک شخص نے پیارے پیغمبر ﷺ سے ڈر و وحشت کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پڑھو:

{ سُبۡحَانَ الۡمَلِكِ الۡقُدُّوۡسِ ، رَبِّ الۡمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوۡحِ }

اس کی پاکی جس کی بادشاہت پاک ہے جو فرشتوں اور روح کا رب ہے۔ (مجمع: ج۱۰ص۱۲۸)

پیارے پیغمبر ﷺ کا خواب کے بارے میں معلوم کرنا

پیارے پیغمبر ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ فجر کی جماعت سے فارغ ہو کر لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر خواب معلوم کرتے تھے، کبھی حضرات صحابہ کرامؓ اپنا دیکھا ہوا خواب آپ ﷺ کے سامنے بیان کرتے اور کبھی آپ ﷺ اپنا دیکھا ہوا خواب حضرات صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب فجر کی نماز سے فارغ ہوتے تو پوچھتے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ اور فرماتے تھے کہ:

{ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ ؟ قَالَ : اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَة }

(رواه البخاری)

میرے بعد نبوت کے آثار میں سے اب کچھ باقی نہیں رہا ہے سوائے مبشرات کے، صحابہ اکرامؓ نے عرض کیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھے خواب۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اپنے اصحاب سے بکثرت یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم میں سے کسی نے خواب میں کچھ دیکھا ہے؟۔ پس جو خواب دیکھتا وہ آپ ﷺ کے سامنے اپنا خواب پیش کرتا۔ (بخاری)

آپ ﷺ کا خواب کی تعبیر دینا

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب فجر کی نماز سے فارغ ہوتے تو پوچھتے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو آپ ﷺ صبح کے بعد اس کے خواب کی تعبیر دیتے تھے، اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ صبح کے بعد خواب کی تعبیر دینا سنت ہے ، اور اس پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے { باب تعبیر الرؤیا بعد صلوٰۃ الصبح } اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو تازہ تازہ خواب دیکھا ہوتا ہے جس میں بھولنے کا احتمال کم

ہوتا ہے اس وجہ سے آپ ﷺ فجر کے بعد خواب سننے اور اس کی تعبیر دینے کو پسند فرماتے تھے۔

خواب کو سننے اور تعبیر دینے کے وقت کی دعاء

حضرت ضحاک جہنیؒ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ خواب سننے اور تعبیر دینے کے وقت یہ دعاء پڑھتے تھے:

{ خَيْرٌ تَلْقَاهُ وَشَرٌّ تَوَقَّاهُ خَيْرٌ لَّنَا وَشَرٌّ لِأَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ }

(سیرۃ ج ۷ ص ۴۱۱)

تمہیں بھلائی حاصل ہو، اور برائی سے محفوظ رہو، بھلائی ہمارے، اور برائی ہمارے دشمنوں کے لئے، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

جھوٹا خواب نہ بناؤ

پیارے پیغمبر ﷺ نے جھوٹا خواب بنانے کی مذمت بیان فرمائی ہے اور اس کو بہت بڑے بہتان سے تشبیہ دی ہے کہ کوئی آدمی اپنی طرف سے بنا کر ایسا خواب بیان کرے جو اس نے دیکھا نہیں۔ اس لئے کہ خواب کا تعلق حق تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ خواب دکھانے کے لئے فرشتے کو بھیجتا ہے، پس جھوٹا خواب بنانا گویا اللہ تبارک وتعالیٰ پر بہتان باندھنا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مِنْ أَفْرَى الْفِرَى أَنْ يُّرِيَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَالَمْ تَرَيَا }

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: بڑے بہتانوں میں سے ایک بڑا بہتان یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنی آنکھوں سے وہ چیز دکھلائے، جو حقیقت میں اس کی آنکھوں نے نہیں دیکھی ہے۔ (بخاری)

کس وقت کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے

رات کے پچھلے پہر عام طور پر نزول ملائکہ اور سکون کا وقت ہوتا ہے اس لئے عام طور پر اس وقت کے خواب سچے ہوتے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: { أَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْأَسْحَارِ } سحری کے وقت کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے۔ (ترمذی)

☆☆☆☆☆

نیند سے جاگتے وقت کی سنتیں اور آداب

(۱) جب نیند سے بیدار ہوں تو یہ دعا پڑھیں

۱) { اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ }۔

تمام تعریفیں اللہ ربّ العزت کے لئے ہیں جس نے ہمیں زندہ (بیدار) کیا ہمارے مرنے (سونے) کے بعد اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ قَالَ بِاسْمِکَ اللّٰهُمَّ أَمُوْتُ وَأَحْيٰى، وَاِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَّنَامِهٖ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ}

پیارے پیغمبر ﷺ جب سونے لگتے تو فرماتے: یا اللہ! میں تیرا ہی مبارک نام لے کر مرتا ہوں، اور تیرا ہی نام لے کر زندہ رہوں گا۔اور جب سو کر بیدار ہوتے تو فرماتے: شکر اس اللہ کا جس نے مرنے کے بعد پھر ہم کو زندہ کیا، اور اُسی کی طرف ہم کو (قبر سے) اٹھ کر جانا ہے۔ (بخاری، کتاب الدعوات)

۲) { اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَعَافَانِیْ فِیْ جَسَدِیْ ، وَاَذِنَ لِیْ بِذِكْرِهٖ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ،لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ }۔

تمام تعریفیں اللہ ربّ العزت کے لئے ہیں جس نے میری روح مجھے لوٹادی اور میرے جسم کو عافیت عطا فرمائی اور مجھے اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی، اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

{فضیلت}: فرمایا پیارے پیغمبر ﷺ نے جس نے بیدار ہونے کے بعد یہ دعاء پڑھی تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (صحیح الجامع ۳۲۶)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص نیند سے بیدار ہو تو یہ دعاء مانگے:

۳) { اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ النَّوْمَ وَالْيَقْظَةَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَعَثَنِیْ سَالِمًا سَوِيًّا، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ }۔

تمام تعریفیں اللہ ربّ العزت کے لئے ہیں جنہوں نے نیند اور بیداری کو بنایا، تمام تعریفیں اللہ ربّ العزت کے لئے ہیں جس نے مجھے نیند سے صحیح سالم اٹھایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی مُردوں کو دوبارہ زندگی عطا فرمائیں گے، اور بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت جابرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعاء پڑھی:

۴) { اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ اِلَیَّ نَفْسِیْ بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمِتْهَا فِیْ مَنَامِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا، وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ مْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا * اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ }۔

تمام تعریفیں اللہ ربّ العزت کے لئے ہیں جس نے میری جان موت (یعنی نیند) کے بعد مجھے واپس لوٹا دی، اور مجھے سونے کی حالت میں موت نہ دی۔ تمام تعریفیں اللہ ربّ العزت کے لئے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو اپنی اپنی جگہ سے ہٹنے سے روکے رکھا ہے، اور اگر آسمان اور زمین (اللہ کے حکم سے) اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو ان کے حکم کے بعد ان کو ہٹنے سے کوئی روک نہیں سکتا، بے شک اللہ بہت ہی بردبار اور معاف فرمانے والے ہیں۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمان کو اپنے حکم کے بغیر زمین پر گرنے سے روکے رکھا ہے، بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں پر بڑے ہی مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔

۵) { أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَحْيٰى نَفْسِیْ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ }

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے نیند کے بعد بیدار کیا، میرا رب ہر شے پر قادر ہے۔

{فضیلت}: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص نیند سے بیدار ہونے کے بعد یہ دعاء پڑھ لے تو وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے جنا ہو۔ (مکارم ص ۹۱۴)

(ب) نیند سے اٹھنے کے بعد:

نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو مل لیں تا کہ نیند کا خمار دور ہو جائے۔ (شمائل ترمذی)

(ج) پھر مسواک کریں، اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ:

{ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ اِلَّا وَالسَّوَاكُ عِنْدَهٗ، فَاِذَا اسْتَيْقَظَ بَدَاَ بِالسَّوَاكِ} (رواه احمد)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سوتے تھے تو مسواک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتی تھی پھر جب بیدار ہوتے تو مسواک فرماتے۔ (یاد رہے کہ وضو میں دوبارہ مسواک کی جائیگی جو الگ مستقل سنت ہے)

(د) پھر جب اٹھ کھڑے ہوں تو یہ دعاء پڑھیں:

{ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ }۔

اے اللہ! تمام تعریفیں اور پاکی تیرے لئے ہے، میں آپ سے مغفرت کا طالب ہوں، اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

(ھ) کپڑے کس طرح پہنیں

پھر جب کپڑے پہنیں تو پائیجامہ یا شلوار پہنتے وقت پہلے دائیں پاؤں اور پھر بائیں پاؤں میں پہنیں! اسی طرح کرتا، قمیص، اچکن، شرٹ، شیروانی وغیرہ پہنیں تو پہلے دائیں آستین میں پھر بائیں آستین میں پہنیں! اور جب لباس اتاریں تو پہلے بائیں پاؤں سے اتاریں پھر دائیں پاؤں سے، اسی طرح کُرتا، قمیص وغیرہ پہلے بائیں بازو سے اتاریں پھر دائیں سے۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

{ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا تَوَضَّأْتُمْ اَوْ لَبِسْتُمْ فَابْدَءُوْا بِمَيَامِنِكُمْ}۔ (صحيح الجامع ۴۶۷)

جب تم وضو کرو یا کپڑے پہنو تو دائیں طرف سے ابتداء کرو۔

کپڑے پہنتے وقت کی دعاء

اور جب لباس پہنیں تو یہ دعاء پڑھیں:

{ اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْاَلُكَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَاھُوَ لَہٗ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا ھُوَ لَہٗ }۔

اے اللہ ! بیشک میں آپ سے اس کپڑے اور جس مقصد کے لئے یہ کپڑا ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، اور آپ سے اسکی برائی اور جس مقصد کے لئے یہ کپڑا ہے اس کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں۔

(حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ:كَانَ اِذَا لَبِسَ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاِسْمِهٖ قَمِيْصًا أَوْ رِدَآءً أَوْ عَمَامَةً يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرَ مَاهُوَ لَهٗ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا هُوَ لَهٗ}

(صحیح الجامع ۴۵۴۰)

پیارے پیغمبر ﷺ جب کوئی کپڑا پہنتے تھے(تو اللہ کی تعریف کرنے سے پہلے اس کپڑے کا ذکر بطور شکر گزاری اور نعمت کے اظہار کے فرماتے اور پھر) اس کپڑے کا نام لے کر فرماتے یہ قمیص یا چادر یا کرتا یا عمامہ (جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے)۔ اے اللہ ! بیشک میں آپ سے اس کپڑے اور جس مقصد کے لئے یہ کپڑا ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں ،اور آپ سے اسکی برائی اور جس مقصد کے لئے یہ کپڑا ہے اس کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں۔

(و) جب جوتے پہنیں:

کپڑے پہننے کے بعد اپنے جوتے پہنیں ،اور جب جوتے پہنیں تو پہلے انہیں جھاڑ دیں تا کہ کوئی موذی چیز ان کے اندر نہ ہو پھر پہلے دائیں پاؤں میں جوتا پہنیں پھر بائیں پاؤں میں! اور اتارتے وقت اس کے الٹ یعنی پہلے بایاں جوتا اتاریں پھر دایاں۔(یاد رکھیں بدن کی پہنی ہوئی ہر چیز کے پہننے اور اتارنے کا یہی مسنون طریقہ ہے،اسی طرح ہر شرافت اور محترم کام مثلاً سر منڈانا، ناخن کاٹنا،مسواک کرنا،سرمہ لگانا، کنگھی کرنا وغیرہ دائیں ہاتھ سے کرنا چاہئے)۔

☆☆☆☆☆

بیت الخلاء ''باتھ روم'' میں داخل ہونے کا مسنون طریقہ

(۱) بیدار ہونے کے بعد عام طور پر انسان کو اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہوتی ہے، جب قضائے حاجت کے لئے باتھ روم جائیں اور پہلے سے وہاں انتظامات نہ ہوں تو استنجاء کے لئے پانی اور ٹوائیلٹ پیپرز ساتھ لے کر جائیں۔قرآن کریم میں ایسے لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو صفائی کا خوب اہتمام فرماتے ہیں۔جب اہل قباء کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

{فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ}۔

اس بستی میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ بھی دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: اے انصار کی جماعت اللہ تبارک وتعالیٰ نے پاکی کے معاملے میں تمہاری تعریف فرمائی ہے، تمہاری پاکی کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ جب ہم استنجاء کرتے ہیں تو ڈھیلے کے ساتھ پانی کا بھی استعمال کرتے ہیں، اس پر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری یہی بات ربّ العالمین کی محبت کا سبب ہے، لہٰذا تم اس کو لازم پکڑو۔

(۲) اگر کھلی جگہ پیشاب پاخانہ کے لئے جائیں تو پانی کے ساتھ ڈھیلے یا پتھر یا ٹائیلٹ پیپرز یا اسی طرح کی کوئی چیز جس سے استنجاء کرنا جائز ہے ساتھ لے کر جائیں۔

{نوٹ}: آج کل مساجد میں اور اسی طرح گھروں کے اندر فلیش سسٹم لیٹرینیں بنی ہوئی ہیں اس لئے وہاں مٹی کے ڈھیلے یا پتھر وغیرہ لے کر نہ جائیں تاکہ نکاسی میں رکاوٹ نہ ہو، بلکہ اس مقصد کے لئے بنے ہوئے ٹائیلٹ پیپرز استعمال کریں اور اگر اس کا انتظام نہ ہو تو صرف پانی پر ہی اکتفاء کریں۔پانی لینے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ گٹوں تک دھولیں کہ یہ مسنون ہے۔

سو کر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھونا

رات ہو یا دن جس وقت بھی سو کر اٹھیں تو جاگنے کے بعد ہاتھوں کو دھوئیں اگر چہ ہاتھوں پر گندگی نہ لگی ہو اس لئے کہ اسے معلوم نہیں کہ اس کا ہاتھ رات کو اس کے بدن کے کس حصے پر رہا ہے، ممکن ہے اس کا ہاتھ کسی مقام پر پڑ کر ناپاک ہو گیا ہو، لیکن اگر ہاتھوں پر نجاست لگنے کا یقین ہو تو پھر ہاتھ دھونا فرض ہے، ظن غالب ہو تو واجب، اگر شک ہو تو سنت، اگر

شک بھی نہ ہوتو مستحب ہے۔اس لئے اگر کسی کھلے برتن سے پانی لینا ہوتو ہاتھ دھونے سے قبل اس برتن میں ہاتھ نہ ڈبوئیں، بلکہ دونوں ہاتھوں کو پہلے تین مرتبہ دھولیں ،تب پانی کے اندر ہاتھ ڈالیں۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ اِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِّنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْ خِلْ يَدَهٗ فِي الْأَنَاء حَتّٰى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلٰثًا فَاِنَّهٗ لاَ يَدْرِيْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدَهٗ } (رواه الترمذی،ابواب الطهارة)

جب تم میں سے کوئی رات کے وقت نیند سے بیدار ہوتو اپنے ہاتھ کو دو یا تین مرتبہ دھونے سے قبل برتن میں نہ ڈالے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔

یہ اس وقت ہے کہ جب مگ یا جگ یا گلاس وغیرہ پانی نکالنے کے لئے نہ ہو،اور اگر پانی نکالنے کے لئے برتن ہوتو پھر یہ حکم نہیں ہاں اگر اتباعاً کرے تو باعث ثواب ہے۔یہی حال نل سے پانی استعمال کرنے کے بارے میں بھی ہے۔

بیت الخلاء جاتے وقت سر ڈھانکنا

بیت الخلاء کے آداب میں سے ہے کہ ٹوپی ،رومال یا تولیہ وغیرہ سے سر ڈھانک کر اور جوتے پہن کر بیت الخلاء جائیں۔ پیارے پیغمبر ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لیجاتے تو سر ڈھانک کر اور جوتے پہن کر تشریف لیجاتے تھے، ننگے سر بیت الخلاء یا جنگل ومیدان میں قضائے حاجت کے لئے نہیں تشریف لیجاتے تھے۔چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لیجاتے تو سر ڈھانک لیتے ، اسی طرح جب بیوی کے پاس آتے تو سر ڈھانک لیتے تھے۔ (بیہقی فی السنن: ج ۱ ص ۹۶)

حبیب ابن صالح سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لیجاتے تو چپل پہن لیتے اور سر ڈھانک لیتے تھے۔ (ابن سعد،سنن کبریٰ)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ میں جب بیت الخلاء جاتا ہوں تو اپنا سر ڈھانک لیتا ہوں ۔ابن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ سے حیاء کرو،اللہ کی قسم جب سے میں نے رسول اللہ سے بیعت کی ہے،اس وقت سے کبھی بیت الخلاء ننگے سر نہیں گیا ،اللہ سے شرم وحیاء کی وجہ سے۔بعض لوگ اس کا خیال نہیں کرتے یہ خلاف سنت ہے۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے کے وقت کی دعاء

باتھ روم میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعاء پڑھیں:۔

۱) {بِسْمِ اللّٰہِ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثُ}

اللہ کے نام سے: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث مذکر مخلوقات اور خبیث مؤنث مخلوقات (یعنی ناپاک شیاطین وجنوں سے اور ناپاک جنوں کی عورتوں) کے شر سے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

{ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ :کَانَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَآءُ قَالَ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثْ} (صحیح الجامع:۴۵۸۸)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو (داخل ہونے سے پہلے) یہ دعاء پڑھتے تھے)۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ناپاک جنوں سے اور ناپاک جنوں کی عورتوں کے شر سے۔ (بعض حضرات نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناپاکی اور برے کاموں سے)۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دعا بھی مروی ہے:

۲) { اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ}

اے اللہ میں ناپاک، نجس، خبیث اور پلید شیطان مردود سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

{ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اِذَا دَخَلَ الْغَآئِطَ قال: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجَسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ} (رواہ ابو داؤد،وابن ماجہ)

جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو جانے سے پہلے یہ دعاء پڑھتے تھے: اے اللہ میں ناپاک، نجس، خبیث اور پلید شیطان مردود سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

خبیث مذکر مخلوقات اور خبیث مئونث مخلوقات کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین پیارے پیغمبر ﷺ نے اس وجہ سے فرمائی ہے کہ وہ مقامات جہاں انسان قضائے حاجت کے لئے جاتا ہے، وہ شیاطین کی آماجگاہ ہوتے ہیں،جس کی وضاحت پیارے پیغمبر ﷺ نے ایک اور حدیث مبارکہ میں اس طرح سے فرمائی کہ:

{اِنَّ ھٰذِہِ الْحُشُوْشُ مُحْتَضَرَةٌ ، فَاِذَا أَتٰی أَحَدُکُمُ الْخَلَآءَ فَلْیَقُلْ : أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ } (ابو داؤد،کتاب الطہارۃ)

یعنی: وہ مقامات جہاں انسان قضائے حاجت کے لئے جاتا ہے، وہ شیاطین کی آماجگاہ ہوتے ہیں،لہٰذا جب تم ان گندے مقامات پر جاؤ تو اللہ کی پناہ میں آجاؤ،اور یوں کہو: اے اللہ !میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث مذکر مخلوقات اور خبیث مؤنث مخلوقات کے شر سے۔

اور ایک روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : سِتْرُ مَا بَیْنَ أَعْیُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِیْ آدَمَ ،اِذَا جَلَسَ أَحَدُکُمْ عَلَی الْخَلَآءِ أَنْ یَّقُوْلَ : بِسْمِ اللّٰہِ حِیْنَ یَجْلِسَ } (عمل الیوم واللیلۃ:ص۱۳)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں بیٹھے تو اسے چاہئے کہ بسم اللہ پڑھ لیا کرے،اس کا بسم اللہ پڑھنا جنوں کی آنکھوں اور انسان کی شرم گاہ کے درمیان آڑ ہے۔

جب باتھ روم میں داخل ہوں تو پہلے بایاں قدم اندر رکھیں

جب باتھ روم میں داخل ہوں تو پہلے بایاں قدم اندر رکھنا سنت ہے۔اور داخل ہونے سے پہلے وہ دعائیں پڑھ لیں جو اوپر گزری ہیں۔بہتر ہے کہ پہلے بسم اللہ پڑھ کر پھر دعائیں پڑھ لی جائیں تاکہ تمام احادیث پر عمل ہو جائے۔اور اگر صحرا اور کھلی جگہ پیشاب پاخانہ کے لئے جائیں تو کپڑا کھولنے اور بیٹھنے سے قبل پڑھ لیں۔

قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا

شرمگاہ کھولتے وقت آسانی کے ساتھ جتنا نیچے ہو کر بدن کھول سکیں اتنا ہی بہتر ہے،کھڑے ہونے کی حالت میں بدن نہ کھولیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

{ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ یَرْفَعْ ثَوْبَہٗ حَتّٰی یَدْنُوْا مِنَ الْأَرْضِ } (ترمذی)

پیارے پیغمبر ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو اس وقت تک کپڑا نہ اٹھاتے جب تک کہ زمین کے قریب نہ ہو جاتے۔

☆ پیشاب کرتے وقت اگر کسی چیز سے آڑ بنانا ممکن ہو تو ضرور بنائیں پیارے پیغمبر ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے تشریف لیجاتے تو کسی کھجور کے تنے کی یا ٹیلے کی آڑ لے کر بیٹھتے تھے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ پاخانہ کے لئے پردہ میں کسی اونچی زمین (ٹیلہ وغیرہ) یا درخت خرما کی آڑ کو پسند فرماتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جو پاخانہ پیشاب کرنے آئے تو وہ پردہ کا خیال کرے، اگر کوئی پردہ نہ ہو تو ریت کو جمع کر لے (تا کہ کچھ تو پردہ ہو جائے)۔ (ابوداؤد)

اللہ و رسول کے نام والی چیز کو لیجانے کی ممانعت

باتھ روم میں کوئی ایسی چیز لے کر نہ جائیں جس پر اللہ یا رسول کا نام لکھا ہو یا قرآنی آیت درج ہو اور وہ نظر بھی آرہی ہو، تا کہ ذکر اور اسمائے الٰہیہ کی بے ادبی اور توہین نہ ہو۔ اسی طرح اگر جیب میں قرآن، یا پنج سورہ، یا دعاء کی کتاب ہو تو اسے بھی لے کر جانا منع ہے۔ (ہاں اگر تعویذ جو موم جامہ کیا ہوا ہے تو اسے پہن کر جاسکتے ہیں اسی طرح اگر انگوٹھی یا درہم پر نام کندہ ہو تو اسے اتار کر جیب میں ڈال کر لیجا سکتے ہیں)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ: اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتِمَهٗ } (رواہ ابو داؤد)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ایک انگوٹھی پہنی ہوئی تھی جس پر محمد رسول اللہ نقش تھا،) جب آپ ﷺ بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو جانے سے قبل اس انگوٹھی کو اتار لیتے تھے۔

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کریں

رفع حاجت کے وقت نہ تو قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھیں اور نہ ہی پیٹھ کہ ایسا کرنا کعبہ کی تعظیم کے خلاف ہے۔ احترام قبلہ کی رعایت ہر جگہ ضروری ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا أَتٰى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةَ وَلَا يُوَلِّهَا ظَهْرَهٗ ، شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا} (رواہ البخاری،کتاب الوضوئ)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب تم میں سے کوئی پاخانے کے لئے جائے تو قبلہ کی طرف منہ نہ

کرے اور نہ اس کی طرف پشت کرے، بلکہ مشرق کی طرف منہ کرلے یا مغرب کی طرف۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ نَهَانَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَآئِطٍ أَوْ بَوْلٍ ، أَوْ أَنْ نَّسْتَنْجِىَ بِالْيَمِيْنِ ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِىَ بِأَقَلِّ مِّنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ ، أَوْ أَنْ نَّسْتَنْجِىَ بِرَجِيْعٍ أَوْ بِعَظَمٍ } (رواہ مسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا ہے کہ ہم قبلہ کی طرف رخ کر کے پاخانہ یا پیشاب کریں۔ اور اس سے بھی کہ ہم دائیں ہاتھ سے استنجاء کریں، اور اس سے کہ ہم تین ڈھیلوں سے کم سے استنجاء کریں، اور اس سے کہ ہم گوبر یا ہڈی سے استنجاء کریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : اِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ ، أُعَلِّمُكُمْ اِذَا أَتَيْتُمُ الْغَآئِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا۔ الخ } (رواہ ابن ماجہ:ص۲۷،والدارمی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسا کہ (تربیت وتعلیم کے لئے) والد اپنی اولاد کے لئے۔ جب تم پاخانہ و پیشاب کرو تو قبلہ کی جانب نہ تو رخ کرو اور نہ اس کی جانب پشت کرو۔

اس لئے سنت پر عمل کرنے کی نیت سے اگر کوئی عمل کیا جائے گا تو ایسا کرنے پر بھی آپ کو نیکی ملے گی اور گناہ معاف ہوں گے۔ اسی طرح بیت المقدس کی طرف، اور سورج، چاند اور ہوا جس طرف سے چل رہی ہو اسکی طرف بھی نہ پیٹھ کر کے بیٹھیں اور نہ منہ۔ (عمل الیوم واللیلۃ ص ۴)

رفع حاجت کے وقت بات کرنے کی ممانعت

رفع حاجت کے وقت نہ تو بلا ضرورت شدیدہ بات کریں اور نہ ہی اللہ کا ذکر کہ یہ شرافت حیاء اور وقار کے خلاف ہے۔ ضرورت کے وقت کھنکار کر یا ایک آدھ جملہ بول کر کام نکال لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو آدمی (جب پاخانہ کو جائیں تو) ایک دوسرے کا ستر دیکھنے سے بچیں، اور پاخانہ کرتے

وقت ایک دوسرے سے باتیں نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں ہے۔ (کنز العمال: ج۹: ص۳۵۹)

سلام کرنا یا جواب دینا

اسی طرح پیشاب پاخانہ کے وقت کسی کو سلام کرنا یا جواب دینا بھی ممنوع ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ایک شخص کا گزر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے اس وقت ہوا جب آپ پیشاب فرما رہے تھے، اس نے سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: جب تم اس حالت میں دیکھو تو سلام مت کرو۔ اگر تم سلام کرو گے تو میں جواب نہیں دوں گا۔

(ابن ماجہ)

(ہاں اگر قضائے حاجت کی حالت میں چھینک آئے تو دل میں الحمد للہ کہ لیں)۔

داہنے ہاتھ سے استنجاء کی ممانعت

پیشاب یا استنجاء کرتے وقت اپنی شرم گاہ کو دایاں ہاتھ نہ لگائیں کہ یہ ناجائز اور شرافت کے خلاف ہے، بلکہ بائیں ہاتھ سے استنجاء کریں اور دائیں ہاتھ سے پانی ڈالیں۔

حضرت عبد اللہ بن قتادہؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسَ فِي الْاِنَآء ، وَاِذَا أَتَى الْخَلَآءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ، وَلَا يَتَمَسَّحُ بِيَمِيْنِهٖ} (رواہ بخاری و مسلم باب النہی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے، اور جب پاخانہ کے لئے جائے تو اپنی شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے، اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجاء کرے۔

پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط

پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط برتیں کیوں کہ اکثر عذاب قبر اس کی وجہ سے ہوتا ہے، پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کے لئے نرم زمین اختیار کرنا سنت ہے، اگر زمین سخت ہو تو کھود کر نرم کر لیا جائے۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب نرم زمین نہ ملتی تو کسی لکڑی یا تنکے سے پہلے زمین کو نرم کر لیتے پھر پیشاب فرماتے تا کہ چھینٹوں سے بدن اور کپڑے محفوظ رہیں۔

حضرت طلحہ بن ابی قنان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کرنے کا ارادہ فرماتے اور زمین سخت پاتے تو کسی لکڑی سے زمین کو کریدتے، یہاں تک کہ مٹی بھر بھری (نرم) ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں پیشاب فرماتے۔ (زاد

المعاد: ص ۱۷۱)

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشاب کا ارادہ فرمایا تو دیوار کے نیچے نرم زمین پر تشریف لائے (اور پیشاب فرمایا) اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ } (رواہ ابو داؤد، مشکوۃ ص ۴۲)

جب تم میں سے کوئی پیشاب کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ نرم زمین تلاش کرے۔

قضائے حاجت کے لئے صحرا میں جانا

بیت الخلاء نہ ہونے کی صورت میں اگر صحرا اور کھلی جگہ پر رفع حاجت کے لئے نکلیں تو ایسی جگہ کا انتخاب کریں جہاں کوئی آپ کو نہ دیکھے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کے لئے تشریف لیجاتے تو بہت دور تشریف لیجاتے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ حَاجَتَهٗ فَأَبْعَدَ فِي الْمَذْهَبِ: وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهٗ كَانَ يَرْتَادُ لِبَوْلِهٖ مَكَانًا كَمَا يَرْتَادُ مَنْزِلًا} (ترمذی)

میں ایک سفر میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، پس پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور بہت دور گئے۔ اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کے لئے بھی اسی طرح جگہ ڈھونڈتے تھے جس طرح پڑاؤ کے لئے جگہ تلاش کرتے تھے۔

قضائے حاجت کے لئے بیٹھنے کا مسنون طریقہ

رفع حاجت کے وقت بائیں پاؤں پر زیادہ بوجھ ڈالیں اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرلیں کہ یہ طریقہ طبعاً مفید ہے۔ اور اس طرح بیٹھنے سے پاخانہ سہولت کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پاخانہ کرتے وقت بائیں رُخ پر ٹیک لگالیں، اور دائیں رُخ پر ذرا کھڑے رہیں۔ (سنن کبریٰ ج:۱ص ۹۶)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے والوں نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیشاب فرماتے تو دونوں رانوں کو خوب کشادہ فرماتے۔ (کنز العمال: ص ۵۱۳)

وہ جگہیں جہاں پاخانہ کرنا ممنوع ہے

جس جگہ لوگ بیٹھتے ہوں یا وہ لوگوں کی گزرگاہ ہو وہاں قضائے حاجت سے اجتناب کریں کہ یہ لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث ہوتا ہے، اسی طرح کھڑے پانی میں، کسی سوراخ میں، راستے میں، سایہ دار جگہ میں، بہتے ہوئے پانی میں، کسی پھل دار درخت کے نیچے، کسی نہر کے کنارے پر، اور ہوا کے رُخ پر، اور غسل خانہ کے اندر پیشاب و پاخانہ نہ کریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{ اِتَّقُوا الَّاعِنِيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَارَسُوْلَ اللهِ ؟ قَالَ الَّذِىْ يَتَخَلّٰى فِىْ طَرِيْقِ النَّاسِ أَوْ فِىْ ظِلِّهِمْ } (رواہ مسلم)

تم ان دو چیزوں سے بچو جو لعنت کے امور میں سے ہیں ،عرض کیا گیا لعنت کے وہ امور کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے راستہ میں پاخانہ کرنا یا سایہ کی جگہ میں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھل دار درخت کے سایہ میں اور نہر کے کنارے پاخانہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (کنز العمال: ج۹ ص ۵۳ ۳ مجمع الزوائد: ج۱ ص۲۰۹)

حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِىْ جُحْرٍ} (رواہ ابو داؤد والنسائی)

ترجمہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرے۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت

پیشاب بیٹھ کر کریں نہ کہ کھڑے ہو کر، چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{ مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ:كَانَ يَبُوْلُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ ، مَا كَانَ يَبُوْلُ اِلَّا قَاعِدًا } (رواہ الترمذی :ص۵۲ ابواب الطہارۃ)

اگر تم میں سے کوئی یہ کہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو اس کی تصدیق نہ کرو، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

{ رَأٰنِی النَّبِیَّ ﷺ : أَبُوْلُ قَآئِمًا ، فَقَالَ یَا عُمَرْ! لَا تَبُلْ قَائِمًا ،فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ }

مجھے نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہوکر پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا: اے عمر کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرو، پھر میں نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔ (رواہ الترمذی:ص ۱۵۲ ابواب الطہارۃ)

ہاں اگر عذر ہو تو اس صورت میں اجازت ہوگی ، پیارے پیغمبر ﷺ نے ایک ہی مرتبہ عذر کی وجہ سے کھڑے ہوکر پیشاب فرمایا ہے۔حضرت حذیفہ ؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ : أَتٰی سُبَاطَۃَ قَوْمٍ فَبَالَ عَلَیْھَا قَائِمًافَأَتَیْتُہٗ بِوُضُوْءٍ ۔الخ}

پیارے پیغمبر ﷺ ایک قوم کے ڈھیر پر آئے اور اس پر کھڑے ہوکر پیشاب فرمایا، پھر میں آپ ﷺ کے لئے وضو کا پانی لایا اور آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔

پتھر یا ڈھیلوں سے استنجا کرنا

پاخانہ سے فارغ ہوکر استنجاء طاق مرتبہ پہلے ٹوائلٹ پیپرز، ڈھیلے یا پتھر وغیرہ سے کریں ،اس لئے کہ طاق عدد مستحب ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:{مَن اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ}

جوشخص (پاخانہ کے بعد) ڈھیلے استعمال کرے اسے چاہئے کہ طاق عدد میں ڈھیلے لے۔ (بخاری ومسلم)

لیکن اگر تین دفعہ کے استعمال سے صفائی حاصل نہ ہو تو طاق عدد میں زیادہ ڈھیلے بھی استعمال کرسکتا ہے (یعنی پانچ یا سات)۔اس لئے کہ طہارت کا حصول واجب ہے،اس کے بعد پانی سے بھی استنجاء کرے۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص پاخانہ کے لئے جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے ساتھ تین پتھر (یا ڈھیلے) لے جائے جو کافی ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ پیارے پیغمبر ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے ،آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ چلتے وقت اِدھر اُدھر نہیں دیکھا کرتے تھے،تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے آپ ﷺ کے قریب پہنچ گیا (مجھے دیکھ کر) آپ ﷺ نے فرمایا:

{ أَبْغِنِیْ أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضُ بِھَا أَوْ نَحْوَہُ، وَلَا تَأْ تِنِیْ بِعَظَمٍ وَّلَا رَوْثٍ ، فَأَتَیْتُہٗ

بِأَحْجَارٍ بِطَرْفِ ثِيَابِیْ ،فَوَضَعْتُهَآ اِلَی جَنْبِهٖ وَأَعْوَضْتُ عَنْهُ،فَلَمَّا قَضٰی أَتْبَعَهٗ بِهِنَّ}　　(رواه البخاری)

مجھے پتھر ڈھونڈ دو تاکہ میں اس سے پاکی حاصل کروں ، یا اس جیسا کوئی لفظ فرمایا: اور فرمایا کہ ہڈی اور گوبر نہ لانا، چنانچہ میں اپنے دامن میں پتھر بھر کر آپ ﷺ کے پاس لے گیا، اور آپ کے پہلو میں رکھ کر وہاں سے ہٹ گیا جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ان پتھروں سے استنجاء کیا۔

☆ پیشاب کرنے کے بعد تین بار کھنکارے اور آلہء تناسل پر نیچے کی جانب سے ہاتھ پھیرے تاکہ باقی ماندہ قطرات بھی نکل جائیں۔لیکن اس سلسلہ میں توہمات کے اندر مبتلا نہ ہو، اس کے بعد پانی سے استنجاء کر لے، اور اگر بعد میں تری محسوس ہو تو سمجھے کہ یہ پانی کا اثر ہے۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائیشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں سے فرمایا کہ:

{مُرْنَ أَزْوَاجَكُنَّ أَنْ يَّسْتَطِيْبُوْا بِالْمَآء فَاِنِّیْ أَسْتَحْيِيْهِمْ ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهٗ }　　(رواه الترمذی)

تم اپنے شوہروں کو پانی سے استنجاء کرنے کا کہو، کیونکہ مجھے ان سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے،اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔

جن چیزوں سے استنجاء کرنا مکروہ ہے

استنجاء کے لئے ھڈی، لید یا گوبر وغیرہ استعمال نہ کریں۔حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ لَا تَسْتَنْجُوْا بِالرَّوْثِ ،وَلَا بِالْعِظَامِ ، فَاِنَّهُ زَادُ اِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ }　　(ترمذی)

تم گوبر اور ہڈی سے استنجاء نہ کرو اس لئے کہ وہ تمہارے بھائی جنوں کی غذا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّ شَيْئٍ حَتّٰى الْخَرَاءةَ ، أَمَرْنَا أَنْ لَا نَسْتَنْجِیَ بِعَظِمٍ وَلَا

بِرَوْثٍ ، وَنَهَانَا أَنْ نَّسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ } (مسلم)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ہمیں ہر چیز سکھلائی ہے، یہاں تک کہ استنجاء کرنے کا طریقہ بھی بتلا دیا ہے، ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ہڈی، اور لید سے استنجاء نہ کریں، اور اس سے منع فرمایا ہے کہ پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ رخ ہو کر بیٹھیں۔

ٹھنڈے پانی سے استنجاء کریں

گرم پانی سے استنجاء کرنا نقصان دہ ہے کہ اس سے مقعد کے مسّے پھیلتے اور پھولتے ہیں، اور مقعد میں ڈھیلا پن پیدا ہوتا ہے۔حضرت مسور بن رفاعہ قرظیؒ سے روایت ہے کہ استنجاء ٹھنڈے پانی سے کرو کہ یہ بواسیر کے لئے نافع ہے۔

(طبرانی، کنز العمال: ۵۱۳ ج ۹)

بیت الخلاء سے نکلتے وقت کی دعاء

پیشاب پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد باتھ روم سے نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں باہر نکالیں اور پھر یہ دعاء پڑھیں:

{ غُفْرَانَكَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ }

اے اللہ میں تیری بخشش کا طلب گار ہوں، سب تعریفیں اللہ ربّ العزت کے لئے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز کو دور کیا اور مجھے عافیت بخشی۔

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَآءِ قَالَ:اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ } (رواہ ترمذی)

پیارے پیغمبر ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو یوں فرماتے تھے: اے اللہ! میں تیری بخشش کا طلب گار ہوں، سب تعریفیں اللہ ربّ العزت کے لئے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز کو دور کیا اور مجھے عافیت بخشی۔

جسم سے نجاست کا نکلنا اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا انعام ہے کہ انسان کی زندگی کا دارو مدار اس پر ہے اس لئے اس وقت انسان کو چاہئے کہ اس نعمت کے حصول پر اللہ کا شکر ادا کرے۔اسی طرح یہ دعاء بھی پیارے پیغمبر ﷺ سے ثابت ہے:

۲) { اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذَاقَنِیْ لَذَّتَہٗ ، وَاَبْقٰی فِیَّ قُوَّتَہٗ ، وَاَذْھَبَ عَنِّیْ أَذَاہُ }

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس غذا کی لذت چکھائی ، اور مجھ میں اس کی قوت کو باقی رکھا ، اور اس کی تکلیف دہ چیز (فضلہ) کو مجھ سے دور فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا خَرَجَ الْخَلَآءِ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذَاقَنِیْ لَذَّتَہٗ ، وَاَبْقٰی فِیَّ قُوَّتَہٗ ، وَاَذْھَبَ عَنِّیْ أَذَاہُ } (اخرجه الطبرانی فی الدعائ، عمل الیوم واللیلة: ص۴۹)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس غذا کی لذت چکھائی ، اور (اس کھانے میں جو قوت والے اجزاء تھے جو میرے جسم کو طاقت بخش سکتے تھے) مجھ میں ان اجزاء کی قوت کو باقی رکھا ، اور (جو اجزاء گندے اور تکلیف دہ تھے وہ میرے جسم سے دور کر دیئے) اور اس کی تکلیف دہ چیز (یعنی فضلہ) کو مجھ سے دور فرمایا۔

بیت الخلاء (باتھ روم) میں آنا جانا یہ ہر ایک انسان کا فطری تقاضا ہے اگر ہر انسان قضائے حاجت کے لئے آتے جاتے ان سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے گا تو کس قدر وہ اجر وثواب حاصل کر سکتا ہے، لہٰذا ان دعاؤں کو پڑھنے کی عادت ڈالیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وضو کے آداب اور سنتیں

قارئین کرام:

اس سے قبل اس کا بیان ہو چکا کہ صبح کی بیداری کے بعد کونسی دعاء پڑھیں اور طبعی ضرورت کے لئے بیت الخلاء جائیں تو اس کا مسنون طریقہ کیا ہے۔ جب آدمی اپنی طبعی ضروریات سے فارغ ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ اس کے بعد سب سے پہلے وضو کرے، اگر صبح صادق سے پہلے اٹھنے کی توفیق ہوئی ہے تو وضو کر کے تہجد کی نماز ادا کریں، ورنہ نماز فجر کی تیاری کریں، اور اس کیلئے قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد اگلا عمل وضو کا ہے۔ نماز کی قبولیت اور اس کے انوارات وبرکات اور فوائد وثمرات اس وقت تک ہمیں حاصل نہیں ہو سکتے جب تک ہمارا وضو کامل اور سنت کے مطابق نہیں ہو گا۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آقائے نامدار سرور کائنات، رحمتِ دو عالم حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

{لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ ، وَلَا صَدَ قَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ } (رواہ الترمذی)

کوئی نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوتی، اور نہ کوئی صدقہ مالِ خیانت سے قبول ہوتا ہے۔ دیکھا جائے تو غفلت، سستی اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں سے لاعلمی کی وجہ سے آج ہم میں سے اکثر کا وضو ناقص اور خلاف سنت ہوتا ہے، حالانکہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھے طریقہ سے وضو کرنے کی بڑی ترغیب دی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : رَأَى قَوْمًا وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوْحُ ، فَقَالَ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوْء} (سنن ابو داؤد:ص١٠١:ج١)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسی جماعت کو دیکھا کہ جن کی ایڑیاں وضو میں خشک رہ گئی تھیں، یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایڑیوں کی ہلاکت ہے دوزخ کی آگ سے، تم لوگ اچھی طرح وضو کیا کرو۔

وضو کے فضائل

جو شخص پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و ہدایت کے مطابق آداب وسنن وغیرہ کی رعایت کے ساتھ اچھی طرح وضو کرے گا تو اس سے نہ صرف اعضائے وضو کی میل وکچیل دور ہو گی بلکہ اس کی برکت سے اس کے جسم کے سارے گناہ بھی

معاف ہو جائیں گے، اور وہ شخص ظاہری ناپاکی کے ساتھ ساتھ باطنی ناپاکی سے بھی پاک وصاف ہو جائے گا۔ حضرت عثمان غنیؓ سے روایت ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ،مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءخَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهٖ } (رواه البخاری و مسلم)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے وضو کیا، اور خوب اچھی طرح وضو کیا تو اس کے جسم سے سارے گناہ نکل جائیں گے یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی۔

اور ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ ، فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآء أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآء أَوْ نَحْوَ هٰذَا، وَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآء أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآء ،حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّ نُوْبِ} (رواه الترمذی۴۷ج۱)

جب مسلمان بندہ: یا (فرمایا کہ) مؤمن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے ،تو پانی یا (فرمایا کہ) پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ،(یا اس کے مثل الفاظ بیان فرمائے) اس کی تمام خطائیں دھل جاتی ہیں جن کا ارتکاب اس نے (اپنی) آنکھوں سے کیا تھا، اور جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کی تمام خطائیں پانی یا (فرمایا کہ) پانی کے آخری قطرے کے ساتھ دھل جاتی ہیں جن کا ارتکاب اس نے اپنے ہاتھوں کے ذریعہ سے کیا تھا، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو کر نکلتا ہے۔

ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ: میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

{ اِنَّ أُمَّتِیْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْء ،فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ } (رواه البخاری)

میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن اور

منوّر ہوں گے، توتم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے تو وہ بڑھا لے ۔(یعنی اچھی طرح وضو کرے)۔

معلوم ہوا کہ جس آدمی کا وضو جتنا کامل ومکمل ہوگا اُسی درجہ کی اُسے نورانیت حاصل ہوگی، اس لئے سنتوں کے استحضار کے ساتھ وضو کی عادت بنائی جائے ،اور فکر اور پورے اہتمام کے ساتھ وضو مکمل کیا جائے، اور اپنے اہل خانہ اور متعلقین کو بھی اس کی ترغیب دی جائے تا کہ وضو کی تکمیل کے ساتھ ساتھ ہماری نمازیں بھی مکمل ہوں، اور اس کے برکات و ثمرات بھی ہمیں حاصل ہوں۔ ربّ العالمین ہمیں سنت کے مطابق ہر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وضو کا طریقہ

۱) {عَنْ عُثْمَانَؓ اَنَّهٗ تَوَضَّأَ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلٰثًا،ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثاً، ثُمَّ غَسَلَ يَدُهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثاً، ثُمَّ غَسَلَ يَدُهُ الْيُسْرٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثاً، ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلُهُ الْيُمْنٰى ثَلٰثاً، ثُمَّ الْيُسْرٰى ثَلٰثاً،ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِىْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ : مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِىْ هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِيْهِمَا بِشَئٍ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔} (رواه البخاری و مسلم وللفظ للبخاری)

حضرت عثمان غنیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن اس طرح وضو فرمایا کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی لے کر اس کو نکالا اور ناک کی صفائی کی ، پھر تین دفعہ اپنا پورا چہرہ دھویا، اس کے بعد داہنا ہاتھ کہنی تک تین دفعہ دھویا، پھر اسی طرح بایاں ہاتھ کہنی تک تین دفعہ دھویا، اس کے بعد سر کا مسح کیا، پھر داہنا پاؤں تین دفعہ دھویا، پھر اسی طرح بایاں پاؤں تین دفعہ دھویا۔ (اس طرح پورا وضو کرنے کے بعد) حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے بالکل میرے اس وضو کی طرح وضو فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ :جس نے میرے اس وضو کے مطابق وضو کیا، پھر دو رکعت نماز (دل کی پوری توجہ کے ساتھ) ایسی پڑھی جو حدیث نفس سے خالی رہی (یعنی دل میں اِدھر اُدھر کی باتیں نہیں سوچیں) تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہوگئے۔

٢){ عَنْ اَبِیْ حَیَّةَ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّیْهِ حَتّٰی اَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلٰثاً وَاسْتَنْشَقَ ثَلَا ثًاوَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَا ثًا،وَذِرَاعَیْهِ ثَلٰثاً،وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ مَرَّةً ، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَیْهِ اِلَی الْكَعْبَیْنِ، ثُمَّ قَامَ فَاَخَذَ فَضْلَ طُهُوْرِهٖ فَشَرِبَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِیَكُمْ كَیْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ } (رواہ الترمذی)

ابوحیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ نے وضو اس طرح فرمایا، پہلے اپنے دونوں ہاتھ اچھی طرح دھوئے یہاں تک کہ ان کو خوب اچھی طرح صاف کر دیا، پھر تین دفعہ کلی کی، پھر تین دفعہ پانی ناک میں لے کر اس کی صفائی کی، پھر چہرے اور دونوں ہاتھوں کو تین تین دفعہ دھویا، پھر سر کا مسح ایک دفعہ کیا، پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے ،اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے ،اور کھڑے ہی کھڑے آپ نے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر پیا۔ حضرت علیؓ نے اس طرح پورا وضو کر کے دکھانے کے بعد فرمایا۔ میں نے چاہا کہ تمہیں دکھلاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو فرمایا کرتے تھے۔

ان دونوں احادیث میں حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ نے وضو کا مسنون طریقہ ذکر فرمایا ہے۔اور عملاً وضو کر کے دکھلایا کہ پیارے پیغمبر ﷺ وضو میں اعضاء کو کس طرح دھوتے تھے۔

وضو کے فرائض

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں:

(۱) پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک سارا منہ ایک مرتبہ دھونا۔

(۲) ایک ایک مرتبہ دونون ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔

(۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

(۴) ایک ایک مرتبہ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو میں فرض تو بس یہی چار چیزیں ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا ان اعضاء کو ایک ایک بار دھونا فرض ہے اور ایسے انداز سے دھوئیں کہ ذرا سی بھی جگہ خشک نہ رہے اور دھوتے وقت اتنا پانی بہائیں کہ چند قطرے نیچے بھی گر جائیں۔ ان چار چیزوں

کے علاوہ پیارے پیغمبر ﷺ جن چیزوں کا اہتمام فرماتے تھے، یا جن کی ترغیب دیتے تھے وہ وضو کی سنتیں اور اس کے آداب ہیں جن سے وضو کی ظاہری یا باطنی تکمیل ہوتی ہے۔ مثلاً چہرے اور ہاتھ پاؤں کو بجائے ایک ایک مرتبہ دھونے کے تین تین بار دھونا، اور مل مل کر دھونا، ڈاڑھی میں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا، انگوٹھی کو حرکت دینا وغیرہ یہ سب وضو کی سنتیں اور اس کے آداب و مستحبات ہیں جن سے وضو کی تکمیل ہوتی ہے چنانچہ:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ایک دفعہ اعضاء وضو کو دھوکر وضو کیا، تو فرمایا:

{هٰذَا الْوُضُوْءُ الَّذِیْ لَا یقْبَلُ اللّٰهُ الصَّلٰوۃ اِلَّا بِهٖ }۔

یہ ایسا وضو ہے کہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول ہی نہیں کرتا، پھر دو دو مرتبہ اعضاء وضو کو دھوکر وضو کیا تو فرمایا کہ یہ ایسا وضو ہے جس کی وجہ سے وضو کرنے والے کو دوہرا اجر دیا جاتا ہے۔

{ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثاً فَقَالَ هٰذَا وُضُوْئِیْ وَوُضُوْءُ خَلِیْلُ اللّٰهِ اِبْرَاهِیْمَ علیه السلام ، وَوُضُوْءُ الْاَنْبِیَاءَمِنْ قَبْلِیْ۔} (رواہ ابن ماجہ ص۳۴،مسند احمد:ج۲ ص۹۸)

پھر تین تین مرتبہ وضوء کیا تو فرمایا کہ یہ میرا وضوء ہے، اور یہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا وضو ہے، اور یہی مجھ سے پہلے انبیاء کرام (علیہم السلام) کا وضو ہے۔

وضو کے اداب و سنتیں

وضو کرتے وقت قبلہ رُخ کسی اونچی جگہ بیٹھیں تا کہ پانی کی چھینٹیں نہ پڑیں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ جس پانی سے آپ وضو کرنے جا رہے ہیں وہ پانی خود بھی پاک ہو اور پاک کرنے والا ہو۔

(۱) وضو کی نیت کرنا

وضو کی نیت کرنا یعنی دل میں یہ ارادہ کرنا کہ یا اللہ میں اس وضو کے ذریعہ سے طہارت اور تیری رضا و خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اگر بغیر نیت کے وضو کریں گے تو اس سے اعضائے وضو کی صفائی تو حاصل ہو جائے گی لیکن وضو کے انوار و برکات حاصل نہ ہوں گے۔ (فتح القدیر ص ۳۲)

حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ، وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰی ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ

وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى الدُّنْيَا يُصِيْبُهَا، أَوْ اِمْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ } (سنن نسائی:ص۲۷ ج۱)

اعمال کا دارو مدار (دراصل) نیت پر ہے، اور ہر ایک شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔تو جس کی نیت اللہ اوراس کے رسول کے لئے ہوگی وہ شخص عند اللہ اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔اور جس کی ہجرت دنیا کے حصول لئے ہو، یا کسی عورت سے نکاح کے لئے ہوتو وہ نیت اللہ اوراس کے رسول کی رضامندی کے لئے شمار نہ ہوگی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعمال کے ثواب اور ان کے صحیح ہونے کا دارو مدار نیت پر ہے ،بغیر نیت کے وضو کا ثواب نہیں ہوگا ،اس لئے وضو میں وضو کی نیت کرنا سنت ہے۔اور نیت دل کے ارادے کا نام ہے،اگر زبان سے بھی بول لے تو بہتر ہے۔ (الشرح الثمیری:ص۳۸)

(۲) وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

جو وضو غفلت کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لئے بغیر شروع کیا جائے وہ بہت ناقص اور بے نور ہوتا ہے۔اس لئے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم دی کہ اللہ کے نام سے وضو شروع کرو۔اوران کلمات میں سے کسی بھی کلمے کے ساتھ اپنا وضو شروع کرو۔

{ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ } یا { بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ } یا { بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ }

{فضیلت} :حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! جب تم وضو کروتو: { بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ} پڑھو ،(اس کا اثر یہ ہوگا کہ) جب تک تمہارا وضو رہے گا اُس وقت تک تمہارے محافظ فرشتے (کراماً کاتبین) برابر تمہارا ثواب لکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہارا وضوٹوٹ جائے۔ (کنز العمال:ص ۵۳ ج۹ بحوالہ معجم الطبرانی صغیر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب تم وضو کروتو یہ دعاء پڑھو، یہ وضو کی زکوٰۃ ہے:

{ بِسْمِ اللّٰهِ ، أَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ تَمَامَ الْوُضُوْءِ ، وَتَمَامَ الصَّلٰوةِ ، وَتَمَامَ مَغْفِرَتِكَ }

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں کامل وضو کا، کامل نماز کا، اور آپ کی

پوری رضامندی کا۔

☆ وضو کرنے سے قبل اللہ کا نام لینا مسنون ہے خواہ بسم اللہ کے مخصوص کلمات ہوں یا دوسرے کلمات، بیشتر محدثین وفقہاء اسی کے قائل ہیں۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب وضو کے لئے پانی لے کر ہاتھ پر رکھتے تو بسم اللہ پڑھتے ، اور مکمل طور پر وضو فرماتے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَلَہٗ، وَلَا وُضُوْءَلِمَنْ لَّمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ} (الترمذی)

اس شخص کی نماز ہی نہ ہوگی کہ جس کا وضو نہیں ہے اور جس نے وضو کے وقت اللہ کا نام نہیں لیا (یعنی بسم اللہ نہیں پڑھی) تو اس کا وضو نہیں ہوا۔ (یعنی وضو کامل نہیں ہوا جس پر سنت کا ثواب ملتا ہے، ورنہ وضو تو ہو جائے گا اور ظاہری طہارت بھی حاصل ہو جائے گی)۔

ایک روایت میں ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں کہ:

{مَنْ تَوَضَّاَ وَذَکَرَ اسْمَ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ یُطَھِّرُ جَسَدَہٗ کُلَّہٗ وَمَنْ تَوَضَّاَ وَلَمْ یَذْکُرِاسْمَ اللّٰہِ لَمْ یُطَھِّرْ اِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوْءِ۔} (رواہ دار قطنی)

جو شخص اللہ تعالیٰ کا نام لے کر وضو کرے، تو اس کا یہ وضو اس کے تمام جسم کو پاک کر دیتا ہے۔ (اور اس کے اثر سے سارا جسم مطہر اور منور ہو جاتا ہے) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا نام لئے بغیر وضو کرے تو یہ وضو صرف اس کے اعضائے وضو ہی کو پاک کرتا ہے۔ (یعنی یہ بہت ناقص ہوتا ہے۔

(۳) دونوں ہاتھوں کو پہنچوں (گٹوں) تک تین بار دھونا۔

وضو کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولاً شروع میں دونوں ہاتھوں کو پہنچوں (یعنی گٹوں) تک تین مرتبہ دھوئیں۔ (درمختار ص۷۵ ج۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں پیارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ (قضائے حاجت کے لئے) اتنے دور تشریف لے گئے کہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ، پھر آپ ﷺ (واپس) تشریف لائے اور آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا:

{ أَمَعَکَ مَآءٌ ؟ وَمَعِیَ سَطِیْحَۃٌ لِیْ فَأَتَیْتُہٗ بِھَا ،فَأَفْرَغْتُ عَلَیْہِ فَغَسَلَ یَدَیْہِ

وَوَجْهَهُ ۔۔الخ} (سنن نسائی :ص۷۵ج۱)

کیا تمہارے پاس پانی موجود ہے؟ اس وقت میرے پاس پانی کا ایک مشکیزہ تھا، میں اس کو لے کر حاضر ہوا اور آپ پر پانی ڈالا، آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ پہنچوں سمیت دھوئے اور چہرہ مبارک دھویا۔

اسی طرح بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب کو پیارے پیغمبر ﷺ جیسا وضو کر کے دکھایا تو اس میں ہے کہ:

{ فَاَفْرَغَ عَلٰی کَفَّیْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا۔} (بخاری ج۱ ص۲۷)

پھر تین مرتبہ اپنی ہتھیلیوں پر پانی بہا کر ان کو دھویا۔

اور ہاتھ دھوتے وقت یہ دعاء پڑھیں:

{ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْیُمْنَ وَالْبَرَكَةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشُّوْمِ وَالْهَلَاكَةِ۔ }

اے اللہ! میں آپ سے دینی اور دنیاوی خیر و برکات کا سوال کرتا ہوں، اور بدبختی اور نحوست و ہلاکت سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ (شامی ج۱:ص۱۲۷)

وضو کے دوران پڑھی جانے والی بعض دعائیں تو ایسی ہیں جن کا دوران وضو پڑھنا پیارے پیغمبر ﷺ سے ثابت ہے۔اور بعض دعائیں ایسی ہیں جو پیارے پیغمبر ﷺ نے دوسرے مواقع پر پڑھیں ہیں، لیکن دوران وضو اِن کا پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔لیکن بزرگوں نے وضو کے دوران اعضاء کو دھوتے وقت بھی ان دعاؤں کو پڑھنے کی تعلیم دی ہے تا کہ وضو کرتے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رہے، اور اللہ سے یہ دعائیں مانگتا رہے۔

(۴) مسواک کرنا، اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو ملنا۔

مسواک کرنا، اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو ملنا۔ (درمختار ص۷۷ ج۱)

وضو کا مقصد صفائی، نظافت و پاکیزگی حاصل کرنا، ناپسندیدہ بدبو کو زائل کرنا ہے۔اور اعضاء وضو میں اہم ترین چہرہ اور منہ ہے، لہٰذا اِس کی نظافت بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے، اس لئے مسواک کرنے کو نصف وضوء قرار دیا گیا ہے۔اور مسواک کے ساتھ وضوء پر نماز کا ثواب ستر (۷۰) گنا زائد ہے اُس نماز سے جو بلا مسواک کے پڑھی گئی ہو۔

چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : تَفْضُلُ الصَّلٰوةُ الَّتِیْ یُسْتَاکُ لَهَا عَلَی الصَّلٰوةِ الَّتِیْ لَا یُسْتَاکُ لَهَا سَبْعِیْنَ ضِعْفًا} (رواہ البیہقی فی شعب الایمان ،کنز العمال)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشادفرمایا: وہ نماز جس کے لئے مسواک کی جائے اس نماز کے مقابلہ میں جو بلا مسواک کے پڑھی جائے (۷۰) ستر گنی فضیلت رکھتی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ مسواک کے ساتھ جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب پچھتر (۷۵) گنا زائد ملتا ہے بمقابلہ اُس نماز کے جو بلا مسواک کے پڑھی گئی ہو۔ (اتحاف السادۃ)

مسواک پکڑنے کا طریقہ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مسواک پکڑنے کا مسنون طریقہ اس طرح مروی ہے کہ: مسواک دائیں ہاتھ میں اس طرح پکڑیں کہ انگوٹھا اور چھنگلی مسواک کے نیچے اور باقی انگلیاں اوپر ہوں، مٹھی باندھ کر پکڑیں،اور پہلے اوپر کے دانتوں کی لمبائی میں داہنی طرف مسواک کریں، پھر بائیں طرف ،اسی طرح پھر نیچے کے دانتوں میں پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف کریں۔ ایک بار مسواک کرنے کے بعد مسواک کو منہ سے نکال کر نچوڑیں اور ازسرنو پانی سے دھو کر پھر کریں، اس طرح تین بار کریں، اس کے بعد مسواک کو دھو کر دیوار وغیرہ سے کھڑی کر کے رکھ دیں، زمین پر ویسے ہی نہ رکھیں۔(کہ اس میں جنون یا کینسر ہونے کا خطرہ ہے)

☆ مسواک زبان پر طولاً یعنی لمبائی اوردانتوں پر عرضاً یعنی چوڑائی میں کرنی چاہئے، لمبائی میں کرنے سے مسوڑھے زخمی ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ (بحرالرائق: ج ۱ص ۲۱)

مسواک کرتے وقت کی دعاء

علامہ عینیؒ نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ مسواک کرتے وقت یہ دعاء کریں:

{أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ فَمِیْ، وَنَوِّرْ قَلْبِیْ ، وَطَهِّرْ بَدَنِیْ، وَحَرِّمْ جَسَدِیْ عَلَی النَّارِ، وَأَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ}

اے اللہ! میرے منہ کو پاک ، اور قلب کو منور فرما، میرے بدن کو پاک فرما، میرے جسم پر جہنم کو حرام فرما اور اپنے فضل سے مجھے صالحین میں شامل فرما۔

انگلی کا مسواک کے قائم مقام ہونا

اگر مسواک نہ ہوتو انگلی سے اپنے دانتوں کو مثل مسواک کے مَلنا اور رگڑ لینا چاہئے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے مسواک موجود نہ ہونے یا دانت گر جانے کی صورت میں انگلی کو مسواک کے قائم مقام فرمایا ہے ۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انگلی مسواک کے قائم مقام ہے۔یعنی مسواک نہ رہنے پر انگلی سے کام لیا جائے۔

اور ایک دوسری روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی کے استفسار پر کہ آپ ﷺ نے مسواک کی بڑی تاکید وترغیب فرمائی ہے ،کیا مسواک نہ ہونے کی صورت میں کچھ ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری انگلی ہی وضو کرتے وقت تیرا مسواک ہے اُسے اپنے دانتوں پر رگڑو۔ (سنن کبریٰ: ج ۱ ص ۴۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ (وضو کا طریقہ سکھلانے کے لئے ایک) برتن میں پانی منگوایا، اس سے اپنے ہاتھوں کو دھویا، کلی کی اور اپنی انگلی کو منہ میں ڈالا (یعنی مسواک نہ ہونے پر انگلی سے دانتوں کو رگڑا اور چہرہ دھویا۔ (نیل الاوطار ص ۱۰۶)

ادب: اگر انگلی سے مسواک کرنی ہوتو اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کی دائیں جانب میں اوپر نیچے انگوٹھے سے صاف کریں اور بائیں جانب میں اوپر نیچے شہادت کی انگلی سے۔{ نوٹ }مسواک کا طریقہ اور اس کے فوائد وفضائل کے بارے میں آگے جا کر ہم تفصیل سے ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۵) تین بار کلی کرنا۔

دائیں ہاتھ سے کلّی اس طرح کریں کہ ہر بار کے لئے نیا پانی ہو اور منہ بھر کر ہو اور اگر روزہ دار نہ ہوتو کلّی کرنے میں اس قدر مبالغہ کریں کہ پانی خلق کے قریب تک پہنچ جائے ،یعنی خوب غرغرہ کریں۔حضرت حمران بن ابان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

{أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ دَعَا بِوُضُوْءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ اِنَائِهٖ فَغَسَلَهُمَا ثَلَا ثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِيْنَهٗ فِي الْوَضُوْءِ فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا۔الخ}

(سنن نسائی :ص۷۷)

میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ:انہوں نے وضو کے لئے پانی منگوایا، پھر پانی کے برتن سے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی بہایا اور دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا ، اس کے بعد دایاں ہاتھ پانی میں ڈال کر تین مرتبہ کلی کی ، اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کی، پھر تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا۔

حضرت عبد اللہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے وضو کے لئے پانی منگوایا، اپنے دائیں ہاتھ پر بہایا اور تین مرتبہ دھویا تین مرتبہ کلی کی، اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا۔

☆ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ہاتھ دھوئے بغیر ایک دم سے منہ میں پانی ڈالتے ہیں اور کلی شروع کر دیتے ہیں یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔ اولاً دونوں ہاتھوں کو رگڑ کر اچھی طرح سے دھوئیں اور پھر کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں۔ اور کلی کرتے وقت یہ دعاء پڑھنا مستحب ہے۔

کلی کرتے وقت کی دعاء

{ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْآن ، وَ ذِکْرِكَ ، وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ }

اے اللہ! قرآن کریم کی تلاوت کرنے پر، اور اپنا ذکر کرنے پر، اور آپ کا شکر ادا کرنے پر اور آپ کی بہتر طریقے سے عبادت کرنے پر میری مدد فرما دیجئے۔ (شامی ج۱:ص۱۲۷)

(۶) ناک میں پانی ڈالنا، اور بائیں ہاتھ سے صاف کرنا

ناک میں دائیں ہاتھ سے تین بار پانی ڈالیں اور بائیں ہاتھ سے صاف کریں، حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے وضو کے لئے پانی طلب کیا:

{فَمَضْمَضَ وَسْتَنْشَقَ وَ نَثَرَ بِیَدِہِ الْیُسْرٰی ،فَفَعَلَ ھٰذَا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ ھٰذَا طُھُوْرُ نَبِیِّ اللّٰہِ ﷺ } (سنن نسائی:ص۷۹:ج۱)

ترجمہ: تو کلی کی ،ناک میں پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کیا۔ انہوں نے تین مرتبہ اسی طرح کیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا یہی وضو ہے۔

☆ اور ناک میں پانی ڈالنے کے لئے ہر بار پانی نیا ہو کہ یہ مسنون ہے۔ حضرت طلحہ اپنے والد ماجد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کیا ہے کہ: میں ایک دن پیارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جس وقت آپ ﷺ وضو کر رہے تھے، اور وضو کا پانی آپ ﷺ کی داڑھی مبارک اور چہرۂ انور سے سینہ مبارک پر بہہ رہا تھا:

{فَرَأَیْتُہُ یَفْصِلُ بَیْنَ الْمَضْمَضَۃِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ } (سنن ابو داؤدمعارف السنن :ص۱۶۹)

ترجمہ: میں نے دیکھا کہ (پیارے پیغمبر ﷺ نے تین مرتبہ کلی کی ، اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا ،)اور

ہر مرتبہ الگ الگ پانی لیا۔(اور احناف کے نزدیک یہی سنت ہے)۔

☆ اگر ناک میں گندگی ریزش وغیرہ ہو تو بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کو داخل کر کے صاف کرلیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : اِسْتَنْثِرُوْا مَرَّتَيْنِ بَالِغَتَيْنِ أَوْ ثَلَا ثًا} (سنن ابوداؤد:ص۱۱۷)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ناک دو یا تین مرتبہ اچھی طرح سے صاف کرلیا کرو۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

{اِذَاتَوَضَّأَ اَحَدُکُمْ فَلْيَجْعَلْ فِيْ اَنْفِهٖ مَآءً ثُمَّ لِيَسْتَنْثِرْ۔} (مسلم ج۱ ص۱۲۴)

جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اپنی ناک میں پانی ڈالے پھر اس کو جھاڑ دے۔

☆ کلی اور ناک میں تین تین مرتبہ پانی ڈالنا مسنون ہے چنانچہ: حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہم سے مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے (وضو کرتے وقت) کلی اور ناک میں تین تین مرتبہ پانی ڈالا۔ (دار قطنی:ص۹۰، سنن کبریٰ)

☆ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو تین مرتبہ کلی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالتے ہوئے دیکھا۔ (ابن خزیمہ:ص۸۷، شمائل کبریٰ:ص۵۱۵)

☆ اور اگر روزہ دار نہ ہوں تو پانی کے چڑھانے میں اس قدر مبالغہ کریں کہ پانی نتھنوں کی جڑ تک پہنچ جائے۔مگر روزہ کی حالت میں نہ تو کلی کرنے میں مبالغہ کریں یعنی غرارے نہ کریں کہ کہیں پانی حلق میں نہ اتر جائے، اور نہ ہی ناک میں پانی چڑھانے کے اندر مبالغہ کریں کہ پانی اوپر چڑھ جائے اور روزہ فاسد ہو جائے۔

چنانچہ حضرت لقیط بن صبرہ جو اپنی قوم بنی منتفق کی طرف سے نمائندہ بن کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس نے پیارے پیغمبر ﷺ سے درخواست کی کہ:

{ يَا رَسُوْلَ اللهِ :أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ:أَسْبَغِ الْوُضُوْءِ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا۔} (سنن ابوداؤد:ص۱۱۸)

یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو وضو کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ وضو اچھی طرح کیا کرو، اور وضو میں اُنگلیوں میں اچھی طرح خلال کیا کرو، اور وضو کرتے وقت ناک میں اچھی طرح پانی ڈالا

کرو، لیکن روزہ دار ہو تو احتیاط کرو۔

اور ناک میں پانی چڑھاتے وقت یہ دعاء پڑھیں:

{ اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تَرِحْنِیْ رَآئِحَةَ النَّارِ۔ }

اے اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سنگھایئے اور دوزخ کی خوشبو نہ سنگھایئے۔ (شامی ج۱:ص۱۲۷)

(۷) تین بار منہ (چہرہ) دھونا

وضو میں تین بار منہ (چہرہ) دھونا سنت ہے اس طرح کہ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک دونوں ابروؤں سمیت ہر جگہ پانی پہنچ جائے اور کوئی جگہ خشک نہ رہے، اور پانی کے قطرات چہرے سے ٹپک جائیں محض بھیگا ہاتھ پھیر دینا کافی نہیں ہے۔ حضرت عثمان غنی کی روایت پیچھے گزر چکی ہے کہ انہوں نے پیارے پیغمبر ﷺ کا وضو دکھانے کے لئے پانی منگوا کر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا اور پھر تین مرتبہ چہرے کو دھویا۔ (بخاری)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ:

{ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ:فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ! كَيْفَ الطُّهُوْرُ ؟ فَدَعَابِمَآءٍ فِيْ اِنَآءٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ فَأَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّاحَتَيْنِ فِيْ أُذُنَيْهِ وَمَسَحَ بِاِبْهَا مَيْهِ عَلٰى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ وَ بِالسَّبَّا حَتَيْنِ بَاطِنَ أُذُنَيْهِ ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ، ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا الْوُضُوْءُ ، فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا أَوْ نَقَصَ فَقَدْ أَسَآءَوَظَلَمَ أَوْ ظَلَمَ وَأَسَاءَ}

ایک شخص خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ﷺ وضو کا کیا طریقہ ہے؟ آپ ﷺ نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا، پھر چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح کیا، اور اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کو دونوں کانوں کے اندر داخل کیا، اور دونوں انگوٹھوں سے کانوں کے باہر کا مسح کیا، پھر دونوں پاؤں تین تین مرتبہ دھوئے، پھر ارشاد فرمایا: وضو کا یہ طریقہ ہے، جس شخص نے اس بیان کئے ہوئے طریقہ پر وضو میں زیادتی کی یا کمی کی تو اس نے برا کیا، اور وہ حد سے بڑھ گیا، یا فرمایا کہ: وہ حد سے بڑھا اور اُس نے

برا کیا۔ (ابوداؤد:ص ۱۱۴)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھونا مسنون ہے۔حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ تشریف لائے ،میں نے پانی نکال کر پیتل کے برتن میں دیا کہ آپ ﷺ وضو فرمائیں ،آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور چہرہ کو تین مرتبہ دھویا۔ (بخاری)

چہرہ دھوتے وقت کی دعاء

{ اَللّٰھُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ۔ } (شامی ج۱:ص۱۲۷)

اے اللہ! جس دن بہت سے چہرے روشن اور بہت سے سیاہ ہوں گے، اس دن میرا چہرہ روشن فرمادیجئے گا۔

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے کہ میدان حشر میں کچھ چہرے سفید چمکتے ہوئے ہوں گے، اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے ۔{ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ } مومنوں کے چہرے جنہوں نے عمل صالح کیا ہوگا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سفید ہوں گے اور کافروں کے چہرے سیاہ ہوں گے ۔حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو لوگ دنیا میں وضو کرنے کے عادی تھے، اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھائیں گے کہ ان کے چہرے ،ان کی پیشانیاں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ،یہ سب اعضاء چمکتے ہوئے ہوں گے، اور اس چمک کی وجہ سے دور سے یہ نظر آئے گا کہ یہ بندے نماز کے لئے وضو کیا کرتے تھے۔ (اسلام اور ہماری زندگی:ص ۱۲۴)

(۸) چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا

چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے، خاص طور پر ان حضرات کے لئے جن کی داڑھی گھنی ہو اور چہرے کی کھال نہ نظر آتی ہو۔ پیارے پیغمبر ﷺ اور آپ کے اصحاب کرامؓ داڑھیوں کا حلال فرماتے تھے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

{ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُخَلِّل لِحْيَتَهٗ } (ترمذی ج۱ ص۶)

بے شک میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو اپنی ڈاڑھی کا خلال کرتے ہوئے دیکھا۔

حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهٗ } (سنن ابن ماجہ :ص۱۶۸ ج۱)

رسول اللہ ﷺ نے وضو میں داڑھی کا خلال کیا۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ:

{ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ :تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهٗ } (سنن ابن ماجه :ص١٦٨ج١)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو میں داڑھی کا خلال کرتے ہوئے دیکھا۔

داڑھی میں حلال کرنے کا طریقہ

خلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے چلّو میں پانی لیکر ٹھوڑی کے نیچے کے بالوں کی جڑوں میں ڈالیں، اور ہاتھ کی پشت گردن کی طرف کر کے انگلیاں بالوں میں ڈال کر نیچے سے اوپر کی جانب لے جائیں۔ سنت یہ ہے کہ خلال کرتے وقت ہاتھ کی ہتھیلی کا رُخ باہر کی جانب اور اس کی پشت وضو کرنے والے کی طرف رہے۔ (شامی:ص١١٧)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّاَ اَخَذَ كَفًّاهُ مِنْ مَّآءٍ فَاَدْخَلَهٗ تَحْتَ حَنَكِهٖ فَخَلَّلَ بِهٖ لِحْيَتَهٗ وَقَالَ هٰكَذَا اَمَرَنِىْ رَبِّىْ۔} (رواه ابوداؤد)

پیارے پیغمبر ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ جب وضو فرماتے تو ایک ہاتھ سے ایک چلو پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے ریش مبارک کے اندرونی حصہ میں پہنچاتے اور اس سے ڈاڑھی مبارک میں خلال کرتے، (یعنی ہاتھ کی انگلیاں اس کے درمیان سے نکالتے) اور فرماتے میرے رب نے مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب وضو کرتے تو اپنے رخساروں کو کچھ ملتے، پھر ڈاڑھی کے نیچے سے انگلیوں سے ڈاڑھی کا خلال کرتے۔ (سنن ابن ماجہ:ص١٦٨ج١)

(نوٹ): اگر ڈاڑھی گھنی ہو تو اس کا خلال کیا جائے گا اور اگر ڈاڑھی ہلکی ہو تو اس کے نیچے چہرہ کے چمڑے کو بھی دھونا ضروری ہے)۔

(٩) اعضاء وضو میں سے ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا

وضو میں ایک ایک مرتبہ اعضاء کو دھونا فرض ہے اور تین مرتبہ دھونا سنت ہے، تین مرتبہ دھونے سے یقین ہو جائے گا کہ کوئی جگہ بال برابر خشک نہیں رہ گئی۔ اعضائے وضو کو تین مرتبہ دھونے والی احادیث جو حضرت عمرو بن شعیب اور حضرت

علیؓ سے مروی ہیں ان کا اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے، اسی طرح حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ:

{ اَنَّهٗ تَوَضَّأَ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلٰثًا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثاً، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثاً، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثاً، ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلٰثاً، ثُمَّ الْيُسْرٰى ثَلٰثاً، ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِىْ هٰذَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِىْ هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِيْهِمَا بِشَئٍ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔} (بخاری و مسلم)

انہوں نے ایک دن اس طرح وضو فرمایا کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی لے کر اس کو نکالا اور ناک کی صفائی کی، پھر تین دفعہ اپنا پورا چہرہ دھویا، اس کے بعد داہنا ہاتھ کہنی تک تین دفعہ دھویا، پھر اسی طرح بایاں ہاتھ کہنی تک تین دفعہ دھویا، اس کے بعد سر کا مسح کیا، پھر داہنا پاؤں تین دفعہ دھویا، پھر اسی طرح بایاں پاؤں تین دفعہ دھویا۔ (اس طرح پورا وضو کرنے کے بعد) حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے بالکل میرے اس وضو کی طرح وضو فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے اس وضو کے مطابق وضو کیا، پھر دو رکعت نماز (دل کی پوری توجہ کے ساتھ) ایسی پڑھی جو حدیث نفس سے خالی رہی (یعنی دل میں اِدھر اُدھر کی باتیں نہیں سوچیں) تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو گئے۔

اسی طرح حضرت شفیق بن سلمہ سے مروی ہے کہ:

{ رَأَيْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا يَتَوَضَّأٰنِ ثَلَاثًا وَ يَقُوْلَانِ هٰكَذَا كَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ }

میں نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وضو میں اعضاء تین تین بار دھوئے اور دونوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ایسا ہی تھا۔ (سنن ابن ماجہ: ص ۱۶۴: ج ۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وضو میں اعضاء کو تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔

(۱۰) داہنی طرف سے پہلے دھونا۔

وضو، غسل اور اسی طرح دیگر شرافت اور زینت کے امور میں اولاً دایاں اختیار کرنا مسنون ہے، یعنی پہلے دایاں عضو

اور پھر بایاں اختیار کرے،اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔یعنی جب کوئی کپڑا یا جوتا یا موزہ وغیرہ پہنا جائے ، یا وضو اور غسل میں بدن کے اعضاء کو دھویا جائے تو ہر ایک عمل میں ابتداء داہنی طرف سے کی جائے ، اس لئے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے خود بھی اس پر عمل فرمایا اور امت کو بھی اس کی ترغیب دی ہے۔حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : اِذَا تَوَضَّأْتُم فَابْدَئُوْا بِمَيَامِنِكُمْ۔} (ابو داؤدج ۲ ص۲۱۵)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم وضو کرو تو دائیں جانب سے شروع کرو۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ ؓ (اور حضرت ابو ہریرہ ؓ) سے مروی ہے کہ:

{كَانَ النَّبِيُّ ﷺ : يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ تَنَعُّلِهٖ ، وَتَرَجُّلِهٖ وَطُهُوْرِهٖ فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ}

پیارے پیغمبر ﷺ جوتا پہننے ، کنگھی کرنے ، اور طہارت کے مسئلہ میں بلکہ اپنے ہر کام میں دائیں جانب سے کام کی ابتداء کو پسند فرماتے تھے۔ (رواالبخاری:ص ۱۳۳)

(۱۱) ترتیب سے وضو کرنا

یعنی وضو اسی ترتیب سے کرے جس ترتیب سے لکھا گیا ہے یعنی پہلے نیت پھر بسم اللہ وغیرہ آخر تک جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پہلے چہرے کا پھر ہاتھوں کا پھر سر کے مسح کرنے کا اور پھر پاؤں کے دھونے کا ذکر کیا ہے،تو اسی ترتیب سے وضو کرنا سنت ہے۔اس کے خلاف کرے گا تو وضو تو ہو جائے گا لیکن سنت کی ادائیگی نہیں ہو گی۔ اس طرح پیارے پیغمبر ﷺ سے وضو کے بارے میں جو روایات منقول ہیں ان میں بھی ترتیب سے وضو کرنا ثابت ہے۔

(۱۲) اعضاء وضو کو مل مل کر دھونا

وضو میں جو اعضاء دھوئے جاتے ہیں انہیں خوب مل کر اور رگڑ کر دھونا مسنون ہے تا کہ کوئی عضو خشک نہ رہنے پائے ، خاص طور پر سردیوں کے زمانے میں۔امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ وضو فرماتے وقت انگلیوں کا خلال فرماتے اور ایڑیوں کو رگڑ کر دھوتے۔ (دار قطنی:ص ۹۵ ج ۱)

(۱۳) پے در پے وضو کرنا

اس طرح کہ ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا عضو دھو ڈالے۔تمام احادیث میں ذکر ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے پے در پے اعضاء کو دھویا ہے،ایسا نہیں ہوا کہ ایک عضو کو دھونے کے بعد بہت دیر

کے بعد دوسرے عضو کو دھویا ہو، البتہ کسی عذر کی وجہ سے دیر ہو جائے تو سنت کی ادائیگی میں فرق نہیں آئے گا۔ (شرح الشمیری ص ۴۰)

(۱۴) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین بار دھونا

دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین بار دھونا سنت ہے، پہلے پانی لے کر دایاں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے پھر بایاں اس طرح کہ پانی کہنیوں تک پہنچ جائے۔ اس لئے کہ اللہ ربّ العزت نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: {وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ} اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوؤ۔ اور احادیث تفصیل کے ساتھ اس سے قبل آپ پڑھ چکے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے چہرہ دھونے کے بعد دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین مرتبہ دھویا۔

حضرت عبد اللہ بن زید بن عاصم ؓ جو کہ پیارے پیغمبر ﷺ کے صحابی اور عمرو بن یحییٰ کے دادا تھے ان سے لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہمیں دکھلا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو فرمایا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں:

{فَدَعَا بِوُضُوْءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنَ ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ،ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ } (نسائی)

تب انہوں نے وضو کا پانی طلب کیا اور اس کو اپنے ہاتھ پر ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو دھویا دو دو مرتبہ، اس کے بعد کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا، اس کے بعد دو مرتبہ ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا۔

حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا کہ ہاتھ میں پانی لیا، کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، ہاتھ میں پانی لیا چہرے پر ڈالا، پھر ہاتھ میں پانی لیا اور دائیں ہاتھ کو دھویا، پھر ہاتھ میں پانی لیا بائیں ہاتھ کو دھویا۔ (ابن خزیمہ: ص ۷۷)

☆ ہاتھوں کو دھونے کی ابتداء انگلیوں کی طرف سے کی جائے گی نہ کہ کہنیوں کی طرف سے، اس طرح کہ پہلے داہناں ہاتھ انگلیوں سے دھوتے ہوئے کہنیوں کی طرف لے جائیں اور یہ دعاء پڑھیں:

دایاں ہاتھ دھونے کی دعاء

{ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔ }

اے اللہ! میرا اعمالنامہ میرے داہنے ہاتھ میں دیجئے گا، اور مجھ سے آسان حساب فرمایئے گا۔

اس دعاء میں قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ * فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا } (الانشقاق)

جس شخص کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا، اور وہ اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش آئے گا۔

پھر بایاں ہاتھ انگلیوں سے دھوتے ہوئے کہنیوں کی طرف لے جائیں اور یہ دعاء پڑھیں:

بایاں ہاتھ دھونے کی دعاء

{ اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ۔ } (شامی ج۱:ص۱۲۷)

اے اللہ! میرا نامۂ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں نہ دیجئے گا، اور نہ ہی میری پیٹھ کے پیچھے سے دیجئے گا۔

قرآن کریم میں آیا ہے کہ نیک عمل کرنے والوں کو ان کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے، اور کافروں اور بداعمالوں کو ان کے نامۂ اعمال پشت کی جانب سے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ اس لئے یہ دعاء کیجئے کہ ربّ العالمین بدعملوں میں ہمارا شمار نہ فرمائے۔

(۱۵) ہاتھ اور پاؤں دھوتے وقت انگلیوں کا خلال کرنا۔

ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا بھی سنت ہے کہ اس کے ذریعہ سے پانی پوری طرح اعضاء میں پہنچ جاتا ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

{ قَالَ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَوَخَلِّلْ بَیْنَ الْاَصَابِعَ وَ بَالِغْ فِی الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ صَائِمًا۔} (رواہ ابو داؤد والترمذی ج۱ ص۷)

فرمایا (ایک تو یہ کہ جب تو وضو کرے تو) پورا وضو خوب اچھی طرح اور کامل طریقہ سے کیا کر (جس میں کوئی کمی و کسر نہ رہے)۔ اور دوسرے یہ کہ ہاتھ پاؤں دھوتے وقت ان کی انگلیوں کا خلال کیا کر۔ اور تیسرے یہ کہ ناک کے نتھنوں میں پانی چڑھا کے اچھی طرح ان کی صفائی کیا کر، الاّ یہ کہ تم روزے سے ہو (تو اس صورت میں ناک میں پانی زیادہ نہ چڑھاؤ)۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاسْبَغِ الْوُ ضُوْء وَجْعَلِ الْمَآء بَیْنَ اَصَابِعْ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ۔} (سنن ابن ماجه :ص۱۷۱ ج۱)

کہ جب تم نماز کے لئے اٹھو تو خوب اچھی طرح وضو کرو، اور اپنے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کے اندر تک پانی پہنچاؤ (یعنی خلال کرو)۔

امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ وضو فرماتے تو انگلیوں کا خلال فرماتے، ایڑیوں کو رگڑتے اور فرماتے انگلیوں کا خلال کرو، اللہ تعالیٰ ان کے درمیان جہنم کی آگ داخل نہ کرے گا۔ (دار قطنی: ص ۹۵)

ہاتھوں کی انگلیوں میں خلال کا طریقہ

ہاتھوں کی انگلیوں کے خلال کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کے خلال کے وقت ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کیا جائے گا اس طرح کہ ایک ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر اُوپر کے ہاتھ کی انگلیاں نیچے کے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر کھینچ لیں۔ اور اگر ہاتھ میں انگوٹھی ہو تو اس کو بھی حرکت دینا سنت ہے تاکہ پانی نیچے تک پہنچ جائے اور کوئی شبہ نہ رہے۔ حضرت ابو رافعؓ سے روایت ہے کہ:

{ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا تَوَضَّاَ وَضُوْءالصَّلٰوۃِ حَرَّکَ خَاتِمَہٗ فِیْ اَصْبَعِہٖ۔}

پیارے پیغمبر ﷺ جب نماز کا وضو فرماتے تھے تو انگلی میں پہنی ہوئی اپنی انگوٹھی کو بھی حرکت دیتے تھے (تاکہ پانی اس جگہ بھی اچھی طرح پہنچ جائے)۔

اسی طرح اگر عورت نے کنگن یا چوڑیاں پہنی ہوں تو انہیں بھی حرکت دی جائے گی۔

(۱۶) ایک بار تمام سر کا مسح کرنا

تمام اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے، اور پورے سر کا مسح ایک بار کرنا سنت ہے۔ علامہ عبدالحیؒ نے السعایہ کے اندر اور علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے۔ (السعایہ: ج ۱ ص ۱۳۲، عمدۃ القاری: ج ۳ ص ۷۳)

بیشتر صحاح کی روایتیں ایک ہی مرتبہ مسح کے متعلق وارد ہوئی ہیں، اور اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے جن میں حضرات صحابہؓ اور بعد کے علماء شامل ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ سے مروی ہے کہ:

{ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : تَوَضَّأَ فَمَسَحَ رَأْسَهٗ مَرَّةً } (سنن ابن ماجه:۱۶۹)

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور سر کا مسح ایک بار کیا۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ رَأْسَهٗ مَرَّةً } (سنن ابن ماجه:۱۶۹)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور سر کا مسح ایک بار کیا۔

اسی طرح حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : تَوَضَّأَ فَمَسَحَ رَأْسَهٗ مَرَّةً } (سنن ابن ماجه:۱۶۹)

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور سر کا مسح ایک بار کیا۔

سر کے مسح کے لئے نیا پانی لینا

سر کے مسح کے لئے نیا پانی لینا اور پورے سر کا ایک مرتبہ ایک پانی سے مسح کرنا مسنون ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ:

{أَ نَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ وَأَنَّهٗ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِمَآءٍ غَيْرَ مِنْ فَضْلِ يَدَيْهِ } (ترمذی)

انہوں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر کا مسح کیا اس پانی کے علاوہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں ہاتھوں سے بچا تھا۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو میں اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھویا اور سر کے مسح کے لئے نیا پانی لیا۔ (دارقطنی: ج ا ص ۹۱)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ میں پانی لیا، پھر ہاتھ کو جھاڑا، پھر سر کا مسح کیا۔
(ابوداؤد: ص ۱۸)

سر پر مسح کرنے کا طریقہ

سر پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو مع انگلیوں اور ہتھیلیوں کے تر کر کے دونوں ہاتھوں کی خِنصر، بنصر اور وسطیٰ (چھوٹی انگلی اس کے ساتھ والی اور درمیانی انگلی) کو ملا کر سر کے آگے کے حصّے پر رکھ کر اس طرح پیچھے گدی کی طرف

لیجائیں کہ شہادت کی انگلی، انگوٹھا اور ہتھیلیاں سر کے ساتھ نہ لگنے پائیں، پھر جب واپس لائیں تو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو سر کے ساتھ ملا کر واپس اسی جگہ تک لوٹائیں جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : مَسَحَ رَأْسَهٗ بِيَدَيْهِ ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ، بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ ، ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ بَدَأَمِنْهُ ،ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ } (رواه ترمذی ج۱ ص۷)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اپنے سر کا مسح کیا، پھر ہاتھوں کو آگے سے پیچھے اور پیچھے سے آگے کی طرف لائے اور اپنے سر کے آگے والے حصہ سے مسح شروع کیا، پھر ہاتھوں کو گدی تک لے گئے پھر ان کو واپس اسی جگہ تک لوٹایا جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا، آپ جب سر کے مسح پر پہنچے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو سر کے اگلے حصے (پیشانی کے قریب بالوں) پر رکھا، اور دونوں ہاتھوں کو گزارتے ہوئے پیچھے گدی تک گئے۔ پھر وہاں پہ لوٹے جہاں سے شروع کیا تھا (یعنی سر کے اگلے حصے پیشانی تک)۔

اور اسی طرح کی روایت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں تمہیں اس طرح وضو کر کے دکھاتا ہوں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا تھا۔ چنانچہ جب انہوں نے وضو کرتے ہوئے سر کا مسح کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو سر کے اگلے حصے (پیشانی کے قریب بالوں) پر رکھا، اور دونوں ہاتھوں کو گزارتے ہوئے پیچھے گدی تک گئے۔ پھر ہاتھوں کو مسح کرتے ہوئے وہاں پہ لائے جہاں سے مسح شروع کیا تھا (یعنی سر کے اگلے حصے پیشانی تک)۔ (سنن کبریٰ:ص۵۹)

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھوں سے پورے سر کا مسح کیا اور فرمایا کہ جو چاہتا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا طریقہ دیکھے سو دیکھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا یہی طریقہ تھا۔ (سنن کبریٰ:ص۵۹)

سر کا مسح دونوں ہاتھوں سے کرنا

سر کا مسح دونوں ہاتھوں سے کرنا مسنون ہے، ایک ہاتھ سے سر کا مسح کرنا گو پورے سر کو گھیر لے خلاف سنت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: {أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِيَدَيْهِ } پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح فرمایا۔سر کا مسح کرتے ہوئے یہ دعاء پڑھیں:

سر کا مسح کرتے وقت کی دعاء

{ اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ۔ }

اے اللہ! جس دن آپ کے عرش عظیم کے سایہ کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا، اس روز مجھے اپنے عرشِ عظیم کا سایہ عنایت فرمانا۔ (شامی ج۱:ص۱۲۷)

جب لوگ میدان حشر میں جمع ہوں گے تو وہاں شدید گرمی کا عالم ہوگا ،حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ لوگ (اپنے گناہوں کے اعتبار سے) اُس دن پسینے میں غرق ہوں گے،بعض لوگوں کے گھٹنوں تک پسینہ ہوگا،بعض لوگوں کی کمر تک ،بعض لوگوں کے سینہ تک پسینہ ہوگا اور بعض لوگوں کے ہونٹوں تک پسینہ ہوگا،اس طرح لوگ اپنے اپنے پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے ۔اس لئے بزرگوں نے تعلیم دی کہ سر کا مسح کرتے وقت اللہ سے یہ دعاء مانگیں کہ۔اے اللہ! جس دن آپ کے عرش عظیم کے سایہ کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا، اس روز مجھے اپنے عرشِ عظیم کا سایہ عنایت فرمانا۔

(۱۷) سر کے مسح کے ساتھ دونوں کانوں کا مسح کرنا

سر کے مسح کے بعداب شہادت کی انگلیاں اور انگوٹھے جو سر کے ساتھ نہیں لگے ان سے کانوں کا مسح کیا جائے گا۔کانوں کے اندرونی اور بیرونی دونوں حصوں کا مسح کرنا مسنون ہے۔

کانوں کے مسح کا طریقہ

کانوں کے مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انگشت شہادت کے پوروں کو کانوں میں ڈالیں اور اُس کے پپوٹوں و جوڑوں کا اندر سے پورا مسح کریں،دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں کو کانوں کے سوراخ اور اندرونی حصّہ میں اچھی طرح گھمائیں ،اور دونوں انگوٹھوں سے کانوں کی پشت و بیرونی حصے کا جو جسم کی طرف ہے پورا مسح کریں۔اس لئے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

{ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَسَحَ بِرَأسِهٖ وَاُذُنَيْهِ بَاطِنُھُمَا بِاالسَّبَاحَتَيْنْ وَظَاھِرِھُمَا بِاِبْھَامَيْهِ۔ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (وضو میں)اپنے سر مبارک اور دونوں کانوں کا مسح کیا۔(اس طرح) کہ کانوں کے باطنی (اندرونی)حصہ کا شہادت کی انگلیوں کے ساتھ، اور ظاہری (اوپر کے)حصہ کا اپنے دونوں انگوٹھوں کے ساتھ مسح کیا۔ (سنن نسائی ج۱ص۸۴)

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی لیا اور سر اور کانوں کا مسح کیا۔

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ فرماتی ہیں کہ:

{ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ : فَأَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ جُحْرَیْ أُذُنَيْهِ } (سنن ابن ماجه :ص.۱۷۰)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا تو (کانوں کا مسح کرتے ہوئے) اپنی انگلیوں کو دونوں کانوں کے سوراخوں میں ڈالا۔

اور سنن ابن ماجہ ہی میں ایک روایت حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ :تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَ أُذُنَيْهِ ،ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا}

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور سر کا مسح کیا اور دونوں کانوں کے اندر و باہر کا بھی۔

کانوں کے مسح کے لئے نئے پانی کی ضرورت نہیں

کانوں کے مسح کے لئے از سرِ نو ہاتھوں کو تر نہ کریں بلکہ سر کا مسح کرنے کے لئے شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کو جو تر کیا تھا وہی اس کے لئے کافی ہیں، اور اس لئے بھی کہ کان سر میں داخل ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : أَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ } (سنن ابن ماجه :ص.۱۷۰)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کان سر میں داخل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : أَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ } (سنن ابن ماجه :ص.۱۷۰)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کان سر میں داخل ہیں۔(یعنی ان کے مسح کے لئے علیٰحدہ سے پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے سر کے مسح کے لئے تر کیا ہوا ہاتھ کافی ہے۔)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

{ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ: مَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَ أُذُنَيْهِ مَرَّةً } (سنن نسائی:ص۸۳)

ترجمہ: میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے ایک مرتبہ سر مبارک اور

دونوں کانوں کا مسح کیا۔(ہاں اگر سر کا مسح کرتے ہوئے یا بعد میں ٹوپی عمامہ یا اور کوئی ایسی چیز چھوئی جس سے ان کی تری جاتی رہی تو پھر دوبارہ تر کریں گے)۔اور کانوں کا مسح کرتے وقت یہ دعاء پڑھیں:

کانوں کا مسح کرتے وقت کی دعاء

{ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ۔ }

اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے بنا دیجئے جو نیک باتیں سن کر اُن باتوں پر عمل کرتے ہیں۔

(شامی ج ۱:ص ۱۲۷)

گردن کا مسح

پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کریں (لیکن گلے کا مسح نہ کریں کہ یہ ممنوع ہے) گردن کا مسح کرنا مستحب ہے۔اور اس پر پیارے پیغمبر ﷺ اور حضرات صحابہ کرام ؓ کی احادیث وآثار موجود ہیں۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب وہ وضو کرتے تو گردن کا مسح کرتے اور فرماتے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو وضو کرے اور گردن کا مسح کرے، اسے قیامت کے دن طوق نہیں پہنایا جائے گا۔ (نیل الاوطار ص ۱۶۴،شمائل کبریٰ:ص ۵۲۳ ج ۶)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ گردن کا مسح کرنا قیامت کے دن طوق سے امان کا باعث ہے۔(السعایہ :ص ۱۷۸) اور گردن کا مسح کرتے ہوئے یہ دعاء پڑھیں:

گردن کے مسح کے وقت کی دعاء

{ اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ } (شامی ج ۱:ص ۱۲۷)

اے اللہ! میری گردن کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرما دیجئے۔

وضو کے درمیان کی دعاء

وضو کے درمیان کسی جگہ یہ دعاء پڑھنی بھی مسنون ہے: پیارے پیغمبر ﷺ وضو کے دوران اس دعاء کو پڑھا کرتے تھے،الحمد للہ بندہ کا معمول اس دعاء کے پڑھنے کا گردن کا مسح کرنے کے بعد کا ہے اس لئے اس مقام پر اس کا ذکر کر دیا ہے:

{ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ ، وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ ، وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔ }

اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دیجئے،اور میرے لئے میرے گھر میں وسعت پیدا فرما دیجئے، اور

میرے رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۳۹، نسائی ج ۶ ص ۲۴)

☆ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوران وضو اس دعاء کو مانگتے ہوئے سنا تو عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ کو ان الفاظ سے دعاء مانگتے ہوئے سنا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کلمات نے دنیا اور آخرت کی بھلائی کی کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے۔ یہ دعاء وضو کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(۱۸) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت تین تین بار دھونا

پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت تین تین بار دھوئیں۔ اس لئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا وضو جو اپنے اصحاب کو کر کے دکھایا تھا جس کی تفصیلی روایت پیچھے گزر چکی ہے اس میں ہے { ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلاثًا } پھر ہر پاؤں کو تین تین دفعہ دھویا۔ (بخاری)

اور حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ: تَوَضَّأَ فغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلا ثًا ثَلَاثًا } (سنن ابن ماجه:ص۱۷۳)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا تو دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ :أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ :وَيْلٌ لِّلْعَقِبِ مِنَ النَّارِ } (سنن نسائی:ص۸۷:ج۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہلاکت و بربادی ہے (پاؤں کی) ایڑی کی دوزخ کے عذاب سے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

{ رَأَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَوْمًا يَتَوَضَّئُوْنَ ، فَرَأَى أَعْقَابَهُمْ تَلُوْحُ ، فَقَالَ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ } (سنن نسائی:ص۸۷:ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ جو وضو کرنے میں مشغول ہیں اور ان کی ایڑیاں خشکی کی وجہ سے چمک رہی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا: ہلاکت ہے ایڑیوں کی دوزخ کے عذاب سے اور تم لوگ وضو کو مکمل کرو۔ (یہ تاکید کا انتہائی انداز ہے کہ وضو نہایت احتیاط سے کیا جائے)۔

پہلے دائیں پھر بائیں پیر کو دھوئے

پیروں کو دھونے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں پیر کو تین مرتبہ دھوئے اور پھر بائیں پیر کو تین مرتبہ دھوئے۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ :كَانَ يُحِبُّ التَّيَامَنُ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ طُهُوْرِهِ وَنَعْلِهِ، وَتَرَجُّلِهِ }

پیارے پیغمبر ﷺ امکانی حد تک دائیں جانب سے شروع کرنے کو پسند یدہ خیال فرماتے تھے۔ پاکی حاصل کرنے میں، جوتا پہننے میں اور کنگھا کرنے میں۔ (سنن نسائی: ص۸۷)

حضرت عبد خیر نے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے وضو کو دکھاتے ہوئے یہ کیا کہ دائیں پیر کو ٹخنے تک تین مرتبہ دھویا پھر بائیں پیر کو تین مرتبہ ٹخنے تک دھویا۔ (سنن کبریٰ: ص۶۸)

پاؤں کو دھوتے وقت دائیں ہاتھ سے پانی ڈالیں اور بائیں ہاتھ سے ملیں۔

دایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعاء

{ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَيَّ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيْهِ الْاَقْدَامُ۔ }

اے اللہ! میرے پاؤں کو اس دن پل صراط پر ثابت قدم رکھنا۔ جس روز پل صراط پر بہت سے لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

یہ پل صراط جہنم کے اوپر ایک پل ہے جس سے گزر کر آدمی جنت میں جائے گا، جو لوگ جہنمی ہوں گے ان کے پاؤں اس پُل پر سے پھسل جائیں گے، جس کے نتیجے میں وہ جہنم کے اندر جا گریں گے یہ بڑا سخت وقت ہوگا، اور ہر شخص کو اُس پل پر سے گزرنا ہوگا۔ قرآن کریم میں اللہ ربّ العزت کا ارشاد ہے: { وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا } تم میں سے ہر شخص کو جہنم پر سے گزرنا ہی ہے۔ چاہے وہ مومن ہو یا کافر، نیک ہو یا برا ہو۔ نیک لوگ اپنے اعمال کے اعتبار سے تیزی کے ساتھ اس پل پر سے گزر جائیں گے، جبکہ کافر و فاسق و فاجروں کو جہنم کے آنکڑے اپنی طرف کھینچ لیں گے اس لئے ہمیشہ اللہ سے اس پل پر ثابت قدمی کی دعاء کرتے رہنا چاہئے، اور خاص طور پر وضو کے اندر دایاں پاؤں دھوتے وقت بھی۔

بایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعاء

{ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَّسَعْيِيْ مَشْكُوْرًا وَّتِجَارَتِيْ لَنْ تَبُوْرَ۔ }

اے اللہ! میرے گناہوں کی مغفرت فرما دیجئے، (میں نے جو عمل کیا ہے) میری اس سعی وکوشش پر اپنے فضل سے اجر عطا فرما دیجئے، اور جو میں نے تجارت کی ہے (یعنی جو زندگی گزاری ہے) میری زندگی کی اس تجارت کو کسی قسم کی گھاٹے اور خسارہ کی تجارت نہ بنائیے گا (کہ آخرت میں میں اجر وثواب سے محروم رہوں)۔ (شامی ج۱:ص ۱۲۷)

پاؤں کی انگلیوں کا خلال

پاؤں کی انگلیوں کا خلال اپنے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی (چھنگلی) سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی (چھنگلی) پر ختم کیا جائے گا اور خلال نیچے سے اوپر کی طرف کیا جائے گا)۔ (درمختار ص۸۰ ج۱)

حضرت مستورد بن شدادؓ فرماتے ہیں:

{رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِذَا تَوَضَّأَ یَدْلُکُ اَصَابِعَ رِجْلَیْہِ بِخِنْصَرِہٖ} (ترمذی)

کہ میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی (چھنگلیا) کے ساتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال فرماتے تھے۔

وضو میں بے ضرورت پانی بہانے کی ممانعت

وضو کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ بغیر ضرورت کے پانی نہ بہایا جائے اور اسراف سے کام نہ لیا جائے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ: مَرَّ بِسَعْدٍ وَھُوَ یَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: مَاھٰذَا السَّرْفُ یَا سَعْدُ! قَالَ: أَفِی الْوُضُوْءِ سَرْفٌ؟ قَالَ: وَاِنْ کُنْتَ عَلٰی نَھْرٍ جَارٍ} (رواہ احمد وابن ماجہ)

پیارے پیغمبر ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جو وضو کر رہے تھے (اور اس میں پانی کے استعمال میں فضول خرچی سے کام لے رہے تھے)۔ آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: سعد! یہ کیسا اسراف ہے؟ (یعنی پانی بغیر ضرورت کے کیوں بہایا جا رہا ہے) انہوں نے عرض کیا (حضور) کیا وضو کے پانی میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں! یہ بھی اسراف میں داخل ہے، اگرچہ تم کسی جاری نہر کے کنارے ہی پر کیوں نہ ہو۔

وضو کے اختتام پر مندجہ ذیل دعاؤں کا مانگنا بھی مسنون ہے۔

(۱) { اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ }

{فضیلت} : پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کے بعد تین مرتبہ { اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ } پڑھے تو وہ وضو سے اس حال میں اٹھتا ہے کہ اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اس دن کی طرح (گناہوں سے پاک وصاف) ہو جاتا ہے جیسے وہ آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو۔ (ابن حجر فی نتائج الافکار ج۱ ص۲۵۰)

(۲) { سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ، اَللّٰهُمَّ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ } (مهذب عمل اليوم والليلة ص۲۱، نسائی، طبرانی، حاکم)

اے اللہ! آپ پاک ہیں، اور میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں آپ سے معافی طلب کرتا ہوں، اور اے اللہ! میں آپ سے توبہ کرتا ہوں۔

{فضیلت} : پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے کامل طریقہ سے وضو کرنے کے بعد اس دعاء کو پڑھا تو ان الفاظ کو ایک پرچہ پر لکھ کر مہر لگا دی جاتی ہے جو قیامت تک لگی رہے گی اور اس دن سے پہلے توڑی نہیں جائے گی۔ (یعنی اس دعاء کا بدلہ آخرت میں دیا جائے گا دنیا میں نہیں۔)

(۳) { اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ } اور پھر یہ دعاء پڑھے { اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ }

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ! آپ مجھے کثرت سے توبہ کرنے والوں اور خوب پاک وصاف رہنے والے (اور طہارت اور پاکی حاصل کرنے والے) لوگوں میں شامل فرما دیجئے۔

{فضیلت}: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءِ،ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ * اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ * فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ ،يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَآءَ} (ترمذی:ص۷۵، فتوحات ربانیہ ج۲ص۱۸)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے خوب اچھی طرح وضو کیا (یعنی جب وضو کرنا دل کو ناگوار ہو سردی کی وجہ سے تو اس نے اس وقت بھی خوب اچھی طرح وضو کیا) پھر وضو سے فارغ ہو کر یہ دعاء پڑھی: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ! آپ مجھے کثرت سے توبہ کرنے والوں اور خوب پاک وصاف رہنے والوں میں شامل فرما۔تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں،جس سے چاہے جنت میں داخل ہو۔

اسی طرح کی روایت حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے،لیکن ان کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ اچھی طرح وضو کرے:{ثُمَّ رَفَعَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ :} پھر آنکھیں اور چہرہ آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعاء پڑھے:

{ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ } { اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ } فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ ، يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَآءَ } (سنن ابو داؤد :ص۱۳۱)

وضو کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ صغیرہ گناہ معاف فرمادیتے ہیں اور اعضاء وضو کو دھونے کے ساتھ ساتھ گناہ بھی دُھل جاتے ہیں،لیکن کبیرہ گناہوں کے بارے میں قانون یہ ہے کہ وہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے ،اس لئے اس دعاء میں توبہ کی توفیق مانگی گئی تاکہ توبہ کے راستے سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہوجائیں۔

وضو کے بعد درود شریف پڑھنا

اس کے علاوہ پیارے پیغمبر ﷺ پر درود بھیجے،حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جب تم وضو سے فارغ ہوتو

{ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ }

پڑھو اور پھر مجھ پر درود بھیجو، ایسا کرو گے تو رحمت کے دروازے کھل جائیں گے۔ (کنز العمال: ص۲۹۶ ج۹)

(۱۹) وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا

وضو سے بچے ہوئے پانی میں چونکہ برکت آجاتی ہے اس لئے حصول برکت کے لئے اُسے کھڑے ہو کر پینا سنت ہے، اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا ہے۔ وضو کے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینے کی متعدد روایتیں کتب میں بسند صحیح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ حضرت ابو حیہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا (اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وضو کرنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا):

{ ثُمَّ قَامَ : فَأَخَذَ فَضْلَ طَهُوْرِهِ ، فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَآئِمٌ ،ثُمَّ قَالَ :أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ } (رواہ الترمذی والنسائی)

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وضو کے بچے ہوئے پانی کو کھڑے کھڑے پی لیا۔ اور پھر فرمایا کہ میں نے یہ پسند کیا کہ تمہیں دکھاؤں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو کس طرح تھا۔

(۲۰) وضو کے بعد تولیہ یا رومال استعمال کرنا

وضو سے فارغ ہو کر تولیہ یا رومال سے اعضائے وضو کو خشک کرنا بھی مسنون ہے، اور یہی جمہور علماء کا مسلک ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو سے فارغ ہوتے تو پانی خشک کرنے کے لئے اپنے کپڑے یا چادر وغیرہ کے کونے سے اپنا منہ مبارک پونچھ لیتے تھے، اور امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو کے بعد اعضائے وضو کو پونچھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ایک مستقل کپڑا رہتا تھا، جس کو آپ اس کام میں استعمال فرماتے تھے۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:

{كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خِرْقَةٌ يَتَنَشَّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوْءِ}۔ (مستدرک ،ترمذی ج۱ ص۹)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کپڑا تھا اس کے ساتھ وضو کے بعد اعضاء وضو پونچھتے تھے۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

{ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِذَا تَوَضَّاَ مَسَحَ وَجْهَهٗ بِطَرْفِ ثَوْبِہٖ۔} (رواہ الترمذی)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو اپنے ایک کپڑے کے کنارے سے چہرہ مبارک پونچھ لیتے تھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ تَوَضَّأَ فَقَلَّبَ جُبَّةَ صُوْفٍ کَانَتْ عَلَیْهِ فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهٗ}

پیارے پیغمبر ﷺ نے وضو فرمایا: اور آپ نے جو اُون کا جبہ پہنا ہوا تھا اُلٹ کر اُسی سے اپنا چہرہ (مبارک) پونچھ لیا۔ (سنن ابن ماجہ: ص۱۷۶ ج۱)

تحیۃ الوضوء

وضو سے فارغ ہونے کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھنا بھی مسنون ہے اور احادیث میں اس کا بڑا اجر وثواب بیان کیا گیا ہے۔ اس سلسلے کی ایک حدیث تو آپ پہلے وضو کے طریقے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پڑھ چکے ہیں جس میں وضو کرنے کے بعد قلبی توجہ اور یکسوئی کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھنے پر پچھلے سارے گناہوں کی معافی کی بشارت دی گئی ہے۔ اور دوسری روایت حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے کہ انہوں نے وضو کرنے کے بعد ہمیشہ پابندی کے ساتھ دو رکعت نفل تحیۃ الوضو کے پڑھے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

{ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ، حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ، قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةٍ مِّنْ لَّیْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا وَصَلَّیْتُ بِذَالِکَ الطُّهُوْرِمَا کُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیْ}

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فجر کی نماز کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا، تمہیں اپنے جس

اسلامی عمل سے سب سے زیادہ امید خیر وثواب ہو وہ مجھے بتلاؤ، کیونکہ میں نے تمہارے جوتوں کی چاپ جنت میں اپنے آگے آگے سنی ہے (یعنی خواب میں) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے اپنے اعمال میں سب سے زیادہ امید اپنے اس عمل سے ہے کہ میں نے رات یا دن کے کسی وقت میں جب بھی وضو کیا ہے تو اس وضو سے میں نے نماز ضرور ہی پڑھی ہے، جتنی نماز کی بھی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وقت توفیق ملی۔ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ شرف دو امور کی وجہ سے حاصل ہوا ایک تو ہمیشہ با وضو رہنے کی وجہ سے کہ جب بھی ان کا وضو ٹوٹا انہوں نے دوبارہ وضو کرلیا، اور دوسرے وضو کے بعد تحیۃ الوضوء کے نفل پڑھنے کی وجہ سے۔اس لئے ہر ایماندار مرد و عورت کو اس کی عادت ڈال لینی چاہئے کہ جب بھی وضو کرے اس کے بعد حسب توفیق کم از کم دو رکعت نفل پڑھ لے اور اگر اس کا وقت نہ ہو تو پھر حسب موقع فرائض ہوں، یا سنت کچھ نہ کچھ نماز ضرور پڑھ لیں ۔ربّ العالمین ہمیں اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

مسواک کرنے کا مسنون طریقہ اس کے آداب اور فضائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْأَنْبِيَاۤء وَالْمُرْسَلِيْن ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ، وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْن ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْن أَ مَّا بَعْدُ : فَاِنَّ دِيْنَ الْاِسْلَامِ دِيْنَ الْفِطْرَةِ ، كَمَا قَالَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالىٰ:

{ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ،ذَالِکَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ}

اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کیجئے ،جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے،اللہ کی تخلیق میں تبدیل نہیں ہے، یہ دین قیم ہے۔

مسواک کی اہمیت

مسواک کرنا بالاتفاق تمام علماء کے نزدیک سنت ہے،خاص طور پر وضو کے لئے۔طہارت ونظافت کے سلسلہ میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن چیزوں پر خاص طور پر زور دیا ہے اُن میں سے ایک مسواک بھی ہے۔مسواک کرنے میں بڑی خیر وبرکت ہے،اس سے منہ پاک وصاف رہتا ہے ،منہ کے اندر بدبو پیدا نہیں ہوتی ،دانت سفید اور چمک دار ہوتے ہیں، مسوڑھوں میں قوت پیدا ہوتی ہے اور دانت مضبوط ہوتے ہیں۔انسان جو کچھ کھاتا پیتا ہے وہ دانتوں کے ذریعہ ہی پیٹ میں پہنچتا ہے ،اگر دانت گندے اورخراب ہوں،مسوڑھوں میں پیپ اوراور جراثیم جمع ہوں تو یہ انسانی صحت کے لئے مہلک ثابت ہوں گے۔اس لئے شریعت اسلامیہ میں مسلمانوں کو تاکید کی گئی کہ وہ مسواک کا اہتمام کریں۔اور علماء نے لکھا ہے کہ مسواک کرنے کی فضیلت میں چالیس احادیث وارد ہوئی ہیں۔

مسواک فطری سنت ہے

{ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : عَشْرٌمِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ، وَاِعْفَاۤءُ الِّحْيَةِ وَالسِّوَاکُ وَاِسْتِنْشَاقُ الْمَاۤء ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ

الْبَرَاجِمِ ، وَنَتْفُ الْاِبِطِ، وَحَلَقُ الْعَانَةِ ، وَانْتِقَاصُ الْمَآء يَعْنِىْ اَلْاِسْتِنْجَآء} قال الراوى ونسيت العاشرة اِلَّا أَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ۔ (مسلم:ج۱ ص۱۲۹ :ابوداؤدج۷)

ترجمہ: امّ المؤمنین سیّدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں :(۱)موںچھیں کاٹنا(۲) داڑھی بڑھانا(۳) مسواک کرنا(۴) ناک میں پانی ڈالنا(۵) ناخن کاٹنا(۶) جوڑوں کا دھونا(۷) بغل کے بال لینا (۸) زیرِ ناف بالوں کا مونڈنا (۹)اور استنجاء کرنا۔راوی حضرت صہیبؓ فرماتے ہیں کہ دسویں چیز میں بھول گیا ہوں مگر یاد پڑتا ہے کہ وہ(۱۰) کلی کرنا ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں جن دس چیزوں کا ذکر ہے یہ دس چیزیں انسان کی فطرت اور جبلت میں داخل ہیں،اور یہ تمام چیزیں پچھلے انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی مسنون تھیں اور دین اسلام میں بھی سنت ہیں، اور طبعاً پسندیدہ ہونے کی وجہ سے عادت ثانیہ بن گئی ہیں۔علاوہ ازیں ہر قوم،ملت اور جماعت کے کچھ مخصوص شعائر اور ممتاز نشانات ہوتے ہیں جن کے ذریعے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار ہوتا ہے، اسی طرح یہ چیزیں بھی امت مسلمہ اور ملت حنفیہ کی خاص علامات ہیں اسی وجہ سے انہیں فطرت کہا گیا ہے۔

مسواک کی فضیلت

مسواک اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے

مسواک کرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے،اس لئے کہ اللہ تعالیٰ طہارت و نظافت کو پسند فرماتے ہیں۔حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ:

۱){ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تَسَوَّكُوْا ،فَاِنَّ السِّوَاكَ مُطَهِّرَةٌ لِلْفَمِ ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ مَاجَآءنِىْ جِبْرَئِيْلُ اِلاَّ أَوْصَانِىْ بِالسَّوَاكِ،حَتّٰى لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يُّفْرَضَ عَلَىَّ وَعَلٰى أُمَّتِىْ وَلَوْ لَا أَنِّىْ أَخَافُ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِىْ لَفَرَضْتُهُ لَهُمْ ، وَاِنِّىْ لَأَسْتَاكُ حَتّٰى لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ أُحْفِىَ مَقَادِمَ فَمِىْ } (رواه سنن ابن ماجه:ص۱۳۰ ج۱)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسواک کیا کرو،اس لئے کہ مسواک منہ کو صاف کرنے والی، اور

پروردگار کو راضی کرنے والی ہے۔ جب بھی میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تو مجھے مسواک کرنے کی وصیت کی، حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ مسواک مجھ پر اور میری امت پر فرض ہو جائے گی۔ اور اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں مسواک کو اپنی امت پر فرض کر دیتا، اور میں اتنا مسواک کرتا ہوں کہ مجھے خطرہ ہونے لگتا ہے کہ کہیں میرے مسوڑھے چھل نہ جائیں۔

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ:

۲){ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:السِّوَاکَ مُطَهِّرَةٌ لِلْفَمِ ،وَ مَرْضَاةٌ لِلرَّب} (اخرجه احمد)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

۳){السِّوَاکَ مُطَهِّرَةٌ لِلْفَمِ ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِ وَمُجِلَّاةٌ لِلْبَصَرِ} (طبرانی فی الاوسط)

مسواک منہ کی پاکیزگی، رب کی رضامندی اور بینائی بڑھانے کا ذریعہ ہے۔

یعنی مسواک کرنے سے جہاں دانتوں کی زردی دور ہوتی ہے، منہ کی پاکیزگی، اور رب کی رضامندی حاصل ہوتی ہے تو وہیں مسواک کرنے سے بینائی بھی بڑھتی ہے، اس لئے کہ منہ کی صفائی کی وجہ سے گندے بخارات آنکھوں اور سرو دماغ کی طرف نہیں چڑھتے جس کی وجہ سے قوت بینائی متاثر نہیں ہوتی بلکہ مزید بڑھ جاتی ہے۔ بصورت دیگر قوت بینائی پر اثر پڑتا ہے۔

ایک حدیث میں امّ المؤمنین سیّدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے:

(۴){ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :أَلسِّوَاکُ مُطْهَرَةٌ لِلْفَمِ وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ }۔ (رواہ احمد والدارمی، والشافعی، والنسائی)

امّ المؤمنین سیّدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسواک کرنا منہ کو بہت زیادہ صاف کرنی والی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کا باعث ہے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پر مسواک لازم ہے، یہ منہ کی پاکی اور اللہ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ کسی چیز میں حسن کے دو پہلو ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ وہ عام انسانوں کے نزدیک مفید اور پسندیدہ ہو، اور دوسرے یہ کہ وہ اللہ کو بھی محبوب و پسند ہو۔ مسواک میں یہ دوہرے فائدے جمع ہیں کہ اس میں منہ کی صفائی بھی

ہے اور ربّ العالمین کی رضامندی بھی۔ آپ کو جو اجر ملے گا وہ آپ کی تعیین حیثیت کی بناء پر ملے گا اگر صرف منہ کی صفائی کے لئے مسواک کریں گے تو صفائی حاصل ہو جائے گی مگر ربّ العالمین کی رضامندی حاصل نہ ہوگی۔ اس لئے رب کی رضامندی کے لئے اور سنت پر عمل پیرا ہونے کی نیت سے مسواک کیجئے تاکہ منہ کی صفائی بھی حاصل ہو اور اجر وثواب بھی۔

مسواک سنّت انبیاء ہے

حضرات انبیاء کرام کی پاکیزہ عادات میں سے مسواک کا ہمیشہ استعمال بھی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ:

(۵){ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ ،أَلْخِتَّانُ ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ } (رواہ الترمذی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں حضرات انبیاء علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہیں: ختنہ کرنا، عطر لگانا، مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ:

(۶){ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثٌ مِّنْ أَخْلَاقِ الْمُرْسَلِيْنَ: تَعْجِيْلُ الْفِطْرِ، وَتَاْخِيْرُ السُّحُوْرِ وَالسِّوَاكِ۔} (اخرجه الطبرانی: وابن ابی الشیبه)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں رسولوں کی عادات میں سے ہیں، افطار میں جلدی کرنا، سحری میں تاخیر کرنا اور مسواک کرنا۔

مسواک استعمال کرنے والوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے کہ وہ مسواک کے فوائد کے حصول کے ساتھ ساتھ سنت انبیاء کے زندہ کرنے کا بھی اجر وثواب حاصل کرتے ہیں اور رب تعالیٰ شانہٗ کی رضامندی بھی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

(۷){ أَنَّ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَكُلِّ صَلٰوةٍ۔} (رواہ البخاری ومسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت پر بہت مشقت پڑ جائے گی

تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حتمی امر کرتا۔

یعنی اللہ کی نگاہ میں مسواک کی محبوبیت اور اس کے عظیم فوائد کو دیکھتے ہوئے میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے ہر امتی کے لئے حکم جاری کردوں کہ وہ ہر نماز کے وقت مسواک ضرور کیا کرے۔یعنی مسواک کو نظافت، اور حضرات انبیاء کی عادات طیبہ، اور بے شمار منافع اور فوائد کی وجہ سے امت کے لئے لازم اور ضروری قرار دے دیتا،مگر چونکہ اس الزام سے امت کو پریشانی لاحق ہوسکتی تھی، اور ہر ایک کے لئے اس کی پابندی مشکل ہوجاتی اس لئے آپ ﷺ نے از راہ شفقت و رحمت ایسا حکم نہیں دیا کہ مسواک کرنا لازم و واجب ہو مگر اس حکم کو سنت کے دائرے میں رکھا۔

مسواک کی تاکید کی وجہ سے جبڑوں کے چھل جانے کا خوف

حضرت ابی امامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ:

(۸){ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : مَا جَآ ءِنِیْ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلام قَطُّ اِلَّا اَمَرَنِیْ بِالسِّوَاکِ، لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ اُحْفِیَ مُقَدَّمَ فِیَّ۔} (رواہ احمد)

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: اللہ کے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام جب بھی میرے پاس آئے ہر دفعہ انہوں نے مجھے مسواک کرنے کے لئے ضرور کہا۔(یہاں تک کہ) مجھے یہ خوف ہوا کہ(جبرئیل علیہ السلام کی بار بار کی اس تاکید اور وصیت کی وجہ سے) میں اپنے منہ کے اگلے حصّہ کو مسواک کرتے کرتے چھیل نہ ڈالوں۔

مسواک کی وجہ سے نماز کی فضیلت میں اضافہ

پیارے پیغمبر ﷺ اس نماز کو جس کے لئے مسواک کی گئی ہو اجر وثواب کے اعتبار سے ستر(۷۰) یا(۷۵) پچھتر گنا زیادہ فضیلت دیا کرتے تھے بنسبت اس نماز کے جس کے لئے مسواک نہ کی گئی ہو۔

چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : تَفْضُلُ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ یُسْتَاکُ لَھَا عَلَی الصَّلٰوۃِ الَّتِیْ لَا یُسْتَاکُ لَھَا سَبْعِیْنَ ضِعْفاً } (مشکوۃ ترغیب وترھیب)

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: وہ نماز جس کے لئے (وضو کے وقت) مسواک کی جائے اس نماز کے

مقابلہ میں جو بلا مسواک پڑھی جائے ستر (۷۰) گنی فضیلت رکھتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :لَأَنْ أُصَلِّی رَکْعَتَیْنِ بِسِوَاکٍ أَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّیْ سَبْعِیْنَ رَکْعَةً بِغَیْرِ سِوَاکٍ} (رواہ ابو نعیم باسناد جید)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میں دو رکعت نماز مسواک کر کے پڑھوں، یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اُن ستر (۷۰) رکعتوں سے جو بغیر مسواک کے پڑھوں۔

حضرت حسان بن عطیہ سے مرسلاً مروی ہے کہ:

{ أَلْوُضُوْئُ شَطْرُ الْاِیْمَان وَالسَّوَاکُ شَطْرُ الْوُضُوْء ، وَلَوْلَآ أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِیْ لَأَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلوٰةٍ ، رَکْعَتَانِ یَسْتَاکُ فِیْھَا الْعَبْدُ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ رَکْعَةٍ لَایَسْتَاکُ فِیْھَا} (اخرجه ابن شیبه}

وضو ایمان کا حصہ ہے اور مسواک وضو کا حصہ ہے، اور اگر مجھے امت کی تنگی کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا، دو رکعت جس میں بندہ مسواک کرتا ہے ان ستر رکعتوں سے افضل ہیں جو بغیر مسواک کے ہوں۔

ان احادیث مبارکہ سے بھی مسواک کی فضیلت کا اظہار ہو رہا ہے، کہ اگر کسی شخص نے ایک نماز تو اس طرح پڑھی کہ اس کے لئے وضو کے وقت مسواک کی، اور دوسری نماز کے لئے جب وضو کیا تو مسواک نہیں کی، تو وہ پہلی نماز جس کے لئے مسواک کیا گیا تھا دوسری نماز کے مقابلہ میں اجر و ثواب کے اعتبار سے ستر گنا زیادہ فضلیت رکھتی ہے۔ سبعین (ستر) یا اس جیسے الفاظ عربی زبان و محاورہ میں کثرت کی طرف اشارہ کرتے ہیں، مراد اس سے بدرجہا اور بہت زیادہ فضیلت ہے۔ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسواک کر کے دو رکعت نماز پڑھنا بغیر مسواک کے ستر رکعت پڑھنے سے زیادہ مجھے محبوب و پسندیدہ ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۱ ص ۳۸: حاشیہ بحر الرائق ج ۱ ص ۲۰)

پیارے پیغمبر ﷺ کی مسواک سے محبت

احادیث میں ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ بہت زیادہ مسواک فرماتے تھے نمازوں کے اوقات میں، تہجد کے وقت،

سوتے وقت، بیدار ہونے کے بعد، دوستوں سے فارغ ہوکر مسواک فرماتے تھے۔حتیٰ کہ مرض وفات میں بھی آپ ﷺ نے مسواک کی طرف دیکھا۔امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:

{ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنَ بْنَ أَبِیْ بَکْرٍ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ ، وَأَنَا مُسْنِدَتَهٗ اِلٰی صَدْرِیْ ، وَمَعَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سِوَاک رَطْبٍ یَسْتَنُّ بِہٖ ، فَأَبْدَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَصَرَهٗ ،فَرَ أَیْتُهٗ یَنْظُرُ اِلَیْهِ، وَعَرَفْتُ أَنَّهٗ یُحِبُّ السِّوَاکَ، فَأَخَذْتُ السِّوَاکَ ، فَقَصِمْتُهٗ وَنَفَضْتُهٗ وَطَیَّبْتُهٗ ، ثُمَّ دَفَعْتُهٗ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاسْتَنَّ بِہٖ ، فَمَا رَأَیْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَنَّ اِسْتِنَانًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ ، فَمَا عَدَا أَنْ فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ یَدَهٗ أَوْ اِصْبَعَهٗ ، ثُمَّ قَالَ :فِی الرَّفِیْقِ الْأَعْلٰی ثَلَاثًا ، ثُمَّ قَضٰی وَکَانَتْ تَقُوْلُ : اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَیَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّیَ فِیْ بَیْتِیْ وَفِیْ یَوْمِیْ ، وَبَیْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ، وَأَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَیْنَ رِیْقِیْ وَرِیْقِہٖ عِنْدَ مَوْ تِہٖ} (رواه البخاری)

مرض الوفات میں میرے بھائی عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اس وقت پیارے پیغمبر ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی نگاہ بار بار مسواک کی طرف اٹھ رہی ہے۔فرماتی ہیں کہ میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک فرمانا چاہتے ہیں امّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی سے مسواک لے کر اور اسے اپنے دانتوں سے نرم کر کے آپ ﷺ کو دیا تو آپ ﷺ نے مسواک فرمایا،اور اتنے اچھے انداز سے فرمایا کہ میں نے کبھی اس طرح مسواک کرتے ہوئے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا۔مسواک سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک یا انگلی مبارک کو اوپر کی طرف اٹھاتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا"فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی"۔

امّ المؤمنین باقی ازواج مطہرات پر اس بنا پر فخر فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ نے مجھ پر خاص انعام فرمایا کہ آپ ﷺ کی وفات میرے گھر میں،میری باری پر، اس حالت میں ہوئی کہ آپ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔اور وفات کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے اور آپ ﷺ کے لعاب دہن کو جمع فرمادیا۔

☆ ایک مرتبہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس قدر کثرت سے کیوں مسواک فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ملائکہ علیہم السلام سے میری گفتگو ہوتی ہے اور ان کو بو سے نفرت ہے۔

☆ علمائے کرام لکھتے ہیں کہ مسواک کی فضیلت میں چالیس احادیث وارد ہوئی ہیں: جیسا کہ بخاری شریف کی ایک روایت میں اس طرف اشارہ موجود ہے: {لَقَدْ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السَّوَاكِ} پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم سے مسواک کے متعلق بہت کچھ کہا ہے۔

مسواک کی لمبائی

جہاں پیارے پیغمبر ﷺ نے مسواک کی فضیلت و اہمیت کو بیان فرمایا ہے تو وہیں اس کے کرنے کا طریقہ، اس کی لمبائی و موٹائی کے بارے میں بھی ہدایات دی ہیں۔ چنانچہ حضرت عطا بن ابی رباحؒ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابتدا میں مسواک کی لمبائی ایک بالشت ہونی چاہئے لیکن بعد میں کم ہو جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

(سنن کبریٰ: ج ا ص ۴۵: رد المختار، ج ا ص ۸۵)

مسواک پکڑنے کا طریقہ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مسواک پکڑنے کا مسنون طریقہ اس طرح مروی ہے کہ: مسواک دائیں ہاتھ میں اس طرح پکڑیں کہ انگوٹھا اور چھنگلی مسواک کے نیچے اور باقی تین انگلیاں اوپر ہوں، مٹھی باندھ کر پکڑیں، اور پہلے اوپر کے دانتوں کی لمبائی میں داہنی طرف مسواک کریں، پھر بائیں طرف، اسی طرح پھر نیچے کے دانتوں میں پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف کریں۔ اور دلیل اس کی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی وہ حدیث ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ ہر کام میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے، یہاں تک کہ کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں بھی۔ اور امّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ:

{ كَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ : أَلْيُمْنٰى لِطُهُوْرِهٖ وَلِطَعَامِهٖ ، وَكَانَتِ الْيُسْرٰى لِخَلَا ئِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ أَذًى } (رواہ احمد)

پیارے پیغمبر ﷺ کا داہنا ہاتھ پاکی حاصل کرنے اور کھانے کے لئے ہوتا تھا، اور بایاں استنجاء اور دیگر حسیس کاموں کے لئے۔

☆ ایک بار مسواک کرنے کے بعد مسواک کو منہ سے نکال کر نچوڑیں اور از سر نو پانی سے دھو کر کریں، اس طرح تین بار کریں، اس کے بعد مسواک کو دھو کر دیوار وغیرہ سے کھڑی کر کے رکھ دیں، زمین پر ویسے ہی نہ رکھیں۔ (کہ اس میں

جنون یا کینسر ہونے کا خطرہ ہے)

☆ جمہور فقہاء کے نزدیک مسواک زبان پر طولاً لمبائی اور دانتوں پر عرضاً یعنی چوڑائی میں کرنی چاہئے، لمبائی میں کر نے سے مسوڑھے زخمی ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ (بحر الرائق: ج۱ ص۲۱)

حضرت عطاء بن ابی رباح کی ایک مرفوع مرسل روایت سے ثابت ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ ا للّٰہِ ﷺ : اِذَا شَرِبْتُمْ فَاشْرِبُوْا مَصًّا وَاِذَا مَسْتَکْتُمْ فَاسْتَا کُوْا أَعْرَاضًا } (ابو داؤد)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم پیو تو گھونٹ گھونٹ کر کے پیو، اور جب تم مسواک کرو تو عرضاً کرو۔

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ:

{ وَھُوَ یَسْتَاکُ ،وَطَرَفُ السِّوَاکِ عَلٰی لِسَانِہٖ وَھُوَ یَقُوْلُ عَأْ، عَأْ } (سنن نسائی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک فرمارہے تھے، مسواک کا کونہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر تھا۔ اس وقت: عأ، عأ' کی آواز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلق سے نکل رہی تھی۔ (جیسے کہ کوئی شخص قے کے وقت آواز نکالتا ہے)۔

مسواک کی صفائی

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:

{ کَانَ نَبِیُّ اللّٰہِ ﷺ یَسْتَاکُ ، فَیُعْطِنِیْ السِّوَاکَ لِأَغْسِلَہُ ، فَأَبْدَأُ بِہٖ فَأَسْتَاکُ ثُمَّ أَغْسِلُہُ وَأَدْفَعُہُ اِلَیْہِ } (سنن ابو داؤد :ص ۸۳ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کر کے مجھے دیے دیا کرتے تھے تاکہ میں اُس کو دھودوں، لیکن میں پہلے اس سے اپنے دانت صاف کرتی، اس کے بعد دھو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیتی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک کی مسواک دوسرا بھی استعمال کر سکتا ہے۔ اور یہ بھی کہ مسواک کرنے کے بعد اسے دھودینا چاہئے۔

مسواک کیسی ہو

☆ مسواک موٹائی میں ایک انگلی سے زیادہ موٹی نہ ہو، سیدھی ہو اور اس کا سرا نہ تو زیادہ سخت ہو اور نہ ہی زیادہ نرم بلکہ درمیانی حالت میں ہو (ردالمختار: ج ا ص ۸۵)

☆ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل باتوں کا بھی خیال رکھنا مسواک میں ضروری ہے:

زہریلے درخت کی مسواک نہ ہو، کانٹے دار نہ ہو، سخت لکڑی نہ ہو، نرم لکڑی ہو، اس کا برش باریک اور نرم کیا گیا ہو، اور جب مسواک کم ہوتے ہوتے چار انگلیوں کی مقدار سے بھی کم رہ جائے تو پھر اس سے مسواک نہ کرے۔

مسواک کس درخت کی ہو

پیلو (اراک)

مسنون یہ ہے کہ مسواک پیلو کی لکڑی کی ہو: اس لئے کہ پیلو کے درخت کی مسواک کو پیارے پیغمبر ﷺ نے پسند فرمایا ہے جس کے بے پناہ فوائد ہیں مثلاً: مسوڑھوں کو طاقتور بنانا، حافظہ کو مضبوط بنانا، بلغم خارج کرنا، بینائی کو تیز کرنا، بھوک بڑھانا اور قبض رفع کرنا وغیرہ۔ امام حلبیؒ فرماتے ہیں پیلو کا مسواک افضل ہے اور اس کے بعد زیتون کا درجہ ہے۔ (مراقی الفلاح ص ۳۳)

نیم کی مسواک:

یہ بھی بہت سے فوائد رکھتی ہے مثلاً: منہ کی بدبو کا اور دانتوں کے کیڑوں کا خاتمہ، چہرے اور جسم پر پھوڑے پھنسی ہوں تو اس کے استعمال سے خون صاف ہو جاتا ہے اور یہ تمام شکائتیں دور ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ:

زیتون، بادام اور اخروٹ کی مسواک

زیتون، بادام اور اخروٹ کی مسواک بھی بہت فائدہ مند ہے۔ زیتون کی مسواک کے بارے میں علامہ طحطاویؒ نے حاشیہ درمختار میں طبرانی سے ایک حدیث بھی نقل کی ہے:

{ نِعْمَ السَّوَاک الزَّيْتُوْن مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ وَهُوَ سَوَاكِىْ وَسَوَاكُ الْاَنْبِيَاءِمِنْ قَبْلِىْ۔} (حاشیہ درمختار، کنز العمال: ج۸ص ۳۲۱)

زیتون کے درخت کی مسواک بہترین مسواک ہے، وہ میری مسواک ہے اور اُن انبیاء علیہم السلام کی مسواک ہے جو مجھ سے پہلے تھے۔

مسواک کس درخت کی نہ ہو

بعض درخت ایسے ہیں جن سے مسواک بنانے کو حضرات علماء کرام نے منع فرمایا ہے مثلاً: کسی زہریلے درخت کی مسواک بنانا، اسی طرح انار، بانس، ریحان، چنبیلی اور کیلے کے درخت کی مسواک بنانے کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ (درمختار وحاشیہ طحطاوی)

مسواک کرنے کی نیت

تمام اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ {اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ} تمام اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے: اس لئے اگر ہم وہ تمام کام جو دن رات میں بطور عادت کرتے ہیں ان میں تھوڑی سی نیت کی تبدیلی سے ان کو عبادت بنالیں تو کتنا بڑا فائدہ ہوگا کہ دنیا بھی بن جائے گی اور دین بھی، اسی طرح مسواک کرنے میں اگر ہماری صرف یہ نیت ہو کہ دانت صاف ہو جائیں تو دانتوں کی صفائی حاصل ہو جائے گی لیکن اگر اس لئے مسواک کریں کہ پیارے پیغمبر ﷺ کی سنت زندہ ہو جائے تو دانتوں کی صفائی کے ساتھ ساتھ سنت کے احیاء کا ثواب بھی حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی بھی۔

مسواک کرتے وقت یہ دعا پڑھیں:

{اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ تَسْوِيْكِيْ هٰذَا تَمْحِيْصًا لِذُنُوْبِيْ وَمَرْضَاةً لَكَ يَا سَيِّدِيْ وَبَيِّضْ وَجْهِيْ كَمَا تُبَيِّضُ بِهٖ اَسْنَانِيْ۔} (غاية الادراك)

یا اللہ! میرا یہ مسواک کرنا میرے گناہوں کو صاف کرنے کا ذریعہ بنا، اور اے میرے مولیٰ! اس کو اپنی رضامندی کا ذریعہ بنا، اور میرا چہرہ بھی منور فرما، جیسے آپ نے اس کے ذریعہ میرے دانت سفید فرمائے۔

دوسری دعاء

{ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ فَمِيْ وَنَوِّرْ قَلْبِيْ وَطَهِّرْ بَدَنِيْ وَحَرِّمْ جَسَدِيْ عَلَى النَّارِ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ } (البنایہ شرح الهداية)

اے اللہ میرا منہ پاک کر دیجئے، اور میرا دل منور فرما دیجئے، اور میرا بدن پاک فرما دیجئے، اور میرے جسم کو آگ پر حرام فرما دیجئے، اور اپنی رحمت سے اپنے صالحین اور نیکوکار بندوں میں شمار فرما دیجئے۔

حضرات صحابہ کرامؓ کے ہاں مسواک کا اہتمام

حضرات صحابہ کرامؓ کے ہاں مسواک کا بڑا اہتمام تھا، اُس زمانے میں آج کی طرح جیب اور پاکٹ لگانے کا دستور نہیں تھا اس لئے لوگ حضر میں اپنے کانوں پر یا عمامہ کے بیچ میں مسواک رکھتے تھے۔ صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ اور رسول اللہ ﷺ کے دیگر صحابہؓ جب شام کے وقت مسجد آتے تو مسواک ان کے کانوں پر ہوا کرتی تھی۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَسْوِكَتَهُمْ خَلْفَ اٰذَانِهِمْ يَسْتَنُّوْنَ بِهَا لِكُلِّ صَلٰوةٍ }

حضرات صحابہ کرامؓ کی مسواکیں ان کے کانوں کے پیچھے ہوا کرتی تھیں، اس کے ذریعے ہر نماز کے وقت مسواک کیا کرتے تھے۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ السِّوَاكُ مِنْ أُذُنِ النَّبِيِّ ﷺ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ أُذُنِ الْكَاتِبِ } (رواہ البیہقی)

پیارے پیغمبر ﷺ کے کانوں پر مسواک اس طرح رکھی ہوتی تھی جس طرح کاتب کے کانوں پر قلم رکھی ہوتی ہے۔ اور جہاد کے موقع پر حضرات صحابہ کرامؓ اپنی مسواکیں تلوار کے قبضہ اور دستہ میں لگائے رکھتے تھے۔

حضرت واثلہ بن اسقعؓ فرماتے ہیں کہ:

{ كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُوْثِقُوْنَ مَسَاوِيْكِهِمْ فِيْ ذَوَائِبِ سُيُوْفِهِمْ }

صحابہ کرام اپنی مسواکیں تلواروں کے دستوں میں (اور عورتیں اپنے دوپٹوں میں لگائے رکھتی تھیں)۔

(اتحاف الخیر ص ۴۷ ج ۱، شمائل کبری: ص ۸۶ ج ۶)

اس سے معلوم ہوا کہ مسواک ہر وقت انسان کو اپنے پاس رکھنی چاہئے، تا کہ جہاں بھی ضرورت ہو مسواک استعمال کر سکے۔ ☆ حضرت حسان بن عطیہؓ فرماتے ہیں کہ مسواک کرنا نصف ایمان ہے اور وضو بھی نصف ایمان ہے۔

☆ حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مسواک کو لازم کرلو، اس میں کوتاہی نہ کرو، اور اس کو ہمیشہ کرتے رہو، کیونکہ اس میں حق تعالیٰ شانہ کی رضا ہے، اور اس سے نماز کا ثواب ۹۹ یا چار سو گنا بڑھ جاتا ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ السِّوَاکَ لَیَزِیْدُ الرَّجُل فَصَاحَۃ }

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسواک انسان کی فصاحت میں اضافہ کرتی ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک قوت حافظہ کو بڑھاتی ہے، اور بلغم کو دور کرتی ہے۔

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک کو لازم کرلو اس میں غفلت نہ کرو کیونکہ مسواک میں چوبیس خوبیاں ہیں: ان میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اللہ راضی ہوجاتا ہے، مالداری اور کشادگی پیدا ہوتی ہے، منہ میں خوشبو پیدا ہوجاتی ہے، مسوڑھے مضبوط ہوجاتے ہیں، درد کو سکون ہوتا ہے، ڈاڑھ کا درد دُور ہوجاتا ہے، اور چہرے کے نور اور دانتوں کی چمک کی جہ سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں۔

☆ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مسواک میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء موجود ہے۔ (کنز العمال، ج۸ ص۳۱۱)

☆ ایک اور روایت میں ہے کہ: مسواک جذام اور برص جیسے موذی امراض کا قلع قمع کردیتا ہے، اور موت کے سوا تمام امراض کے لئے شفاء ہے۔ (ردالمختار، ج۱ ص۸۵)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسواک میں دس خصلتیں ہیں:

{ عَلَیْکُمْ بِالسِّوَاکِ فَاِنَّہٗ مُطَھَّرَۃٌ لِلْفَمِ ،مَرْضَاۃٌ لِلرَّبِّ، مُفَرِّحَۃٌ لِلْمَلَآئِکَۃِ ، یَزِیْدُ الْحَسَنَاتِ ، وَھُوَ مِنَ السُّنَّۃِ ، وَیَجْلُوالْبَصَرِ ، ویذھب الحفر ، ویشد اللثۃ ، ویذھب البلغم ، ویطیب الفم }

تم مسواک کو لازم پکڑو کہ اس سے دانتوں کی زردی دور ہوتی ہے، منہ کو صاف کرتی ہے، اور اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے، ملائکہ خوش ہوتے ہیں، نماز کے ثواب میں اضافہ، سنت کا اتباع، بینائی کو تیز اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے جسم کی تندرستی یہ سب امور حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں مسواک منہ کی صفائی اور آنکھوں کی بینائی کے لئے مجرب ہے۔ (ابن ابی شیبہ، ج۱ ص۱۷۰)

☆ جو آدمی ہمیشہ مسواک کرتا ہے اس کی برکت سے دردسر سے نجات مل جاتی ہے۔

وہ اوقات جن میں مسواک کرنا سنّت یا مستحب ہے

ا: دن کو یا رات کو سونے کے بعد اٹھنے پر۔

سونے کی وجہ سے منہ اور دانت گندے اور بدبو دار ہو جاتے ہیں، اور معدے کے فاسد بخارات منہ کی جانب آتے ہیں جس سے منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس لئے مسواک کی ضرورت ہوتی ہے۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:

{كَانَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلاَ نَهَارٍ فَيَسْتَيْقَظُ اِلَّا يَتَسَوَّكُ قَبْلَ اَنْ يَّتَوَضَّأَ۔} (مسند احمد ، سنن ابوداؤد)

پیارے پیغمبر ﷺ کا معمول تھا کہ دن یا رات میں جب بھی آپ ﷺ سوکر اٹھتے تو اٹھنے کے بعد وضو کرنے سے پہلے مسواک ضرور فرماتے۔

اور امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوْ ضَعُ لَهٗ وُضُوْ ئُهٗ وَ سِوَاكُهُ فَإِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ تَخَلَّى ثُمَّ اسْتَاكَ } (رواه ابو داؤد۸۴)

پیارے پیغمبر ﷺ کے لئے (رات کے وقت) مسواک رکھ دی جاتی تھی ،اور وضو کے لئے پانی بھی رکھ دیا جاتا تھا، آپ ﷺ رات کو بیدار ہونے کے بعد پہلے استنجاء کے لئے تشریف لے جاتے پھر مسواک فرماتے تھے۔

☆ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ} (رواه مسلم)

پیارے پیغمبر ﷺ جب رات کو اٹھ کھڑے ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

☆ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ: میں نے ایک رات پیارے پیغمبر ﷺ کے پاس گزاری ،پس میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ رات کے آخری حصہ میں نیند سے بیدار ہوئے ، اور آسمان کی طرف دیکھ کر سورۃ آل عمران کی آخری آیات {اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ} سے آخر تک کی تلاوت فرمائی :{ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ

قَامَ فَصلّٰی} پھر گھر کی طرف لوٹے اور وضو کے لئے رکھا ہوا پانی لیا اور مسواک لے کر مسواک کرنا شروع فرمادیا۔اور فرمایا
{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ رَكْعَتَيْنَ ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَسْتَاكُ }

کہ: پیارے پیغمبر ﷺ رات کو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے اور مسواک فرماتے۔(اسی طرح ہر دو رکعت کے بعد فرماتے)۔ (سنن ابن ماجہ:ص ۱۳۰)

☆ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :كَانَ لَا يَتَعَارُ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةً اِلَّا أجْرَى السِّوَاكُ عَلٰى فِيْهِ }

پیارے پیغمبر ﷺ رات کی کسی گھڑی میں بھی بیدار نہیں ہوتے تھے مگر مسواک آپ کے منہ میں ہوتی تھی۔(یعنی جب بھی بیدار ہوتے بیداری کے فوراً بعد مسواک فرماتے تھے)۔

☆ اسی طرح حضرت ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ رات کے وقت دو تین مرتبہ مسواک فرماتے تھے۔

۲: وضو کرتے وقت

اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

{ لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءِ }۔ (مسلم)

اگر مجھے اپنی امت کی مشکل کا ڈر نہ ہوتا تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔

۳: قرآن مجید کی تلاوت کے لئے

ائمہ اربعہ کے نزدیک قرآن کریم کی تلاوت کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے۔ (بحر الرائق)

{ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:أَنَّ أَفْوَاهَكُمْ طُرُقٌ لِلْقُرْآنِ فَطَهِّرُوْهَا بِالسَّوَاكِ} (رواه ابو نعيم،وابن ماجه:ص۱۳۱ ج۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: تمہارے منہ قرآن کے راستے ہیں اس لئے ان کو مسواک کے ذریعہ خوب پاک صاف رکھا کرو۔

ایک روایت میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا تَسَوَّكَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَامَ الْمَلَكُ خَلْفَهٗ فَيَسْتَمِعُ قِرَآئَتَهٗ فَيَدْنُوْا

مِنْهُ أَوْ كَلِمَةً نَحْوُهَا حَتّٰى يَضَعَ فَاهُ عَلٰى فِيْهِ فَمَا يَخْرُجُ مِنْ فِيْهِ شَيْئٌ مِّنَ الْقُرْآنِ إِلَّا صَارَ فِيْ جَوْفِ الْمَلَكِ فَطَهِّرُوْا أَفْوَاهَكُمْ لِلْقُرْآن} (الترغيب والترہیب ۱)

جب بندہ مسواک کر کے نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو فرشتے بھی اس کے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور قرآن مجید سنتے ہیں، اور قرآن کریم کی لذت اور مسواک کی حلاوت سے (مارے اشتیاق کے) نمازی کے اتنے قریب ہوجاتے ہیں کہ اس کے منہ کے ساتھ اپنا منہ لگا لیتے ہیں، پس جو بھی کلمہ قرآن اس نمازی کے منہ سے نکلتا ہے وہ فرشتہ کے پیٹ میں داخل ہو جاتا ہے، اس لئے اپنے منہ کو قرآن کے لئے پاک کرلیا کرو۔

مطرف بن سمرہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : طَيِّبُوْا أَفْوَاهَكُمْ بِاالسَّوَاكِ ، فَإِنَّهَا طُرُقُ الْقُرْآن }

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے مونہوں کو مسواک کے ذریعہ پاک کرو، پس بیشک یہ قرآن کے راستے ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت مسواک کرنا مسنون ہے اس لئے اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

حفظ قرآن کریم کے طلباء کے لئے

قرآن کریم حفظ کرنے والے طلباء چونکہ ہر وقت تلاوت قرآن میں مصروف رہتے ہیں، اس لئے انہیں خاص طور پر مسواک کا اہتمام کرنا چاہئے کہ مسواک کی فضیلت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں مسواک کی برکت سے قوت حافظہ بھی نصیب ہوگا۔حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ { اَلسَّوَاکُ يَزِيْدُ فِي الْحِفْظِ وَيذْهَبُ الْبَلْغَم }مسواک کرنا حافظہ کو بڑھاتا ہے، اور بلغم کو دفع کرتا ہے۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ کا واقعہ

ابراہیم نخعیؒ جو مشہور و جلیل القدر تابعی ہیں اور امام اعظمؒ کے مخصوص اساتذہ میں سے ہیں ان کے متعلق منقول ہے کہ وہ جو کچھ پڑھتے تھے سب بھول جاتے تھے اور یاد نہیں رہتا تھا۔ایک رات انہیں خواب میں پیارے پیغمبر ﷺ کی زیارت

نصیب ہوئی تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں جو پڑھتا ہوں بھول جاتا ہوں، یاد نہیں رہتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان چند چیزوں پر عمل کرو۔ کم کھاؤ، کم سوؤ، قرآن کریم کی زیادہ تلاوت کرو، نماز کثرت سے پڑھو، ہر نماز کے واسطے وضو کیا کرو، اور ہر وضو میں مسواک کیا کرو۔ ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ جب میں نیند سے بیدار ہوا اور پیارے پیغمبر ﷺ کی وصیت پر عمل کیا تو میں تھوڑی ہی مدت میں لوگوں کا پیشوا بن گیا۔ (فضائل مسواک: ص ۶۰)

۴: حدیث شریف پڑھنے پڑھانے کے لئے

علم پڑھے یا پڑھائے یا مجالس علم میں حاضر ہو اور ہر ایسا کام جس کا تعلق بھلائی سے ہو تو مسواک کا اہتمام کر لے کیونکہ اللہ کے فرشتے علم کی مجالس میں حاضر ہوتے ہیں اور ان کو اس بات سے ایذاء پہنچتی ہے جس سے کسی آدمی کو ایذاء پہنچتی ہے۔ پیارے پیغمبر ﷺ حضرات صحابہ کرامؓ کی مجلس میں تشریف لیجانے سے قبل مسواک فرماتے تھے، اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ مجلس میں جاتے وقت مسواک کرنا مستحب ہے۔

۵: منہ میں بدبو پیدا ہو جانے کے وقت

منہ میں کسی بھی وجہ سے بدبو پیدا ہو جانے کے وقت یا دانتوں کے رنگ میں تغیر پیدا ہونے پر مسواک کرنا مسنون وضروری ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ لوگ آپ ﷺ کے پاس بغیر مسواک کئے آجاتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: { مَالِیْ اَرَاکُمْ تَأْتُوْنَ قَلْحًا اِسْتَاکُوْا۔۔الخ} (رواہ احمد:۲۱۴:مجمع الزوائد)

کیا بات ہے تم پیلے پیلے دانتوں کے ساتھ چلے آتے ہو، مسواک نہیں کرتے، (اگر مجھے تمہارے اُوپر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو تم پر وضو کے وقت مسواک فرض کر دیتا) مسواک کیا کرو۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

{ مَالَکُمْ تَدْ خُلُوْنَ عَلَیَّ قَلْحًا اِسْتَاکُوْا۔۔الخ} (رواہ احمد)

تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم اس حالت میں میرے پاس آتے ہو کہ تمہارے دانت زرد ہوتے ہیں، مسواک کیا کرو۔

اسلام ایک اجتماعی دین ہے اس لئے اسلام اپنے پیرو کاروں کو اس کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے راحت وسکون کا باعث بنیں اور جب ایک دوسرے سے ملیں تو اچھی صورت اور پاکیزہ خوشبو کے ساتھ ملیں تاکہ ان میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیدا ہو تنفر نہ ہو۔ اور دانتوں کے میلے اور زرد ہونے اور بدبودار ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کو اور

اہل مجلس کو تکلیف ہوتی تھی ،اور لوگوں کو گھن آتی تھی اس لئے پیارے پیغمبر ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جب منہ کی بو بدل جائے تو مسواک کی جائے تا کہ دانت پیلے ہونے نہ پائیں اور اس کے منہ کی بدبو کی وجہ سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

٦: گھر میں داخل ہونے کے وقت:

امّ المؤمنین حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ بَدَأَ بِالسِّوَاكِ } (رواہ مسلم ،واحمد)

پیارے پیغمبر ﷺ جب باہر سے گھر تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے مسواک فرماتے تھے۔

حضرت شریح بن ھانیؒ سے روایت ہے کہ:

{سَأَلْتُ عَائِشَةَ ؓ بِاَيِّ شَئٍ كَانَ يَبْدَأُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ قَالَتْ بِالسَّوَاكِ} (مسلم)

شریح بن ھانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امّ المؤمنین حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب باہر سے گھر تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے آپ ﷺ مسواک فرماتے تھے۔

٧: گھر سے نکلتے وقت

حضرت زید بن خالد الجہنیؓ فرماتے ہیں کہ:

{ مَاكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ شَيْئٍ لِشَيْئٍ مِّنَ الصَّلٰوتِ حَتّٰى يَسْتَاک}

نبی کریم ﷺ جب گھر سے نماز کے لئے نکلتے تو مسواک کر کے نکلتے تھے۔ (الترغیب ج ۱،ص ۳۵۰)

٨: لوگوں سے ملاقات کے وقت

ایک روایت میں ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ لوگوں کی ملاقات کے وقت بھی مسواک کیا کرتے تھے۔

(لمحات المفاتیح ج ۲)

٩: نماز تہجد کے وقت

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب رات کو آپ ﷺ تہجد کے لئے اٹھتے تو

مسواک سے اپنے دہن مبارک کی خوب صفائی فرماتے (اس کے بعد وضو فرماتے اور تہجد میں مشغول ہوجاتے۔ (بخاری ومسلم)

۱۰: مسجد، خانہ کعبہ یا حطیم میں داخل ہونے سے پہلے

مسجد میں جانے سے قبل اور اسی طرح حرمین شریفین میں اور حطیم میں داخل ہونے سے قبل مسواک کر لینی چاہیے چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ مسجد جاتے وقت مسواک اور کنگھی ساتھ رکھا کرتے تھے، اور آپ ﷺ داڑھی پر کنگھی فرماتے وقت آئینہ دیکھتے تھے۔

۱۱: حالت احرام میں مسواک کرنا

حالت احرام میں مرد اور عورت دونوں کے لئے مسواک کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ مسنون ہے۔اور امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں محرم کے لئے مسواک کرنے کو مسنون لکھا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَجْعٍ، وَهَلْ تَسوَّكَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ ؟ قَالَ نَعَمْ} (رواہ البیہقی ،سنن کبریٰ:ج۵)

پیارے پیغمبر ﷺ نے حالت احرام میں تکلیف کی وجہ سے پچھنا لگایا، کسی نے پوچھا کہ کیا آپ احرام کی حالت میں مسواک فرماتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔

۱۲: کسی بھی مجلس خیر میں جانے سے پہلے

حضرت عامریؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ پیارے پیغمبر ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میرے پاس آتے ہو اور تمہارے دانت زرد ہوتے ہیں اس لئے آنے سے پہلے مسواک کرلیا کرو۔(منہ میں بدبو ہو گی تو اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اس لئے کسی بھی مجلس میں شرکت سے پہلے مسواک کر لینی چاہیے)۔

۱۳: بیوی کے ساتھ مقاربت سے پہلے

مباشرت سے پہلے مسواک کرنا اور خوشبو ملنا بھی پیارے پیغمبر ﷺ سے ثابت ہے۔اس لئے کہ بدبو اور میلا کچیلا ہونا شہوت کو مردہ اور رغبت کو نفرت سے بدل دیتا ہے۔

۱۴: بھوک پیاس لگنے کے وقت

زیادہ وقت تک اگر آدمی کھائے پیئے نہیں تو نہ کھانے کی وجہ سے منہ میں بو پیدا ہو جاتی ہے، اس وجہ سے آپ

مسواک کرنے کا حکم دیتے تھے۔ (سنن کبریٰ:ص ۱۴۱)

۱۵: سحری کے وقت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوع روایت ہے کہ: میری امت کے لئے اگر مشقت کی بات نہ ہوتی تو میں سحر کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ (اتحاف: ج۲ص ۳۵۰)

رات میں سحری کے وقت جب آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک ضرور فرماتے، اس لئے کہ سونے کی وجہ سے منہ اور دانت گندے اور بدبودار ہو جاتے ہیں، اور معدے کے فاسد بخارات منہ کی جانب آتے ہیں جس سے منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس لئے مسواک کی ضرورت ہوتی ہے۔ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رات میں آرام فرماتے، پھر بیدار ہوتے تو مسواک فرماتے، وضو فرماتے، وتر پڑھتے۔ (مسند احمد:ص ۱۲۳)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی رات کو اٹھے اور نماز تہجد پڑھے تو اسے چاہئے کہ مسواک کرے۔

۱۶: غسل سے پہلے

غسل سے پہلے مسواک کرنا بعض فقہاء کے نزدیک مستحب ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب طہارۃ صغریٰ یعنی وضو کے لئے مسواک کرنا مشروع ہے تو طہارۃ کبریٰ یعنی غسل کے لئے بدرجہ اولیٰ مشروع ہوگی۔

۱۷: موت کے آثار پیدا ہو جانے سے پہلے

پیارے پیغمبر ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مسواک کرنے کی ایسی ترغیب دی تھی کہ وہ کسی بھی وقت اس سے غافل نہیں ہوتے تھے، حتیٰ کہ موت کے وقت بھی مسواک کی سنت پر عمل کئے بغیر نہیں رہتے تھے، چنانچہ سیدنا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب کافر سولی دینے لگے تو اس وقت بھی آپ مسواک فرما رہے تھے۔ اور خود پیارے پیغمبر ﷺ کا واقعہ آپ اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں کہ مرض الوفات میں جب امّ المؤمنین کے بھائی حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ آپ ﷺ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، آپ ﷺ مسواک کی طرف دیکھنے لگے تو امّ المؤمنین حضرت عائیشہؓ نے فرمایا میں آپ کے لئے مسواک لے لوں؟ آپ ﷺ نے سر سے اشارہ کیا اور امّ المؤمنین نے حضرت عبد الرحمن سے مسواک لے کر اور نرم کر کے آپ ﷺ کو دی، تو آپ ﷺ نے مسواک فرمائی۔

☆ ملا علی قاریؒ نے مشکوٰۃ المصابیح کی شرح میں بیان کیا ہے کہ مسواک کے ستر فائدے ہیں اور ان میں سے ادنیٰ

درجہ کا فائدہ یہ ہے کہ موت کے وقت کلمۂ شہادت نصیب ہوتا ہے۔

۱۸: کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

{ لَقَدْ كُنْتُ أَسْتَنُّ قَبْلَ أَنْ أَنَامُ وَبَعْد مَا اسْتَيْقَظُ ، وَقَبْلَ أَنْ أُكُل وَبَعْدَأَنْ اٰكُلُ حِيْنَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَا قَال } (ابن ابی شیبه ، واحمد۲۰۰۴)

میں سونے سے قبل بھی اور بعد بھی ، اور کھانا کھانے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی مسواک کرتا ہوں۔جب سے کہ میں نے آپ ﷺ سے مسواک کے بارے میں سنا ہے۔اورحضرت ابن عمرؓ اس وقت تک کھانا نہ کھاتے تھے جب تک مسواک نہ فرمالیتے تھے۔

۱۹: سفرمیں جانے سے پہلے

سنت ہے کہ سامان سفر میں مسواک بھی رکھے کہ بسا اوقات سفر میں مسواک نہ ملنے کی وجہ سے اس کے فضائل اور فوائد سے محرومی ہوجاتی ہے۔امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ پیارے پیغمبرﷺ جب سفر فرماتے تو اپنے ساتھ مسواک، پیشاب دانی، کنگھا،سرمہ دانی اور آئینہ لیجاتے تھے۔ (مجمع الزوائد)

۲۰: سفرسے آنے کے بعد

سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہونے کے بعد مسواک کرنا مسنون ہے،جیسا کہ اس سے قبل امّ المؤمنین کی روایت آپ پڑھ چکے ہیں کہ گھر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا عمل آپ ﷺ کا مسواک کرنا ہوتا تھا۔

۲۱: سونے سے پہلے:

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ پیارے پیغمبرﷺ رات کو جب باہر سے واپس گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسواک فرماتے تھے۔(اور رات کو سونے سے قبل مسواک کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ منہ میں غذا کے جو اجزاء رہ جاتے ہیں وہ صاف ہوجاتے ہیں،اور صبح تک منہ میں بدبو نہیں پیدا ہوتی۔ (الترغیب والترہیب ج ا،ص ۳۵۰)

۲۲: جمعہ کے دن مسواک کرنے کا اہتمام

جمعہ کے دن مسلمانوں کا نماز جمعہ کیلئے اجتماع ہوتا ہے اس لئے پیارے پیغمبرﷺ نے خصوصیت سے مسواک

کرنے کا حکم دیا تا کہ کسی کے منہ کی بدبو کی وجہ سے کسی دوسرے مسلمان کو اذیت نہ پہنچے۔

چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ جُمْعَةٍ مِّنَ الْجُمَعِ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ جَعَلَہُ اللّٰہُ عِیْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طِیْبٌ فَلَا یَضُرُّہٗ اَنْ یَّمَسَّ مِنْہُ وَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَاکِ۔} (رواہ مالک ، وابن ماجه وھو عن ابن عباسؓ)

ایک بار پیارے پیغمبر ﷺ نے جمعہ کے دن ارشاد فرمایا: اے مسلمانو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے جمعہ کے اس دن کو تمہارے لئے عید کا دن بنایا ہے اس لئے اس دن غسل بھی کیا کرو، اور جس کے پاس خوشبو ہو تو وہ خوشبو بھی لگائے، اور جمعہ کے دن تم پر مسواک کرنا ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، مسواک کرتا ہے، اچھے کپڑے پہنتا ہے، اپنے گھر سے خوشبو لگاتا ہے، پھر مسجد آتا ہے اور سلام کرتا ہے، اور لوگوں کی گردنوں کو نہیں پھاندتا، اور نماز پڑھتا ہے۔ اور جب امام (لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے) نکلتا ہے تو خاموش ہو جاتا ہے، تو اس کے لئے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے (درمیان ہونے والے) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مسند طیالسی)

حضرت ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ أَلْغُسْلُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ وَأَنْ یَّسْتَنَّ وَاَنْ یَّمَسَّ طِیْبًا اِنْ وَجَدَ} (مسلم : احمد۳۰۳)

ہر بالغ آدمی پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے، اور یہ کہ مسواک کرے اور جو خوشبو اُس کو میسر ہو وہ لگائے۔

۲۳: نماز کے وقت مسواک کرنا

نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت، اگر وضو اور نماز کے درمیان زیادہ فصل ہو گیا ہو۔ (لیکن اس میں یہ خیال رہے کہ منہ سے خون نہ نکلے ورنہ وضو ٹوٹ جائے گا)۔ احناف کا مسلک یہ ہے کہ مسواک وضو کی سنتوں میں سے ہے نماز کی سنن میں سے نہیں۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (بذل المجهود، ج ۱، ص ۳۰) پر لکھتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب نماز کے لئے

وضو کریں تو مسواک کر لیں، یہ مطلب نہیں کہ جب نماز شروع کرنے لگیں تو مسواک کریں۔ جبکہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک مسواک کرنا ہر نماز کے لئے مسنون ہے چاہے وہ فرض نماز ہو یا نفل۔ جبکہ اسحاق بن راہویہ نماز کے لئے مسواک کو واجب قرار دیتے ہیں۔ (احکام الطہارۃ: ص ۷۰۹)

۲۴: مسواک کتنی مرتبہ کی جائے

بعض فرماتے ہیں کہ کم از کم مقدار مسواک کرنے کی جس سے سنت کا اجر و ثواب حاصل ہو تین مرتبہ اوپر کے دانتوں پر کرنا ہے اور تین مرتبہ نیچے کے دانتوں پر، اور بعض نے ایک مرتبہ کو کم از کم مقدار بیان کیا ہے۔ (حاشیہ ابن عابدین: ۱، ۱۱۴)

۲۵: روزہ دار کے لئے مسواک

جس طرح نماز اور جمعہ کے لئے مسواک کا حکم ہے اسی طرح روزہ دار کے لئے بھی مسواک کا حکم ہے، چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزہ دار کی بہترین عادات میں سے مسواک کرنا بھی ہے۔ (ابن ماجہ ص ۱۲۱)

حضرت عامر بن ربیعہؓ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو روزہ کی حالت میں اتنی مرتبہ مسواک کرتے دیکھا کہ میں اسے شمار بھی نہیں کر سکتا۔ (ترمذی ج ۱، باب السواک)

مسواک کے آداب

۱) مسواک سنت ہے، اور اس سے عبادات کا اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے۔

۲) مسواک صرف نماز اور وضو ہی کے لئے سنت نہیں بلکہ جب بھی منہ میں بد بو محسوس کریں مسواک کریں خصوصاً نیند سے بیدار ہونے کے بعد۔

(۳) جمعہ، عیدین اور مجالس میں شرکت کے لئے کرنا مستحب ہے۔

(۴) ذکر اور تلاوتِ قرآن سے قبل مسواک کرنا مستحب ہے۔

(۵) مسواک کا منہ نہ زیادہ نرم ہو نہ زیادہ سخت بلکہ درمیانی درجہ کا ہونا چاہئے۔

(۶) مسواک کی لکڑی سیدھی ہو اور اس میں بہت زیادہ گرہیں نہ ہوں۔

(۷) ایک انگلی کے برابر موٹی ہونی چاہئے۔

(۸) مسواک ابتداءً ایک بالشت کے برابر ہونی چاہئے، بعد میں اگر کم ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، بالشت سے زیادہ لمبی نہیں ہونی چاہئے۔

(۹) مسواک پہلے منہ کی دائیں جانب کریں پھر بائیں جانب۔

۱۰) مسواک کو مٹھی میں پکڑ کر نہ کریں کہ اس سے بواسیر کا مرض پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ (السعایہ:ص۱۹۹)

۱۱) چت لیٹ کر مسواک نہ کریں۔

(۱۲) مسواک کو چوسیں نہیں ہاں اگر نیا ہو تو پہلی مرتبہ چوس سکتے ہیں۔

۱۳) مسواک دائیں ہاتھ سے کرنا مستحب ہے۔ (شامی:ص ۱۱۴)

۱۴) مسواک کھڑی کر کے رکھنی چاہئے، زمین پر نہ ڈالی جائے کہ اس میں جنون کا خطرہ ہے، حضرت سعید بن جبیرؒ سے منقول ہے کہ جو شخص مسواک کو زمین پر رکھنے کی وجہ سے مجنون ہو جائے تو وہ اپنے نفس کے علاوہ کسی کو ملامت نہ کرے۔

۱۵) اگر مسواک خشک ہو تو اسے پانی میں بھگو کر تر کر لینا مستحب ہے۔ (طحطاوی:ص ۳۷)

۱۶) کم از کم تین مرتبہ مسواک کریں اور ہر مرتبہ پانی سے دھولیں۔

۱۷) مسواک نہ ہونے کی صورت میں شہادت کی انگلی سے مسواک کریں اور انگوٹھے سے بھی دانتوں کا ملنا درست ہے۔ (شامی)

۱۸) وضو میں مسواک مسنون ہے اسی طرح غسل میں بھی مسنون ہے۔ (الاذکار)

۱۹) بیت الخلاء میں مسواک کرنی مکروہ ہے۔ البتہ اٹیچ باتھ میں کر سکتے ہیں۔

۲۰) مسواک دونوں طرف سے استعمال نہ کی جائے۔

(۲۱) بائیں ہاتھ سے مسواک کرنا مکروہ ہے۔

۲۲) سونے سے قبل مسواک کرنا مسنون ہے۔

۲۳) مجلس یا اجتماع میں شرکت کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے۔

۲۴) ذکر اور تلاوتِ قرآن سے قبل مسواک کرنا مستحب ہے۔

۲۵) دوسرے کی مسواک بلا اجازت مکروہ ہے، اور اجازت ملنے پر اسے دھولینا چاہئے۔

۲۶) مسواک اس وقت تک کرے جب تک منہ کی بدبو زائل نہ ہو جائے۔ (شامی ص ۱۱۴)

۲۷) عین مسجد میں مسواک نہ کرے کہ اس سے منہ کی بدبو مسجد میں پھیلے گی، اور تھوک یا مسواک کے ریزے مسجد

میں گریں گے۔ (مرقات ج ۱ ص ۳۰۲)

۲۸) مسواک کو ہمیشہ اپنے پاس جیب وغیرہ میں رکھنا بہتر ہے تا کہ مسواک کی سنت پر عمل کرنا آسان ہو، صحابہ کرام ؓ اپنے کانوں پر یا پگڑی میں مسواک رکھتے تھے۔ (حدیث)

۲۹) سفر میں مسواک ساتھ رکھنا مسنون ہے۔

۳۰) مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی مسواک مسنون ہے۔

☆☆☆☆☆

مسواک کرنے کے فائدے

علماء کرام نے مسواک کے بہت سے فائدے شمار کئے ہیں۔نہایۃ الامل میں لکھا ہے کہ مسواک میں (۷۲) بہتّر فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ موت کے وقت کلمہ شہادت یاد آجاتا ہے، اور اس کے برخلاف بھنگ کھانے میں (۷۰) ستر نقصان ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ موت کے وقت کلمہ شہادت یاد نہیں آتا۔

☆ مسواک اللہ ربّ العزت کی رضا جوئی کا موجب ہے۔

☆ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

☆ مسواک کرنا نصف ایمان ہے۔

☆ موت کے سوا ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔

☆ منہ کی صفائی اور آنکھوں کی بینائی کا سبب ہے۔

☆ دردسر سے نجات کا ذریعہ ہے۔اور سر کی تمام رگوں کو سکون ملتا ہے۔

☆ نماز کے اجر وثواب میں مسواک کی وجہ سے زبردست اضافہ ہوجاتا ہے۔

☆ انسان کی فصاحت میں اضافہ کرتی ہے۔

☆ گھر سے مسواک کر کے نکلنے والے کے لئے فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

☆ قوتِ حافظہ کو بڑھاتی ہے۔

☆ ہمیشہ مسواک کرنے سے مالداری اور کشادگی پیدا ہوتی ہے۔

☆ منہ میں خوشبو پیدا ہوتی ہے۔اور کھانا ہضم کراتی ہے۔

☆ مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں، اور دانت کا درد دور ہوتا ہے۔

☆ ملائکہ کی خوشی اور مصافحہ کا ذریعہ ہے۔

☆ عقل وفراست میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

☆ زنا سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

☆ بچوں کی پیدائیش بڑھاتی ہے

☆ پیٹھ کو مضبوط کرتی ہے اور بڑھاپا دیر سے آتا ہے۔

☆ مسواک کے عادی کو مسواک کرنا بھول جائے جب بھی اسے اجر دیا جاتا ہے۔

☆ دنیا سے پاک وصاف ہوکر رخصت ہوتا ہے۔

☆ معدہ کو درست اور بدن کو قوی بناتی ہے۔

☆ بال اگاتا اور جسم کا رنگ نکھارتا ہے۔

☆ منی کی افزائیش ہوتی ہے۔

☆ جب آدمی مسواک کے ساتھ وضو کر کے نماز کے لئے جاتا ہے تو فرشتے اس کے پیچھے چلتے ہیں۔

☆ شیطان اس کی وجہ سے دور اور ناخوش ہوتا ہے۔

☆ فرشتے اس کے متعلق اعلان کرتے ہیں کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی پیروی کرنے والا ہے۔

☆ نزع میں آسانی اور کلمہ شہادت یاد دلاتی ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بیشمار فوائد مسواک کے علماء کرام نے ذکر فرمائے ہیں۔

نہر الفائق میں ہے کہ مسواک کے (۳۶) فوائد ہیں، جن میں سے کمتر درجہ منہ کی بدبو کا دور ہونا اور اعلیٰ درجہ موت کے وقت کلمہ پاک کا یاد آنا ہے۔

ربّ العالمین ہمیں مسواک سمیت تمام سنتوں پر عمل پیرا ہونیکی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا ربّ العالمین:

☆☆☆☆☆☆☆

غسل کے آداب و سنتیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

{ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا } (المآئدۃ:۶)

اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارے جسم کو (غسل کے ذریعے) خوب اچھی طرح پاک کرو۔

وَقَالَ: { وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا } (النساء:۴۳)

اور جنابت کی حالت میں بھی جب تک غسل نہ کرلو (نماز جائز نہیں) الایہ کہ تم مسافر ہو (اور پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھ سکتے ہو)۔

پیارے پیغمبر ﷺ نے جس طرح اپنے قول و عمل سے وضو کا طریقہ اور اس کے آداب سکھلائے اور بتلائے ہیں، اسی طرح غسل کا طریقہ اور اس کے آداب بھی تعلیم فرمائے ہیں۔ اس لئے صبح بیداری کے بعد اگر غسل فرض ہو تو غسل کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے، بلکہ جتنا جلدی ممکن ہو غسل کر لینا چاہئے۔ بعض لوگ غسل کرنے میں سستی اور غفلت و کوتاہی سے کام لیتے ہیں یہ انتہائی ناپسندیدہ بات ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ لَا تَدْخُلُ الْمَلَا ئِكَةُ بَيْتاً فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ ۔} (رواہ ابو داؤد، والنسائی)

جس گھر میں کسی جاندار کی تصویر یا جنبی یا کتا ہو تو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

غسل فرض ہونے کے اسباب

۱) خروج منی:

یعنی منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا، خواہ سوتے میں یا جاگتے میں، بے ہوشی میں یا ہوش میں، جماع کے ساتھ یا بغیر جماع کے، کسی خیال و تصور سے یا خاص حصے کو حرکت دینے سے، یا کسی غیر فطری طریقہ سے منی نکلتے ہی غسل کرنا فرض ہو جائے گا۔ (ہندیہ، مسائل غسل)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآء } (رواہ مسلم)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانی پانی سے ہے۔ (یعنی منی نکلنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے)۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ سے اُس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو (سو کر اٹھنے کے بعد اپنے کپڑے پر منی کی) تری محسوس کرے اور خواب (یعنی احتلام) اسے یاد نہ ہو (تو وہ کیا کرے)؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

{ یَغْتَسِلُ، وَعَنِ الرَّجُلِ یَرَی اَنَّہٗ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا یَجِدُ بَلَلًا ، قَالَ لَا غُسْلَ عَلَیْہِ ، قَالَتْ أُمُّ سُلَیْمٍ ھَلْ عَلَی الْمَرْأَۃِ تَرَی ذَالِکَ غُسْلٌ ؟ قَالَ نَعَمْ اِنَّ النِّسَآءَشَقَآئِقُ الرِّجَالِ } (رواہ الترمذی و ابو داؤد)

اُسے نہانا چاہئے'' اور ایسے شخص کے بارے میں بھی پوچھا گیا جسے (سو کر اٹھنے کے بعد) احتلام تو یاد ہو مگر تری معلوم نہیں ہوتی ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر غسل واجب نہیں ۔ ام سُلیمؓ نے پوچھا اگر عورت بھی یہ تری دیکھے تو اس پر غسل واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں : عورتیں بھی مردوں ہی کی مثل ہیں۔

۲) دُخولِ حشفہ

کسی باشہوت مرد کے عضوِ مخصوص کا کسی زندہ عورت کے عضوِ مخصوص میں یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشترک حصہ میں داخل ہوجانا، خواہ وہ آدمی مرد ہو، یا عورت ہو یا خنثیٰ ہو، اور چاہے منی نکلے یا نہ نکلے اس صورت میں اگر دونوں میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں مثلاً عاقل و بالغ ہونا پائی جاتی ہیں تو دونوں پر، ورنہ جس میں شرطیں پائی جاتی ہیں اس پر غسل فرض ہوگا۔ (درمختار)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ}

ترجمہ: جب مرد کے ختنہ کی جگہ عورت کے ختنہ کی جگہ سے تجاوز کر جائے (یعنی حشفہ غائب ہو جائے) تو (دونوں پر) غسل واجب ہو جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : اِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَ هَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ يَنْزِلْ } (متفق علیه)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص عورت کی چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے (یعنی جماع کرے) تو اس پر غسل واجب ہو گیا، اگر چہ منی نہ نکلے۔

۳) حیض سے پاک ہونے کی صورت میں

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

{ اِنَّ اِمْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَ:خُذِيْ فِرْصَةً مِنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا ، فَقَالَ تَطَهَّرِيْ بِهَا، قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا ؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ تَطَهَّرِيْ بِهَا، فَاجْتَذَبْتُهَا اِلَيَّ فَقُلْتُ: تَبْتَغِيْ بِهَا أَثَرَ الدَّمِ } (متفق علیه)

(ایک دن) ایک انصاری عورت نے پیارے پیغمبر ﷺ سے اپنے غسل حیض کے بارے میں پوچھا، چنانچہ آپ ﷺ نے اُسے غسل کا حکم دیا کہ کس طرح غسل کیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: مشک میں (بگھوئے ہوئے کپڑے) کا ایک ٹکڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرو، اس نے کہا کہ اُس سے کس طرح پاکی حاصل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس سے پاکی حاصل کرو، اس نے پھر کہا کہ اُس سے کس طرح پاکی حاصل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: سبحان اللہ: اللہ پاک ہے: (یعنی صاف صاف بیان کرنے سے آپ ﷺ شرمائے اور اپنا منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ) تم اس سے پاکی حاصل کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (آپ ﷺ کے ان الفاظ کو بار بار سن کر) میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا، اور اس سے کہا کہ (تم اس کپڑے کو خون کی جگہ (یعنی شرم گاہ پر) رکھ لو۔

ایک دوسری روایت میں امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ: اسماء بنت شکل انصاریہؓ پیارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور دریافت کیا:

{يَا رَسُوْلَ اللهِ ! كَيْفَ تَغْتَسِلُ اِحْدَانَا اِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْمَحِيْضِ؟ قَالَ تَأْخُذْ

سِدْرَهَا وَمَآئَهَا فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ تَغْسِلُ رَأْسَهَا وَتَدْلُكُهُ حَتّٰى يَبْلُغَ الْمَآءُ أُصُوْلَ شَعْرِهَا ، ثُمَّ تُفِيْضُ عَلٰى جَسَدِهَا ، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَتَهَا فَتَطَهَّرُ بِهَا ، قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِيْ يَكْنِيْ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ،فَقُلْتُ لَهَا تَتَّعِيْنَ بِهَا آثَارَ الدَّمِ } (رواہ ابو داؤد:ص۱۹۴ج۱)

اے اللہ کے رسول ﷺ ! جب کوئی عورت حیض سے پاک ہوتو وہ غسل کس طرح کرے؟ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ بیری کا ملا ہوا پانی لے کر پہلے وضوکرے، پھرسر دھوئے اور سر ملے، یہاں تک کہ پانی اچھی طرح بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے ،اس کے بعد تمام جسم پر پانی بہائے، پھراپنا فرصہ لے کراس سے پاکی حاصل کرے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اُس سے کس طرح پاکی حاصل کروں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جو بات پیارے پیغمبر ﷺ نے اشارہ سے فرمائی تھی میں اس کوخوب اچھی طرح سمجھ گئی۔ میں نے اس عورت سے کہہ دیا کہ جس جگہ خون لگا ہوا ہواُس کوصاف کرڈال (اور پھر وہ جگہ دھولے)۔

۴) نفاس سے پاک ہونے کی صورت میں

نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو بچہّ پیدا ہونے کے فوراً بعد آتا ہے۔اس پر اجماع ہے کہ نفاس کی کم از کم مدت مقرر نہیں حتیٰ کہ نفاس نہ آنا بھی ممکن ہے،اگر بچہ کی پیدائیش کے بعد عورت کا خون نہیں نکلاتو وضوکر کے نماز پڑھے، البتہ نفاس کی اکثر مدت جمہور ائمہ کے نزدیک چالیس (۴۰) دن ہے۔ چنانچہ امّ المؤمنین حضرت امّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَتِ النُّفَسَآءُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَقْعُدُ بَعْدَ نِفَاسِهَا أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ، وَكُنَّا نَطْلِيْ عَلٰى وُجُوْهِنَا الْوَرْسَ تَعْنِيْ مِنَ الْكَلَفِ} (ابو داؤد،ترمذی)

پیارے پیغمبر ﷺ کے زمانے میں وہ عورتیں جن کونفاس کا خون آتا تھا چالیس دنوں یا چالیس راتوں تک مدت نفاس پوری کرنے کے لئے بیٹھی رہتی تھیں۔اور ہم اپنے چہروں پر چہرے کے داغ دور کرنے کے لئے وَرس (جوایک قسم کی خوشبودار گھاس ہوتی تھی) ملا کرتی تھیں (تا کہ چہرے کے داغ دور ہوجائیں)۔

اگراس زیادہ سے زیادہ مدت سے پہلے طہارت حاصل ہوجائے توغسل کر کے نمازیں پڑھے۔اگر چالیس دن کے

بعد بھی خون نظر آئے تو پھر غسل کر لے اور نمازیں نہ چھوڑے کہ وہ استحاضہ ہے۔

غسل واجب ہونے کی صورتیں

۱) اگر کسی کافر کو حالت کفر میں حدث اکبر لاحق ہوا اور پھر اسلام لے آیا تو اس پر اسلام لانے کے بعد غسل کرنا واجب ہے۔(2) اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے اور اسے پہلا احتلام ہو تو اس پر احتیاطاً غسل واجب ہے اور اس کے بعد جو احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر کے بعد احتلام ہوا تو اس پر غسل فرض ہے۔ (شرح التنویر)

غسل مسنون

(۱) جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے، جن پر نماز جمعہ ادا کرنا فرض ہے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ اِذَا جَاءَاَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ...} (رواہ البخاری ومسلم)

جب تم میں سے کوئی جمعہ کو (نماز جمعہ کے لئے) آئے تو اسے چاہئے کہ غسل کرے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَّغْتَسِلَ فِىْ كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيْهِ رَأْسَهٗ وَجَسَدَهٗ } (رواہ البخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر مسلمان پر حق ہے (یعنی اس کے لئے ضروری ہے) کہ ہفتہ کے سات دنوں میں سے ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) غسل کرے، اس میں اپنے سر کے بالوں کو اور سارے جسم کو اچھی طرح دھوئے۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمْعَةِ فَبِهَا وَنَعِمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ } (رواہ احمد و ابو داؤد، والترمذی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص جمعہ کے دن (نماز جمعہ کے لئے) وضو کر لے تو بھی کافی ہے اور ٹھیک ہے، اور جو غسل کرے تو غسل کرنا افضل ہے۔

(۲) عیدین یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن فجر کے بعد ان لوگوں کے لئے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے غسل کرنا، اچھا اور صاف ستھرا لباس پہننا، اور خوشبو لگانا مسنون ہے۔ اور امت کے ان متوارث اعمال میں سے ہے جن کا رواج بلاشبہ قرون اوّل سے چلا آرہا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى۔} (ابن ماجه)

ترجمہ: پیارے پیغمبر ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔

(۳) حج یا عمرہ کے احرام کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔

(۴) حج کرنے والواں کو عرفہ کے دن زوال کے بعد غسل کرنا سنت ہے۔

(۵) میت کو غسل دینے کے بعد غسل دینے والے کے لئے غسل کرنے کو بعض علماء نے مستحب لکھا ہے اور بعض علماء نے اسے مسنون قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد پیارے پیغمبر ﷺ غسل فرماتے تھے، اور لوگوں کو بھی غسل کرنے کو کہتے۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ چار موقعوں پر غسل فرماتے تھے (ان میں سے ایک موقع) میت کو غسل دینے کے بعد کا ہے۔ (سنن کبریٰ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ } (رواه ابن ماجه،والترمذى)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میت کو غسل دے تو اس کو چاہئے کہ غسل کرے۔

(۶) حجامت اور پچھنے لگانے کے بعد غسل کرنا بھی پیارے پیغمبر ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے۔ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ چار موقعوں پر غسل فرماتے تھے (۱) میت کو غسل دینے کے بعد (۲) جنابت کے بعد (۳) جمعہ کے دن اور (۴) حجامت کے بعد۔ (سنن کبریٰ: ص۲۹۹)

{غسل کے فرائض}

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں: ان تین فرائض میں سے اگر کوئی بھی فرض رہ گیا تو غسل نہیں ہوگا۔ (بحر الرائق)

۱) کلی کرنا: اس طرح کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔

۲) ناک میں نرم حصہ تک پانی پہنچانا۔

۳) سارے بدن پر ایک مرتبہ پانی بہانا اس طرح کہ بال برابر بھی کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ اگر کسی نے احتیاط کے

ساتھ غسل نہ کیا، اور بالوں کی جڑوں میں اچھی طرح سے پانی نہ پہنچایا تو اسے کئی طرح کے عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔ چنانچہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار سرور کائنات رحمتِ دوعالم، حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ تَرَکَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَ كَذَا مِنَ النَّارِ، قَالَ عَلِيٌّ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِیْ، فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِیْ ثَلٰثًا۔}

(رواه ابو داؤد، واحمد، والدارمی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے غسل جنابت میں ایک بال بھر بھی جگہ دھونے سے چھوڑ دی تو اس کو دوزخ کا ایسا ایسا عذاب دیا جائے گا۔ حدیث کے راوی حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: حضور ﷺ کے اس ارشاد ہی کی وجہ سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن بن گیا (یعنی میں نے معمول بنالیا، کہ جب سر کے بال ذرا بڑھے، میں نے ان کو مونڈ وادیا) ابو داؤد کی روایت کے مطابق یہ جملہ آپؓ نے تین دفعہ فرمایا۔

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ان سے فرمایا۔ اے انسؓ! اگر تو غسل جنابت بہت خوبی کے ساتھ کرے گا تو بلاشبہ نہانے کی جگہ سے اس حال میں جدا ہوگا کہ کوئی گناہ اور خطا تجھ پر باقی نہ ہوگا۔ (یہاں گناہ صغیرہ کی معافی مراد ہے) حضرت انسؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ خوبی کے ساتھ غسل کس طرح کیا جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، بالوں کی جڑوں کو تر کرے (اس طرح کہ کسی بال کی جڑ خشک نہ رہنے پائے) بدن پر پانی ڈال کر خوب مل کر صاف کرے، پھر (از راہ شفقت فرمایا) اے میرے پیارے بیٹے! اگر تجھ کو ہر وقت باوضو رہنے کی طاقت ہے تو ایسا (ہی) کر (کیونکہ) جس کو باوضو ہونے کی حالت میں موت آئے تو اس کو شہادت کا ثواب مرحمت ہوگا۔ (ابویعلیٰ)

غسل کا طریقہ:

غسل کا طریقہ یہ ہے کہ پانی کے برتن کو اپنی دائیں جانب رکھیں، پھر بسم اللہ پڑھیں اور اپنے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین بار دھوئیں، پھر اس طریقے سے استنجاء کریں جس کا پہلے ذکر ہو چکا، بدن پر اگر کوئی نجاست لگی ہوئی ہو تو اُسے دھو ڈالیں، پھر اُس طرح وضو کریں جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے، اگر غسل کی جگہ پر پانی کھڑا ہوتا ہو تو پہلے پاؤں نہ دھوئیں بلکہ غسل سے فراغت کے بعد دونوں پاؤں دھولیں، پھر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالیں، پھر تین بار دائیں جانب اور

تین بار بائیں جانب پورے بدن پر پانی بہائیں، پھر جسم کا اگلا اور پچھلا حصہ ملیں، بغلوں، کانوں، اور ناف و سرین کو خوب اچھی طرح دھوئیں، سر اور داڑھی کے بالوں میں خلال کریں، بال کم ہوں یا زیادہ ان کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ ، فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَانْقُوا الْبَشَرَةَ }

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بال کے نیچے (جڑ میں) جنابت ہوتی ہے، لہٰذا بالوں کو (خوب) دھویا کرو، اور بدن کو پاک کیا کرو۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی)

پھر تین بار سارے بدن پر پانی ڈالیں اور سب جگہ پانی پہنچا دیں۔ اور مستحب یہ ہے کہ دائیں طرف سے شروع کریں اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھیں۔ حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ میری خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے واسطے پانی رکھا، پیارے پیغمبر ﷺ نے غسل فرماتے ہوئے۔

{ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْإِنَاء ، ثُمَّ أَفْرَغَ بِهٖ عَلٰى فَرْجِهٖ وَ غَسَلَهٗ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلَاةِ ، ثُمَّ أَفْرَغَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفِّهِ ، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ، ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَقَامِهٖ ذَالِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ، ثُمَّ أَتَيْتُهٗ بِالْمِنْدِيْلِ فَرَدَّهٗ }

پہلے دونوں پہنچے دھوئے دو بار یا تین بار، پھر ہاتھ برتن میں ڈالا اور پانی شرمگاہ پر ڈالا اور بائیں ہاتھ سے دھویا، پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر پھیرا اور زور سے رگڑا، پھر وضو کیا جس طرح نماز کے لئے وضو کرتے تھے، پھر اپنے سر پر پانی کے تین چلو بھر کر ڈالے، پھر سارے بدن کو دھویا، پھر اس جگہ سے سرک گئے اور پاؤں دھوئے، پھر میں رومال (تولیہ) لے کر آئی بدن پونچھنے کے لئے مگر آپ ﷺ نے اسے نہیں لیا۔ (رواہ مسلم)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو اوّلاً اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے، پھر نماز کی طرح وضو فرماتے، پھر ہاتھ میں پانی لے کر بالوں کی جڑوں کا خلال فرماتے، پھر تین مرتبہ سر پر پانی بہاتے، پھر پورے جسم پر پانی بہاتے۔ (نسائی: ص ۴۸، بخاری: ص ۳۹)

عورتوں کے لئے مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں

عورتوں کے لئے مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں ہیں، غسل کے وقت اگر بال گُندھے ہوئے ہوں اور سر پر پانی اس طرح ڈالا جائے کہ بالوں کی جڑیں بھیگ جائیں تو یہ کافی ہے، بالوں کو کھولنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اگر اس کا احتمال ہو کہ بالوں کو کھولے بغیر ان کی جڑیں نہیں بھیگیں گی اور ان کی جڑوں تک پانی نہیں پہنچے گا تو پھر مینڈھیاں کھول دینی چاہئیں۔ چنانچہ امّ المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : اِنِّیْ امْرَأَةٌ اَشَدُّ ضَفْرَ رَأْسِیْ، أَفَأَنْقُضُهٗ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ ؟ فَقَالَ لَا اِنَّمَا يَكْفِيْكِ أَنْ تَحْثِیْ عَلٰی رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثْيَاتٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَآءَفَتَطْهُرِيْنَ } (مسلم)

میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ! میں ایک عورت ہوں، اور اپنے سر کے بال بہت مضبوط گوندھتی ہوں، کیا صحبت کے بعد نہانے کے واسطے انہیں کھولا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ! بالوں کو کھولنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ تمہیں یہی کافی ہے کہ تین لپٹیں پانی لے کر اپنے سر پر ڈال لیا کرو، اور پھر سارے بدن پر پانی بہا لیا کرو، پاک ہو جاؤ گی۔

مردوں کی مینڈھیوں کا حکم

اگر مردوں کی مینڈھیاں ہوں تو انہیں غسل کے وقت ہر صورت میں بال کھول لینے چاہئیں۔ چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے پیارے پیغمبر ﷺ سے غسل جنابت کے طریقے کے بارے میں دریافت کیا تو:

{ فَقَالَ : أَمَّا الرَّجُلُ ! فَلْيَنْشُرْ رَأْسَهٗ ، فَلْيَغْسِلْهُ حَتّٰی يَبْلُغَ أُصُوْلَ الشَّعْرِ، وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَلَا عَلَيْهَا أَنْ لَّا تَنْقُضَهٗ ، لِتَغْرِفْ عَلٰی رَأْسِهَا ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ بِكَفَّيْهَا }

(ابوداؤد:ص۱۶۷ ج۱:ح۲۵۵)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مرد کے لئے ضروری ہے کہ سر کھول کر اور بالوں کو دھو کر غسل کرے یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، مگر عورت کے لئے سر کے بالوں کو نہ کھولنا قابل گرفت نہیں ہے۔ عورت سر پر تین چلو پانی دونوں ہاتھوں سے ڈال لے۔

{غسل کی سنتیں}

۱) نیت کرنا:

نیت کرنا یعنی دل میں یہ قصد کرنا کہ میں ناپاکی دور کرنے ،نماز کے جائز ہونے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضامندی اورثواب حاصل کرنے کے لئے غسل کرتا یا کرتی ہوں۔

۲) بسم اللہ پڑھنا

کپڑے اتارنے سے پہلے بسم اللہ پڑھیں۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جنات کی نگاہ اور انسانوں کے ستر عورت کے درمیان اس وقت پردہ ہوجاتا ہے جب وہ کپڑے اتارتے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے۔
(کنز العمال:ص ۱۳۸۴ ج۹)

۳) بدن پر لگی ہوئی نجاست کو اور ہاتھوں کو دھونا

پہلے ، بدن پر کسی جگہ منی یا اور کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو تین مرتبہ دھوئیں، چھوٹا بڑا استنجاء کریں، پھر دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھوئیں۔علامہ عینیؒ نے متعدد احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ترتیب بیان کی ہے کہ غسل کے وقت اوّلاً دونوں ہاتھوں کو دھوئے ۔امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو اولاً بدن پر لگی نجاست کو دھوتے ، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے ، پھر نماز کی طرح وضوفرماتے۔ (بخاری:ص ۳۹)

۴) غسل کرتے وقت وضو کرنا

غسل کی ابتداء میں ہاتھ دھونے کے بعد مسنون طریقے پر وضو کریں،امّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : وُضُوْءَہٗ لِلصَّلٰوۃِ غَیْرَ رِجْلَیْہِ ، وَغَسَلَ فَرْجَہٗ وَمَآ أَصَابَہٗ مِنَ الْأَذٰی ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَیْہِ الْمَآءَ، ثُمَّ نَحّٰی رِجْلَیْہِ فَغَسَلَھُمَا، ھٰذِہٖ غُسْلُہٗ مِنَ الْجَنَابَۃِ } (بخاری:ص ۲۰۹)

پیارے پیغمبر ﷺ نے (جب غسل فرمایا تو) نماز کی طرح وضو فرمایا، ہاں مگر اپنے دونوں پیروں کو نہیں دھویا، پھر اپنی شرم گاہ کو اور جو اس کو نجاست لگی ہوئی تھی اس کو دھویا، پھر اس پر پانی بہایا، پھر دونوں پاؤں

کو ہٹا کر ان کو دھویا، یہ آپ ﷺ کا غسل جنابت تھا۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ،ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهٗ فِي الْمَآءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُوْلَ الشَّعْرِ ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلٰثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ ، ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَآءُ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ } (رواه البخاری:ح۲۴۳)

پیارے پیغمبر ﷺ جب جنابت کا غسل فرماتے تو اوّلاً دونوں ہاتھ دھوتے ،پھر نماز کی طرح وضو فرماتے، پھر اپنی انگلیوں کو پانی میں ڈالتے اور ان سے بالوں کی جڑوں میں خلال فرماتے ،پھر اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے تین چلو پانی ڈالتے ،پھر اپنے سارے بدن پر تین مرتبہ پانی بہاتے۔

۵) کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

وضو اور غسل دونوں میں کلی کرنے اور ناک صاف کرنے کا حکم ہے، اور ناک کو صاف کرنے کے حکم کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شیطان ناک میں رات گزارتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جب تم نیند سے بیدار ہو تو وضو کرو، اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر صاف کرو اس لئے کہ شیطان ناک کے اندر رات گزارتا ہے۔ (بخاری)

احناف کے نزدیک غسل جنابت میں ایک مرتبہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرائض غسل میں سے ہے،اور تین مرتبہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا مسنون ہے۔ اگر غسل فرض ہے تو کلی کرنے میں مبالغہ کریں یعنی غرارہ کریں،(بشرطیکہ روزہ دار نہ ہوں)اور ناک میں نرم ہڈی تک پانی پہنچائیں۔امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو تین مرتبہ کلی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالتے۔(ابن ابی شیبہ:۶۸)

امّ المؤمنین حضرت میمونہ ؓ سے مروی ہے کہ:

{ صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ :غُسْلًا فَأَفْرَغَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى يَسَارِهٖ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهٗ ، ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ عَلَى الْأَرْضِ فَمَسَحَهُمَا بِالتُّرَابِ،ثُمَّ غَسَلَهُمَا، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ وَأَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ

بِمِنْدِيْلٍ فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا} (بخاری:۲۵۴،ابو داؤد :ص۳۲)

میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھ دیا،تو آپ نے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی گرایا، اور دونوں کو دھویا، پھر اپنی شرم گاہ کو دھویا،اس کے بعد اپنے ہاتھ زمین پر رکھ کر دونوں کو مٹی سے مل کر دھویا، پھر پیارے پیغمبر ﷺ نے (غسل میں) کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، چہرہ دھویا، پھر سر پر اور پورے بدن پر پانی بہایا، پھر(اس جگہ سے) ہٹ گئے اور اپنے پیر دھوئے ،اس کے بعد ایک کپڑا بدن پونچھنے کے لئے آپ کو دیا گیا مگر آپ ﷺ نے اس سے اپنا بدن نہیں پونچھا۔

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! وضو کو کامل طور پر اطمینان کے ساتھ ادا کیا کرو تمہارے محافظ فرشتے (کراماً کاتبین)تم سے محبت کریں گے ،اور تمہاری عمر میں اس سے برکت ہوگی ۔اے انس! غسل جنابت میں ناک کے پانی ڈالنے اور صفائی میں اہتمام کرو تو تم اپنے غسل خانہ سے اس حال میں نکلو گے کہ تم پر کوئی گناہ اور خطا نہ ہوگا (یعنی تمہارے گناہ معاف کردئے جائیں گے۔) (مطالب عالیہ:ص۲۷؛۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب غسل کرو تو تین مرتبہ کلی کرو کہ یہ ابلغ ہے (یعنی اس میں زیادہ مبالغہ ہے)۔ (ابن ابی شیبہ:ص۶۷)

۶) مسواک کریں۔

مسواک کا طریقہ اور فضائل تفصیل کے ساتھ پیچھے بیان کردئے گئے ہیں۔ وہاں دیکھ لئے جائیں۔

۷) تین مرتبہ پورے بدن پر پانی ڈالنا

پیارے پیغمبر ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ غسل میں سر پر اور تمام بدن پر کم از کم تین مرتبہ پانی بہاتے تھے اور اسی پر علماء کا اتفاق ہے،لہٰذا غسل کرتے وقت پہلے تین چلو پانے سر پر ڈالیں، پھر دائیں کندھے پر پانی بہائیں، پھر سر پر، پھر بائیں کندھے پر، پھر سارے بدن پر تین دفعہ اس طرح پانی بہائیں کہ کوئی جگہ خشک نہ رہنے پائے (اس لئے کہ اگر بال برابر بھی کوئی جگہ خشک رہ گئی تو غسل نہیں ہوگا)، غسل کے وقت بدن کو ہاتھوں سے ملیں۔حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ {كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُفْرِغُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا} پیارے پیغمبر ﷺ (غسل کے وقت) اپنے سر مبارک پر تین مرتبہ پانی بہاتے تھے۔(بخاری: حدیث نمبر ۲۵۰)

حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے مروی ہے کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَمَّا أَنَا فَأُفِيْضُ عَلٰى رَأْسِیْ ثَلَا ثًا ،وَأَشَارَ بِيَدِهٖ كِلْتَيْهِمَا}

ترجمہ: پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: میں تو اپنے سر پر تین مرتبہ پانی اُنڈیلتا ہوں، اور یہ فرما کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا۔ (رواہ البخاری:ص۲۱۰ج۱:ح۲۴۹)

۸) غسل میں دائیں رُخ کو پہلے دھونا

پیارے پیغمبر ﷺ وضو اور غسل میں اعضاء کو دھونے میں اوّلاً دائیں جانب کو اختیار فرماتے تھے پھر بائیں رُخ والے اعضاء کو دھوتے تھے۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِیْ طُهُوْرِهٖ ، وَتَنَعُّلِهٖ ، وَتَرَجُّلِهٖ}

پیارے پیغمبر ﷺ دائیں جانب سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے، جہاں تک ہوسکتا اپنی طہارت حاصل کرنے میں اور جوتا پہن لینے میں اور کنگھی کرنے میں۔ اور مسروق کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ آپ ہر کام میں دائیں جانب سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

{كُنَّا اِذَا أَصَابَ اِحْدَانَا جَنَابَةً أَخَذَتْ بِيَدَيْهَا ثَلَا ثًا فَوْقَ رَأْسِهَا ، ثُمَّ تَأْخُذُ بِيَدِهَا عَلٰى شِقِّهَا الْأَيْمَنِ ، وَبِيَدِهَا الْأُخْرٰى عَلٰى شِقِّهَا الْأَيْسَرِ} (رواہ البخاری)

جب ہم میں سے کسی کو جنابت ہوجاتی تھی تو وہ (اس طرح غسل کرتی تھی کہ) اپنے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ اپنے سر پر پانی لے کر ڈالتی تھی، پھر اپنے ہاتھ سے سر کے داہنے حصہ کو پکڑ کر ملتی تھی، اور دوسرے ہاتھ سے سر کے بائیں حصہ کو ملتی تھی۔

اور فرماتی ہیں کہ: آپ ﷺ (برتن ہاتھ میں لے کر) پہلے سر کے دائیں جانب تین مرتبہ پانی ڈالتے پھر بائیں جانب پانی ڈالتے، پھر (پورے) سر پر۔ (بخاری)

۹) پانی جمع ہونے کی صورت میں پاؤں بعد میں دھونا

اگر نہانے کا پانی غسل خانہ کے مقام پر قدموں میں جمع ہو رہا ہو تو غسل سے فراغت کے بعد اس جگہ سے ہٹ کر پھر پاؤں کو دھولیں، اگر پانی کھڑا نہ ہوتا ہو یا کسی پتھر وغیرہ پر کھڑے ہو کر غسل کر رہے ہوں تو پھر وضو کے وقت ہی پیروں کو دھونا

مستحب ہے بعد میں دھونے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ امّ المؤمنین حضرت میمونہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ (مقام غسل سے) ہٹے اور اپنے دونوں پاؤں کو دھویا۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب غسل سے فارغ ہوئے تو اپنے دونوں پیروں کو دھویا۔ (بخاری، ابن ماجہ: ص ۴۳)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَئُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوْئَهٗ لِلصَّلٰوةِ، ثُمَّ يَاْخُذُ الْمَاءَفَيُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِيْ اُصُوْلِ الشَّعْرِحَتّٰى اِذَا رَاٰى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلٰى رَأسِهٖ ثَلٰثُ حَفَنَاتٍ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى سَائِرِجَسَدِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ}(رواه البخاری و مسلم)

جب پیارے پیغمبر ﷺ غسل جنابت فرماتے تھے، تو سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے تھے، پھر بائیں ہاتھ سے مقام استنجاء کو دھوتے اور داہنے ہاتھ سے اس پر پانی ڈالتے تھے، پھر وضو فرماتے تھے، اسی طرح جس طرح نماز کے لئے وضو فرمایا کرتے تھے، پھر پانی لیتے تھے اور بالوں کی جڑوں میں انگلیاں ڈال کر وہاں پانی پہنچاتے تھے، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ سمجھتے تھے کہ آپ نے سب میں پوری طرح پانی پہنچا لیا، تو دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین دفعہ پانی اپنے سر کے اوپر ڈالتے تھے، اس کے بعد باقی سارے جسم پر پانی بہاتے تھے، اس کے بعد دونوں پاؤں دھوتے تھے۔

۱۰) جنبی کے سونے کا بیان

اگر رات کے شروع یا وسط میں غسل واجب ہو جائے تو غسل کرے یا وضو کر کے سو جائے اور صبح صادق کے وقت غسل کر لے۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب رات کے وقت جنبی ہو جاتے تو (کبھی ایسا بھی ہوتا کہ رات کے وقت) غسل نہ فرماتے یہاں تک کہ صبح صادق ہو جاتی۔ اور امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهٗ وَ تَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ}

بسا اوقات آپ ﷺ بحالت جنابت (غسل کئے بغیر) سو جانے کا ارادہ فرماتے، تو اپنی شرم گاہ کو دھو

ڈالتے اور نماز جیسا وضو فرما لیتے تھے۔ (رواہ البخاری: ح۲۸۱،ص۲۲۱،ج۱)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ : أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ ؟ قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ} (رواه البخاری)

حضرت عمر بن الخطابؓ نے پیارے پیغمبر ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی بحالت جنابت سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جب تم میں سے کوئی جنبی ہو تو وضو کر لے اور سو جائے۔

۱۱) غسل جنابت میں تاخیر نہ کرے

لیکن اتنی تاخیر کرنا کہ نماز کا وقت نکل جائے ناجائز اور گناہ ہے، اور نماز کا قضا ہونا گناہ کبیرہ ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ رحمت کے فرشتے ایسے لوگوں سے دور بھاگتے ہیں جو غسل میں تاخیر کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جنبی (ایسے لوگ جن کو غسل کرنا واجب ہو) کے پاس (رحمت کے) فرشتے حاضر نہیں ہوتے تاوقتیکہ غسل نہ کر لیں۔ (کنز العمال: ص۳۷۸)

۱۲) غسل میں میل کچیل صاف کرنا

غسل میں صرف پانی کا بہا لینا کافی نہیں بلکہ میل کچیل کو بھی اچھی طرح دور کریں خاص طور پر بدن کے ان مقامات پر دھونے میں مبالغہ کریں جہاں میل کچیل جمع ہوتا ہو جیسے جوڑ وغیرہ۔ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو اولاً ہتھیلیوں کو دھوتے، پھر اُن مقامات کو دھوتے جہاں میل جمع ہو جاتا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں امّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا دس چیزیں فطرت کے امور میں سے ہیں ان میں سے ایک جوڑوں کے میل و کچیل کا صاف کرنا ہے۔ (ابوداؤد)

☆ غسل کے بعد تولیہ یا کسی کپڑے سے جسم کو خشک کر لیں یا نہ کریں دونوں ہی طریقے درست ہیں اس لئے کہ پیارے پیغمبر ﷺ سے دونوں باتیں ثابت ہیں البتہ کسی بھی عمل پر نیت سنت کی کر لینی چاہئے تا کہ ثواب سنت پر عمل کرنے کا حاصل ہو جائے۔

☆ جب غسل کے لئے داخل ہوں تو پہلے بایاں پاؤں اندر داخل کریں اور جب غسل سے فارغ ہو کر باہر نکلیں تو پہلے دایاں پاؤں باہر نکالیں، پھر استغفار پڑھیں اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس نے پاکی کی یہ نعمت عطا فرمائی۔

☆ اب اسی غسل سے نماز ادا کریں، نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر غسل کرنے کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو پھر نیا وضو کرنا ہوگا۔

{غسل کے مستحبات}

غسل میں پردے کا اہتمام

غسل کے وقت پردہ کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہئے کسی درخت، پتھر یا کپڑے کے پردے کی آڑ میں غسل کریں اور ایسی جگہ نہائیں جہاں کسی نامحرم کی نظر نہ پڑے، یا غسل کے وقت تہبند وغیرہ باندھ لیں، ایسی جگہوں پر غسل نہ کریں جہاں لوگوں کا آنا جانا ہو۔ پیارے پیغمبر ﷺ غسل میں پردہ کا سخت اہتمام فرماتے تھے۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{ ذَهَبْتُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : عَامَ الْفَتْحِ ، فَوَجَدْتُّهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهٗ ، فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ ؟ فَقُلْتُ أَنَا اُمُّ هَانِئٍ } (رواه البخاری:ح٢٧٣)

فتح مکہ کے سال میں پیارے پیغمبر ﷺ کے پاس گئی تو میں نے آپ ﷺ کو غسل کرتے ہوئے پایا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ پر پردہ کئے ہوئے تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں امّ ھانی ہوں۔

پیارے پیغمبر ﷺ فتح مکہ کے موقع پر تشریف لائے، اور آپ ﷺ نے پردہ کرنے کا حکم دیا، چنانچہ پردہ کیا گیا تو پھر آپ ﷺ نے غسل فرمایا، اور چاشت کی آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ (ابن ماجہ)

اور حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:

{اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِاالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ سَتِيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالتَّسَتُّرْ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ۔} (رواه ابو داؤد والنسائی)

پیارے پیغمبر ﷺ کی نظر ایک شخص پر پڑی جو کھلے میدان میں (برہنہ) غسل کر رہا تھا، تو پیارے پیغمبر ﷺ منبر پر خطبہ دینے کے لئے تشریف لے گئے، جس میں معمول کے مطابق پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اس کے بعد فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ خود حیاء فرمانے والا اور پردہ دار ہے، اور بندوں کے لئے بھی وہ حیا اور

پردہ داری کو پسند فرماتا ہے، اس لئے جب تم میں سے کوئی غسل کیا کرے تو پردہ کرلیا کرے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی کھلے میدان میں غسل نہ کرے، نہ کھلی چھت پر غسل کرے، اگر وہ کسی کو نہیں دیکھتا تو اسے دیکھا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۴۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ غسل کے لئے پانی رکھو، چنانچہ جب انہوں نے پانی رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں (ایک) کپڑا دیا اور فرمایا اس سے پردہ کرو اور اپنی پیٹھ میری طرف رکھو۔ (یعنی دونوں ہاتھوں سے کپڑا پکڑ کر پیٹھ ہماری طرف کردو، تاکہ پردہ پکڑنے والے سے بھی پردہ ہو جائے)۔
(مجمع: ص ۲۷۴)

۲) پہلے دائیں جانب کو دھوئے پھر بائیں جانب کو۔

۳) تمام جسم پر اس ترتیب سے پانی بہائیں کہ پہلے سر پر، پھر دائیں شانے پر پھر بائیں شانے پر۔

۴) اگر اپنی بیوی سے ہمبستری کی ہو تو غسل سے پہلے پیشاب کرلے۔

مرد کا غسل کے بعد عورت کے جسم سے گرمی حاصل کرنا

مرد کا غسل جنابت کرنے کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ سونے اور اس کے جسم سے گرمی حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ اس کی بیوی نے ابھی غسل نہ کیا ہو۔ چنانچہ ام المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

{ رُبَّمَا اغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ ، ثُمَّ جَآءفَاسْتَدْ فَأْبِىْ فَضَمَمْتُهٗ اِلَیَّ وَلَمْ أَغْتَسِلْ } (رواہ الترمذی :ص ۱۱۰ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر غسل جنابت کے بعد میرے پاس تشریف لاتے، اور میرے جسم سے گرمی حاصل کرتے تو میں ان کو اپنے ساتھ چمٹا لیتی، حالانکہ میں نے غسل نہیں کیا ہوتا تھا۔

غسل کن کن صورتوں میں فرض، واجب، سنت اور مستحب ہے۔

غسل فرض ہے:

غسل اس شکل میں فرض ہوتا ہے کہ منی کود کر نکلے، اور ریڑھ کی ہڈی سے جدا ہونے کے وقت شہوت بھی ہو، اگرچہ باہر نکلتے وقت شہوت باقی نہ رہے۔

☆ اگر زندہ عورت کے آگے یا پیچھے ستر میں ذکر داخل کیا جائے، یا لواطت کی جائے تو دونوں فاعل ومفعول پر غسل فرض ہوگا خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔

☆ حیض اور نفس کے بعد غسل فرض ہوگا۔

غسل واجب ہے:

اگر کوئی شخص سو کر اٹھے اور اپنے بستر وغیرہ پر منی کی تری پائے ،خواہ وہ مذی ہی کیوں نہ ہو تو غسل واجب ہوتا ہے،اگر چہ ایسا کوئی خواب یاد نہ ہو جس کی وجہ سے منی نکلی ہے۔

☆ اگر چوپائے یا مردہ کے آگے یا پیچھے کے حصہ میں ذکر داخل کیا تو اگر انزال ہوگا تو واجب ہوگا ورنہ نہیں۔

☆ اگر کوئی غیر مسلم اس حال میں مسلمان ہوا کہ وہ ناپاکی کی حالت میں تھا تو اس پر غسل واجب ہوگا ،اور اگر ناپاکی کی حالت میں نہیں تھا تو واجب نہیں ہوگا البتہ مستحب ہوگا۔

☆ زندوں پر میت کو غسل دینا واجب کفایہ ہے،یعنی اگر کچھ لوگ غسل دے دیں تو سب بری الذمہ ہوجاتے ہیں، ورنہ سب گناہ گار ہوتے ہیں۔

غسل سنت ہے:

جمعہ کے لئے غسل کرنا: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کا دن آئے تو غسل کرو۔ (بخاری)

☆ عیدین کے لئے غسل کرنا: چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید فطر اور عید قربان کے لئے غسل فرماتے تھے۔ (ابن ماجہ:ص ۱۳۱۵)

☆ احرام کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔امّ المؤمنین حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب احرام کا ارادہ کیا تو غسل کیا۔ (طبرانی)

☆ یوم عرفہ کو غسل کرنا مسنون ہے:حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زاذان نے غسل کے متعلق پوچھا تو تو فرمایا کہ جمعہ کے دن، عرفہ کے دن اور بقرعید کے دن غسل کرنا مسنون ہے۔ (طحاوی:ج ا ص ا۷)

غسل مستحب ہے:

☆اگر کوئی غیر مسلم اس حال میں مسلمان ہوا کہ وہ ناپاکی کی حالت میں نہیں تھا تو اس پر غسل مستحب ہوگا۔

☆ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے۔

☆ مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے۔

☆ وقوف مزدلفہ کے لئے۔

☆ طواف زیارت کے لئے۔

☆ طواف وداع کے لئے۔

☆ منیٰ میں داخل ہونے کے لئے۔

☆ یوم النحر میں۔(اگر صبح صادق کے بعد غسل کیا جائے تو یہ ایک غسل پانچ امور کے لئے کافی ہو جائے گا، وقوفِ مزدلفہ، دخولِ منیٰ، رمیِ جمرہ، دخولِ مکہ، اور طوافِ زیارت۔) (شامی:ص ۱۷۰)

☆ شبِ برأت میں۔(یعنی پندرہ شعبان کی رات کو)

☆ صلوٰۃ کسوف کے لئے۔

☆ صلوٰۃ خوف کے لئے۔

☆ صلوٰۃ توبہ کے لئے۔

☆ صلوٰۃ استسقاء کے لئے۔

☆ لوگوں کے اجتماع میں شرکت کے لئے۔

☆ سفر سے واپس آنے والوں کے لئے۔

☆ جسے قتل کیا جا رہا ہو اس کے لئے۔

☆ مجنون کو ہوش آنے کے بعد۔

☆ بلوغت کی عمر کو پہنچنے والے کے لئے۔

☆ ایام تشریق میں ہر دن کے اندر۔ (السعایہ:ص ۳۲۳، شامی: ج ۱ ص ۱۷۰، کبیری:ص ۵۵)

☆☆☆☆☆

تیمم کے آداب وسنتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تیمم امت محمدیہ کی خصوصیت ہے

تیمم کے ذریعہ پاکی وطہارت کا حصول اس امت کی خصوصیات میں سے ہے، پہلی امتوں کو صرف پانی سے طہارت حاصل کرنے کا حکم تھا، تیمم کی اجازت نہیں تھی۔ پیارے پیغمبر ﷺ نے اس کو اپنی خصوصیات کے سلسلہ میں بیان فرمایا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔{جُعِلَتْ لِیَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا} کہ میرے لئے تمام زمین کو مسجد کے حکم میں اور طہور بنایا گیا ہے۔یعنی روئے زمین پر ہر جگہ نماز ادا ہوسکتی ہے بشرطیکہ جگہ پاک ہو،اور مٹی کو پاک قرار دیا گیا ہے تاکہ تیمم کیا جاسکے۔اور دوسری روایت میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : اِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ وُضُوْٓءُ الْمُسْلِمِ وَاِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَآءَعَشْرَ سِنِيْنَ ، فَاِذَا وَجَدَ الْمَآءَفَلْيُمِسَّهُ بَشَرَهُ فَاِنَّ ذَالِكَ خَيْرٌ} (رواہ ابو داؤد)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشادفرمایا: پاک مٹی مسلمان کے لئے وضو (یعنی طہارت حاصل کرنے کا ذریعہ) ہے اگر چہ وہ دس سال تک بھی پانی نہ پائے۔ پس جب وہ پانی پالے تو اس کو چاہئے کہ اس کو اپنے جسم پر استعمال کرے (یعنی وضو اور غسل کرے) کیونکہ یہ بہت اچھا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِيْ ، نُصِرْتُ بِا لرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا ، فَأَ يَّمَا رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِيْ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ ، وَلَمْ تَحِلُّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ ، وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً }

(رواہ البخاری :ص۲۳۹ ج۱:ح۳۲۵)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشادفرمایا: مجھے پانچ ایسی چیزوں سے نوازا گیا ہے جن سے مجھ سے قبل کسی نبی کو

نہیں نوازا گیا۔(۱) مجھے ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ مدد دی گئی ۔ (۲)اور پوری زمین کو میرے لئے نماز اور پاکی حاصل کرنے کی جگہ بنادیا گیا کہ میری امت کے جس شخص پر جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہ نماز پڑھ لے (مسجد میں جانا ضروری نہیں)۔(۳) مالِ غنیمت ہمارے لئے حلال کیا گیا اس سے قبل کسی (نبی) کے لئے حلال نہیں تھا۔ (۴) اور مجھے (امت کے حق میں) شفاعت کی اجازت سے نوازا گیا۔(۵) مجھ سے قبل انبیاء کرام اپنی قوم کے لئے مخصوص ہوا کرتے تھے اور میں تمام انسانوں کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے (دیگر انبیاء علیہم السلام کے مقابلے میں) تین چیزوں پر فضیلت دی گئی ہے۔(۱) ہماری صفیں ملائکہ کی صفوں کی مانند ہیں۔(۲) پوری روئے زمین کو مسجد (جائے نماز) بنایا گیا۔ (۳) اور مٹی کو ہمارے لئے پاکی کا ذریعہ بنایا گیا۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۱۳)

تیمم کی تعریف

تیمم کا لغوی معنی قصد کرنا ہے۔اور اصطلاح شریعت میں تیمم کہتے ہیں

{ أَلْقَصْدُ اِلَى الصَّعِيْدِ الطَّيِّبِ لِلتَّطْهِيْرِ عَلٰى وَجْهٍ مَّخْصُوْصٍ }

(شرح نقایه:ص۲۴ ج۱،کبیری ص۶۲)

یعنی پاک مٹی کا قصد کرنا طہارت اور پاکی حاصل کرنے کے لئے خاص طریقے پر۔

جب وضو یا غسل کے لئے پانی نہ ملے یا پانی کے استعمال سے بیمار ہوجانے یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہوتو پاک مٹی یا کسی ایسی چیز سے جو مٹی کے حکم میں ہو بدن کو نجاست حکمیہ سے پاک کرنے کو تیمم کہتے ہیں۔

تیمم کا حکم

تیمم وضو اور غسل کے قائم مقام ہوتا ہے،قرآن کریم میں دو مقامات پر تیمم کا مسئلہ ذکر کیا گیا ہے سورۂ مائدہ اور سورۃ النساء کے اندر۔سورۃ المائدہ میں اللہ ربّ العزت کا ارشاد گرامی ہے:

{ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ

وَاَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ ؕ مَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيَجۡعَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ وَّلٰـكِنۡ يُّرِيۡدُ لِيُطَهِّرَكُمۡ وَلِيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ } (سورۃ المائدہ پ٦ آیت٦)

اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت کر کے آیا ہو، یا تم نے عورتوں سے جسمانی ملاپ کیا ہو، اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو، اور اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس (مٹی) سے مسح کرلو، اللہ تم پر کوئی تنگی مسلط کرنا نہیں چاہتا، لیکن یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک صاف کرے، اور یہ کہ تم پر اپنی نعمت تمام کردے، تاکہ تم شکر گزار بنو۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

{ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ ا للّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ ، حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِيْ ، فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ ، فَأَتَى النَّاسُ اِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ رضى الله عنه فَقَالُوْا : أَلَا تَرٰى اِلٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ ، أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ مَعَهٗ ، وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ ، فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآء ، قَالَتْ : فَعَاتَبَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ مَاشَا ءَاللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعَنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ ، فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى فَخِذِيْ، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ ،فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ آيَةَ التَّيَمُّمِ ، فَتَيَمَّمُوْا ،فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْخُضَيْرِ وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَآءِ مَاهِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِيْ بَكْرٍ ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ }

ہم پیارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر نکلے ،(تحقیقی قول کے مطابق یہ غزوۂ ذات الرقاع تھا) جب بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر پہنچے (یہ دونوں مقامات خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع

ہیں) تو میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اور گم ہو گیا، (جو درحقیقت میرا نہیں تھا بلکہ میری بڑی بہن حضرت اسماءؓ کا تھا اور میں نے ان سے عاریۃً لیا تھا)۔ میں نے اس کی اطلاع پیارے پیغمبر ﷺ کو دی تو رسول اللہ ﷺ اس کو ڈھونڈنے کے لئے ٹھہر گئے، لوگ بھی (جو اس سفر میں آپ کے ساتھ تھے) ٹھہر گئے وہاں پانی کا کوئی بندوبست نہ تھا، تو کچھ لوگوں نے (میرے والد ماجد) حضرت ابو بکرؓ کے پاس جا کر میری شکایت کی کہ آپ دیکھتے نہیں (آپ کی صاحبزادی) حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے (ہار گم کر کے) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے سب ساتھیوں کو یہاں ٹھہرنے پر مجبور کر دیا ہے، حالانکہ نہ یہاں پانی ہے، اور نہ ہی لشکر کے ساتھ پانی ہے۔ پس (میرے والد ماجد) حضرت ابو بکرؓ میرے پاس تشریف لائے، اور اس وقت رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے، اور آپ ﷺ کو نیند آ گئی تھی، انہوں نے مجھ پر غصہ کیا اور فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ اور آپ کے تمام رفقاء کے یہاں رکنے کا باعث بنی ہو، اور صورت حال یہ ہے کہ یہاں (قریب میں) کہیں پانی نہیں ہے اور نہ ہی لشکر والوں کے پاس پانی کا انتظام ہے۔ امّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ میرے والد ماجد نے خوب ڈانٹا اور مجھے برا بھلا کہا، اور جو اللہ کو منظور تھا اس وقت انہوں نے مجھے وہ سب کہا اور (غصہ سے) میرے پہلو میں کونچے لگائے، لیکن پیارے پیغمبر ﷺ چونکہ میری ران پر سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے، اس لئے میں نے بالکل حرکت نہیں کی (کہ کہیں آپ ﷺ کے آرام میں خلل نہ آ جائے) رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھ کر سوتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور وہاں پانی کا بالکل کوئی بندوبست نہ تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر تیمم کی آیت کریمہ نازل فرمائی، تو سب لوگوں نے تیمم کیا (اور نماز ادا کی)۔ حضرت اُسید بن حضیر انصاریؓ (جو اُن نقباء انصار میں سے ایک تھے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر ہجرت سے پہلے بیعت کی تھی) کہنے لگے: {مَاهِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ} اے ابو بکرؓ کی اولاد! یہ تیمم کا حکم تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ (یعنی اس سے پہلے بھی تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فائدہ پہنچایا ہے اور برکات سے نوازا ہے)۔ امّ المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے جب اُس اونٹ کو اٹھایا جو میری سواری میں تھا تو میرا وہ ہار اس کے نیچے سے نکلا۔ (بخاری ومسلم)

تیمم کے فرائض

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تیمم کے دو رکن ہیں:

(۱) دوضربیں

دوضربیں یعنی دومرتبہ پاک وخشک مٹی سے یا ایسی چیزوں سے جو مٹی کی جنس سے ہوں اورانہیں آگ جلا کر خاکستر نہ کر سکے (جیسے مٹی، پتھر، ریت، سیمنٹ، ابرک، گچ، یاقوت، زبرجد، چونا، سرمہ، ہڑتال، گیرو، وغیرہ) پر دونوں ہاتھوں کا مارنا۔

(۲) مسح کرنا:

ایک ضرب سے منہ کا مسح کرنا اور دوسری ضرب سے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا۔حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور دیگر اکثر فقہائے کرام کے نزدیک تیمم کے اندر دوضربے ہیں۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ:

{ عَنْ جَابِرْ بِنْ عَبْدِ اللهِ :أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامِ قَالَ: أَلتَّيَمَّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَ ضَرْبَةٌ لِلذَّرَاعَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ } (رواہ الحاکم ،مستدرک :ص۱۸۰ ج۱ ،والدار قطنی:۱۸۱ ج۱)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیمم میں ایک ضربہ چہرے کے لئے ہے اور دوسرا دونوں ہاتھوں کے لئے کہنیوں تک۔

حضرت ابوجہیم بن حارث بن صمہ انصاریؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیر جمل کی طرف قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے ،اور جب بئر جمل کی طرف سے واپس آرہے تھے تو راستے میں آپ کو ایک شخص مل گیا:

{ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ، فَضَرَبَ الْحَائِطَ بِيَدِهِ ضَرْبَةً ، فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ ثُمَّ ضَرَبَ أُخْرٰى، فَمَسَحَ بِهَا ذِرَاعَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ } (دارقطنی:ص ۷۷ ج۱)

اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوار کی طرف متوجہ ہوئے ،یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک ایک دفعہ دیوار پر مارا اور چہرہ پر پھیرا، پھر دوسری مرتبہ دیوار پر ہاتھ مار کر دونوں بازوؤں پر کہنیوں تک پھیرا۔پھر آپ نے اُسے سلام کا جواب

دیا۔

تیمم پانی کے قائم مقام ہے

پانی کے قائم مقام ایسی چیز ہونی چاہئے تھی جس کا حصول سہل اور آسان ہو اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مٹّی کو پانی کے قائم مقام بنایا کہ ایک تو اس کا حصول آسان ہے کہ پوری روئے زمین کے دو ہی حصے ہیں ایک بڑے حصہ کی سطح پانی ہے، دوسرے حصہ کی سطح مٹی، پتھر وغیرہ، اس اعتبار سے پانی اور مٹی میں خاص مناسبت ہے۔ اور دوسرے یہ انسان کی اصل ہے، {وَكُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ} اور ہر چیز اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔ ارشاد باری ہے:

{ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى } (طٰهٰ ۵۵)

اسی مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے تمہیں دوسری دفعہ اٹھائیں گے۔

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: پاک مٹی سے تیمم کرنا مسلمان کا وضوء ہے اگر چہ دس سال پانی نہ ملے۔ حضرت خذیفہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جب ہم پانی نہ پائیں تو مٹی کو ہمارے لئے پاکی کا ذریعہ بنایا ہے۔ (مشکوٰۃ، ابن ابی شیبہ: ص ۱۵۷)

تفصیل تیمم

(۱) سفر کی وجہ سے پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو

جب کوئی شخص سفر کی وجہ سے پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو مثلاً وہ شہر سے باہر ہو اور اس سے پانی ایک میل یا اس سے زیادہ دُور ہو تو وہ تیمم کر کے نماز پڑھے گا۔ (ہدایہ: ج ۱ ص ۲۴، شرح نقایہ)

چنانچہ (مصنف عبدالرزاق: ج ۱ ص ۲۲۹) پر حضرت نافع سے روایت کیا گیا ہے کہ:

{ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ تَيَمَّمَ وَصَلَّى الْعَصْرَ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَدِيْنَةِ مِيْلٌ أَوْ مِيْلَانِ }

عبداللہ بن عمرؓ نے تیمم کر کے نماز ادا فرمائی، حالانکہ ان کے اور مدینہ کے درمیان صرف ایک یا دو میل کی مسافت تھی۔

(۲) پانی تک پہنچنے کا آلہ رسّی یا ڈول وغیرہ موجود نہ ہو

پانی تو قریب ہو لیکن پانی تک پہنچنے کا آلہ رسّی یا ڈول وغیرہ موجود نہ ہو۔ یا اور کوئی مانع ہو مثلاً دشمن، سانپ، درندہ

وغیرہ۔ یا مرض کے زیادہ ہونے کا خطرہ ہو، یا مریض کے پاس پانی ہو لیکن اس کو پکڑنے والا کوئی نہ ہو یا سردی ناقابل برداشت ہو۔ (ہدایہ: ج ا ص ۲۷، شرح وقایہ: ج ا ص ۲۵)

حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ ہم ایک سفر میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ۔

{ فَدَعَا بِالْوَضُوْءِ فَتَوَضَّأَ وَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوۃِ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ ، فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اِذَا ھُوَ بِرَجُلٍ مُّعْتَزِلٍ لَّمْ یُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ : مَا مَنَعَکَ یَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّیَ مَعَ الْقَوْمِ ؟ قَالَ: أَصَابَتْنِیْ جَنَابَۃٌ وَلَا مَآء، قَالَ : فَعَلَیْکَ بِالصَّعِیْدِ فَاِنَّہٗ یَکْفِیْکَ ...الخ } (رواہ البخاری:کتاب التیمم:ص۲۴۳ ج۱ ابن ابی شیبہ:ص۱۵۶)

آپ ﷺ نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضو کیا، اور نماز کے لئے اذان کہی گئی۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک ایک شخص کو الگ کونے میں علٰیحدہ بیٹھا ہوا دیکھا (جس نے لوگوں کے ساتھ نماز میں شرکت نہیں کی تھی) آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! تو نے لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟ اس نے عرض کیا: میں ناپاک ہو گیا تھا، اور غسل کے لئے پانی نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا تیرے لئے (مٹی سے) تیمم کافی تھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا ہم لوگ صحراء میں ہوتے ہیں، دو دو تین تین ماہ پانی سے دور رہتے ہیں، اور ہمارے میں جنبی اور حائضہ بھی ہوتی ہیں (تو ہم کیا کریں؟) آپ ﷺ نے فرمایا تم پر مٹی (سے تیمم کرنا) لازم ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۱۷ ج ۱)

(۳) ساتھیوں کے چھوٹ جانے کا خطرہ ہو

یا ساتھیوں کے چھوٹ جانے کا خطرہ ہو، یا پانی استعمال کرنے کی صورت میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی پیاس کا خطرہ ہو تو ان سب صورتوں میں تیمم کرنا جائز ہے۔ (شرح نقایہ: ص ۲۵)

حضرت سعید بن جبیرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب تم سفر کی حالت میں جنبی ہو جاؤ یا بے وضو ہو جاؤ، اور تمہارے پاس پانی کم ہو اور تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ میں اگر وضو کروں گا یا غسل کروں گا تو پیاس سے مر جاؤں گا تو ایسی حالت میں نہ تو وضو کرو، اور نہ غسل کرو بلکہ پانی اپنے لئے روک رکھو اور تیمم کرو۔ (سنن کبریٰ ۲۳۴)

حضرت مجاہدؒ حضرت عطاؒ سے نقل کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص پیاس کا خطرہ محسوس کرے اور اس کے پاس پانی ہوتو وہ تیمم کرسکتا ہے اور وضو نہ کرے۔ (مصنف عبدالرزاق: ص ۲۳۳ ج ۱)

۴) سردی کی شدت کی وجہ سے تیمم

سردی کی شدت کی وجہ سے ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا نقصان دہ ہوتو ایسی صورت میں پانی گرم کرے اگر چہ قیمتاً ہی کیوں نہ گرم کرنا پڑے، لیکن اگر گرم پانی کسی صورت میں بھی ملنے کی اُمید نہ ہوتو تیمم کر کے نماز پڑھ لے، بعد میں نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں مصنف عبد الرزاق میں حضرت سفیان ثوریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ (حضرات صحابہ اکرامؓ اور تابعینؒ) کا اس پر اجماع ہے کہ اگر کسی ٹھنڈے علاقہ میں غسل جنابت کی حاجت ہوجائے اور پانی کے ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے موت کا اندیشہ ہوتو وہ تیمم کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ غزوہ ذات السلاسل کے موقعہ پر ایک نہایت ہی شدید ٹھنڈی رات میں جنابت میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے تیمم کر لیا اور اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھادی {فَذُكِرَ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُعَنِّفْ} تو اس کا ذکر پیارے پیغمبر ﷺ کے سامنے کیا گیا (تو آپ نے فرمایا: اے عمرو! تم نے جنابت کی حالت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھادی؟ فرماتے ہیں کہ میں نے غسل نہ کرنے کی وجہ آپ ﷺ سے بیان کی اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: {وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا} اور نہ ہلاک کرو اپنی جانوں کو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بہت مہربان ہے۔ تو آپ ﷺ مسکرانے لگے اور اس پر کوئی سختی نہیں فرمائی (یعنی تصویب فرمائی)۔

(رواہ البخاری: ج ۱ ص ۴۹، تعلیقا دار قطنی)

۵) مریض کے لئے تیمم

اگر کوئی شدید بخار کے اندر مبتلا ہو، یا پورے جسم پر جہاد کی وجہ سے یا کٹنے، جلنے یا کسی اور وجہ سے زخم آجائیں، یا چیچک نکل آئے یا اس جیسی کوئی اور بیماری لاحق ہو جائے، اور وضو یا غسل کرنے سے ہلاکت کا یا بیماری کے بڑھنے کا اندیشہ ہوتو تیمم کرے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَصَابَ رَجُلًا جُرْحٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ،ثُمَّ احْتَلَمَ فَأُمِرَ بِالْاِغْتِسَالِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ، فَبَلَغَ ذَالِکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ ، أَلَمْ يَكُنْ شِفَاءُ الْعَيِّ السَّوَالُ } (رواه ابو داؤد، والدارمی،واحمد)

پیارے پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص کے سر پر زخم آ گیا، اور اُس شخص کو اتفاقاً احتلام ہو گیا، اس کو اس

کے ساتھیوں نے غسل کرنے کا حکم دیا، اُس نے غسل کیا جو اس کے لئے مہلک ثابت ہوا اور وہ شخص مر گیا، جب پیارے پیغمبر ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ان کو تباہ کرے، انھوں نے اس شخص کو ہلاک کر ڈالا، یہ مسئلہ پوچھ لیتے، لاچارگی اور درماندگی کا علاج سوال ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیتِ کریمہ:

{وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ... الخ}

کی تفسیر میں مروی ہے کہ آدمی کو جب زخم لگ جائیں، یا شدید مرض لاحق ہو جائے اور پانی کا استعمال وضو اور غسل میں نقصان دہ ہو تو اسے اجازت ہے کہ وہ وضو نہ کرے بلکہ مٹی سے تیمم کرے۔ (ابن عبدالرزاق: ص ۲۲۴ ج ۱، سنن کبریٰ)

☆ تیمم کرتے وقت اعضاء تیمم سے ایسی چیزوں کو دور کردے جس کی وجہ سے مٹی جسم تک نہ پہنچ سکے مثلاً روغن، چربی انگوٹھی وغیرہ۔

تیمم کی نیت کرنا

تیمم شرعی میں قصد وارادہ اور نیت کو علماء نے ضروری قرار دیا ہے، تیمم میں نیت فرض ہے اور وضو میں مستحب ہے، اگر بغیر نیت کے چہرہ اور ہاتھوں پر مٹی پھیر دی گئی تو پاکی نہیں حاصل ہوگی۔ نیت کی شکل یہ ہے کہ جس حدث یا جنابت کی وجہ سے تیمم کیا جائے تو اس سے طہارت و پاکی حاصل کرنے کی نیت کی جائے: مثلاً اگر جنابت سے پاکی حاصل کرنی ہے تو یوں کہے:

{نَوَيْتُ أَنْ أَتَيَمَّمَ لِرَفْعِ الْجَنَابَةِ وَلِإِسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ}

میں جنابت کو دور کرنے اور نماز کے مباح ہونے کی نیت کرتا ہوں۔ اسی طرح اگر بے وضو ہے تو بے وضوگی کے دور کرنے کی نیت کرے۔ یا جس عبادت کے لئے تیمم کیا جائے اس کی نیت کرے، مثلاً میں نماز پڑھنے، قرآن کی تلاوت کرنے، نماز جنازہ پڑھنے وغیرہ کے لئے تیمم کرتا ہوں۔

تیمم کی سنتیں

تیمم میں مندرجہ ذیل چیزیں مسنون ہیں ان کا خیال رکھا جائے۔

☆ ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا۔

☆ ہتھیلیوں کے اندرونی حصہ کو پاک مٹی پر آگے کو لانا پھر پیچھے کو لے جانا۔

☆ مٹی پر ہاتھ ملنے کے بعد دونوں ہاتھوں کا جھاڑنا تا کہ چہرہ مٹی سے آلودہ نہ ہو۔
☆ پہلے چہرہ پھر دائیں ہاتھ کا اور پھر بائیں ہاتھ کا مسح کرنا۔
☆ جو چیزیں مٹی کی قسم سے ہیں اُن کے بجائے مٹی سے تیمم کرنا۔
☆ مسح کے دوران انگلیاں کھلی رکھنا تا کہ درمیان میں مٹی پہنچ جائے۔
☆ ترتیب سے تیمم کرنا یعنی پہلے چہرہ پر اور پھر ہاتھوں پر مسح کرنا۔
☆ چہرہ کے مسح کے بعد ڈاڑھی کا خلال کرنا۔
☆ پے در پے مسح کرنا کہ اگر پانی استعمال کیا جاتا تو ابھی ایک عضو خشک نہ ہونے پاتا کہ دوسرا دھو لیتا۔

تیمم کا مسنون طریقہ

سب سے پہلے تیمم کی نیت کر کے بسم اللہ پڑھیں اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں کشادہ کرتے ہوئے مٹی پر مار کر انہیں آگے کی طرف لیجائیں اور پھر پیچھے کی طرف لیجائیں، پھر انہیں اٹھا کر اس طرح جھاڑ دیں کہ دونوں ہتھیلیاں نیچے زمین کی طرف جھکی ہوئی ہوں اور دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا دے تا کہ زیادہ گرد وغبار لگنے سے چہرہ خراب اور بدنما نہ ہو۔ جھاڑنے کے لئے دونوں ہتھیلیوں کے اندرونی حصوں کو باہم نہ ملائے کہ اس طرح ضرب بے کار ہو جائے گی۔ یا دونوں ہاتھوں پر پھونک مار دے اگر گرد وغبار زیادہ نہ لگی ہو۔ اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر مسح کرنے کے لئے اس طرح پھیرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے۔ اگر ایک بال برابر جگہ بھی چھوٹ جائے گی تو تیمم درست نہیں ہوگا۔ اور پھر داڑھی کا خلال بھی کرے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو تیمم کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے لئے کافی ہے کہ اس طرح کرو، اور آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارا، پھر (ہاتھوں پر لگی ہوئی) مٹی کو جھاڑا، پھر منہ سے دونوں ہاتھوں کو پھونکا، (تا کہ مٹی اڑ جائے) اور چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا۔

(ابن خزیمہ: ج۱ ص۱۳۵)

حضرت سالمؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ:

{ تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ضَرَبْنَا بِأَيْدِيْنَا عَلَى الصَّعِيْدِ الطَّيِّبِ ، ثُمَّ نَفَضْنَا أَيْدِيْنَا فَمَسَحْنَا بِهَا وُجُوْهَنَا } (دارقطنی:ص۱۸۱ ج۱ :نماز مسنون:ص۱۳۸)

ہم پیارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ تھے، اور ہم نے تیمم کیا اپنے ہاتھوں کو پاک مٹی پر مار کر ان کو جھٹک کر

اپنے ہاتھوں اور چہرہ پر مسح کیا۔

پھر دوسری مرتبہ پہلے کی طرح دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر جھاڑے اور شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے سوا بائیں ہاتھ کی تینوں انگلیاں دائیں ہاتھ کی چاروں انگلیوں کے سرے کے نیچے رکھ کر کھینچتا ہوا کہنی تک لے جائے، پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی دائیں ہاتھ کے اوپر کی طرف کہنی سے انگلیوں تک کھینچتا ہوا لائے، اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے اندر کی جانب کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کی پشت پر پھیرے۔ پھر اسی طرح دائیں ہاتھ کیساتھ بائیں ہاتھ کا مسح کرتے ہوئے کہنیوں تک لائے اور واپس کلائی تک لیجاتے ہوئے انگوٹھے اور اس کی پشت پر پھیرے، پھر انگلیوں کا خلال کرے، اگر انگوٹھی پہنے ہوئے ہو تو اس کے نیچے بھی ہاتھ پھیرنا ضروری ہے اس لئے کہ اگر بال برابر بھی جگہ چھوٹ گئی تو تیمم صحیح نہ ہوگا۔ وضو اور غسل دونوں کے تیمم کا یہی ایک طریقہ ہے۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ:

{ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ أَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ ،وَاِنِّيْ تَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ ، فَقَالَ ﷺ اِضْرِبْ ، وَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ ، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ فَمَسَحَ بِهِمَا اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ } (قال البیہقی اسنادہ صحیح)

ایک شخص آیا (اور دوسری روایت میں ہے کہ یہ آنے والے حضرت عمار بن یاسرؓ تھے) اور کہنے لگا کہ مجھے غسل جنابت کی حاجت ہوگئی تھی، اور (پانی نہ ہونے کی وجہ سے میں مٹی میں بطور تیمم) لوٹ پوٹ ہوگیا (تو کیا میرا اِس طرح کرنا صحیح تھا؟) آپ ﷺ نے (اسے تیمم کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں تمام بدن کو مٹی میں آلودہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ) فرمایا کہ اس طرح ہاتھ مار اور خود دونوں ہاتھ زمین پر مار کر ان سے چہرہ کا مسح کیا، پھر دونوں ہاتھ مار کر کہنیوں سمیت ہاتھوں کا مسح کیا۔

ایک تیمم سے متعدد فرائض کی ادائیگی

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور بعض دیگر فقہاء کے نزدیک جب تک کوئی ناقض تیمم پیش نہ آئے تو ایک تیمم سے سب فرائض وقتی، قضاء، قرآن مجید کی تلاوت، سجدۂ تلاوت، جنازہ کی نماز اور نوافل وغیرہ تمام عبادتیں جائز ہیں۔

☆ جب تک پانی نہ ملے یا عذر باقی رہے اس وقت تک تیمم کرنا جائز ہے چاہے اس حال میں کئی سال گزر جائیں۔

☆ اگر نماز پڑھ لینے کے بعد پانی پر قادر ہو جائے تو اسے باوضو ہو کر نماز دھرانے یا نہ دھرانے دونوں کا اختیار ہے

تا ہم اگر دھرا لے تو بہتر ہے۔حضرت ابوسعید الخذری ؓ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام ؓ میں سے دو شخص سفر میں گئے ،اِس دوران نماز کا وقت آ گیا اور ان کے پاس پانی کا بندوبست نہیں تھا، اس لئے دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی ، پھر نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پانی بھی مل گیا:تو ایک صاحب نے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی ، اور دوسرے صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا:

{ ثُمَّ أَتَيَا رَسُوْ لَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَا ذَالِكَ ، فَقَالَ لِلَّذِىْ لَمْ يُعِدْ أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلوٰتُكَ ، وَقَالَ لِلَّذِىْ تَوَضَّأَ وَأَعَادَ،لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ} (رواہ ابو داؤد)

پھر جب وہ دونوں پیارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کا ذکر کیا ،تو جن صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا ،اُن سے آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ٹھیک طریقہ اختیار کیا،اور تم نے جو نماز تیمم کر کے پڑھی وہ تمہارے لئے کافی ہوگئی۔اور جن صاحب نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھی تھی ان سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ:تمہیں دوہرا ثواب ملے گا(کیونکہ تم نے دوبارہ جو نماز پڑھی وہ نفل ہوگئی)۔اللہ تعالیٰ نیکیوں کو ضائع نہیں فرماتا۔

مفسداتِ تیمم

تیمم ہر اس چیز سے ٹوٹ جاتا ہے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے،اور جو چیزیں غسل کو واجب کرتی ہیں وہ غسل کے تیمم کو توڑ دیتی ہیں،غسل کا تیمم صرف حدث اکبر سے ٹوٹتا ہے،وضو کو توڑنے والی چیز سے غسل کا تیمم نہیں ٹوٹتا۔اسی طرح اگر تیمم والا شخص پانی کو دیکھ لے اور وہ اس کے استعمال پر قادر ہو تو اس کا تیمم ٹوٹ جائے گا۔ (ہدایہ:ص۲۷ ج۱)

☆ جس عذر کی وجہ سے تیمم جائز ہوا تھا جب وہ عذر ختم ہو جائے تو تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ اگر وضو اور غسل دونوں کے لئے ایک ہی تیمم کیا تھا تو اگر صرف وضو ٹوٹ جائے تو وہ تیمم وضو کے حق میں ٹوٹ جائے گا،البتہ غسل کے حق میں باقی رہے گا تاوقتیکہ غسل واجب کرنے والی کوئی چیز نہ پائی جائے۔

☆ جب تک پانی سے وضو نہ کر سکے تیمم کرتا رہے،اور کوئی وسوسہ دل میں نہ لائے ،اس لئے کہ جتنی پاکی وضو اور غسل سے ہوتی ہے اتنی ہی تیمم سے بھی ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گھر سے نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد جانا

صبح اٹھنے کے بعد جب آپ وضو یا غسل سے فارغ ہو جائیں تو نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے لئے گھر سے مسجد کو چلیں، حدیث میں اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ }۔ (رواه البخاری ومسلم)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ جس وقت بھی صبح کو یا شام کو اپنے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جنت کی مہمانی کا سامان تیار کراتا ہے، وہ جتنی دفعہ بھی صبح یا شام کو جائے۔

حضرت ابو ذر غفاری ؓ اپنے صاحبزادے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے! مسجد تمہارا گھر ہونا چاہئے، کیونکہ میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسجدیں پرہیز گاروں کا گھر ہیں، لہٰذا جس کا گھر مسجد ہو اللہ تعالیٰ اس کی راحت و رحمت کا اور پُل صراط سے جنت کی طرف اس کے گزرنے کا ضامن ہوتا ہے۔

حضرت فاروق اعظم ؓ سے مروی ہے کہ مساجد زمین کے اوپر اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں، اور جس کی زیارت کی گئی ہے اس پر یہ حق ہے کہ وہ اپنی زیارت کرنے والے کا اعزاز و اکرام کرتا ہے، یعنی جو شخص مسجد میں جاتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی زیارت کرتا ہے اس طرح مسجد میں جانے والا بندہ تو زیارت کرنے والا ہوا، اور جس کی زیارت کی گئی وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ مسجد میں آنے والے بندوں کا اعزاز و اکرام کرتا ہے اور انہیں اپنے فضل و کرم کی سعادتوں سے نوازتا ہے۔ (مظاہر حق)

گھر سے مسجد جاتے ہوئے ان سنتوں کا خیال رکھیں

لہٰذا جب بھی آپ نماز کے لئے گھر سے مسجد جائیں تو اس وقت مندرجہ ذیل سنتوں کا خیال رکھیں۔

۱) ہر نماز کے لئے باوضو ہو کر گھر سے چلیں۔

جس طرح حاجی حج کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے اور احرام باندھ کر حج کو جاتا ہے تو جس وقت وہ گھر سے نکلتا ہے اسی وقت سے اسے ثواب ملنا شروع ہو جاتا ہے، اور اس کے ثواب کا سلسلہ اس کے واپس آجانے تک جاری رہتا ہے۔

اسی طرح جب کوئی شخص محض نماز کے ارادے سے وضو کر کے گھر سے نکلتا ہے تو اُسے بھی اسی وقت سے ثواب ملنا شروع ہو جاتا ہے، اور جب تک وہ نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر واپس گھر نہیں آجاتا اُسے برابر ثواب ملتا رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ مُتَطَهِّرًا اِلٰی صَلَا ةٍ مَّكْتُوْبَةٍ فَأَجْرُهٗ كَأَجْرِ الْحَاجِ الْمُحْرِمِ ...الخ} (رواہ ابو داؤد)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کر کے گھر سے نکلے، اور فرض نماز ادا کرنے کے لئے مسجد جائے تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا احرام باندھ کر حج کرنے (کیلئے جانے) والے کو ملتا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءِ، ثُمَّ أَ تَى الْمَسْجِدَ لَايَنْهَزُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ لَمْ يَخُطُّ خُطْوَةٌ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً حَتّٰى يَدْ خُلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِيْ صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ } ابن ماجه ١،٢٧٢)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی بندہ خوب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف جاتا ہے اور اس جانے میں نماز کے سوا اس کا کوئی دنیاوی مقصد نہیں ہوتا تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرمادیتے ہیں، اور اس کی ایک خطا معاف کردی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے، اور جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے اور پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس وقت تک برابر اس کے حق میں عنایت اور رحمت کی دعاء کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھنے کی جگہ میں رہے۔

۲) سنتیں گھر پر پڑھ کر جانا۔

حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ اَفْضَلُ صَلَاتِكُمْ فِيْ بُيُوْ تِكُمْ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةِ } (رواہ الترمذی)

فرض نماز کے علاوہ تمہاری افضل ترین نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھی جائے۔

اور ایک روایت میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالُوْا : صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا قُبُوْرًا} (ترمذی:۲۷۸ ج۱)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کچھ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھا کرو اور انہیں (یعنی اپنے گھروں کو) قبرستان نہ بناؤ۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا نور ہے، پس اپنے گھروں کو نور سے منور کرو۔ (ابن ماجہ ص۹۸)

پیارے پیغمبر ﷺ تمام نوافل اور سنتیں جو نماز فرائض کے بعد کی ہیں گھر میں پڑھتے تھے، مسنون یہی ہے کہ سنتیں بھی گھر میں آکر پڑھے۔ مگر فقہاءؒ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں فرائض کے بعد کی سنتیں بھی مسجد میں ہی پڑھ لیں، اور اس کی دو وجوہات ہیں، ایک یہ کہ ایسا نہ ہو کہ گھر آنے کے بعد غفلت سے سنتیں رہ نہ جائیں۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عوام النّاس یہ نہ سمجھیں کہ فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں، یا اس کی اہمیت نہیں ہے۔

۳) باجماعت نماز پڑھنے کی نیت سے گھر سے نکلنا

اس لئے کہ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِی الصَّلَا ۃِ أَبْعَدُھُمْ فَأَبْعَدُھُمْ مَمْشًی وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلَاۃَ حَتّٰی یُصَلِّیْھَا مَعَ الْاِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ } (متفق علیه)

پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: نماز کا سب سے زیادہ اجر اُس شخص کو ملتا ہے، جو باعتبار مسافت کے سب سے زیادہ دور ہو۔ (یعنی جس شخص کا گھر مسجد سے جتنا زیادہ دور ہوگا اور وہ گھر سے چل کر نماز کے لئے مسجد آئے گا اسے اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا) اور جو شخص نماز کے انتظار میں مسجد کے اندر بیٹھا رہتا ہے تا کہ امام کے ساتھ نماز پڑھ سکے تو اس کا ثواب اس شخص سے زیادہ ہے جو تنہا اپنی نماز پڑھ کر سو جائے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ جب تک تم میں سے کوئی نماز کے انتظار میں مسجد میں رہتا ہے، اللہ کے نزدیک اور اس کے حساب میں وہ برابر نماز ہی میں رہتا ہے۔

۴) مسجد جاتے وقت نیک کاموں کی نیت کرنا

مسجد جاتے وقت کئی نیک کاموں کی نیت کی جاسکتی ہے اور ہر ایک کا اسے الگ الگ ثواب حاصل ہوگا، مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ کی زیارت، قرآن کریم کی تلاوت، نماز کا انتظار، گناہوں سے حفاظت، اعتکاف، ذکر اللہ، وعظ ونصیحت کی مجلس میں شرکت، تعلیم وتعلم، توبہ واستغفار، مسلمان بھائیوں سے ملاقات وزیارت وغیرہ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ أَتَى الْمَسْجِدَ لِشَيْئٍ فَهُوَ حَظُّهٗ } (ابوداؤد)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص (دین ودنیا کے) جس کام کی نیت سے مسجد میں آئے گا اسے اسی میں سے حصہ ملے گا۔

۵) اذان سننے کے بعد فوراً نماز کے لئے جانا

اذان سننے کے بعد نماز کی ادئیگی کے لئے فوراً دنیاوی مشاغل کو ترک کردینا چاہئے اوراذان کا جواب دیتے ہوئے نماز با جماعت میں شرکت کے لئے مسجد میں حاضر ہو، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جو شخص اذان سنے اوراس کا جواب نہ دے (یعنی مسجد میں نماز کے لئے حاضر نہ ہو) تو اس کی نماز نہیں۔

مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا:

{ عَنْ رَجُلٍ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ، لَا يَشْهَدُ جُمْعَةً وَلَا جَمَاعَةً ؟ فَقَالَ هُوَ فِي النَّارِ } (ترمذی)

ایک ایسے شخص کے متعلق جو دن میں روزے رکھتا ہو اور رات بھر نماز پڑھتا ہو لیکن نہ جمعہ میں حاضر ہوتا ہے اور نہ جماعت میں۔ تو حضرت (ابن عباسؓ) نے فرمایا: وہ جہنمی ہے۔

☆☆☆

جوتا اور چپل سے متعلق سنتیں و آداب

گھر سے وضو کرنے کے بعد نماز کی ادائیگی کے لئے جب آپ گھر سے باہر نکلیں گے تو سب سے پہلے آپ کو جوتے پہننے کی ضرورت محسوس ہوگی اس لئے جوتا اور چپل سے متعلقہ کیا آداب اور سنتیں ہیں اس کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱) جوتے و چپل کا استعمال

جوتے اور چپل کے استعمال سے چونکہ پاؤں کی حفاظت ہوتی ہے اس لئے پیارے پیغمبر ﷺ نے خود بھی جوتیوں کا استعمال فرمایا ہے اور امت کو بھی اس کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا جوتے چپل بکثرت پہنا کرو، جوتا پہننے والا بمنزلہ سوار کے ہوتا ہے۔ (مجمع: ج۵ ص ۱۴۱)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے پیر میں جوتے لازم کرلو۔
(ابن ماجہ، ص ۱۰۳، شمائل کبریٰ: ج۵ ص ۲۷۴)

☆ جوتے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پہننا دونوں طرح درست ہے، اس لئے کہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ کھڑے بیٹھے دونوں طرح جوتا پہن لیتے تھے۔ (سیرۃ الشامی ج۷، ص ۵۰۴)

۲) جوتے یا موزے پہننے سے پہلے ان کو جھاڑنا

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے (ایک مرتبہ) موزے منگوائے تا کہ انہیں پہنیں۔ آپ ﷺ نے ابھی ایک ہی موزہ پہنا تھا کہ اچانک ایک کوّا آیا، اور دوسرے موزے کو اڑا لے گیا، (اور پھر) اسے پھینکا تو اس سے سانپ نکلا۔ اس پر پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، اسے چاہئے کہ موزے اس وقت تک نہ پہنے جب تک انہیں جھاڑ نہ لے۔ (مجمع ج۵: ص ۱۴۳، سیرۃ الشامی ج۷، ص ۵۰۰)

یہ پیارے پیغمبر ﷺ کا معجزہ تھا کہ اللہ ربّ العزت نے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی، اور پھر آپ ﷺ نے امت کو تعلیم دی کہ جوتے یا موزے پہننے سے قبل جھاڑ لئے جائیں تا کہ کوئی مضر چیز نقصان نہ پہنچا سکے، یہی حکم بستر وغیرہ کا بھی ہے۔

۳) اولاً دائیں پاؤں میں پہننا

جوتا پاؤں کے لئے زینت ہے اور ہر وہ چیز جس کا پہننا زینت ہو اس کے پہننے میں دائیں کو مقدم کریں، اور نکالنے میں بائیں کو، جیسے کرتا پائجامہ وغیرہ اسی طرح جوتا بھی پہلے دائیں پاؤں میں پہنیں اور پھر بائیں میں، بائیں پیر میں پہلے جوتا

پہننا خلاف سنت ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب جوتے پہنتے تو پہلے دائیں پیر میں پہنتے تھے، اور جب اتارتے تو بائیں پیر سے پہلے اتارتے تھے۔ (سیرۃ الشامی ج ۷، ص ۵۵۰)

دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی جوتا پہنے تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو بائیں پاؤں سے پہلے اتارے تا کہ دایاں پہننے میں پہلا ہو اور اتارنے میں اخیر ہو۔ (بخاری و مسلم)

۴) چمڑے کے جوتے استعمال کرنا

حضرت ابو ذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو گائے کی کھال کے دھرے تلے جوتے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (سیرۃ الشامی ج ۷، ص ۵۰۴)

۵) ایک جوتا یا چپل پہن کر نہ چلنا

ایک چپل سے چلنا مشکل بھی ہے اور قبیح بھی اس لئے پیارے پیغمبر ﷺ نے تعلیم دی کہ اگر کبھی ایک جوتا ٹوٹ جائے تو دوسرے کو بھی نکال لو اور ننگے پاؤں چلو، ایک جوتا پہن کر مت چلو۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک جوتے (و چپل) میں نہ چلے، بلکہ دونوں کو اتار کر یا دونوں کو پہن کر چلے۔

(بخاری ص ۸۷۰)

۶) کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلنا

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم کبھی کبھی ننگے پیر چلیں۔ (مشکوٰۃ ص ۳۸۲)

۷) جوتا یا چپل بائیں ہاتھ سے اٹھانا

دائیں ہاتھ سے جوتے اٹھانا خلاف سنت ہے۔ حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ اپنے جوتے کو بائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اور انگوٹھے سے اٹھاتے تھے۔ (طبرانی، سیرۃ الشامی ج ۷، ص ۵۰۳)

۸) جوتا یا چپل پہن کر بیٹھنا یا کھانا کھانا

چونکہ جوتے پہن کر بیٹھنے میں تکلیف اور مشقت ہوتی ہے اس لئے بیٹھنے سے قبل جوتے اتار لینے چاہئیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم بیٹھو تو اپنے جوتوں کو اتار لو، اپنے پاؤں

کو آرام پہنچاؤ۔ (مجمع: ج ۵ ص ۱۴۳)

۹) تسمہ دار چپل پہننا

ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تسمہ دار جوتی پہنو۔ (کنز العمال ج ۱۵ ص ۴۱۰)

۱۰) کبھی خود اپنے جوتے کی مرمت کرنا

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ پیارے پیغمبر ﷺ کی گھر کی مصروفیات کے بارے میں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں کہ (آپ ﷺ گھر میں) کبھی اپنا کپڑا سی لیتے تھے کبھی اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے۔

(ابن حبان، فتح الباری ج ۱ ص ۴۶۱)

۱۱) مسجد یا کسی مجلس میں جوتا اپنے ساتھ رکھنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سنت میں سے یہ ہے کہ جب آدمی بیٹھے تو جوتے اتارے اور اپنے بغل میں رکھے (مشکوٰۃ ص ۳۸۱)

اس سے معلوم ہوا کہ آدمی جوتے اتار کر اپنے پاس رکھ سکتا ہے، اور سنت یہ ہے کہ انہیں اپنی بائیں جانب رکھے۔

۱۲) مسجد میں قبلہ کی جانب نہ رکھنا

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ احترام قبلہ کے پیش نظر نمازی اپنے جوتے آگے کی جانب نہ رکھے کہ اس میں بے ادبی ہے، اور نہ دائیں جانب رکھے اور نہ پیچھے رکھے کہ کوئی چرا کر نہ لیجائے (بلکہ اپنے بائیں جانب رکھے)۔ (مرقات ج ۴، ص ۴۵۴)

۱۳) مسجد میں رکھنے سے قبل گندگی کا جھاڑ لینا

بہتر یہ ہے کہ جب مسجد جائیں تو اپنے ساتھ کوئی پلاسٹک یا کپڑے کا بیگ لیکر جائیں اور جب مسجد میں داخل ہوں تو جوتے جھاڑ کر اس بیگ میں رکھ لیں تا کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔

۱۴) نکالتے وقت پہلے بایاں پاؤں نکالنا

جس طرح پہلے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ جوتے پہنتے وقت دائیں پاؤں میں پہلے پہنیں اور اتارتے وقت پہلے بائیں پاؤں سے اتاریں۔

☆☆☆

گھر سے نکلنے اور راستے کی سنتیں

جب بھی آپ گھر سے باہر نکلیں تو ان سنتوں کا ضرور خیال رکھیں:

۱) جوتے جھاڑ لیں

جوتے پہنتے وقت پہلے انہیں جھاڑ لیں تا کہ کوئی مضر چیز ان کے اندر نہ ہو، پھر {بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ} پڑھتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں جوتے میں داخل کریں، اور پھر بایاں۔

۲) گھر سے نکلتے وقت یوں دعاء کریں

۱) { بِسۡمِ اللّٰهِ ، اٰمَنۡتُ بِا اللّٰهِ ، تَوَکَّلۡتُ عَلَى اللّٰهِ لاَ حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِا اللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ السَّائِلِیۡنَ عَلَیۡكَ ، وَبِحَقِّ مَخۡرَجِیۡ هٰذَا ، فَاِنِّیۡ لَمۡ اَخۡرُجۡ اَشَرًا وَلَا بَطَرًا ، وَلَا رِیَاءً وَّلاَ سُمۡعَةً ، خَرَجۡتُ ابۡتِغَاءَمَرۡضَاتِكَ ، وَاتِّقَاءِسُخۡطِكَ ، اَسۡاَلُكَ اَنۡ تُعِیۡذَنِیۡ مِنَ النَّارِ ، وَتُدۡخِلَنِیۡ الۡجَنَّةَ۔ } (عمل الیوم و اللیلة ص۴۳، احمد ج۳ ص۲۱)

میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے گھر سے نکلتا ہوں، میں اللہ پر ایمان لایا، اور میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا،نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے اے اللہ! میں ہر اس حق سے جو سوال کرنے والوں کا آپ پر ہے، اور اپنے اس نکلنے کے حق سے، کیونکہ میں نہ فخر کرنے کے لئے نکلا ہوں، اور نہ ہی اترانے کے لئے ، اور نہ دکھلانے کے لئے، اور نہ شہرت طلب کرنے کے لئے، (بلکہ) میں تو آپ کی رضا جوئی کے لئے نکلا ہوں، اور آپ کی ناراضگی سے ڈر کر نکلا ہوں ۔ (اے اللہ!) میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے جہنم سے بچالیں ، اور جنت میں داخل فرمادیں۔

{یا یہ دُعاء پڑھیں}

حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لئے تشریف لیجاتے تو گھر سے نکلتے وقت یہ دعاء پڑھا کرتے تھے۔

۲) { اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ، وَبِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا ، فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْهُ اَشَرًا وَلَا بَطَرًا، وَلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً ، خَرَجْتُ اِتِّقَاءَسَخَطِكَ،وَ ابْتِغَاءَمَرْضَاتِكَ ، اَسْاَلُكَ اَنْ تُنْقِذَنِیْ مِنَ النَّارِ، وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ، اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ }۔

اے اللہ! میں ہر اس حق کے واسطے سے جو سوال کرنے والوں کا آپ پر ہے، اور اپنے اس نماز کے لئے چلنے کے حق سے، کیونکہ میں نہ فخر کرنے کے لئے نکلا ہوں، اور نہ ہی اترانے کے لئے، اور نہ دکھلانے کے لئے، اور نہ شہرت طلب کرنے کے لئے نکلا ہوں، (بلکہ) میں تو آپ کی ناراضگی کے ڈر سے (بچنے کے لئے) اور آپ کی رضا حاصل کرنے کے لئے گھر سے نکلا ہوں۔ (اے اللہ!) میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے جہنم کی آگ سے بچا لیجئے، اور میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دیجئے، بلا شبہ آپ کے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے۔

{ف} حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کے لئے اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعاء پڑھتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے (۷۰،۰۰۰) ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں، جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ نماز سے فارغ ہونے تک اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

نماز فجر کے لئے جاتے وقت راستے کی دعاء

اس کے علاوہ نماز فجر کے لئے جاتے ہوئے راستے پہ چلتے ہوئے جو دعاء پیارے پیغمبر ﷺ سے ثابت ہے وہ یہ ہے:

۳) { اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا ، وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا ، وَفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا ، وَاجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا ، وَعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا ، وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا ، وَّاجْعَلْ مِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا ، وَّمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا ، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا ، وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا }۔

یا اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما دیجئے ، اور میری بینائی میں نور عطا فرما دیجئے ، اور نور عطا فرما دیجئے میری قوت شنوائی میں، اور نور کر دیجئے میری داہنی طرف، اور نور کر دیجئے میری بائیں طرف، اور نور

کر دیجئے میرے پیچھے، اور نور کر دیجئے میرے سامنے، اور میرے اوپر نور ہو اور میرے نیچے نور کر دیجئے،
اے اللہ! میرے لئے نور مقرر فرما دیجئے، اور مجھے سراپا نور بنا دیجئے۔

فجر کے وقت جب رات کی تاریکی کے بعد اُجالا نمودار ہوتا ہے اور ہر طرف روشنی اور نور کی کرنیں چمکتی ہیں تو اس وقت کے مناسبت سے پیارے پیغمبر ﷺ نے ایک جامع دعاء تعلیم فرمائی کہ یا اللہ جس طرح اس وقت ظاہری روشنی کے پھیلنے سے ہر چیز منور اور روشن ہو رہی ہے اسی طرح تو مجھے باطنی طور پر نور عطا فرما اور میرے ایک ایک عضو کو اپنے نور سے منور فرما دے۔ اور جب بندہ روزانہ مسجد جاتے ہوئے صبح کے وقت اللہ سے یہ دعاء مانگے گا تو ضرور ربّ العالمین اس کی اس دعاء کو شرف قبولیت عطا فرمائیں گے۔ اور اس کے نتیجے میں وہ ان اعضاء کے غلط استعمال سے بچے گا۔ اور شیطانی قوتوں کے چاروں طرف سے اس پر حملہ آوار ہونے کی صورت میں اس کی ہر طرف سے حفاظت ہوگی۔ اس لئے کہ شیطان نے اللہ سے یہ کہا تھا کہ اے اللہ میں آپ کی مخلوق کو گمراہ کرنے کے لئے اس کے آگے سے، اس کے پیچھے سے، اس کے دائیں طرف سے اور اس کے بائیں طرف سے اس پر حملہ آور ہوں گا، اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔ تو اس دعاء کے پڑھنے سے انشاء اللہ شیطان کا داؤ نہیں چلے گا، اور پڑھنے والے کی حفاظت کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے اور آپ سب کو یہ نور عطا فرمائے۔ آمین۔

اسی طرح یہ دعاء مانگنا بھی مسنون ہے۔

۴) { اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ اَنۡ اَزِلَّ، اَوۡ اُزَلَّ، اَوۡ اَضِلَّ اَوۡ اُضَلَّ ، اَوۡ اَظۡلِمَ اَوۡ اُظۡلَمَ، اَوۡ اَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیَّ }

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ میں ڈگمگا جاؤں اور خود لغزش کھاؤں یا کسی دوسرے کو لغزش دوں، میں کسی کو گمراہ کروں یا مجھے کوئی گمراہ کرے، یا میں خود کسی پر ظلم کروں، یا کوئی مجھ پر ظلم کرے، اور میں خود کسی کے ساتھ نادانی کی بات کروں، یا کوئی دوسرا میرے ساتھ نادانی کرے۔

۳) چھوٹے قدموں کے ساتھ باوقار ہو کر چلنا

نماز پڑھنے کے لئے چلیں تو باوقار ہو کر، قدرے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے چلیں: تاکہ نیکیاں زیادہ ہوں، کیونکہ یہ نشان قدم لکھے جاتے ہیں، اور ہر قدم پر ثواب لکھا جاتا ہے، اور گناہ معاف کئے جاتے ہیں جیسے پہلے گزر چکا ہے۔

۴) راستے کے دائیں طرف چلنا

راستے کے دائیں طرف چلیں کہ راستے کے دائیں طرف چلنا مسنون ہے ،اور اللہ ربّ العزت کے خوف و ڈر، خشوع وخضوع اور وقار اور سکون کے ساتھ چلیں۔

۵) نگاہوں کی حفاظت کرتے ہوئے چلنا

قرآن کریم میں اللہ ربّ العزت نے ایماندار مردوں اور عورتوں کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ جب وہ راستے پے چلیں تو اپنی نگاہوں کو پست یعنی نیچی رکھیں،اس لئے کہ جب نظر کی حفاظت ہوگی تو مرد وعورت کا میل جول آگے نہیں بڑھے گا۔ پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، اور کانوں کا زنا سننا ہے، اور زبان کا زنا بات کرنا ہے، اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے، اور دل خواہش کرتا ہے اور آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کو سچا کر دیتی ہے یا جھوٹا کر دیتی ہے۔ (مسلم: ج ۲ ص ۳۳۶)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا: راستوں میں مت بیٹھا کرو، صحابہؓ نے عرض کیا ہمارے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے ،ہم راستوں میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں ،آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نے یہ کرنا ہی ہے تو پھر راستے کو اس کا حق دیا کرو۔ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ راستے کا کیا حق ہے؟ فرمایا: نظریں پست رکھنا، کسی کو تکلیف نہ دینا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم کرنا، گناہ سے روکنا۔ (بخاری)

راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا

جب آپ راستے پہ چلیں خواہ مسجد کے لئے یا کسی بھی وقت تو اگر راستے میں کوئی تکلیف دہ چیز پڑی ہوئی دیکھیں تو اس کو ہٹادیں کیونکہ یہ نیکیوں کے بڑھانے کا سبب ہے۔ پیارے پیغمبر ﷺ نے اپنے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے انس! مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹاؤ، تمھاری نیکیاں زیادہ ہوں گی۔

راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا صدقہ ہے۔

راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا صدقہ ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

{ فِى النَّاسِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ مَفصِلًا فَعَلَيْهِ اَنْ يَّتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِّنْهُ بِصَدَقَةٍ، قَالُوْا : وَمَنْ يُّطِيْقُ ذَالِكَ يَا نَبِيَّ اللهِ ؟ قَالَ اَلنُّخَاعَةُ فِى الْمَسْجِدِ يَدْفِنُهَا، وَالشَّيْئُ يُنْحِيْهِ عَنِ الطَّرِيْقِ، فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فَرَكْعَتَي الضُّحٰى تُجْزِئُكَ}۔

(رواہ ابوداؤد،باب اماطة الاذى عن الطريق ج۵،ص۴۴۷)

انسان کے جسم میں ہڈیوں کے تین سو ساٹھ (360) جوڑ ہیں ، ہر جوڑ کے بدلہ اس پر ایک صدقہ ہے ۔ حضرات صحابہ کرامؓ نے پوچھا اے اللہ کے نبی ﷺ کون اس کی وسعت اور طاقت رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسجد میں ناک (رینٹھ) لگی ہو تو اس کو کھرچ کر دفن کر دینا، راستہ کی تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا، اگر یہ نہ ہو سکے تو چاشت کی دو رکعت اس کی جانب سے کافی ہے ۔

ایک روایت میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: راستے سے ایک ھڈی کا اٹھانا بھی صدقہ ہے۔ (بیہقی ج ۷ ص ۵۱۶)

راستے سے کانٹے دارٹھنی کے ہٹانے پر ایک شخص کی مغفرت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَل خَيْرًا قَطٌّ ،غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيْقِ ، اِمَّا كَانَ فِيْ شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ وَاَلْقَاهُ وَاِمَّا كَانَ مَوْضُوْعًا فَاَمَاطَهُ، فَشَكَرَاللّٰهُ لَهٗ بِهَا، فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ}۔

(رواہ ابوداؤد،باب اماطة الاذى عن الطريق ج۵،ص۴۴۷)

ایک آدمی کا انتقال ہو گیا، اس نے کوئی نیکی نہیں کی تھی ۔ ہاں مگر اس نے راستے سے ایک کانٹے دار ٹھنی اٹھا کر پھینکی، یا تو وہ کانٹے دار ٹھنی کسی درخت سے لٹک رہی تھی تو اسے کاٹ کر پھینک دیا، یا وہ راستے میں پڑی ہوئی تھی اور اسے راستے سے ہٹا دیا، اللہ ربّ العزت نے اُس کے اِس عمل کی وجہ سے اُس کو جنت میں داخل کر دیا۔

اس لئے چاہئے کہ انسان کسی معمولی نیکی کو بھی معمولی نہ سمجھے، اور اسے نہ چھوڑے اور جب راستے پہ چلے اور کوئی تکلیف دہ چیز دیکھے تو اس کو ہٹا دے۔ نہ معلوم اس کا کونسا عمل اللہ ربّ العزت کو پسند آ جائے اور اس کی وجہ سے اس کی

مغفرت فرمادے۔

راستے سے پتھر ہٹانے پر جنت

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص راستے سے ایک پتھر بھی ہٹادے، تو اسے ایک نیکی ملتی ہے، اور جس کی نیکی ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (بیہقی ج ۷ ص ۵۱۶)

ایک روایت میں ہے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پیارے پیغمبر ﷺ سے سنا جو شخص مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرے اس کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے اور جس کی نیکی قبول ہوگئی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترغیب ج ۳، ص ۶۱۸)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ راستے میں چلتے ہوئے اگر کوئی تکلیف دہ چیز نظر آئے مثلاً: کوئی کانٹے دار جھاڑی ہو، کوئی پتھر پڑا ہو جس سے کسی کو ٹھوکر لگنے کا اندیشہ ہے، یا کوئی ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے پھسلنے کا اندیشہ ہے تو اسے ھٹادیا جائے تاکہ کسی دوسرے راہ گزر کو تکلیف نہ ہو۔ بظاہر یہ معمولی عمل ہے مگر اجر و ثواب کے اعتبار سے بہت بڑا عمل ہے۔

اسی طرح کسی مسلمان کے لئے یہ بھی سزاوار نہیں کہ وہ راستے میں کسی تکلیف دہ چیز کو ڈال دے جس سے گزرنے والوں کو اذیت اور تکلیف ہو۔ مثلاً راستے میں پانی بہانا جس سے کیچڑ بن جائے، کوڑا کرکٹ ڈال دینا، غلاظت ڈال دینا، یا پیشاب کرنا نہایت ہی قبیح اور ملعون عمل ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ اللہ ربّ العزت ہمیں پیارے پیغمبر ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

مسجد میں داخل ہونے کی سنتیں و آداب

قارئین کرام: راستے کی سنتوں و آداب کا لحاظ کرتے ہوئے اور ذکر اور دعاء کے اہتمام کے ساتھ جب آپ مسجد میں پہنچیں اور جب بھی آپ مسجد تشریف لے جائیں تو ان سنتوں کا ضرور خیال رکھیں:

۱) پہلے دایاں پاؤں جوتے سے نکالیں

پہلے دایاں پاؤں جوتے سے نکال کر جوتے کے اوپر رکھیں۔ اور بایاں پاؤں جوتے سے نکال کر دایاں پاؤں پہلے مسجد میں داخل کریں۔ اور یہ دعاء پڑھیں۔

۱) {اَعُوْذُ بِا للّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ ،وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ ، مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ}

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ ربّ العزت کی جو بزرگ و برتر اور صاحب عظمت ہے، اور اس ذات کی جو محترم ہے، اور اس کی بادشاہی قدیم ہے۔ شیطان مردود کے حملے سے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

{ أَنَّہٗ کَانَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، قَالَ :اَعُوْذُ بِا للّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ ، وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ ، مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ} (رواہ ابو داؤد)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو (یوں دعاء) فرماتے: میں پناہ میں آتا ہوں اللہ ربّ العزت کی جو بزرگ و برتر اور صاحب عظمت ہے، اور اس ذات کی جو محترم ہے، اور اس کی بادشاہی قدیم ہے۔ شیطان مردود کے حملے سے۔

{ف} حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص یہ دعاء پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ اب یہ شخص تمام دن تک کے لئے میرے شر سے محفوظ ہو گیا۔ (ترغیب ص ۴۵۹)

۲) پھر بسم اللہ پڑھیں:

شیطان سے پناہ مانگنے کے بعد اللہ کا نام لیں اور بسم اللہ کہتے ہوئے اس بات کا اقرار کریں کہ میرا مسجد میں آنا بدوں اللہ رب العزت کی توفیق کے ممکن نہ تھا۔اور یوں کہیں:

{ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ } یا { بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ }

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے،اللہ کے نام سے، اور تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں۔

۳) پھر درود شریف پڑھیں:

بسم اللہ پڑھنے کے بعد پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھیں، کیونکہ جس نیکی کو کرنے آپ جا رہے ہیں اس کا حصول بدوں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور راہنمائی کے ممکن نہ تھا، دین کی صورت میں جو کچھ ہمارے پاس ہے یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم پر احسان ہے اور اس احسان عظیم کا اعتراف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ان الفاظ میں ہدیہ پیش کرتے ہوئے کریں:

{اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ} یا { بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم }۔

اے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر۔اللہ تعالیٰ کے نام سے رحمت وسلامتی ہو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے:

{ بِسْمِ اللّٰهِ ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ }

میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مسجد میں داخل ہوتا ہوں، اے اللہ! آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرمایئے۔

اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے:

{ بِسْمِ اللّٰهِ ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ }

میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مسجد سے باہر نکلتا ہوں، اے اللہ! آپ حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے۔

۴) پھر یہ دعاء پڑھیں:

درود شریف پڑھنے کے بعد جس کی بارگاہ میں حاضر دی جا رہی ہے اُس کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اس کی رحمتوں کے دروازے کو کھٹکھٹاتے اور دستک دیتے ہوئے یہ سوال کریں کہ پروردگار تیری دی ہوئی توفیق سے تیرے گھر کی حاضری نصیب ہو رہی ہے مگر یہ حاضری برائے نام نہ ہو، بلکہ میں اِس آس، اِس آرزو اور اِس اُمید سے تیرے گھر میں داخل ہو رہا ہوں کہ میرا یہ داخلہ آپ کی رحمتوں کے دروازے کھولنے کا سبب بنے کہ میں آپ کی رحمت کی تمام اقسام کا محتاج ہوں مجھے کسی رحمت سے محروم نہ رکھنا۔ اور ان الفاظ کے ساتھ اس کی رحمتوں کے دروازے کھولنے کی درخواست کریں:

{ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ } یا { اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَسَهِّلْ لِيْ اَبْوَابَ رِزْقِكَ } (ابن ابی شیبہ ص۳۳۸، ابن ماجہ)

اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔ ☆ اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دیجئے، اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے، اور میرے لئے اپنے رزق کے دروازے آسان فرما دیجئے۔

حضرت ابوحمید یا ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ اِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، ثُمَّ لِيَقُلْ : اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔} (سنن ابو داؤد :ص۲۵۹ ج۱)

جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہئے کہ رسول اکرم ﷺ پر سلام بھیجے اور اس کے بعد { اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ } پڑھے کہ اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔

حضرت عبد اللہ بن اخطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی نفلی اعتکاف کی نیت کرلیں۔

۵) اعتکاف کی نیت

{نَوَيْتُ الْاِعْتِكَافَ مَا دُمْتُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدُ}

میں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں جب تک میں مسجد میں رہوں۔

۶) بلند آواز سے سلام نہ کریں

جو لوگ مسجد میں پہلے سے بیٹھے ذکر وتلاوت میں مشغول ہوں ان کو سلام نہیں کرنا چاہیے، اور نہ ہی بلند آواز میں سلام کرنا چاہیئے تا کہ ان کے معمولات میں خلل واقع نہ ہو، البتہ اگر کوئی آپ کی طرف متوجہ ہو اور ذکر وغیرہ میں مشغول نہ تو اس کو سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۷) اور جب صف تک پہنچیں تو یہ دعاء پڑھیں:

{اَللّٰهُمَّ ائْتِنِيْ اَفْضَلَ مَا تُؤْتِيْ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ}

اے اللہ! تو مجھے اپنی وہ بہترین نعمت (توفیق واخلاص) عطا فرما جو آپ اپنے صالح اور نیکو کار بندوں کو عطا فرماتے ہیں۔

(فضیلت): حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نماز کے لئے آئے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، جب وہ صف میں پہنچ گئے تو انہوں نے یہ کلمات کہے:

{اَللّٰهُمَّ ائْتِنِيْ اَفْضَلَ مَا تُؤْتِيْ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ}

جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مکمل فرمائی تو دریافت فرمایا:

{مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا ؟ قَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَا رَسُوْلُ اللهِ ، قَالَ: اِذًا يُعْقَرُ جَوَادُكَ وَتَسْتَشْهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ}۔ (نسائی فی عمل الیوم واللیلة)

ابھی بات (یعنی دعاء) کرنے والا کون تھا؟ اُس آدمی نے عرض کیا: میں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب تمہارے گھوڑے کے پاؤں کاٹے جائیں گے اور تم اللہ کے راستے میں شہید ہو گے۔ (یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا انعام ہے۔)

اس دعاء میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد میں کسی غلط کام میں لگ کر اپنا وقت ضائع نہ کر بیٹھوں بلکہ اپنے مخلص اور نیکوکار بندوں کی طرح مجھے بھی آپ اس کی توفیق عطا فرمائیں کہ میں اخلاص کے ساتھ تیری عبادت میں مشغول ہو جاؤں ،اور ایسی نماز ، ایسی تلاوت، ایسا ذکر کروں جو تیری رحمت کے دروازے کھولنے کا سبب بنے ،جس میں بے ادبی ،سنت کی خلاف ورزی ، ریا کاری اور دکھاوہ نہ ہو،اور آپ کی بارگاہ میں وہ قبولیت حاصل کر لے ،اور آپ کی رحمتوں کو متوجہ کرنے کا ذریعہ بن جائے ،اور میرا مسجد میں آنے کا مقصد اور منشا پورا ہو۔

۸) تحیۃ المسجد کی ادائیگی

مسجد میں داخل ہونے کے بعد ٹائم دیکھ لیں اگر ابھی جماعت کھڑی ہونے میں وقت ہے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کریں۔حضرت ابوقتادہ ؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ} (البخاری ومسلم)

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اس کو چاہئے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت اگر ممنوع وقت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے۔جس طرح آپ اپنے مسلمان بھائی کو ملتے وقت السلام علیکم کہتے ہیں اسی طرح مسجد میں داخل ہونے کے بعد مسجد سے ملاقات کا سلام تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں ہیں جو بارگاہ خداوندی کی سلامی ہے اور اس بات کا اعتراف ہے کہ میں اللہ کے گھر میں داخل ہو چکا ہوں اور اس کے گھر کے اکرام میں یہ دو رکعتیں ادا کر رہا ہوں،اور اللہ کے گھر سے ملاقات کر رہا ہوں اس لئے اس کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔

تحیۃ المسجد کی یہ دو رکعتیں مسجد میں بیٹھنے سے پہلے پڑھنی چاہئیں ،بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ مسجد میں جا کر پہلے قصداً بیٹھ جاتے ہیں ،اور اس کے بعد کھڑے ہو کر نماز کی نیت کر لیتے ہیں جو کہ غلط ہے۔پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

{ اِنَّ بُیُوْتِیْ فِی أَرْضِیْ اَلْمَسَاجِدَ وَاِنَّ زَوَارِیْ فِیْهَا عَمَّارُهَا فَطُوْبٰی لِعَبْدٍ تَطَهَّرَ فِیْ بَیْتِهٖ،ثُمَّ زَارَنِیْ فِیْ بَیْتِیْ،فَحَقٌّ عَلَی الْمَزُوْرِ أَنْ یُّکْرِمَ زَائِرَهٗ} (ابونعیم ،ابو سعید)

میرے گھر زمین میں مسجدیں ہیں ، اور مجھ سے ملاقات کے لئے آنے والے وہ ہیں جو ان کو آباد کریں، خوشخبری ہو اس شخص کے لئے جو اپنے گھر میں پاک وصاف ہو کر مجھ سے ملاقات کے لئے میرے گھر آئے اس صورت میں مزور (جس کی زیارت کی جائے) کا فرض ہے کہ وہ زائر (یعنی ملاقات کے لئے آنے

والے) کی تعظیم کرے۔

۹) سنتوں میں تحیۃ المسجد کی نیت کرنا

اگر وقت ہوتو بہتر یہ ہے کہ تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں الگ سے پڑھیں، لیکن اگر وقت میں گنجائش نہ ہوتو جو چار رکعت سنت مؤکدہ آپ پڑھ رہے ہیں اسی میں تحیۃ المسجد کی بھی نیت کرلیں۔ اسی طرح مسجد میں آنے کے بعد اگر کسی نے سنت یا فرض پڑھ لئے تو تحیۃ المسجد کے لئے کافی ہوجائیں گے، الگ سے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

۱۰) سنتوں کی ادائیگی کی جگہ

مسجد میں سنن یا نوافل کی ادائیگی کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کریں جہاں سامنے سے لوگوں کے گزرنے کا احتمال نہ ہو، اور نہ ہی پہلی صف میں امام کے پیچھے جا کر سنتیں ادا کریں جب کہ جماعت کھڑی ہونے کا وقت قریب ہو۔ بہت سے لوگ اس بات کا خیال نہیں کرتے جماعت کھڑی ہونے کا وقت قریب ہوتا ہے اور بغیر دیکھے ہوئے سیدھے مصلّی کے پیچھے آکر کھڑے ہوجاتے ہیں اور سنتوں کی نیت باندھ لیتے ہیں۔

۱۱) بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہ آئیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ} (بخاری ومسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس بدبودار درخت (پیاز یا لہسن میں) سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے کیونکہ جس چیز سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔

حضرت معدان بن ابی طلحہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا:

{اِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَاْكُلُوْنَ مِنْ شَجَرَتَيْنِ مَا أُرَاهُمَا اِلَّا خَبِيْثَتَيْنِ هٰذَا الْبَصَلُ وَالثُّوْمُ ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ أَمَرَ بِهٖ ، فَأُخْرِجَ اِلَى الْبَقِيْعِ ، فَمَنْ أَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا} (سنن نسائی :ص۲۹۶ ج۱)

اے لوگو! تم لوگ، ان دو ناپاک درختوں میں سے کھاتے ہو یعنی پیاز اور لہسن کو، اور میں نے دیکھا ہے پیارے پیغمبر ﷺ کو کہ: جس وقت آپ ﷺ کسی (نمازی) کے منہ سے ان چیزوں کی بد بو محسوس فرماتے تو حکم فرماتے کہ وہ شخص مسجد سے (جنت) البقیع کی طرف نکال دیا جائے۔ اور ہمارے میں سے جو شخص لہسن اور پیاز کھائے تو ان چیزوں کو اچھے طریقے سے پکا کر کھائے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو اس درخت سے کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے، جب تک کہ اس کی بد بو دور نہ ہو جائے۔ (مسلم:ص۲۰۹)

علامہ نوویؒ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ اس ممانعت میں وہ تمام اشیاء داخل ہیں جو بد بو پیدا کرتی ہوں، یا باعث بد بو ہوں۔ اس لئے کوئی بھی بد بودار چیز استعمال کرنے کے بعد (چاہے وہ مولی، پیاز، لہسن ہو یا بیڑی، سگریٹ، حقہ، سگار وغیرہ ہو) مسجد میں نہیں آنا چاہئے بلکہ پہلے اس کی بد بو مسواک اور خوشبو وغیرہ کے ساتھ زائل کر کے پھر مسجد میں آئیں تا کہ اس کی وجہ سے کسی سلیم الفطرت انسان یا فرشتہ کو تکلیف نہ پہنچے۔

۱۲) صفوں میں بیٹھنے کی ترتیب

کسی کو پھلانگے بغیر ممکنہ حد تک اگلی صف میں جا کر امام کے پیچھے، دائیں یا بائیں بیٹھیں۔ اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو اسی ترتیب سے دوسری، پھر تیسری صف میں بیٹھیں، جب تک اگلی صف میں جگہ ملتی ہو پیچھے نہ بیٹھیں۔

۱۳) جماعت کے انتظار میں بیٹھنا

مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب ۲۵ گنا یا اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ تحیۃ المسجد اور سنتوں کے پڑھنے کے بعد جب تک نمازی جماعت کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں، انہیں برابر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ اور فرشتے ان کے لئے مسلسل دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ کسی کو اپنے ہاتھ یا زبان سے ایذا نہ پہنچائیں، یا ان کا وضو ٹوٹ نہ جائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَلْمَلَا ئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ، أَوْ يَقُمْ ، أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ ، أَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ } (ابوداؤد)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: فرشتے اس شخص کے لئے دعائیں کرتے ہیں جو کہ اپنی نماز پڑھنے

کی جگہ پر (نماز کے انتظار میں) بیٹھا رہتا ہے جب تک کہ اس کو حدث (ناقض وضو) پیش نہ آئے، یا وہاں سے اٹھ کر چلا نہ جائے، ایسے شخص کے لئے فرشتے یہ دعاء کرتے ہیں کہ اے اللہ اس بندہ کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ أَتَی الْمَسْجِدَ لِشَيْءٍ فَهُوَحَظُّهٗ } (ابو داؤد:ص۲۶۱)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد میں جس نیت سے آئے گا اس کو ایسا ہی بدلہ ملے گا۔

پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے والا شخص ایسا ہے جیسا کہ وہ جنت کی کیاریوں میں بیٹھا ہو۔

اور پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب تم جنت کی کیاریوں میں بیٹھو تو جنت کے پھل بھی کھایا کرو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جنت کے پھل کیسے کھائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جب تم مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھو تو جتنی دیر بیٹھو اتنی دیر یہ کلمات پڑھتے رہا کرو: { سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ } یہ کلمات پڑھنا ایسا ہے جیسے جنت کے پھل کھانا، کیونکہ اس کے نتیجہ میں انشاء اللہ تمہیں آخرت میں پھل ملیں گے۔

لہٰذا جتنا وقت مسجد میں نماز کے انتظار میں گزرے اس دوران ذکر، تلاوت، نوافل وغیرہ میں مشغول رہیں۔ اور فضول دنیاوی باتوں میں مشغول نہ ہوں اس لئے کہ مسجدیں عبادت کے لئے ہیں اور ارشاد باری ہے۔ { وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ } کہ بیشک مسجدیں اللہ (کی عبادت) کے لئے ہیں۔ اس لئے مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا سخت گناہ ہے جس سے نیکیاں برباد اور گناہ لازم ہوتا ہے اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے۔

۱۴) باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھیں۔

نماز کو باجماعت ادا کریں کہ اس کی بہت زیادہ فضیلت احادیث میں بیان فرمائی گئی ہے پیارے پیغمبر ﷺ نے کبھی جماعت کو ترک نہیں فرمایا: حتی کہ مرض الوفات میں جب کہ آپ ﷺ کے لئے خود چل کر مسجد میں پہنچنا ممکن نہ تھا، آپ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز ادا فرمائی۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے کے مقابلے میں (ثواب میں) ستائیس (۲۷) درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:فَضْلُ الْجَمَاعَةِ عَلٰى صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جُزْءً ا} (سنن ابن ماجه :ص۲۷۶ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت تنہا نماز سے پچیس گنا زیادہ ہے۔

۱۵) فجر کی نماز کے بعد اشراق تک ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔

دن میں ذکر کا سب سے بہترین وقت فجر کی نماز کے بعد کا ہے۔اس وقت فرشتے نازل ہوتے ہیں، صبح کی نماز کے بعد ذکر کرنا درمیانی رات ذکر کرنے سے افضل ہے۔ایک روایت میں ہے کہ جو شخص فجر کی نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھا رہے یہاں تک کہ دو رکعت اشراق پڑھے تو اس کو مقبول حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ (طبرانی)

علماء نے لکھا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد مسلسل ذکر میں مشغول رہے خواہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہو یا لیٹا ہو۔لیکن بیٹھنا باقی تمام حالتوں سے افضل ہے۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الْفَجْرِ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُاللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ } (ابو داؤد)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص فجر کی نماز پڑھے، پھر بیٹھ کر ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ سورج نکل آئے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الْفَجْرِ، أَوْ قَالَ الغَدَاةِ ، فَقَعَدَ فِيْ مَقْعَدِهٖ وَلَمْ يَلْغِ بِشَيْئٍ مِّنْ أَمْرِ الدُّنْيَا، يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يُصَلِّى الضُّحٰى أَرْبَعَ

رَكَعَاتٍ ، خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ }　　(ابو یعلیٰ فی مسندہ،والطبرانی)

میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر بیٹھا رہے اور دنیا کے کسی کام میں مشغول نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ اشراق کی چار رکعتیں پڑھے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو۔

حضرت حسن بن علیؓ سے مروی ہے کہ: میں نے اپنے نانا جان (حضور اقدس) ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ جَلَسَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ، اِلَّا كَانَ لَهٗ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ أَوْ سِتْرًا}

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص فجر کی نماز پڑھے پھر سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے تو یہ عمل اس کے لئے جہنم سے آڑ ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص فجر کی نماز پڑھے اور سورج نکلنے تک بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے تو اس کے لئے جنت الفردوس میں (۷۰) ستر درجے ہوں گے، اور دونوں درجوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار گھوڑے کی (۷۰) ستر سالہ مسافت کے بقدر ہوگا۔　　(شعب الایمان:ص ۶۰، ۶۱ ج ۳)

۱۶) مسجد میں شعر بازی اور خرید وفروخت سے اجتناب کریں۔

مسجد میں ایسے اشعار پڑھنا منع ہے جو کہ جھوٹ یا مبالغہ اور غلط بیانی پر مشتمل ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے راوایت ہے کہ:

{ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِى الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ فِيْهِ وَاَنْ يَّتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمْعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِى الْمَسْجِدِ}۔　　(رواہ ابوداؤد)

پیارے پیغمبر ﷺ نے مسجدوں میں شعر بازی کرنے سے اور خرید وفروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن مسجد میں نماز سے پہلے لوگ اپنے حلقے بنا بنا کر بیٹھیں۔

لیکن ایسے اشعار جو کہ اعلیٰ مضمون یا اخلاقی تعلیم اور سماجی اصلاح سے متعلق ہوں وہ درست ہیں حضرت سعید بن مسیبؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ ایک مرتبہ حضرت حسان بن ثابتؓ کے پاس سے گزرے اور وہ اس وقت مسجد کے اندر

اشعار پڑھنے میں مشغول تھے، حضرت عمرؓ نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے فرمایا کہ:

{ قَدْ أَنْشَدْتُ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ ، ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى أَبِىْ هُرَيْرَةَ ، فَقَالَ أَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : أَجِبْ عَنِّىْ ،اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ، قَالَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ }

میں نے تو مسجد کے اندر اس وقت اشعار پڑھے ہیں جس وقت مسجد کے اندر ان سے اعلیٰ شخصیت (یعنی حضور ﷺ) تشریف فرما تھے۔ پھر حضرت حسانؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی جانب دیکھتے ہوئے عرض کیا کہ کیا آپ نے پیارے پیغمبر ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا (جب کہ میں آپ ﷺ کی شان اقدس میں تعریفی اشعار پڑھا کرتا تھا) کہ اے اللہ! میری جانب سے قبول فرما۔ اے اللہ! مدد فرما ان کی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے۔ یہ سن کر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: جی ہاں (میں نے یہ کلمات) سنے ہیں۔ (سنن نسائی:۲۹۹ ج ۱)

۱۷) بلاضرورت شدیدہ مسجد میں دنیوی باتوں سے بچیں

حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ يَأْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِىْ مَسَاجِدِهِمْ فِىْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ ، فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ} (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسجدوں میں لوگوں کی بات چیت اپنے دنیاوی معاملات میں ہوا کرے گی، تمھیں چاہئے کہ ان لوگوں کے پاس بھی نہ بیٹھو، اللہ کو ان لوگوں سے کوئی سروکار نہیں۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا، ایک آدمی نے میری طرف کنکری پھینکی میں نے دیکھا تو وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے مجھ سے فرمایا: جاؤ اور ان دو آدمیوں کو (جو مسجد میں باتیں کر رہے تھے) پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ میں پکڑ لایا تو آپ نے ان سے فرمایا: تم دونوں کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا کہ طائف کے۔ آپؓ نے فرمایا کہ: اگر تم اس شہر کے ہوتے تو میں تم کو سخت سزا دیتا، تم نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔ (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے نکلتے تو مسجد میں اعلان فرماتے خبردار مسجد میں کوئی ادھر اُدھر کی باتیں نہ کرے۔

(ابن عبدالرزاق ص ۴۳۸)

سعید بن المسیب ؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں بیٹھے وہ اللہ تعالیٰ کا ہم نشین ہے، اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ خیر کے علاوہ کوئی بات نہ کرے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ مسجد میں دنیاوی باتوں کا کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح چوپائے گھاس کو چر لیتے ہیں۔ اور امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ کسی تابعی کا قول ہے کہ مسجد میں دنیاوی باتوں کا کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح چوپائے گھاس کو چر لیتے ہیں۔ (شرح احیاء ج ۳: ص ۳۱)

۱۸) مساجد میں لڑائی اور شور و شغب سے پرہیز کریں

حضرت واثلہ بن الاسقع ؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{جَنِّبُوْا مَسَاجِدَکُمْ صِبْیَانَکُمْ وَمَجَانِیْنَکُمْ وَشِرَائَکُمْ وَبَیْعَکُمْ وَخُصُوْمَاتِکُمْ وَرَفْعَ اَصْوَاتِکُمْ وَاِقَامَۃَ حُدُوْدِکُمْ وَسَلَّ سُیُوْفِکُمْ} (ابن ماجہ)

تم اپنی مسجدوں سے دور اور الگ رکھو، اپنے چھوٹوں بچوں کو، اور دیوانوں کو، اور اسی طرح مسجدوں سے الگ اور دور رکھو اپنی خرید و فروخت کو اور اپنے باہمی جھگڑوں کو، اور اپنے شور و شغب کو، اور حدوں کے قائم کرنے، اور تلواروں کو نیاموں سے نکالنے کو۔ (یہ سب باتیں مسجد کے تقدس اور احترام کے خلاف ہیں)۔

۱۹) مسجد کے اندر یا باہر قبلہ کی جانب نہ تھوکیں۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو ناک کی ریزش قبلہ کی جانب کی گئی ہوگی، وہ قیامت کے دن اس کے چہرے پر ہوگی۔ (ترغیب ص ۲۰۱)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو قبلہ کی جانب تھوکے گا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ تھوکا ہوا اس کے دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا۔ (ترغیب ص ۲۰۱)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے مسجد میں قبلہ کی جانب دیوار پر تھوک (بلغم وغیرہ) دیکھا تو اسے ایک ٹھیکرے سے کھرچ کر صاف کر دیا۔ اور پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کوئی نماز پڑھتا ہوا قبلہ کی جانب نہ تھوکے کہ خدائے پاک قبلہ کی جانب ہوتا ہے جب بندہ نماز پڑھتا ہے۔ (بخاری ص ۵۸)

اس لئے مسجد میں تھوکنے سے یا ناک صاف کرنے سے اعراض کیا جائے، اور اگر اس کی ضرورت پیش آئے تو اپنے رومال یا ٹیشو پیپر سے پونچھ لیا جائے۔

۲۰) مسجد میں گمشدہ چیزوں کا اعلان نہ کریں۔

مسجد سے باہر کوئی چیز گم ہو جائے تو اس کا اعلان مسجد میں نہ کیا جائے، عموماً لوگ اس بات کا خیال نہیں کرتے اور خاص طور پر پنڈوں اور دیہاتوں میں لوگ آ کر مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے اعلانات کرتے رہتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ حضرت عمرو بن شعیبؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے مسجد میں گمشدہ چیزوں کے اعلان سے منع فرمایا ہے۔ (سنن کبریٰ ص ۴۴۸ ج ۱)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ:

{ جَآءَ رَجُلٌ يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا وَجَدْتَّ}

ایک شخص مسجد میں اپنی گم شدہ چیز کو تلاش کرنے کے واسطے حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کرے تم وہ شے نہ پاؤ، یعنی تم کو وہ شے نہ ملے۔ (نسائی: ص ۲۹۹ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ فرماتے تھے جس کو تم مسجد میں گمشدہ چیز کے بارے میں اعلان کرتے دیکھو تو اسے یہ (بد دعاء) کہو خدا تم کو گمشدہ نہ دلائے، مسجد اس کے لئے نہیں بنائی گئی۔ (مسلم ص ۲۱۰)

۲۱) مسجد میں ہنسنے سے احتراز کریں

مسجد عبادت اور توبہ و استغفار کی جگہ ہے جہاں بندہ آ کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور دوزخ سے پناہ حاصل کرتا ہے، ایسی جگہ میں ہنسنا بڑی غفلت اور بدبختی کی علامت ہے اگر دنیا میں کوئی انسان بادشاہ کے دربار میں جائے تو کوئی ایسا عمل نہیں کرتا جو شائستگی کے خلاف ہو اور مؤدب ہو کر رہتا ہے، مسجد تو شاہوں کے شہنشاہ اور خالق کائنات کا دربار ہے اس کے دربار میں پہنچ کر اس کا ادب و احترام ملحوظ رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: مسجد میں ھنسنا قبر کی تاریکی کا باعث ہے۔ (کنز العمال ج ۷: ص ٦٦٨)

۲۲) مسجد میں سونا

مسجد میں سونا مسجد کی حرمت اور احترام کے خلاف ہے، خصوصاً اس دور میں سونے کی اجازت دینا متعدد خرابیوں کا باعث ہے۔ بعض لوگ بچوں اور گھریلو شور و شرابے سے تنگ آ کر یا ٹھنڈک اور آرام و سکون حاصل کرنے کے لئے مساجد میں آ کر سو جاتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔ مساجد کو پاک و صاف رکھنے کا حکم دیا گیا ہے جب کہ بغیر کوئی چیز نیچے بچھائے سونے

کی صورت میں مسجد کو آلودہ کرنے کا خطرہ ہوتا ہے اور سونے کی حالت میں ریح کے اخراج کا بھی احتمال ہوتا ہے جو مسجد کے تقدس کے خلاف ہے۔حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ مسجد میں تشریف لائے ہم مسجد میں لیٹے ہوئے تھے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی (ہمیں سوتا دیکھ کر) اس سے ہمیں مارا اور فرمایا: اٹھو مسجد میں مت سوؤ۔
(کنز العمال ج ۷ ص ۴۲۱، ابن عبد الرزاق ۴۲۲)

☆ہاں مسافروں اور معتکفین کے لئے مسجد میں سونا جائز ہے، لیکن بلا عذر مسجد میں سونا اور کھانا پینا مکروہ ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{كُنَّا نَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ} (ابن ماجه:ص۲۶۴ ج۱)

ہم پیارے پیغمبر ﷺ کے زمانے میں مسجد میں سویا کرتے تھے۔

حضرت قیس بن طخفہؓ جو اصحاب صفہ میں سے ہیں اُن سے مروی ہے کہ:

{قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْطَلِقُوْا ، فَانْطَلَقْنَا اِلٰى بَيْتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا ، فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنْ شِئْتُمْ نِمْتُمْ هَاهُنَا وَاِنْ شِئْتُمْ اِنْطَلَقْتُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ ، قَالَ: فَقُلْنَا بَلْ نَنْطَلِقُ اِلَى الْمَسْجِدِ} (سنن ابن ماجه:ج۱)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا: چلو! تو ہم آپ ﷺ کے ساتھ امّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کے گھر کی طرف چلے، اور (وہاں جا کر) ہم نے کھایا پیا، پھر پیارے پیغمبر ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو یہیں سو جاؤ، اور چاہو تو مسجد چلے جاؤ۔فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا ہم مسجد ہی چلتے ہیں (وہیں جا کر سو جائیں گے)۔

۲۲) جو کام مسجد میں مکروہ ہیں

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{خِصَالٌ لَا تَنْبَغِيْ فِي الْمَسْجِدِ ، لَا يُتَّخَذُ طَرِيْقًا ، وَلاَ يُشْهَرُ فِيْهِ سِلَاحٌ ، وَلَا يُقْبَضُ فِيْهِ بِقَوْسٍ ، وَلاَ يُنْشَرُ فِيْهِ نَبْلٌ ، وَلاَ يَمَرُّ فِيْهِ بِلَحْمٍ نِيْءٍ ، وَلَا يُضْرَبُ فِيْهِ حَدٌّ، وَلاَ يُقْتَصُّ فِيْهِ مِنْ أَحَدٍ ، وَلَا يُتَّخَذُ سُوْقًا} (سنن ابن ماجه :ص۲۶۳ ج۱)

کچھ کام مسجد میں نہیں ہونے چاہئیں: مسجد کو گزرگاہ نہ بنایا جائے، اس میں ہتھیار نہ سونتا جائے کمان نہ پکڑی جائے، تیر نہ پھیلائے جائیں (یعنی نکالے جائیں)، کچا گوشت لے کر نہ گزرا جائے، حد مسجد کے اندر نہ لگائی جائے کسی مسجد میں قصاص نہ لیا جائے، مسجد کو بازار نہ بنایا جائے۔(اس لئے کہ اس میں اللہ کے گھر کی توہین ہے)۔

ا) مسجد کو گزرگاہ نہ بنائیں، بعض گھروں کا راستہ مسجد سے قریب ہوتا ہے تو لوگ مسجد سے گزر کر گھر چلے جاتے ہیں جو کہ ناجائز ہے۔حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: سوائے ذکر و نماز کے مسجد کو راستہ نہ بناؤ۔ (طبرانی)

اس کے علاوہ یہ تمام امور جن کا اس حدیث مبارکہ میں ذکر ہوا مسجد میں کرنے منع اور مکروہ ہیں۔

ب) مسجد میں بدن، کپڑے یا کسی اور چیز سے نہ کھیلیں اور نہ ہی انگلیاں چٹخائیں۔

ج) مسجد میں بیٹھنے کے لئے ایک جگہ مختص نہ کریں۔

د) قبلہ کی طرف پاؤں نہ پھلائیں کہ اس میں بے ادبی ہے۔

ہ) ذکر و تلاوت آہستہ کریں تا کہ دیگر نمازیوں کے اعمال میں خلل نہ ہو۔

۲۳) مسجد میں صفائی کا خیال رکھیں

مسجد کو پیارے پیغمبر ﷺ نے صاف رکھنے کا حکم دیا اور اس کی تاکید فرماتے تھے کہ مسجد کو صاف وستھرا رکھا جائے، اگر کسی جگہ کوئی گندگی دیکھتے تو اسے خود صاف فرماتے۔مسجد میں خوشبو لگانا اور عطر وغیرہ لگا کر خوشبودار کرنا مستحب ہے۔حضرت عمرؓ کا معمول تھا کہ ہر جمعہ کو مسجد نبوی ﷺ میں دھونی دیا کرتے تھے۔اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے جب کعبہ شریف کی تعمیر کی تو اس کی دیواروں پر مشک ملا تھا۔حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ أَخْرَجَ أَذًى مِنَ الْمَسْجِدِ ، بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ }

(سنن ابن ماجه :ص۲۶۷ ج۱ ترغيب :ص۱۹۸)

پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جو مسجد کو گندگی سے صاف کرے اس کے لئے اللہ جنت میں گھر بنائے گا۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

{أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُتَّخَذَ الْمَسَاجِدُ فِي الدُّوْرِ وَأَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ}

پیارے پیغمبر ﷺ نے حکم دیا کہ اپنے اپنے محلوں میں مسجدیں بنائیں، اور ان کو پاک صاف اور معطر رکھیں۔ (سنن ابن ماجہ:ص۲۶۷ج۱)

حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ: ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی اس کا انتقال ہوگیا، پیارے پیغمبر ﷺ کواس کے دفن کرنے کی اطلاع نہیں دی گئی (اور وہ دفن کر دی گئی) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو مجھے اس کی اطلاع کرو، اور فرمایا کہ میں نے اسے جنت میں دیکھا ہے۔اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔ (بخاری)

حضرت ابوقرصافہ ؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں جھاڑو دینا حورعین کا مہر ہے۔حضرت یعقوب بن زید ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ کھجور کی شاخوں سے مسجد کا غبار صاف فرمایا کرتے تھے۔

(مجمع الزوائد ص۱۰،طبرانی)(ابن ابی شیبہ:ص۳۹۸)

۲۴)مساجد آسمان والوں کے لئے تاروں کی طرح ہیں

مساجد ذکر و تلاوت کی وجہ سے آسمان والوں کے لئے اس طرح چمکتی ہیں جس طرح زمین والوں کے لئے آسمان کے تارے چمکتے ہیں۔حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ یہ مساجد اللہ کے گھر ہیں، جو زمین پر ہیں آسمان والوں کے نزدیک ایسے چمکتے ہیں جیسے زمین والوں کے لئے آسمان کے تارے۔ (مجمع الزوائد ج۲ ص۷)

مساجد اللہ ربّ العزت کے ہاں محبوب ترین جگہیں ہیں، مسجد میں کوئی ایسا کام نہ کریں جو مسجد کے آداب و احترام کے خلاف ہو۔ جہاں مسجد کے پاس سے گزرنا ہو یا جب مسجد میں داخلہ ہوں تو دو رکعت نماز ادا کرنا مسنون ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ربّ العالمین مساجد کا ادب واحترام مجھے اور ہر ہر مسلمان کو نصیب فرمائے۔آمین۔

☆☆☆☆☆

مسجد سے نکلنے کی سنتیں وآداب

مسجد سے باہر نکلتے وقت جو دعاء پیارے پیغمبر ﷺ نے تعلیم فرمائی ہے وہ یہ ہے:

{ بِسْمِ اللّٰهِ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ }

ابن ماجه)

۱) پہلے بایاں پاؤں باہر نکالیں اور جوتے پر رکھ لیں

مسنون یہ ہے کہ جب مسجد سے باہر نکلیں تو بایاں پاؤں پہلے نکالیں، بظاہر تو یہ ایک معمولی سا عمل ہے لیکن جب یہ عمل اس نیت سے کیا جائے گا کہ سنت پر عمل ہو جائے اور پیارے پیغمبر ﷺ کی اتباع نصیب ہو جائے تو یہ معمولی عمل بھی انسان کو بہت بلندی پر پہنچا دے گا اور اسے اللہ کا محبوب بنا دے گا، اس لئے مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں مسجد میں داخل کریں اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکال کر جوتے پر رکھ دیں اور پھر:

۲) دایاں پاؤں نکال کر جوتے میں داخل کرلیں (۳) پھر بایاں پاؤں جوتے میں داخل کریں۔

پھر (۴) { بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ } پڑھیں :(۵) پھر درود شریف پڑھیں:

{ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ } یا { اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

(٦) یہ دعاء پڑھیں { اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ }

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

یا: { اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ }

اے اللہ! میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت اللہ سے رحمت کا سوال کیا گیا تھا اور نکلتے وقت فضل کا سوال کیا جا رہا ہے، اس لئے کہ عبادت سے فراغت اور مسجد سے نکلنے کے بعد اسے اپنے کام کاج کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اور حصول رزق کے لئے محنت کرنی ہے اور اس میں اسے اللہ کے فضل کی ضرورت ہے جس کا اطلاق رزق پر ہوتا ہے، تو اللہ سے اس بات کا سوال کرے کہ پروردگار تیری دی ہوئی توفیق سے عبادت کی ادائیگی سے فراغت کے بعد میں باہر جا رہا ہوں تو میرے لئے رزق حلال کے

دروازے کھول دے، اور اپنا فضل میرے شامل حال فرمادے، اس لئے کہ اللہ کے فضل کے بغیر اسباب میں کوئی تاثیر پیدا نہیں ہوسکتی، اور انسان کے ہاتھ کچھ نہیں لگ سکتا۔ لہٰذا جس وقت تم مسجد سے باہر نکلو تو اللہ سے اس کا فضل مانگو اور کہو:

{ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ مِنۡ فَضۡلِكَ }

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

اس کے ساتھ ہی یہ دعاء بھی پڑھ لیں: { اَللّٰهُمَّ اَجِرۡنِیۡ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ }۔

اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے محفوظ فرما۔

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ تَدَاعَتْ جُنُوْدُ اِبْلِيْسَ وَاَجْلَبَتْ وَاجْتَمَعَتْ، كَمَا تَجْتَمِعُ النَّحْلُ عَلٰى يَعْسُوْبِهَا، فَاِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ ، فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ، فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَهَا لَمْ يَضُرُّهٗ}۔

جب تم میں سے کوئی مسجد سے نکلنے کا ارادہ کرنا چاہتا ہے، تو ابلیس کے لشکر اس کی طرف ٹوٹ پڑتے ہیں، اور اس طرح سے اسے گھیر لیتے ہیں جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سردار یعسوب کے پاس جمع ہو جاتی ہیں۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ جیسا کہ شہد کی مکھی رس چوسنے کی جگہ کو گھیر لیتی ہیں) لہٰذا جب تم مسجد کے دروازے پر (نکلنے کے لئے) کھڑے ہو تو یہ دعاء پڑھو وہ نقصان نہیں پہنچا سکے گا:

{ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ اِبۡلِیۡسَ وَجُنُوۡدِهٖ }۔

اے اللہ میں ابلیس اور اس کی فوج سے پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن سعیدؒ نے متعدد صحابہ کرامؓ سے نقل کیا ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد سے نکلتے تھے تو یہ دعاء پڑھتے تھے: {اَللّٰهُمَّ احۡفَظۡنِیۡ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ} اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے محفوظ فرما۔

ان سب دعاؤں میں الفاظ کی تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگنے کا سبق دیا گیا ہے، لہٰذا ان دعاؤں میں کسی کو بھی پڑھ لیں سنت ادا ہو جائے گی۔

اذان اور اقامت کی سنتیں و آداب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی: { وَاِذَا نَا دَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ذَالِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ }

اور جب تم نماز کے لئے اعلان کرتے ہوتو وہ اس سے ہنسی مذاق کرتے ہیں، یہ اس سبب سے کہ وہ نادان لوگ ہیں۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی: { اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ }

جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو۔ (الجمعۃ)

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی: { وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا }

اور اس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو(لوگوں کو)اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور (خود بھی) نیک عمل کرے۔

اذان اصطلاح شریعت میں : چند مخصوص الفاظ کے ساتھ مخصوص اوقات میں نماز کا وقت آجانے کی خبر دینے کو اذان کہتے ہیں۔فرض نماز کے لئے اور جمعہ کے لئے اذان کہنا سنت مؤکدہ ہے تاکہ لوگ نماز کے وقت مسجد میں جمع ہو سکیں، اور با جماعت نماز ادا کرسکیں۔اذان کے سنت ہونے کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی یہ حدیث ہے جس میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ:

{ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ ، فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلٰوةَ لَيْسَ يُنَادِیْ لَهَا ، فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِیْ ذَالِكَ فَقَالَ: اتَّخِذُوْنَا قُوْسًا فِی النَّصَارٰی ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ بُوْقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ ، فَقَالَ عُمَرُ، أَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُّنَادِیْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ }۔ (بخاری)

مسلمان جب مدینہ آئے تھے تو نماز کے لئے نماز کے وقت کا اندازہ کر کے جمع ہو جاتے تھے، اس وقت تک نماز کے لئے اعلان نہ ہوتا تھا، ایک دن مسلمانوں نے اس بارے میں گفتگو کی کہ کوئی اعلان ضرور ہونا چاہیئے ۔ بعض نے کہا کہ نصاریٰ کے ناقوس کی طرح ناقوس بنا لو، اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ یہود کے سنگھ کی طرح ایک سنگھ بنا لو، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ: کیوں نہیں ایک آدمی کو مقرر کر دیتے کہ وہ "اَلصَّلوٰۃ، اَلصَّلوٰۃ" پکار دیا کرے ۔ پس پیارے پیغمبر ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اٹھو اے بلال !اور نماز کی اطلاع کرو (یعنی اذان دو)۔

اذان کی ابتداء

پیارے پیغمبر ﷺ جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور یہاں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور مسجد بنائی گئی اور نماز با جماعت ہونے لگی تو آپ ﷺ پریشان اور متفکر تھے کہ لوگوں کو کس طرح جماعت کے لئے جمع کیا جائے اور کونسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے عام لوگوں کو جماعت کا وقت قریب ہونے کی اطلاع ہو؟اس لئے پیارے پیغمبر ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے جان نثار صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ نماز کی اطلاع کے لئے کون سا طریقہ عمل میں لایا جائے جس کے ذریعہ تمام لوگوں کو اوقات نماز کی اطلاع ہو جایا کرے تا کہ سب لوگ مسجد میں حاضر ہو جائیں اور جماعت سے نماز ہو سکے ۔ چنانچہ اس دور کے وسائل کے مطابق حضرات صحابہ کرامؓ نے مشورہ دیا ،کسی نے کہا کہ جب نماز کا وقت آجائے تو پہاڑی کی چوٹی پر آگ جلا دی جائے یہ دیکھ کر سب لوگ جمع ہو جایا کریں گے۔بعض نے رائے دی کہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر یا گلیوں میں گھوم کر کوئی بلند آواز شخص نماز کا اعلان کر دے۔کسی نے کہا کہ نماز کے وقت ایک جھنڈا نصب کر دیا جائے جب لوگ اسے دیکھیں گے تو ایک دوسرے کو اطلاع کر دیں گے ۔بعض نے ناقوس کی آواز پر جمع ہونے کا مشورہ دیا،لیکن کسی بات پر اتفاق نہ ہوا۔اس لئے کہ آگ تو یہودی اپنی عبادت کے وقت اعلان کے لئے روشن کرتے تھے، اور ناقوس نصاریٰ اپنی عبادت کے وقت اعلان کے لئے بجاتے تھے ،لہٰذا یہ طے ہوا کہ ہمیں یہود اور نصاریٰ کی مشابہت سے بچتے ہوئے کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیئے مجلس برخاست ہوئی اور صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم اپنے اپنے گھر آ گئے ۔

چونکہ پیارے پیغمبر ﷺ اس مسئلہ میں متفکر تھے جس کی وجہ سے حضرات صحابہ کرامؓ بھی فکرمند اور بے چین ہو گئے تھے۔حضرت عبد اللہ بن زید بن عبد ربہؓ جب اس مجلس سے واپس ہوئے تو وہ بھی اس سلسلہ میں متفکر تھے چنانچہ ایک رات حضرت عبد اللہ بن زیدؓ نے خواب میں جب کہ وہ نیند اور بیداری کی درمیانی حالت ،حالت غنودگی میں تھے اذان کا منظر دیکھا۔

فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں ناقوس لئے ہوئے جارہا ہے، میں نے اس شخص سے کہا کہ بندۂ خدا! کیا تم یہ ناقوس بیچو گے؟ اس شخص نے کہا کہ تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا کہ ہم اسے بجا کر لوگوں کو نماز (کی جماعت) کے لئے بلایا کریں گے اُس نے کہا کہ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ میں نے کہا کہ ہاں ضرور بتاؤ۔اس شخص نے کہا کہ کہو:

اذان کے کلمات

{ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ارَّسُوْلُ اللّٰہِ ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ارَّسُوْلُ اللّٰہِ ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ }

حضرت عبد اللہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ اُس نے اذان بتا کر (اپنی جگہ چھوڑ دی اور) تھوڑا سا دور پیچھے ہٹ گیا، پھر تھوڑے سے وقفے کے بعد اس نے اسی طرح اقامت بھی بتادی۔اور کہا کہ جب نماز قائم کرو تو اقامت اس طرح کہو۔حضرت عبد اللہ بن زیدؓ فرماتے ہیں، جب صبح ہوئی تو میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آکر آپ ﷺ سے اپنا خواب بیان کیا۔

{فَقَالَ اِنَّھَا لَرُؤْیَا حَقٌّ اِنْ شَآءَاللّٰہُ تَعَالٰی، فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ ، فَأَلْقِ عَلَیْہِ مَارَأَیْتَ ، فَلْیُؤَذِّنْ بِہٖ ، فَاَنَّہُ أَنْدٰی صَوْتًا مِّنْکَ ، فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ ، فَجَعَلْتُ أُلْقِیَہُ عَلَیْہِ وَیُؤَذِّنُ بِہٖ ۔قَالَ فَسَمِعَ بِذَالِکَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابُ وَھُوَ فِیْ بَیْتِہٖ فَخَرَجَ یَجُرُّ رِدَاءَہٗ یَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِلْحَقِّ فَقَدَ رَأَیْتُ مِثْلَ مَاأُرِیَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ } (رواہ ابو داؤد ،رالدارمی وابن ماجہ ،مظاہر حق)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلا شبہ یہ خواب سچ ہے اور فرمایا کہ تم حضرت بلالؓ کو اپنے ہمراہ لو اور انہیں وہ کلمات جو خواب میں تمہیں تعلیم فرمائے گئے ہیں بتاتے رہو اور وہ اسی نہج پر با آواز بلند اُن کلمات کو دھرائیں گے کیونکہ وہ تم سے بلند آواز ہیں۔چنانچہ میں حضرت بلالؓ کے ساتھ کھڑا ہو کر انہیں سکھلاتا گیا

اور وہ اذان دیتے رہے ۔راوی کہتے ہیں کہ (اس طرح جب اذان دی گئی) تو یہ آواز سن کر حضرت عمر فاروقؓ جو اپنے مکان میں تھے دوڑتے ہوئے (اور جلدی میں) اپنی چادر کھینچتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، (ابھی جو کلمات ادا کئے گئے ہیں) میں نے بھی خواب میں ایسے ہی کلمات سنے ہیں اور ایسا ہی خواب دیکھا ہے۔(یہ سن کر) اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حضرت عبد اللہ ابن زیدؓ کے علاوہ یہ خواب حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ سمیت (۱۰) دس صحابہ کرامؓ اور بعض روایات کے مطابق چودہ (۱۴) صحابہ کرامؓ نے بھی دیکھا تھا۔

اس کے علاوہ خود پیارے پیغمبر ﷺ نے بھی شب معراج کے سفر میں ان کلمات کو سنا تھا۔چنانچہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب شب معراج میں عرش پر پہنچے تو وہاں پر ایک فرشتہ آپ ﷺ نے دیکھا۔آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ فرشتہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اس اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، تمام مخلوق سے زیادہ قریب ترین درگاہ ربّ العزت سے میں ہوں، لیکن میں نے بھی اپنی پیدائش سے لے کر آج تک اس فرشتے کو سوائے اس وقت کے کبھی نہیں دیکھا ہے۔چنانچہ اس فرشتے نے کھڑے ہو کر کہا کہ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ"، اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے۔پردہ کے پیچھے سے آواز آئی کہ میرے بندہ نے سچ کہا۔"اَنَا اَکْبَرُ، اَنَا اَکْبَرُ"، یعنی میں بہت بڑا ہوں میں بہت بڑا ہوں۔اس کے بعد اس فرشتے نے اذان کے باقی کلمات کہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ پیارے پیغمبر ﷺ اذان کے یہ کلمات حضرات صحابہ اکرامؓ کے خواب سے بہت پہلے شب معراج میں سن چکے تھے۔ (مظاہر حق)

اذان کے کلمات میں اضافہ

اذان کے کلمات جن کا احادیث بالا میں ذکر ہوا ربّ العالمین کی طرف سے مقرر و متعین ہیں۔پیارے پیغمبر ﷺ کی پوری حیات طیبہ میں اور آپ ﷺ کے بعد حضرات خلفائے راشدین، صحابہ کرامؓ اور تابعین اور اسلاف امت کے زمانہ سے لے کر آج تک حرمین شریفین کی فضاؤں میں یہی کلمات گونج رہے ہیں اور سب نے اسی اذان کو اپنائے رکھا ہے۔لہٰذا شیعہ حضرات کی جانب سے یا مبتدعین کی طرف سے اذان میں جو اضافہ کیا جاتا ہے یہ اضافہ بدعت اور خلاف سنت ہے اور قرآن وحدیث کی رُو سے درست نہیں ہے۔اگر اذان میں یہ اضافہ کسی درجہ میں پیارے پیغمبر ﷺ کے قرب کا سبب ہوتا تو

سب سے پہلے یہ کام حضرات صحابہ کرامؓ کرتے۔اور صحابہ کرامؓ میں بھی خصوصاً بارگاہ رسالت کے مؤذنین حضرات جن میں حضرت بلالؓ ، حضرت عبداللہ بن امّ مکتومؓ ،حضرت سلمۃ بن الاکوعؓ ،حضرت ابومحذورہؓ سرفہرست ہیں۔لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ وہی اذان مسنون دیتے رہے جو پیارے پیغمبر ﷺ کو پسند تھی۔ (نماز پیمبر)

اذان کی فضیلت

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آذان دی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں،اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ (مسند طیالسی)

میری والدہ مرحومہ کی نصیحت

آج جب یہ حدیث مبارکہ اذان کی فضیلت میں لکھ رہا ہوں تو اس کے ساتھ ہی مجھے میری والدہ ماجدہ جو کہ الحمد للہ صاحب کشف اولیاء اللہ میں سے تھیں،اُن کی یاد ستانے لگی اور ان کے کشف کی تصدیق بھی ہوگئی۔ میری والدہ مرحومہ اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام نصیب فرمائے اور غریق رحمت فرمائے۔ زمانۂ طالب علمی میں جب بھی میں چھٹیوں میں گھر جاتا تو مجھے نصیحت فرماتیں بیٹا! اذان دیا کرو، اذان میں بڑا ثواب ہے، جب کوئی آدمی اذان دیتا ہے تو آسمان سے اس پر نور کا پرنالہ برستا ہے: ایک دفعہ میں نے پوچھا کہ امّی جان! آپ ہمیشہ مجھے یہ نصیحت فرماتی ہیں آپ کیسے جانتی ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹا! مجھے اللہ تعالیٰ نے کشف کی دولت سے نوازا ہے۔ جب کوئی خوش قسمت آدمی اذان دیتا ہے اور میں آنکھیں بند کر کے اس کی طرف توجہ کرتی ہوں تو دیکھتی ہوں کہ آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں،اور تتلیوں کی طرح چمکتے ہوئے خوبصورت بچے آسمان سے نکلتے اور داخل ہوتے ہیں۔اور آسمان سے ایک پانی کی طرح کا نور کا پرنالہ بہتا ہے جو آکر اذان دینے والے کے سر پر اور اس کے دونوں شانوں پر گرتا ہے اور پھر وہاں سے اس کے پورے جسم کو گھیر لیتا ہے اور پورے جسم پر بکھر جاتا ہے۔اس لئے بیٹا اذان دیا کرو،اس میں بڑا ثواب ہے۔

آج جب بھی میں اذان دینے کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو والدہ ماجدہ کی نصیحت اور ان کی زبانی بیان کردہ یہ واقعہ میرے سامنے گھومنے لگتا ہے۔ ربّ العالمین انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے ،عجیب انسان تھیں ہر وقت باوضو رہنے والی، اللہ کے ذکر میں مشغول،کام کرتے کرتے حالت استغراق میں چلی جاتیں۔ ہر کسی سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا ،نماز ،روزہ، تہجد ،اشراق ، چاشت اوّبین اور تلاوت قرآن کریم کی پابند۔ گھر کے تمام کام کاج کے ساتھ اہل علاقہ کے بچوں کو قرآن کی تعلیم دینا،عجب لوگ تھے۔

ے زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے۔

{ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا۔اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا وَلَا تُعَذِّبْهُمَا، وَنَوِّرْ قُبُوْرَهُمَا،وَاجْعَلْ قُبُوْرَهُمَا رَوْضَةً مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ،وَسَكِّنْهُمَا فِى الْجَنَّةِ،وَأَعِلْ دَرَجَاتهُمَا فِى الْجَنَّةِ الْفِرْدَوْس، بِرَحْمَتِکَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ : اَللّٰهُمَّ آمِيْن}

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آسمان کے دروازے پانچ اوقات میں کھل جاتے ہیں:(۱) تلاوت قرآن کے وقت۔(۲) جہاد میں جماعتوں کے مقابلے کے وقت۔(۳) بارش ہونے کے وقت۔(۴) مظلوم کی دعاء کے وقت۔(۵) اور اذان کے وقت۔ (مجمع الزوائد:ج۱ص۳۲۸)

اذان دینے والے مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ: میں نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ بار بار یہاں تک کہ سات بار پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا تو بیان نہ کرتا۔میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : ثَلٰثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْکِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،عَبْدٌ أَدّٰى حَقَّ اللهِ وَ حَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ،وَرَجُلٌ يُنَادِىْ بِالصَّلٰوةِ الْخَمْسِ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ}۔ (رواه الترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تین (قسم کے) لوگ مشک کے ٹیلے پر ہوں گے،(جن کو کوئی ڈر اور خوف نہ ہوگا اس دن میں کہ جس دن لوگ بڑے خوف زدہ ہوں گے)۔ایک وہ غلام جس کو غلامی نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت سے نہ روکا۔(یعنی اس نے دنیا میں غلامی کے حقوق بھی ادا کئے اپنے آقا کی خدمت کی اور اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کیا)۔دوسرا وہ آدمی جو کسی جماعت کا امام بنا،اور لوگ (اس کی نیک عملی اور پاکیزہ سیرت کی وجہ سے) اس سے راضی اور خوش رہے۔تیسرا وہ جس نے روزانہ پانچ وقت لوگوں کو اذان دے کر بلایا،محض ثواب کی خاطر۔

اور (مجمع الزوائد) کی ایک روایت میں اس کا بھی ذکر ہے جس نے قرآن کریم پڑھا،اللہ تعالیٰ کی رضا کے خاطر اس کے ساتھ قائم رہا(یعنی نوافل کے اندر اس کی تلاوت کی اور اس پر عمل کیا)۔ (مجمع الزوائد ج۱ص۲۲۷)

☆ حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگ اذان کے ثواب کو جان لیں (کہ کس قدر ثواب ہے تو اس کے حصول کے لئے باہم) تلواروں سے لڑائی کریں۔ (اور لڑ کر اذان دینے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھیں)۔ (مجمع:ص ۳۲۵)

☆ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی بستی میں اذان دی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ عزوجل اس دن بستی کو عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ (ترغیب:ص ۱۸۲)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ أَدْبَرَ الشَّیْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاذِیْنَ فَاِذَا قَضَی النِّدَآءَاَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ أَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا قَضَی التَّثْوِیْبَ أَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطِرَ بَیْنَ الْمَرْءَ وَنَفْسِهٖ ، یَقُوْلُ أُذْکُرْ کَذَا ، أُذْکُرْ کَذَا،لِمَا لَمْ یَکُنْ یَّذْکُرْ حَتّٰی یَظِلَّ الرَّجُلُ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی} (بخاری:ص۳۴۳ ج۱)

جب نماز کے لئے اذان کہی جاتی ہے (اور جب شیطان اذان سنتا ہے) تو پیٹھ پھیر کر پیچھے بھاگتا ہے اور مارے خوف کے اس کی ہوا خارج ہونے لگتی ہے اور وہ گوز مارتا جاتا ہے، اور اس حد تک بھاگتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ آذان کی آواز نہ سنے۔ جب اذان ختم ہوجاتی ہے تو واپس آجاتا ہے، یہاں تک کہ جب نماز کی اقامت کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اقامت ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آجاتا ہے، تاکہ آدمی کے دل میں وسوسے ڈالے، کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر، وہ (تمام) باتیں جو اسے یاد نہ تھیں یاد دلاتا ہے یہاں تک کہ آدمی بھول جاتا ہے کہ اس نے کس قدر نماز پڑھی۔

اذان دینے کے لئے قرعہ اندازی کرنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا أَنْ یَّسْتَهِمُوْا عَلَیْهِ لَا سْتَهَمُوْ} (بخاری)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو اذان اور صف اوّل میں شامل ہونے کا ثواب معلوم ہو جائے کہ کتنا ثواب ہے پھر وہ اسے بغیر قرعہ نہ پاسکیں تو (لڑائی اور تنازع سے بچنے کے لئے) ضرور قرعہ اندازی سے اس کا ثواب حاصل کریں۔

☆ حضرت ابی بن کعب ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جب جنت میں داخل ہوا تو موتیوں کا قبہ دیکھا، میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کس کا ہے؟ (تو جبرائیل علیہ السلام نے) کہا آپ کی امت کے مؤذنوں اور امام حضرات کے لئے ہے۔ (مطالب عالیہ: ج ا ص ٦٦)

قیامت میں اذان دینے والے کی گردن اونچی ہوگی

متعدد احادیث میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں اونچی ہوں گی، یعنی ان کو بلند رتبہ دیا جائے گا اور وہ اس کی وجہ سے پہچانے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان ؓ سے مروی ہے کہ:

{سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : الْمُؤَذِنُوْنَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ}

میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے: پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن مؤذن دوسرے سب لوگوں کے مقابلے میں دراز گردن (یعنی سربلند) ہوں گے۔ (رواہ مسلم)

انبیاء اور شہداء کے بعد مؤذنین کا جنت میں داخلہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ سے پوچھا گیا، سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے کون لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرات انبیاء، پھر شہداء، پھر بیت اللہ کے مؤذنین، پھر بیت المقدس کے مؤذنین، پھر ہماری مسجد (یعنی مسجد نبوی) کے مؤذنین، پھر تمام مساجد کے مؤذنین۔

(عمدۃ القاری: ج ۵ ص ۱۱۳، بیہقی فی شعب الایمان: ج ۳ ص ۱۱۳)

مؤذن کے لئے جنت کی بشارت

مسلسل اذان دینے والے کے لئے اللہ تعالیٰ جنت واجب فرمادیتے ہیں، جہنم سے آزادی کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے اور کبائر سے محفوظ ہوتا ہے، کتنی بڑی فضیلت ہے مؤذنین کی جن کو دنیا کے اندر لوگ کمتر سمجھتے ہیں۔

حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:مَنْ أَذَّنَ ثِنْتَیْ عَشَرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَ كُتِبَ لَهٗ بِتَأْذِيْنِهٖ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سِتُّوْنَ حَسَنَةٌ وَلِكُلِّ اِقَامَةٍ ثَلَاثُوْنَ حَسَنَةٌ} (سنن ابن ماجه:ص۲۵۷)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بارہ سال تک مسلسل آذان دیتا رہتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی، اوراذان دینے کی وجہ سے اس کے لئے ہر دن اذان پر ساٹھ نیکیاں اور ہر اقامت پر تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے پابندی سے ایک سال تک اذان دی اس پر جنت واجب ہے۔ (بیہقی)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا ، كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ}۔

(رواه الترمذی، وابن ماجه)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے جس بندے نے مسلسل سات سال تک اللہ تعالیٰ کی رضاء اور خوشنودی حاصل کرنے اور ثواب کے حصول کے لئے اذان دی اس کے لئے جہنم سے آزادی کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے (کہ اس کا دوزخ کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں)۔

مؤذن کے گواہ

مؤذن جب اذان دیتا ہے تو جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے وہاں تک انسان وجنات، سبز وخشک چیزیں حتی کے پتھر بھی اس کی اذان اوراعلاء کلمۃ اللہ کی گواہی دیتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کا ہاتھ مؤذن کے سر پر ہوتا ہے تاوقتیکہ آذان سے فارغ نہ ہو جائے، اور جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (عمدۃ ص ۱۱۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ اِلَّا

شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ} (رواه البخاری)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک تمام جنات اور انسان پتھر اور درخت اور جو چیز بھی اس کی آوز سنتی ہے وہ قیامت کے دن مؤذن کے گواہ ہوں گے، اور اس کے حق میں شہادت دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذان دینے والے کی بخشش کی جاتی ہے جہاں تک اس کی آواز جاتی ہے، اور ہر تر اور خشک چیز اس کے لئے گواہی دیتی ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ الْمُؤَذِنِيْنَ وَالْمُلَبِّيْنَ يَخْرُجُوْنَ مِنْ قُبُوْرِهِمْ يُؤَذِّنُ الْمُؤَذِّنُ وَيُلَبِّي الْمُلَبِّيْ} ۔ (رواه الطبرانی)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذان کہنے والے اور تلبیہ پڑھنے والے اپنی قبروں سے اس حال میں نکلیں گے کہ اذان کہنے والے اذان دے رہے ہوں گے اور تلبیہ پڑھنے والے تلبیہ کی صدائیں بلند کرتے ہوں گے۔

جو لوگ اذان کو ایک حقیر پیشہ سمجھتے ہیں وہ بار بار ان تمام احادیث کو غور سے پڑھیں تا کہ انہیں معلوم ہو کہ مؤذن کو کتنا غیر معمولی مقام عند اللہ حاصل ہے ۔وہ اللہ تعالیٰ کا نقیب اور منادی ہے۔اوران تمام احادیث میں اذان کہنے والے مؤذنین کی جو غیر معمولی فضیلت بیان کی گئی ہے اُس کا راز اذان کا ایمان اور اسلام کا شعار ہونا ہے۔

اذان دین کا شعار ہے

قارئین کرام: اذان دین کے شعائر میں سے ہے، سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اذان ایمان کے شعائر میں سے ہے۔ اسی وجہ سے حضرات صحابہ کرامؓ جس بستی میں سے اذان کی آواز نہ آتی وہاں جہاد فرماتے تھے، اور اذان کے تارکین سے جہاد ہے ۔اللہ رب العزت نے اس کے لئے ایسے جامع کلمات عطا فرمائے ہیں جو دین کی روح اور بنیادی اصولوں کی تعلیم اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں اس لئے اذان دیتے ، اور سنتے وقت ان آداب اور سنن کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے۔

اذان دینے کا مسنون طریقہ

یہ باتیں بالاتفاق اذان میں مسنون ہیں جن کا آگے ذکر کیا جا رہا ہے۔اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں (یعنی حدث اصغر اور حدث اکبر) سے پاک ہو کر کسی اونچی جگہ پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو شہادت کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے مطابق بلند آواز سے کلمات اذان کہے: اور { حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ }۔ اور { حَیَّ عَلَی الْفَلَاحْ } : کہتے وقت منہ کو دائیں اور بائیں طرف اس طرح پھیرے کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھریں۔اذان اور اقامت کو انہی الفاظ مسنونہ سے کہے جس کی تعلیم پیارے پیغمبر ﷺ نے دی ہے۔ اور اذان اور اقامت کے الفاظ ترتیب وار کہے جائیں۔ (اسوہ رسول اکرمؐ: ص ۳۱۲)

باوضو اذان کہنا

اذان باوضو دینا سنت ہے اور اس کے برخلاف مکروہ ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا یُؤَذِّنُ اِلَّا مُتَوَضِّیٌٔ} (رواہ الترمذی)

پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: نہ اذان دے مگر باوضو آدمی۔(یعنی بلا وضو آذان نہ دی جائے)۔

حق اور سنت تو یہی ہے کہ بلا وضو اذان نہ دے مگر کسی نے بغیر وضو کے اذان دے دی تو لوٹانے کی ضرورت نہیں جب تک کہ اسے غسل کی حاجت نہ ہو۔ہاں اگر حالت جنابت میں کسی نے اذان دے دی تو اسے لوٹایا جائے گا۔

کھڑے ہو کر اذان دینا

کھڑے ہو کر اذان دینے کی سنت پر اجماع ہے ۔حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور دیگر مؤذن حضرات کھڑے ہو کر اذان دیتے تھے ۔حضرت ابو محذورہؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کی تعلیم دی تو ان سے فرمایا: جاؤ کھڑے ہو کر نماز کے لئے اذان دو۔

(تلخیص الحبیر ص ۲۱۴، شمائل کبریٰ ج ۶ ص ۶۸۹)

(ابن منذر نے کھڑے ہو کر اذان دینے کی سنت پر اجماع نقل کیا ہے، علامہ عینیؒ نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ بیٹھ کر اذان دینا ناجائز ہے۔ہاں اگر صرف اپنے لئے اذان دے رہا ہو تو بیٹھ کر دے سکتا ہے)۔

(محیط، عمدہ جلد ۶ ص ۱۰۷ شمائل کبریٰ: ص ۶،۶۸۸)

اذان مسجد سے باہر بلند مقام پر دی جائے

سنت یہ ہے کہ اذان مینارہ یا بلند مقام پر عین مسجد سے ذرا ہٹ کر دی جائے تاکہ زیادہ دور تک آواز جائے۔ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کی تعمیر سے پہلے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی والدہ کے گھر سے اذان دیتے تھے، پھر جب مسجد نبوی کی تعمیر ہوگئی تو مسجد کی چھت پر سے اذان دیتے تھے۔ مسجد نبوی میں کوئی الگ سے منارہ یا اذان کی جگہ نہیں تھی، سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے مصر میں اذان گاہ تعمیر کی گئی۔ اس لئے فتاویٰ عالمگیری (ج:۱ص ۵۵) میں فتاویٰ قاضی خان سے نقل کیا گیا ہے کہ:

{ وَيَنْبَغِيْ أَنْ يُؤَذِنَ عَلَى الْمَأْذَنَةِ أَوْ خَارِجَ الْمَسْجِدِ وَلَا يُؤَذِنُ فِى الْمَسْجِدِ}

اور مناسب یہ ہے کہ اذان مأذنہ پر دی جائے یا مسجد سے باہر دی جائے اور مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے۔

اور اقامت اور جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے اندر ہی کہی جائے۔ ہدایہ میں ہے کہ:

{ اذا صعد الامام المنبر جلس وأذن المؤذنون بين يدى المنبر،بذالک جری التوارث} (فتح القدير:ج۱ص۴۲۱)

اور جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو مؤذن منبر کے آگے اذان دیں، مسلمانوں کا تعامل اسی کے مطابق چلا آیا ہے۔

بنی نجار کی ایک عورت نے بیان کیا کہ مسجد حرام کے اردگرد کے گھروں میں ہمارا گھر سب سے اُونچا تھا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ سحری کے وقت تشریف لاتے، اور بیٹھ کر اذان فجر کا انتظار کرتے رہتے، جب صبح صادق ہوتی تو اذان دیتے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن سفیانؒ سے مرسلاً مروی ہے کہ سنت یہ ہے کہ اذان منارہ پر ہو۔ (سنن کبریٰ ج۱،ص ۴۲۲)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ اذان مسجد سے باہر ہو تو بہتر ہے، اور مسجد میں ہونا جائز مگر خلافِ اولیٰ ہے۔ امام محمد کتاب الاصل (مبسوط)(ج:۱ص۱۴۱) پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

{ أحب ذالک الى أن يؤذن خارجاً من المسجد ، واذا أذن فى المسجد أجزأه}

میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ مسجد سے باہر اذان کہے، اور اگر مسجد میں اذان دے دی جائے تو تب بھی

اس کو کفایت کرے گی۔(یعنی اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے)۔ (کتاب الاصل (مبسوط) ج:۱ص۱۴۱)

اذان واقامت قبلہ رُخ ہوکر کہنا

مؤذن جب اذان دے تو قبلہ رُخ ہو کر اذان دے ،اس کے خلاف جائز نہیں۔چنانچہ حضرت عبد اللہ بن زیدرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے خواب دیکھا تو فرشتہ جو سبز لباس میں ملبوس تھا اس نے قبلہ رُخ کھڑے ہو کر { اللہ اکبر ، اللہ اکبر } کہا اور اذان دی ۔حضرات صحابہ کرامؓ اور حضرات تابعین کا معمول قبلہ رُخ ہوکر اذان دینے کا تھا۔حضرت سعد قرظؓ فرماتے ہیں کہ حضرت بلالؓ جب اذان دیتے تو قبلہ رخ ہوجاتے۔ (تلخیص الخبیر ص ۲۱۴)

اذان بلند آواز سے اور اقامت پست آواز سے کہنا۔

اذان بلند آواز سے کہنا اور اقامت آہستہ آواز میں کہنا مسنون ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

{عن ابی هريرة رضى الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:الْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهٗ مَدَى صَوْتِهٖ ، وَيَشْهَدُ لَهٗ كُلُّ رَطْبٍ وَ يَابِسٍ، وَشَاهِدُ الصَّلَاةِ يُكْتَبُ لَهٗ خَمْسٌ وَّ عِشْرُوْنَ صَلَاةً وَيُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا } (رواه ابو داؤد:ص۲۸۸)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:(بلند آواز سے اذان دیا کرو) کہ مؤذن کی آواز جہاں جہاں پہنچتی ہے اس کو بخش دیا جاتا ہے،اور اذان دینے والے کے لئے خشک اور تر اور تمام چیزیں اس کی گواہ بن جاتی ہیں۔اور جو شخص با جماعت نماز ادا کرتا ہے تو اس کے لئے پچیس نمازوں کا ثواب اس کے اعمال نامہ میں لکھ دیا جاتا ہے،اور اس کے ایک نماز سے دوسری نماز تک کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ، وَالْمُؤَذِّنُ يَغْفَرُلَهٗ بِمَدِّ صَوْتِهٖ ،وَيُصَدِّقُهٗ مَنْ سَمِعَهٗ مِنْ رَطْبٍ وَّيَابِسٍ وَلَهٗ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلّٰى مَعَهٗ } (رواه النسائی:ص۲۷۴ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل رحمت نازل فرماتا ہے،اور اس کے فرشتے دعاء مانگتے

ہیں صف اوّل والوں کے لئے۔اوراذان دینے والے کی مغفرت ہوتی ہے کہ جس جگہ تک اس کی آواز بلند ہو، اورسچا کہتے ہیں اس کو جو سنتے ہیں اُس شخص کی اذان کوتَر اورخشک (یعنی وہ اشیاء کہ جو تَر ہیں اور وہ اشیاء جو بالکل خشک ہیں اس کی تصدیق کرتے ہیں)۔اور ایسے شخص کو اجر اور ثواب ملتا ہے ہر ایک نمازی شخص کے برابر جو کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے۔

اذان کے الفاظ ٹھیر ٹھیر کر ادا کرنا

آذان آہستہ آہستہ ٹھیر ٹھیر کر دینا مسنون ہے کہ ہر کلمہ کو جدا جدا رُکتا ہوا ادا کرے۔جیسے { اَللّٰہُ اَکْبَرْ. اَللّٰہُ اَکْبَرْ } کے بعد وقف کریں پھر کہیں { اَللّٰہُ اَکْبَرْ. اَللّٰہُ اَکْبَرْ } اور وقف کرنے کے بعد کہیں { اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ } اسی طرح آخر تک ساری اذان کے کلمات ٹھیر ٹھیر کر ادا کریں۔اور اذان کے کلمات کو کھینچے اور لمبا کرے،مگر زیادہ طول فاحش نہ ہو۔حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا: جب اذان دو تو ٹھیر ٹھیر کر دو، اور تکبیر کہو تو جلدی کہو۔ (ترمذی:ص ۴۸)

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اذان ترتیل سے دیں اور اقامت ذرا جلدی سے۔ (دارقطنی)

اقامت کے الفاظ جلد جلد ادا کرنا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ:

{ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ رضی اللہ عنہ ،یَا بِلَالُ! اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ فِیْ اَذَانِکَ ، وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدِرْ ، وَاجْعَلْ بَیْنَ اَذَانِکَ وَاِقَامَتِکَ قَدْرَ مَایَفْرُغُ الْاٰکِلُ مِنْ اَکْلِہٖ، وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِہٖ، وَالْمُعْتَصِرُ اِذَا دَخَلَ لِقَضَاء حَاجَتِہٖ ،وَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ} (رواہ الترمذی ج ۱ ص۴۸)

پیارے پیغمبر ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کہ اے بلال! جب تم اذان دو تو آہستہ آہستہ اور ٹھیر ٹھیر کر دیا کرو، اور جب اقامت کہو تو رواں اور جلدی جلدی کہا کرو، اور اپنی اذان اور اقامت کے

درمیان اتنا فصل کیا کرو کہ جو شخص کھانے پینے میں مشغول ہے وہ کھانے سے فارغ ہو جائے ، اور جس کو استنجاء کا تقاضا ہے وہ جا کر اپنی ضرورت سے فارغ ہو لے ، اور تم کھڑے نہ ہوا کرو جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔

اذان دیتے وقت اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں دینا

اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنا سنت ہے، تاکہ آواز بلند ہو۔ حضرت سعد قرظؓ (جو مسجد قباء میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کئے ہوئے مؤذن تھے ان) سے روایت ہے کہ:

{ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَمَرَ بِلاَلًا اَنْ یَّجْعَلَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ اُذُنَیْہِ قَالَ اِنَّہٗ اَرْفَعُ لِصَوْتِکَ۔} (ابن ماجه)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان دیتے وقت وہ اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں دے لیا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ایسا کرنے سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہو جائیگی۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: اذان دو تو اپنی انگلیاں کانوں میں ڈالو، یہ بلندی آواز کا باعث ہے۔ (کبریٰ: ص ۱۱)

اذان اور اقامت میں ہر جملے کے اختتام پر اعراب نہ پڑھنا

اذان میں اصل سنت یہ ہے کہ پہلے (اَللّٰہُ اَکْبَرْ) میں را کو ساکن پڑھا جائے ، اور دوسرے (اَللّٰہُ اَکْبَرْ) کو لفظ اللہ کے ہمزہ کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے ۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ پہلی تکبیر کی را پر زبر پڑھی جائے اور دوسرے اسم اللہ کے ہمزہ کو حذف کر کے را کو لام کے ساتھ ملا دیا جائے ، اور (اَللّٰہُ اَکْبَرَاللّٰہُ اَکْبَرْ) پڑھا جائے ۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ اذان کے آخر میں سکون ہے اور اسی طرح تکبیر کے آخر میں بھی، اور صحابہ کرامؓ (اَللّٰہُ اَکْبَرْ) کے آخر میں سکون پڑھتے تھے۔

(کنز ج ۸ ص ۳۵۱)

علامہ شامی لکھتے ہیں کہ اذان کے پہلے کلمہ: (اَللّٰہُ اَکْبَرْ) کی را پر زبر اور دوسرے کلمہ (اَللّٰہُ اَکْبَرْ) کی را کو ساکن پڑھا جائے گا۔ (الشامیہ ج ۱ ص ۳۸۶)

اس لئے اذان اور اقامت کے کلمات بہر صورت مجزوم اور ساکن پڑھے جائیں گے اور آخر میں وقف کیا جائے گا

خواہ کلمات ملا کر ہی کیوں نہ پڑھے جائیں، اس لئے کہ فرشتہ نے اسی طرح اذان اور اقامت کہی تھی اس لئے بعض لوگ جو { حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةُ} اور { حَيَّ عَلَى الْفَلَاحْ } میں (ت) اور (ح) کے نیچے زیر پڑھ دیتے ہیں یہ سنت کے خلاف ہے اسی طرح { قَدْ قَامَةِ الصَّلٰوةُ } میں (ت) پر پیش پڑھ کر اس کا ملانا بھی غلط ہے اس میں اختیاط کرنی چاہئے ہاں اذان کے علاوہ تلاوت اور عربی عبارت میں ملا کر پڑھنے سے حرکت ظاہر ہوگی، اور وقف کی صورت میں حرکت ظاہر نہیں ہوگی۔

(فتح القدیر ج ا ص ۲۹۷، شامی ج ا، ص ۳۸۶)

حَیَّعَلَتَیْن کے وقت چہرے کا پھیرنا

اذان میں { حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةُ} اور { حَيَّ عَلَى الْفَلَاحْ } کہتے وقت مؤذن کے لئے دائیں اور بائیں طرف منہ پھیرنا سنت ہے لیکن اس میں خیال رہے کہ سینہ اور قدم نہ پھیرے بلکہ انہیں قبلہ رخ رکھے۔ (مراقی الفلاح ص ۱۰۶)

حضرت عون بن ابو جحیفہ رحمہ اللہ نے اپنے والد حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ:

{ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءِ مِنْ اَدَمٍ ، فَخَرَجَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ ، فَكُنْتُ أَتَتَبَّعُ فَمَهُ هَاهُنَا وَهَاهُنَا ، قَالَ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَآءُ بُرُوْدٌ يَمَانِيَّةٌ قِطْرِيٌّ} (ابوداؤد)

میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا۔ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خیمہ میں تھے جو کہ لال رنگ کے چمڑے کا تھا۔ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ (ابطح کی طرف) نکلے اور آذان دی، میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو چہرہ گھماتے ہوئے اور دونوں جانب کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے بعد پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے اور آپ سرخ دھاریوں والا لباس زیب تن کئے ہوئے تھے جو ملک یمن کے علاقے قطر کا بنا ہوا تھا۔

موسیٰ بن اسماعیل کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ابطح کی جانب نکلے اور اذان دیتے ہوئے جب { حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةُ} اور { حَيَّ عَلَى الْفَلَاحْ } پر پہنچے تو اپنی گردن کو دائیں اور بائیں جانب گھما لیا، اور خود نہیں گھومے۔ (ابوداؤد)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم جب اقامت کہیں تو

اپنے پیروں کو اپنی جگہ سے نہ ہٹائیں۔ (کشف الغمہ ص۷۷)

(اس لئے اذان اور اقامت کے وقت اپنے پیروں کو قبلہ کے رُخ سے نہ پھیریں بعض لوگ چلتے ہوئے اقامت کہتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔صف میں پہلے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر جم اور رُک جائیں پھر تکبیر کہیں،تکبیر کہتے ہوئے قبلہ رُخ ہوں اور جگہ نہ بدلیں)۔

صبح کی اذان میں ''اَلصَّلوٰةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم'' کا اضافہ

فجر کی اذان میں {اَلصَّلوٰةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم} کہنا مستحب ہے،اور بعض نے اسے سنت کہا ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سنت یہ ہے کہ مؤذن فجر کی اذان میں { حَيَّ عَلَى الْفَلَاحْ} کے بعد {اَلصَّلوٰةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم} کہے۔ (تلخیص: ج ا ص ۲۱۲)

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ پہلے فجر کی اذان میں {حَيَّ عَلٰى خَيْرُ الْعَمَلْ} کہا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کی جگہ: {اَلصَّلوٰةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم} کہا کریں۔ مجمع الزوائد: ج ۲ ص ۳۳۰)

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ! عَلِّمْنِىْ سُنَّةَ الْاَذَانِ ، قَالَ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِهٖ قَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ ،اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ ...اِلٰى حَیَّ عَلَى الْفَلَاح فَاِنْكَانَ صَلٰوةُ الصُبْح قُلْتَ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ، اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ ،اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ } (رواہ ابو داؤدطحاوی :ج۱ ص۸۲)

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! مجھے اذان کا طریقہ سکھا دیجئے ! راوی کہتے یہ سن کر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا،اور پھر فرمایا کہ کہو۔ { اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ ... حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ } تک (سارے کلمات سکھائے) اور پھر ارشاد فرمایا کہ اگر صبح کی نماز کے لئے اذان کہنا چاہو تو (اس کے بعد یہ کلمات) کہو {اَلصَّلوٰةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ، اَلصَّلوٰةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ،اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ ،لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ } ،یعنی نماز نیند سے بہتر ہے،نماز نیند سے بہتر ہے۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی اذان میں { اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم } کہنا سکھایا۔

اذان اور تکبیر کے درمیان گفتگو ممنوع ہے

اذان اور تکبیر کے درمیان بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے، یہاں تک کہ فارغ ہو جائے۔ چنانچہ ابراہیم نخعیؒ اور ابن سیرینؒ کا قول ہے کہ اذان کے درمیان گفتگو نہ کرے یہاں تک کہ فارغ ہو جائے۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۲۱۲)

اذان کا جواب دینا

اذان سننے کے وقت کلمات اذان کا لوٹانا اور اذان کا جواب دینا مسنون ہے، اور یہ جس طرح مردوں کے لئے سنت ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مسنون اور باعث ثواب ہے۔ عام طور پر لوگ اس سے غفلت برتتے ہیں، اور اذان سنتے ہیں مگر اس کا جواب نہیں دیتے اور اپنے کام کاج اور بات چیت کے اندر مشغول رہتے ہیں۔ حالانکہ اس کی تاکید ہے کہ جب مؤذن کی آواز سنو تو خاموش ہو جاؤ اور اذان کا جواب دو۔

اذان دراصل دو حیثیتوں کی جامع ہے، ایک یہ کہ وہ نماز با جماعت کا اعلان اور بلاوا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ایمان کی دعوت و پکار اور دین حق کا منشور ہے۔ پہلی حیثیت سے اذان سننے والے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اذان کی آواز سنتے ہی نماز میں شرکت کے لئے تیار ہو جائے، اور ایسے وقت میں مسجد میں پہنچ جائے کہ جماعت میں شرکت ہو سکے۔ اور دوسری حیثیت سے ہر مسلمان کو حکم ہے کہ وہ اذان سنتے وقت اس ایمانی دعوت کے ہر جزو اور ہر کلمے کی اور اس آسمانی منشور کی ہر دفعہ کی اپنے دل اور زبان سے تصدیق کرے۔

اس لئے اذان کا سننے والا خواہ مرد ہو یا عورت اذان کا جواب دے اور وہی کلمات دھراتا جائے جو مؤذن سے سنے مگر { حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃُ } اور { حَيَّ عَلَى الْفَلَاحُ } کے جواب میں { لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهُ } کہے۔ اور فجر کی اذان میں: { اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم } کے جواب میں { صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ } کہے (بخاری ومسلم)

حضرت ابورافعؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب مؤذن کی اذان سنتے تو اسی طرح لوٹاتے جس طرح مؤذن کہتا، ہاں جب وہ { حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃُ } اور { حَيَّ عَلَى الْفَلَاحُ } کہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم { لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهُ } فرماتے۔ (الطحاوی ص ۸۶)

حضرت امیر معاویہ بن ابو سفیانؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب مؤذن کو { حَيَّ عَلَى

الْفَلَاحِ } کہتے ہوئے سنتے تو ارشاد فرماتے: { اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مُفْلِحِيْنَ } اے اللہ! ہمیں کامیاب لوگوں میں شامل فرما دیجئے۔اس لئے یہ دعاء بھی پڑھ لینا چاہیئے۔

امام شافعیؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حیعلتین کا جواب بھی { حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةْ } اور { حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ } کے الفاظ سے دیا جائے گا۔جبکہ امام ابو حنیفہؒ اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ حیعلتین کا جواب حوقلہ یعنی { لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهْ } سے دیا جائے گا اور یہ مسلک حضرت عمر بن الخطابؓ کی روایت سے ثابت ہے جس میں حیعلتین کا جواب حوقلہ سے دینے کی تصریح موجود ہے جو ابھی ذکر کی جائے گی۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ،فَقَالَ أَحَدُكُمْ، اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ،ثُمَّ قَال:اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهْ ،قَال: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهْ، ثُمَّ قَال: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ،قَال: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَال: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةْ ،قَال : لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهْ ، ثُمَّ قَال:حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، قَال: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهْ ، ثُمَّ قَال اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ ، قَال:اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ ، ثُمَّ قَال: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، قَال: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ } (مسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مؤذن کہے: { اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ } اور اس کے جواب میں تم میں سے کوئی کہے: { اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ } پھر مؤذن کہے: { اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهْ } اور جواب دینے والا بھی اس کے جواب میں کہے: { اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهْ } پھر مؤذن کہے: { اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ } اور جواب دینے والا بھی اس کے جواب میں کہے: { اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ } پھر مؤذن کہے: { حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةْ } اور جواب دینے والا اس کے جواب میں کہے { لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهْ } پھر مؤذن کہے: { حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ } اور جواب دینے والا اس کے جواب میں کہے: { لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهْ } پھر مؤذن کہے: { اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ } اور جواب دینے والا بھی اس کے جواب میں کہے: { اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ } پھر مؤذن کہے: { لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ } اور جواب دینے والا بھی اس کے جواب

میں کہے: { لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ } اور یہ کہنا دل سے ہوتو وہ جنت میں جائے گا۔

حضرت میمونہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مردوں اور عورتوں کی صف (کے درمیان) میں تشریف فرما تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! جب تم (حضرت) بلال حبشیؓ کی اذان سنوتو، اور اقامت سنوتو اُسی طرح جواب دو جس طرح وہ کہہ رہے ہیں۔ اِس پر تم کو ہر ہر حرف کے بدلے ایک ایک نیکی ملے گی، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اور ہمیں کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے عمر تم لوگوں کو دوگنا۔ (مجمع الزوائد: ص ۲۳۲)

{فائدہ} اذان کے جواب کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جب مؤذن ایک کلمہ کہہ کر خاموش ہو جائے تو اس وقت اس کلمہ کو کہہ لیا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مؤذن کے ساتھ ساتھ اذان کے کلمات دہراتا جائے، یہاں تک کہ اذان ختم ہو)۔ (معارف السنن ص ۲۳۵ ج ۲)

اقامت کا جواب

اقامت کا جواب بھی اذان ہی کی طرح دے، مگر { قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ } کے جواب میں {اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا} کہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ یا کسی دوسرے صحابی سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ بِلَالًا أَخَذَ فِي الْإِقَامَةِ فَلَمَّا أَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا } (رواه ابو داؤد)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر شروع کی جب وہ { قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ } کہنے لگے تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا { اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا } یعنی اللہ تعالیٰ نماز کو ہمیشہ ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔

کن مواقع پر اذان کا جواب دینا مشروع نہیں

(۱) نماز کی حالت میں۔ (۲) خطبہ سننے کے وقت۔ (۳) جنازہ کے وقت۔ (۴) جماع کے وقت۔ (۵) قضائے حاجت کے وقت۔ (۶) علمی مشغولیت یعنی علم تفسیر، حدیث اور فقہ میں مشغولیت کے وقت۔ (۷) کھانا کھانے کی حالت میں۔ تلاوت قرآن کرنے والا اگر مسجد میں تلاوت کر رہا ہو تو جواب نہ دے، اور گھر میں کر رہا ہو تو جواب دے۔ (السعایہ: ص ۱۱)

سفر کی نماز میں اذان

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

{ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِيْ ، فَقَالَ: اِذَا سَافَرْتُمَا فَأَذِّنَا وَ أَقِيْمَا وَلْيَؤُمُّكُمَا أَكْبَرُكُمَا } (رواہ البخاری :ج١،ص ٨٨)

میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوااور میرے ایک چچازاد بھائی بھی ساتھ تھے (ہم سفر کا ارادہ رکھتے تھے) تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم سفر میں جاؤ (اور نماز کا وقت آجائے) تو نماز کے لئے اذان واقامت کہو، پھر تم میں جو بڑا ہو وہ امامت کرے اور نماز پڑھائے۔

معلوم ہوا کہ سفر میں نماز اور جماعت کے لئے اذان واقامت سنت ہے اس لئے دوران سفر اس کا اہتمام کرنا چاہئے ،اور علم یا عمر کے اعتبار سے جو بڑا ہو وہ امامت کے فرائض سرانجام دے۔

صحراء اور جنگل میں نماز کے لئے اذان اور اقامت

حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ ، فَسَمِعَ صَوْتَ رَجُلٍ يُؤَذِّنُ، فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهٖ ،ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذَا لَرَاعِيْ غَنَمٍ أَوْ عَازِبٌ عَنْ أَهْلِهٖ فَنَظَرُوْا فَاِذَاهُوَ رَاعِيْ غَنَمٍ وَاِذَا هُوَ بِشَاةٍ مَّيْتَةٍ قَالَ أَتَرَوْنَ هٰذِهٖ هَيْنَةٌ عَلٰى أَهْلِهَا، قَالُوْا نَعَمْ قَالَ :أَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهٖ عَلٰى أَهْلِهَا} (نسائی،ص ٢٨٠)

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس سفر کے دوران) کسی ایک آدمی کی آواز سنی جو کہ اذان دینے میں مشغول تھا،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی آذان کا جواب دیتے رہے اور(جس وقت وہ شخص {أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه } پر پہنچ گیا تو) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ شخص چرواہا ہے یا یہ شخص اپنے گھر سے بے گھر ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وادی میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ شخص بکریوں کا چرواھا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بکری مری ہوئی دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ کرام ؓ سے) فرمایا دیکھ لو یہ اپنے مالک کے نزدیک کس قدر ذلیل اور بے عزت ہے صحابہ نے عرض کیا جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: اللہ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ورسوا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی آدمی جنگل اور صحراء میں جہاں کوئی نہ ہو جب نماز کا وقت آجائے تو وضو کرے، پانی نہ ملے تو تیمم کرے، پھر اگر وہ صرف اقامت کہہ کر نماز پڑھتا ہے، تو دو فرشتے اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، اور اگر اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے اللہ کے وہ لشکر (رجال الغیب) نماز پڑھتے ہیں جسے وہ ان آنکھوں سے دیکھ نہیں پاتا ہے۔ (ابن عبدالرزاق ص۵۱۱)

اذان کے بعد دعاء

اذان کے اختتام پر درود شریف پڑھیں

اذان کے اختتام پر بغیر ہاتھ اٹھائے صرف زبان سے دعائے ماثورہ پڑھ لیں، اور دعائے ماثورہ یہ ہے کہ پہلے درود شریف پڑھیں، پھر دعائے وسیلہ پڑھیں، پھر چوتھا کلمہ پڑھیں، اور پھر {رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا} پڑھیں۔

☆حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں، اذان کے وقت، اور جہاد میں عین معرکۂ قتال کے وقت۔ (سنن کبریٰ: ج۱ص۴۱۰)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

{ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ وَصَلُّوْا عَلَيَّ ، فَإِنَّ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَىَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ (بِهَا) عَشْرًا}۔ (مسلم ج۱، ص۲۸۸)

جب تم مؤذن کی اذان سنو تو (اس کے جواب میں) اُن ہی الفاظ کو دُہراؤ جو وہ کہہ رہا ہے (اور پھر اذان کے بعد) مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔

اذان کے بعد دعاء وسیلہ پڑھیں

{ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ ، وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ ، آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ، وَالْفَضِيْلَةَ ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ ، اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ }

اے اللہ! اس پوری پکار (دعوت کامل) اور (اس کے نتیجے میں) قائم ہونے والی نماز کے رب تو حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ عطا فرما، اوران کو فضیلت عطا فرما، اوران کو اس مقام محمود پر پہنچا، جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بے شک تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا ہے۔ (بخاری)

{فضیلت} حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی بندہ اذان سننے کے وقت اللہ تعالیٰ سے یوں دعاء کرے (یعنی مندرجہ بالا دعاءِ وسیلہ مانگے) تو وہ بندہ قیامت کے دن میری شفاعت کا حق دار ہو گیا۔ (بخاری)

{نوٹ} بخاری میں 'وَعَدْتَّهٗ' تک کے الفاظ ہیں آگے کے الفاظ سنن بیہقی کے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ پر اذان کے بعد درود بھیجو اور پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ کی دعاء کرو، وسیلہ جنت میں ایک (اعلیٰ) درجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کو ملے گا اور مجھ کو امید ہے کہ وہ بندۂ خاص میں ہوں گا اس لئے:

{فَمَنْ سَاَلَ اللّٰهَ لِیْ الْوَسِیْلَةَ حَلَّتْ لَهٗ الشَّفَاعَةُ (یَوْمَ الْقِیَامَةِ)} (صحیح الجامع ۶۲۶)

جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعاء کریگا (قیامت کے دن) اس کی سفارش مجھ پر ضروری ہو جائے گی۔

{فائدہ} وسیلہ سے مراد جنت کا وہ مقام ہے جو کہ صرف پیارے پیغمبر، خاتم الانبیاء حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کے لئے ہوگا، جیسا کہ بذل المجہود شرح ابوداؤد میں ہے:

{ آتِ مُحَمَّدَنِ االْوَسِیْلَةَ أَیْ أَلْمَرْتَبَةَ الْعَالِیَةَ فِی الْجَنَّةِ الَّتِیْ لَا یَنْبَغِیْ اِلَّا لَهٗ وَالْفَضِیْلَةَ أَیْ أَلْمَرْتَبَةَ الزَّائِدَةَ عَلٰی سَآئِرِ الْمَخْلُوْقِیْنَ } (بذل المجهود ص:۳۰۲ ج۱)

اسی طرح یہ دعاء بھی پڑھیں:

{ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّاوَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا}

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں، اور میں راضی وخوش ہوں اللہ کو رب مان کر، اور حضرت محمد ﷺ کو رسول مان کر اور اسلام

کو دین حق مان کر۔(تو اس کے گناہ بخش دئے جائیں گے)۔

فضیلت: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مؤذن کی اذان سننے کے وقت (یعنی اذان سے فراغت کے بعد) یہ دعاء پڑھے گا تو اس کے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

اسی طرح اس دعاء کے مانگنے کا بھی حکم ہے:

{ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَقْفَالَ قُلُوْبِنَا بِذِكْرِكَ، وَاَتْمِمْ عَلَيْنَانِعْمَتَكَ مِنْ فَضْلِكَ، وَاجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ}۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کے تالوں کو اپنے ذکر سے کھول دیجئے، ہم پر اپنے فضل سے اپنی نعمتوں کو مکمل فرما دیجئے، اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل فرما دیجئے۔

اذان اور اقامت کے درمیان دعاء

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ اَلدُّعَاءُ لَایُرَدُّ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ، فَادْعُوْا}۔(صحیح الجامع ۳۴۰۲)

اذان اور اقامت کے درمیانی وقت میں دعاء رد نہیں کی جاتی اس لئے تم اس وقت دعاء کرو۔

{ف} اذان اور اقامت کا درمیانی وقت قبولیت دعاء کا وقت ہے اس لئے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو تعلیم دی کہ اس وقت دعاء کرنی چاہئے، کیونکہ یہ دعاء کی قبولیت کا وقت ہے اور اس وقت میں مانگی گئی دعاء بہت ہی کم رد کی جاتی ہے، اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اذان کے وقت شیطان بھاگ جاتا ہے اس لئے اس وقت دعاء مانگنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

اقامت کا بیان

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلاِقَامَۃَ سَبْعَ عَشَرَۃَ کَلِمَۃً }

مجھے خود پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقامت کے سترہ کلمات سکھائے تھے۔

اقامت کے کلمات

{ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ،اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ،اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ارَّسُوْلُ اللّٰہِ ،اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ارَّسُوْلُ اللّٰہِ ،حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ ،حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ ،حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ }

☆ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ابتدائی ایام میں اقامت کے کلمات ایک ایک دفعہ کہتے تھے،لیکن جب یہ حکم منسوخ ہوا تو پھر آپ کا بھی آخری عمل اقامت کے اندر دو دو دفعہ کلمات کہنے کا تھا جس پر روایات متواترہ دلالت کرتی ہیں۔

چنانچہ حضرت اسودؒ فرماتے ہیں کہ:

{اِنَّ بِلَا لًا کَانَ یَثْنَی الْاَذَانَ وَیَثْنَی الْاِقَامَۃَ } (مصنف عبد الرزاق،اثار السنن)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ کہا کرتے تھے۔

اور مؤذن رسول حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کا عمل بھی یہی تھا کہ وہ اقامت کے دوہرے کلمات کہا کرتے تھے (یعنی "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" سے آخری "اَللّٰہُ اَکْبَرُ") تک تمام کلمات دو دفعہ کہا کرتے تھے۔ (طحاوی)

اقامت کا حق بھی اذان دینے والے کا ہے

جو آدمی اذان کہے وہی اقامت کہے۔امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسا کرنا مستحب ہے، لہٰذا مؤذن سے اجازت لے کر کوئی دوسرا اقامت کہہ سکتا ہے، بشرطیکہ مؤذن کو تکلیف اور رنج نہ ہو، اور اگر اسے تکلیف ہو تو مکروہ ہے۔حضرت زیاد بن

حارث صدائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، جب صبح صادق ہوئی تو:

{ أَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَنْ أَذِّنْ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ، فَأَذَّنْتُ ، فَأَرَادَ بِلَا لٌ أَنْ یُّقِیْمَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ أَخَا صُدَاءٍ قَدْ أَذَّنَ وَمَنْ أَذَّنَ فَھُوَ یُقِیْمُ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اذان فجر دینے کا حکم دیا، چنانچہ میں نے اذان دے دی، (پھر جب جماعت کھڑی ہونے لگی اور اقامت کہنے کا وقت آیا تو) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ تکبیر کہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (میرے متعلق) فرمایا کہ: اس صدائی بھائی نے اذان دی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جو اذان دے وہی اقامت کہے۔ (رواہ الترمذی ص ۵۰، وابوداؤد وابن ماجہ)

مؤذن اقامت کب شروع کرے

مؤذن جب امام کو نماز کے لئے آتا دیکھے جب تکبیر شروع کرے، ایسا نہ کرے کہ جب وقت ہوجائے تو تکبیر شروع کردے، اور پھر امامت کے لئے آدمی ڈھونڈتا پھرے۔ اور نہ ہی لوگوں کے لئے امام کے آنے سے پہلے کھڑے ہوکر امام کا انتظار کرنا بہتر ہے، جب امام آجائے تب ہی کھڑے ہوں اور تکبیر کہیں حضرت علیؓ نے بھی ان لوگوں کو جو آپ کے انتظار میں کھڑے تھے منع فرمایا تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ ثُمَّ يُمْهِلُ فَاِذَا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ خَرَجَ أَقَامَ الصَّلَاةَ} (ابو دائود)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب اذان دیتے تو اس کے بعد ٹھہرے رہتے، اور وہ جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (حجرہ مبارک سے) برآمد ہوتے ہوئے دیکھتے تو نماز کے لئے تکبیر کہتے۔

مقتدی کب کھڑے ہوں؟

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا أُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ} (بخاری)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز کی اقامت کے وقت جب تک مجھے نہ دیکھ لو، اس وقت تک کھڑے نہ

ہوا کرو۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اقامت ہو جائے تو اس وقت تک نہ کھڑے ہوں جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔ (مجمع الزوائد:ص ۲۵)

تکبیر و اقامت کے وقت کھڑے ہونے کے بارے میں متعدد صورتیں ہیں، اور احادیث وآثار و اقوالِ فقہاء کے اعتبار سے ہر ایک کی گنجائش ہے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ شروع اقامت میں کھڑے ہو جائیں اور صفیں درست کر لی جائیں، اور یہ بھی کہ { حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة }اور { قَدْقَامَتِ الصَّلٰوة } کے وقت کھڑے ہو جائیں۔

خلفائے راشدین خصوصاً حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس کا اہتمام فرماتے تھے کہ تکبیر سے پہلے یا آغاز میں صف بندی ہو جائے۔ اس لئے شروع اقامت سے کھڑے ہونا اور صف کا درست کرنا اولیٰ ہے، لہٰذا اس معاملے میں شدت اور لعنت وملامت کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جیسے ہی تکبیر شروع ہوتی ہم لوگ کھڑے ہو جاتے اور صف درست کرتے، قبل اس کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لاتے۔ (مسلم، عمدۃ القاری)

ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن (مکبّر) اللہ اکبر تکبیر شروع کرتا۔ (فتح الباری: ج ۲ ص ۱۲۰، شمائل کبریٰ: ص ۱۰۷ ج ۶)

نماز پڑھنے کے آداب اور سنتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

{إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي}

☆☆☆

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ، نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْہِ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ، وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ۔وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔اَمَّابَعْد:فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٍ }

قارئین کرام: عقائد کے بعد اسلام میں جس چیز کی سب سے زیادہ اہمیت ہے وہ عبادات ہیں، جو انسانوں کی پیدائیش کا اولین مقصد وغرض وغایت ہیں: چنانچہ ارشاد باری ہے:

{ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ } (ذاریات:۵۶)

اور ہم نے جن وانس کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ (ہماری) عبادت کریں۔

ان تمام عبادات میں اوّلین اور اہم رکن نماز ہے۔

نماز کا لغوی وشرعی معنیٰ

نماز لغت میں دعاء کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:{وَصَلِّ عَلَيْهِمْ} یعنی ان کے لئے دعاء کیجئے۔اور اصطلاح شریعت میں نماز نام ہے مخصوص اقوال اور افعال کا جس کا آغاز تکبیر سے اور اختتام سلام پر ہوتا ہے۔

نماز اسلام کا وہ عظیم رکن وستون ہے جس کی اہمیت اور عظمت کے بارے میں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ

اثر منقول ہے کہ: جب نماز کا وقت آتا تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا، بدل جاتا، لوگوں نے پوچھا کہ امیر المؤمنین! آپ کی یہ حالت کیوں ہو جاتی ہے؟ تو فرماتے کہ اب اس امانت کی ادائیگی کا وقت آ گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، پہاڑوں اور زمین پر پیش فرمایا تو وہ سب اس امانت کے لینے سے اور اس کا بوجھ اٹھانے سے ڈر گئے اور انکار کر دیا۔ (احیاء العلوم)

نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ جس کی برکتوں اور سعادتوں سے اللہ ربّ العزت نے کسی بھی نبی کی شریعت کو محروم نہیں رکھا، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء جناب محمد الرّسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک تمام رسولوں کی امت پر نماز فرض تھی، ہاں نماز کی کیفیت اور تعینات میں ہر امت کے لئے تغیر ہوتا رہا۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت پر ابتداء اسلام میں دو وقت کی نماز فرض تھی ایک آفتاب نکلنے سے قبل، اور دوسری سورج غروب ہونے سے قبل۔

پانچ نمازوں کی فرضیت

ہجرت سے ڈیڑھ برس قبل جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نمازوں کا عظیم اور گراں قدر تحفہ سات آسمانوں سے اوپر عطا فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں رات اور دن کے اندر (۵۰) پچاس نمازیں فرض فرمائیں، اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے پر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ان میں تخفیف اور کمی کا سوال کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لطف و مہربانی فرماتے ہوئے نمازوں میں تخفیف کر کے پانچ نمازیں فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کو باقی رکھا مگر ثواب پچاس ہی کا باقی رکھا۔ ان پانچ وقتہ نمازوں کا فریضہ صرف اس امت کی امتیازی خصوصیت ہے۔

اسلام میں نماز کی اہمیت

اسلام میں نماز کی بہت بڑی اہمیت ہے، نماز دین کا ستون ہے اور مسلمانوں اور کافروں کے درمیان وجہ امتیاز ہے۔ ربّ العالمین کا ارشاد ہے:

{وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ} (الروم)

اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں سے نہ ہونا۔

اور حدیث مبارکہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ} (بخاری)

بندہ کے اور کفر کے درمیان ترک نماز کا فرق ہے۔(کہ ترک نماز سے بندہ کفر کی سرحد میں پہنچ جاتا ہے)۔

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : أَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمْ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ کَفَرَ} (رواہ احمد والترمذی والنسائی،وابن ماجہ)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ: ہمارے اور اسلام قبول کرنے والے عام لوگوں کے درمیان نماز کا عہد و میثاق ہے۔پس جو کوئی نماز چھوڑ دے تو گویا اس نے اسلام کی راہ چھوڑ کے کافرانہ طریقہ اختیار کر لیا۔

نماز ہر آزاد اور غلام، امیر اور غریب، بیمار اور تندرست، مسافر اور مقیم پر ہمیشہ کے لئے اور ہر حال میں فرض ہے، کسی بالغ انسان کو موت تک کسی حال میں بھی اس سے استثنیٰ حاصل نہیں ہے۔قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَأْتِیَکَ الْیَقِیْنُ } (سورۃ الحجر:۹۹)

اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہیے یہاں تک کہ آپ کو امر یقینی پیش آجائے۔

ہر آسمانی شریعت اور نبی کی تعلیم میں ایمان کے بعد سب سے پہلا حکم نماز ہی کا رہا ہے اور شریعت محمدیہ (جو کہ آخری شریعت ہے) میں بھی نماز کو جو اہمیت دی گئی ہے وہ کسی دوسری عبادت و اطاعت کو نہیں دی گئی۔

قرآن کریم میں بار بار نماز کی تاکید کی گئی ہے اور اسی طرح احادیث نبویہ میں بھی۔ چنانچہ پہلے قرآن کی جن آیات میں نماز کا ذکر آیا ہے اس کا ہم جائزہ لیں گے اور اس کے بعد احادیث نبویہ کا، تاکہ نماز کی اہمیت نماز پڑھنے والوں کے سامنے پوری طرح اجاگر ہو سکے۔نماز دین کا ستون ہے اور اس کو ٹھیک ٹھیک سنت کے مطابق ادا کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے نماز کی ادائیگی کے وقت پوری توجہ کے ساتھ ان آداب وسنن کا لحاظ رکھ کر اپنی نمازیں ادا کریں، تاکہ ہمیں نماز کے انوارات و برکات اور اس پر پورا پورا اجر وثواب حاصل ہو سکے۔

نماز کے بارے میں قرآن کریم کی آیات

۱) {اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ} (بقرۃ:۳)

(متقی وہ لوگ ہیں) جو غیب (بے دیکھی چیزوں) پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اُس میں سے (اللہ کی خوشنودی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں متقین کی صفات بیان کی گئی ہیں جس میں ایمان بالغیب کے بعد دوسری صفت متقیوں کی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں، یہاں پر "يُصَلُّوْنَ" نہیں فرمایا کہ وہ نماز پڑھتے ہیں، بلکہ فرمایا کہ: {وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ} کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں، اور نماز کا قائم کرنا یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن، ومستحبات سب کو خوب دھیان اور خشوع خضوع کے ساتھ ادا کیا جائے۔

۲) {وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ} (بقرہ۴۳)

اور نماز قائم کرو، اور زکوۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

یعنی نماز باجماعت پڑھو جس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے سے اس کا ثواب (۲۷) ستائیس گنا بڑھ جاتا ہے اور ایک نماز کا ثواب ستائیس (۲۷) نمازوں کے ثواب کے برابر ملتا ہے۔

(۳) {وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ . وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ} (البقرۃ:۸۳)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے پکا عہد لیا تھا کہ: تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو گے اور والدین سے اچھا سلوک کرو گے، اور رشتہ داروں سے بھی، اور یتیموں اور مسکینوں سے بھی۔ اور لوگوں سے بھلی بات کہنا، اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا، (مگر) پھر تم میں سے تھوڑے سے لوگوں کے سوا باقی سب (اس عہد سے) منہ موڑ کر پھر گئے۔

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنے ،والدین اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے، اور لوگوں کے ساتھ اچھی باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے۔

(۴) {وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَاللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ }۔ (البقرۃ:۱۱۰)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، اور (یاد رکھو کہ) جو بھلائی کا عمل بھی تم خود اپنے فائدے کے لئے آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے پاس پاؤ گے،۔ بیشک جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل کتاب کی طرف سے چوکس رہنے کے ساتھ ساتھ اپنے فرائض پر کاربند رہنے کی تلقین بھی فرمائی کہ نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو، تمہاری طاقت کا منبع یہی دو چیزیں ہیں ، انہیں مضبوطی سے تھام لو، تمہاری تمام تر قوت کا دارومدار تعلق باللہ پر ہے، اور نماز اس کا مظہر ہے جو کسی بھی حالت میں معاف نہیں ہے۔

(۵) { وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ ج وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا}۔

(البقرۃ:۱۷۷)

اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جب کوئی عہد کرلیں تو اپنے عہد کو پورا کرنے کے عادی ہوں۔

اس آیت کریمہ میں بتایا گیا کہ تقویٰ کے کاموں میں یہ بھی ہے کہ فرض نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ ادا کریں ۔نماز کے ذریعے انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہوتا ہے، اور فوز وفلاح کا اہم ترین ذریعہ نماز ہی ہے جو کہ بدنی عبادت ہے۔

(۶) {حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ ، وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی ق وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ }۔ (بقرۃ:۲۳۸)

تمام نمازوں کا پورا پورا خیال رکھو، اور (خاص طور پر) بیچ کی نماز کا۔ اور اللہ کے سامنے با ادب فرماں بردار بن کر کھڑے ہوا کرو۔

اس آیت کریمہ میں معاشرت ومعاملات اور خانگی امور کی بحث کے دوران کہ جس میں طلاق اور عدتِ وفات کا تذکرہ چل رہا تھا درمیان میں نماز کی پابندی کا حکم فرما کر یہ بتا دیا گیا کہ بندے جس حال میں بھی ہوں اور کیسی ہی مشغولیت کے اندر مبتلا ہوں وہ اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوں۔اور نماز چوں کہ سراپا ذکر ہے اس لئے نماز کا خوب اہتمام کریں اور ان نمازوں میں بھی صلاۃ وُسطیٰ یعنی درمیانی نماز جو کہ اکثر حضرات کے نزدیک عصر کی نماز ہے اس کا خاص طور پر دھیان رکھیں کہ

عموماً یہ جو وقت ہوتا ہے کاموں کے سمیٹنے کا وقت ہوتا ہے ،اس وقت میں نماز کی پابندی کرنے والے بھی نماز سے غافل ہو جاتے ہیں،اس لئے اس کی حفاظت کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ فجر اور عصر کی نماز کے اوقات میں فرشتوں کی ڈیوٹیاں تبدیل ہوتی ہیں، جو بندوں کے اعمال بارگاہ الٰہی میں لے جاتے ہیں اس لئے بھی عصر کا وقت اہم ہے۔ پیارے پیغمبر ﷺ نے خاص طور پر عصر کی نماز کے بارے میں تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

{ مَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهٗ وَ مَالُهٗ }

یعنی جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی گویا اس کا اہل وعیال سب کچھ ہلاک ہوگیا۔

اور پھر اس کا حکم دے دیا گیا کہ تم اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اس تصور کے ساتھ کہ تم احکم الحاکمین کے حضور دست بستہ کھڑے ہو، اور گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو، اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو کم از کم اتنا تو ہو کہ وہ تجھے بہر حال دیکھ رہا ہے۔

(۷) {اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

(النساء:۷۷)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے (مکی زندگی میں) کہا جاتا تھا کہ اپنے ہاتھ روک کر رکھو، اور نماز قائم کئے جاؤ اور زکوٰۃ دیتے رہو۔

مکہ میں ہجرت کرنے سے پہلے کافر مسلمانوں کو بہت زیادہ ستایا کرتے تھے، مسلمان پیارے پیغمبر ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر شکایت کرتے، اور کفار سے مقاتلہ کرنے کی اجازت مانگتے تو آپ ﷺ انہیں لڑائی سے روکتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے مقاتلہ کا حکم نہیں، تم نماز ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو جن کا حکم نازل ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے نماز اور زکوٰۃ کے احکام کو نازل فرمایا اس لئے کہ یہ اصلاح نفس کا سبب ہیں، اور اس کے بعد جہاد کا حکم دیا۔ (معارف القرآن)

۸) {لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا}

(النساء:۱۶۲)

البتہ ان (بنی اسرائیل) میں جو لوگ علم میں پکے ہیں، اور مؤمن ہیں، وہاں (کلام) پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو (اے پیغمبر!) تم پر نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی جو تم سے پہلے نازل کیا گیا تھا، اور قابل تعریف ہیں وہ لوگ جو نماز قائم کرنے والے ہیں، زکوٰۃ دینے والے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم اجر عظیم عطا کریں گے۔

اس آیت کریمہ میں اہل کتاب میں سے ان حضرات کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے جو تورات کے عالم تھے اور جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی تو انہوں نے خاتم النبیین کی صفات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھ کر ایمان قبول کرلیا جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور اُسید وثعلبہ رضی اللہ عنہم۔

۹) {یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ} (النساء:۴۳)

اے ایمان والو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو اس وقت تک نماز کے قریب بھی نہ جانا جب تک تم جو کچھ کہہ رہے ہو اسے سمجھنے نہ لگو۔

۱۰) {یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَیْدِیْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ} (مائدہ:۶)

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے چہرے، اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو، اور اپنے سروں کا مسح کرو، اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں تک (دھولیا کرو)۔ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارے

جسم کو (غسل کے ذریعے) خوب اچھی طرح پاک کرو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت کر کے آیا ہو، یا تم نے عورتوں سے جسمانی ملاپ کیا ہو،اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو،اور اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس (مٹی) سے مسح کرلو۔

اس سے پہلی آیات میں انسان کی راحت کی حلال چیزوں کا ذکر تھا، جو کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا انعام ہے، لہٰذا انسان پر لازم ہے کہ منعم کا شکر گزار ہو،اور شکر گزاری کا ایک طریقہ نماز ہے، اور نماز کے لئے طہارت ضروری ہے، اور طہارت حاصل کرنے کے لئے طریقۂ طہارت کا جاننا ضروری ہے،اس واسطے اس آیت کریمہ میں نماز کے بیان کے ساتھ طہارت کا طریقہ بھی بیان فرمایا۔ (جمالین)

۱۱) {اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ } (مائدہ:۵۵)

(مسلمانو!) تمہارے یار ومددگار تو اللہ، اس کے رسول اور وہ ایمان والے ہیں، جو اس طرح نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں کہ وہ (دل سے) اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کی دوستی کو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان کی دوستی میں منحصر فرمادیا گیا ہے اور یہ بتا دیا گیا ہے کہ اگر کسی دوسرے کو دوست بنائیں گے تو خطا کریں گے، اور دھوکہ کھائیں گے،اور دونوں جہانوں کا نقصان اٹھائیں گے، اور ساتھ ہی اہل ایمان کی دو اہم صفات بھی بیان فرمادیں ہیں کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں (جو جانی عبادت ہے اور ایمان کی سب سے بڑی دلیل ہے)۔اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں جو مالی عبادت ہے۔

۱۲) { وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ } (مائدہ۵۸)

اور جب تم نماز کے لئے (لوگوں کو) پکارتے ہو تو وہ اس (پکار) کو مذاق اور کھیل کا نشانہ بناتے ہیں، یہ سب (حرکتیں) اس وجہ سے ہیں کہ ان لوگوں کو عقل نہیں ہے۔

اس سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفار کے ساتھ دوستی سے منع فرمایا تھا کہ اوّل تو ان کا کفر ہی دوستی نہ کرنے کا بہت بڑا سبب ہے،لیکن ساتھ ہی ان کی ایک بدترین حرکت یہ بھی ہے کہ انہوں نے دین اسلام کو،اور اذان جو کہ دین

اسلام کا شعار ہے اس کو ہنسی اور مذاق بنا لیا ہے، اور جو شخص مسلمانوں کے دین کا مذاق بنائے تو مسلمانوں کے لئے ان کے ساتھ دوستی کرنے کا کیا جواز باقی رہتا ہے۔

۱۳) {اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ}

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض کے بیج ڈال دے، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔ اب بتاؤ کہ کیا تم (ان چیزوں سے) باز آجاؤ گے؟۔ (مائدہ۹۱)

صلوٰۃ المسافر (مسافر کی نماز)

۱۴) {وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ صلے ق اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا}

اور جب تم زمین میں سفر کرو اور تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ کافر لوگ تمہیں پریشان کریں گے، تو تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم نماز میں قصر کرلو۔ یقینا کافر لوگ تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ (النساء:۱۰۱)

اس آیت کریمہ میں سفر کے دوران قصر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اگر چہ قصر کا حکم مخصوص حالات میں نازل ہوا تھا، لیکن پھر اس سہولت کو باقی رکھا گیا، اور یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت وکرم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب اس آیت کریمہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ قرآن کریم کی اس آیت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خوف کی حالت میں قصر کرنی چاہئے، لیکن اب تو لوگ امن کی حالت میں ہیں تو پھر کیسے قصر کرتے ہیں؟ اُن کی اس بات کا جواب دیتے ہوئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ:

{عَجَبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَالِکَ، فَقَالَ: صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهٗ} (مسلم: ص۲۴۱ ج۱)

جس بات پر تمہیں تعجب ہوا ہے، میرے دل میں بھی یہ بات کھٹکتی تھی کہ قصر کی نماز کے ساتھ خوف کی قید لگی ہوئی ہے اور اب تو حالات بدل چکے ہیں پھر بھی اجازت کیوں ہے؟ میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت صدقہ اور کرم ہے

لہٰذا اس کو قبول کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ صَلٰوةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَصَلٰوةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ ، وَصَلٰوةُ الْأَضْحٰى رَكْعَتَانِ وَصَلٰوةُ السَّفْرِ رَكْعَتَانِ ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ } (نسائی)

جمعہ کی نماز دو رکعت ہے، اور عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے، اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے، اور سفر کی نماز دو رکعت ہے، یہ پوری نماز ہے کمی کے بغیر، (یعنی اس میں پوری نماز کا اجر وثواب ملتا ہے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بات ظاہر ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً (اى مع كل طائفة)} (مسلم:ص۲۴۱ ج۱)

اللہ تعالیٰ نے نماز فرض قرار دی ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے اقامت کی حالت میں چار رکعات، اور سفر میں دو رکعت اور خوف کی حالت میں (جب کہ سفر میں ہوں) ایک رکعت (یعنی امام کے ساتھ ہر گروہ کی ایک ایک رکعت ہوگی، اور دوسری رکعت ہر گروہ الگ پڑھے گا)۔

مسافت قصر اور نماز قصر کا حکم

سفر کی مسافت کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔ احناف کا اصل مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر تین دن و رات کی مسافت کا قصد کر کے نکلے تو وہ مسافر ہوتا ہے، جو سفر تین منزل سے کم ہو اس میں قصر کی اجازت نہیں۔ تین منزل کی مسافت انگریزی میل کے حساب سے (۴۸) اڑتالیس میل اور تقریباً سواستتر (۲۵۔۷۷) کلومیٹر ہوتی ہے۔ احناف کی دلیل پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ مرفوع اور صحیح حدیث ہے:

{ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَ يَوْمًا وَّ لَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسافر کے لئے (موزوں پر مسح کرنے کی مدت) تین دن اور تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات کی مقرر فرمائی ہے۔ (مسلم :ص ۱۳۵ ج۱)

اس حدیث کا تقاضا ہے کہ کم سے کم سفر شرعی کی مقدار تین دن ورات کی مسافت قرار دی جائے ، اس لئے امام اعظم ابو حنیفہؒ نے تین دن رات کو کم سے کم مسافت قصر قرار دیا ہے اور مسافر شرعی کو قصر کا حکم دیا ہے۔اور قصر ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں ہوگا۔ان نمازوں کی چار رکعتوں کی جگہ صرف دو دو رکعتیں ادا کی جائیں گی۔باقی کسی اور نماز میں قصر نہیں ہے نہ فجر اور مغرب میں اور نہ وتر، سنتوں اور نوافل میں۔

صلوٰۃ الخوف (خوف کے وقت کی نماز)

۱۵) {وَاِذَا كُنۡتَ فِيۡهِمۡ فَاَقَمۡتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلۡتَقُمۡ طَآئِفَةٌ مِّنۡهُمۡ مَّعَكَ وَلۡيَاۡخُذُوۡۤا اَسۡلِحَتَهُمۡ قف فَاِذَا سَجَدُوۡا فَلۡيَكُوۡنُوۡا مِنۡ وَّرَآئِكُمۡ ص وَلۡتَاۡتِ طَآئِفَةٌ اُخۡرٰى لَمۡ يُصَلُّوۡا فَلۡيُصَلُّوۡا مَعَكَ وَلۡيَاۡخُذُوۡا حِذۡرَهُمۡ وَاَسۡلِحَتَهُمۡ ج وَدَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡ تَغۡفُلُوۡنَ عَنۡ اَسۡلِحَتِكُمۡ وَاَمۡتِعَتِكُمۡ فَيَمِيۡلُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ مَّيۡلَةً وَّاحِدَةً ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِنۡ كَانَ بِكُمۡ اَذًى مِّنۡ مَّطَرٍ اَوۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَنۡ تَضَعُوۡۤا اَسۡلِحَتَكُمۡ ج وَخُذُوۡا حِذۡرَكُمۡ ط اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ۞ فَاِذَا قَضَيۡتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰى جُنُوۡبِكُمۡ ج فَاِذَا اطۡمَاۡنَنۡتُمۡ فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ ج اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتۡ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ كِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا} (النساء:۱۰۲)

اور (اے پیغمبر!) جب تم ان کے درمیان موجود ہو اور انہیں نماز پڑھاؤ تو (دشمن سے مقابلے کے وقت اس کا طریقہ یہ ہے کہ) مسلمانوں کا ایک گروہ تمہارے ساتھ کھڑا ہو جائے اور اپنے ہتھیار ساتھ لے لے۔ پھر جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو تمہارے پیچھے ہو جائیں ، اور دوسرا گروہ جس نے ابھی تک نماز نہ پڑھی ہو آگے آجائے ، اور وہ تمہارے ساتھ نماز پڑھے،اور وہ اپنے ساتھ اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لیں۔کافر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے غافل ہو جاؤ تو وہ ایک دم تم پر ٹوٹ پڑیں۔اور اگر تمہیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو اس میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں

ہے کہ تم اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دو، ہاں اپنے بچاؤ کا سامان ساتھ لے لو۔ بیشک اللہ نے کافروں کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(۱۰۲)۔پھر جب تم نماز پوری کر چکو تو اللہ کو (ہر حالت میں) یاد کرتے رہو، کھڑے بھی، بیٹھے بھی، اور لیٹے ہوئے بھی۔ پھر جب تمہیں (دشمن کی طرف سے) اطمینان حاصل ہوجائے تو قاعدے کے مطابق نماز پڑھو۔ بیشک نماز مسلمانوں کے ذمے ایک ایسا فریضہ ہے جو وقت کا پابند ہے۔

صلوٰۃ خوف سفر اور حضر دونوں حالتوں میں پڑھی جاتی ہے، عام طور پر دشمن کے خطرہ کے وقت یہ صورت پیش آتی رہتی ہے۔جیسا کہ پیارے پیغمبر کے زمانہ مبارک میں متعدد بار دشمن سے مقابلہ کرتے وقت پیارے پیغمبر ﷺ نے حضرات صحابہ کرام ؓ کو صلوٰۃ خوف پڑھائی تھی۔

شان نزول:

حضرت ابوعیاش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مقام عسفان اور مقام ضجنان پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ مشرکین سے ہماری مڈبھیڑ ہوگئی، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، مشرکین کی فوج کے سپہ سالار تھے، اسی اثناء میں ظہر کا وقت آ گیا، اور رسول اللہ ﷺ نے باجماعت نماز ادا فرمائی، مسلمان جب نماز سے فارغ ہوکر مقابلہ پر آئے تو کافروں میں چہ میگوئی شروع ہوئی کہ بڑا اچھا موقع ہاتھ سے نکل گیا، اگر نماز کی حالت میں مسلمانوں پر حملہ کر دیا جاتا تو میدان صاف تھا۔اس پر اُنہی میں سے ایک بولا، { سَتَأْتِيهِمْ صَلٰوةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَوْلَادِ } ابھی کچھ دیر میں ان کی ایک اور نماز کا وقت آنے والا ہے، اور وہ نماز ان کو جان و مال سے بھی زیادہ عزیز ہے، مشرکین کا اشارہ عصر کی نماز کی طرف تھا۔ادھر مشرکین میں یہ مشورہ ہو رہا تھا، اُدھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مذکورہ آیات لے کر نازل ہوئے۔

صلوٰۃ خوف آپ ﷺ کی اقتداء میں

جب عصر کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے پورے لشکر کو مسلح ہونے کا حکم دیا اس کے بعد پورے لشکر نے دو صفیں بنا کر آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز شروع کی، پورے لشکر نے ایک رکعت رکوع اور قیام کے ساتھ پڑھی۔جب سجدہ کا وقت آیا تو پہلی صف والوں نے آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا، اور دوسری صف والے کھڑے رہے تاکہ مشرکین سب مسلمانوں کو سجدہ میں دیکھ کر آگے بڑھنے کی ہمت نہ کرسکیں۔جب پہلی صف کے لوگ آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کر چکے اور کھڑے ہو گئے تو

دوسری صف والوں نے اپنی اپنی جگہ سجدہ ادا کیا۔ان لوگوں کے سجدہ کر لینے کے بعد اگلی صف والے پچھلی صف میں اور پچھلی صف والے اگلی صف میں پہنچ گئے ، اور دوسری رکعت رکوع اور قیام کے ساتھ ایک ساتھ پڑھی گئی ،اور سجدہ کے وقت پھر یہی صورت ہوئی کہ پہلی صف والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا،اور دوسری صف والے کھڑے رہے تا کہ مشرکین سب مسلمانوں کوسجدہ میں دیکھ کرآگے بڑھنے کی ہمت نہ کرسکیں،اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پوری فرمائی۔

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز　　　قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

صلوٰۃ خوف کے مختلف طریقے:

یہ بات سمجھ لینی ضروری ہے کہ جنگ کا میدان عید گاہ کا میدان نہیں ہوتا کہ ہمیشہ ایک ہی انداز سے نماز پڑھی جائے ، بلکہ یہ تلواروں کی چمک ، تیروں کی بوچھاڑ ، بندوقوں کی باڑھ،توپوں کی آتش بازی، جہازوں کی بمباری کی حالت میں ادا کی جاتی ہے۔اس لئے لازمی طور پر جنگی حالات کے اعتبار سے اس کی صورت بھی مختلف ہوگی۔صلوٰۃ خوف پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چودہ طریقوں سے منقول ہے ،ائمہ کرام نے اپنی اپنی صوابدید کے مطابق ان صورتوں میں سے کوئی ایک یا چند صورتیں پسند فرمائی ہیں۔جن کو فقہ کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے یہاں پر امام اعظم ابوحنیفہؒ نے جوصورت پسند فرمائی ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پسندیدہ طریقہ:

فوج کا ایک حصہ امام کے ساتھ نماز پڑھے اور دوسرا حصہ دشمن کے مقابل رہے ، پھر جب ایک رکعت پوری ہو جائے تو پہلا حصہ دشمن کے مقابل چلا جائے اور دوسرا حصہ آ کر دوسری رکعت امام کے ساتھ پوری کرے ،امام اپنی نماز پوری کر کے سلام پھیر دے اور یہ لوگ بدوں سلام پھیرے ہوئے دشمن کے مقابل چلے جائیں ،اور پہلے لوگ پھر یہاں آ کر اپنی بقیہ نماز بغیر قرأت کے تمام کرلیں اور سلام پھیر دیں، اس لئے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔اس کے بعد دوسرے حصہ کے لوگ آ کر اپنی ایک رکعت پوری کرلیں۔اس طرح امام کی دو رکعتیں ہوں گی ،اور فوج کی ایک ایک رکعت امام کے ساتھ۔اسی صورت کو

ابن عباس رضی اللہ عنہ ، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ،اور مجاہدؒ نے روایت کیا ہے۔

یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اس وقت ہے جب سارے لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں ۔ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلے میں چلا جائے ۔پھر دوسرا حصہ دوسرے امام کے ساتھ اپنی نماز پڑھ لے۔

۱۶) { وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ط وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ } (الانعام: ۷۲)

اور یہ (حکم دیا گیا ہے) کہ: نماز قائم کرو، اور اُس (ربّ العالمین کی نافرمانی) سے ڈرتے رہو۔ اور وہی (ربّ العالمین) ہے جس کی طرف تم سب کو اکھٹا کر کے لے جایا جائے گا۔ (اور جب اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اس وقت سب فیصلے ہو جائیں گے، جب اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو ہم اس کی عبادت کو کیسے چھوڑ دیں، اور اس کی توحید سے کیسے منہ موڑیں۔

۱۷) { وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ط وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ } (الانعام: ۹۲)

اور (اسی طرح) یہ بڑی برکت والی کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے، پچھلی آسمانی ہدایات کی تصدیق کرنے والی ہے، تا کہ تم اس کے ذریعے بستیوں کے مرکز (یعنی مکہ) اور اس کے اردگرد کے لوگوں کو خبر دار کرو۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں، اور اپنی نماز کی پوری پوری نگہداشت کرتے ہیں۔

یعنی جو لوگ آخرت پر ایمان لاتے ہیں، انہیں آخرت کی نجات کا فکر ہے اور وہاں کے عذاب کا ڈر ہے۔ اس لئے ان کا غور وفکر انہیں قرآن پر ایمان لانے پر آمادہ کرتا ہے۔ اور یہ لوگ ایمان لا کر نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ کیونکہ نماز میں بار بار ایمانی تقاضوں پر عمل کرنے کا مظاہرہ ہوتا ہے، اور نماز ایمان کی سب سے بڑی علامت ہے اور دین کا ستون ہے۔

۱۸) { قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٭ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ج وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ } (الانعام: ۱۶۳)

کہہ دو کہ: بیشک میری نماز، میری عبادت اور میرا جینا مرنا سب کچھ اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے، اور میں اُس کے آگے سب سے پہلے سر جھکانے والا ہوں۔

اس میں دو باتیں بتائی گئیں۔اوّل یہ کہ ہر کام اللہ کی رضا کے لئے ہونا چاہئے۔دوم یہ کہ مومن کی زندگی بھی قیمتی ہے اور موت بھی قیمتی ہے،اللہ ہی کے لئے جئے اور اللہ ہی کے لئے مرے، پوری زندگی اللہ کے احکامات کی پابندی میں گزارے، اور فرائض اور واجبات کے علاوہ بھی انہیں کاموں میں لگائے جن سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔اور جب مرنے لگے تو ایمان ہی پر مرے،اس کی یہ موت قیمتی ہو جائے گی کیونکہ موت ہی اخروی نعمتوں کے درمیان حائل ہے۔ جب مومن بندہ موت کے پل سے پار ہو جائے گا تو اس کے لئے خیر ہی خیر ہے۔ (انوار البیان:۱۱۳ ج ۳)

۱۹) { وَالَّذِيۡنَ يُمَسِّكُوۡنَ بِالۡكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُصۡلِحِيۡنَ

(الاعراف:۱۷۰)

اور جو لوگ کتاب کو مضبوطی سے تھامتے ہیں ، اور نماز قائم کرتے ہیں،تو ہم ایسے اصلاح کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جو یہ دو کام کرتے ہیں وہ اجر کے مستحق ہیں اور اللہ سے بہتر بدلہ پائیں گے۔اوّل تمسک بالکتاب کہ کتاب اللہ کو پڑھا جائے ،سمجھا جائے اور پھر اس کے احکام پر عمل کیا جائے ۔اور دوسرے اقامت صلوٰۃ جو کہ امّ العبادات ہے،اور جس سے مؤمن کو ہزاروں فوائد حاصل ہوتے ہیں۔جو شخص نماز کی حیثیت کو سمجھے گا اور اسے قائم کرے گا وہ یقیناً اللہ کے ہاں اجر کا مستحق ہوگا۔ (معالم العرفان:۵۵۲ ج ۸)

۲۰) { الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ؕ اُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ لَهُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَمَغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ } (الانفال)

جو نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے اُن کو جو رزق دیا ہے ، اس میں سے (فی سبیل اللہ) خرچ کرتے ہیں (۳) یہی لوگ ہیں جو حقیقت میں مؤمن ہیں ۔ان کے لئے ان کے رب کے پاس بڑے درجے ہیں، مغفرت ہے،اور باعزت رزق ہے۔(۴)

اس آیت کریمہ میں کامل ایمان والوں کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں اس لئے کہ جس نے نماز کی حفاظت کی وہ دین کی باقی باتوں کا بھی محافظ ہوگا اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا وہ دین کے باقی امور کو بھی ضائع کرنے والا ثابت ہوگا۔اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام صوبوں کے حکام کے نام جو سرکاری سرکلر جاری کیا تھا اس میں لکھا تھا کہ:

{إِنَّ مِنْ أَهَمِّ أُمُوْرِكُمْ عِنْدِيْ الصَّلٰوة فَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ}

میرے نزدیک تمہارے کاموں میں سب سے اہم کام نماز ہے اس پر خود بھی کاربند رہو اور دوسروں سے بھی پابندی کراؤ، جس نے نماز کو ضائع کر دیا تو وہ دین کے باقی امور کو بھی ضائع کر دے گا۔

جب کسی شخص کا اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط اور درست ہوگا تو وہ مخلوق کے ساتھ تعلق کو بھی درست کرے گا، اور جس کا تعلق مع اللہ ٹھیک نہیں ہے تو اس کا معاملہ مخلوق کے ساتھ بھی درست نہیں ہوگا۔لہٰذا اہل ایمان کے لئے نماز کی پابندی بڑی ضروری ہے کہ وہ نماز کو ضائع نہیں کرتے۔ (معالم العرفان)

۲۱) {فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ج فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ } (التوبہ:۵)

چنانچہ جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو ان مشرکین کو (جنھوں نے تمہارے ساتھ بدعہدی کی تھی) جہاں بھی پاؤ، قتل کر ڈالو، اور انہیں پکڑو، انہیں گھیرو، اور انہیں پکڑنے کے لئے ہر گھات کی جگہ تاک لگا کر بیٹھو۔ہاں اگر وہ توبہ کر لیں، اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ میں کفار اور مشرکین کے بارے میں بتایا گیا کہ اگر وہ اپنے کفر اور شرک سے توبہ کر لیں، دین کے راستے میں رکاوٹ نہ بنیں، اپنا عقیدہ اور عمل درست کر لیں، اور توبہ کرنے کے بعد مزید دو باتوں کا اہتمام کر لیں۔اوّل نماز کو قائم کریں اور دوسرے زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو پھر یہ تمہارے دینی بھائی بن جائیں گے۔اس لئے کہ مسلم اور غیر مسلم میں فرق کرنے والی یہ دو بڑی علامتیں ہیں۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

{ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ} (رواہ مسلم)

بندہ کے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا ہی کا فاصلہ ہے۔

۲۲) { فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ط وَنُفَصِّلُ

الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴾ (التوبۃ:۱۱)

لہٰذا اگر یہ توبہ کرلیں ، اور نماز قائم کریں ، اور زکوٰۃ ادا کریں ، تو یہ تمہارے دینی بھائی بن جائیں گے۔اور ہم احکام کی یہ تفصیل ان لوگوں کے لئے بیان کر رہے ہیں جو جاننا چاہیں۔

اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا کہ اگر یہ لوگ توبہ کر جائیں کیونکہ جنگ کا مقصد کسی کو نیست و نابود کرنا ، یا کسی کا مال چھیننا نہیں ، بلکہ مقصد یہ ہے کہ لوگ کفر و شرک سے باز آجائیں ۔ باطل عقائد کو ترک کر کے توحید و رسالت کا کلمہ پڑھ لیں،اوراس کے ساتھ ساتھ ﴿ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ﴾ نماز قائم کریں،﴿وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ﴾اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں ﴿فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ﴾ تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ان کے گذشتہ قصور معاف کر دیئے جائیں ،اوراب ان کے خلاف کوئی کاروائی نہ کی جائے گی کیونکہ اب یہ تمہارے دینی بھائی بن چکے ہیں۔ (معالم العرفان:ص۲۷۵ج۹)

۲۳) ﴿ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ قف فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ﴾

اللہ کی مسجدوں کوتو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے ہوں،اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ ادا کریں، اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔ ایسے ہی لوگوں سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ وہ صحیح راستہ اختیار کرنے والوں میں شامل ہوں گے۔ (التوبۃ:۱۸)

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کاارشاد ہے کہ: مساجد کو آباد کرنے والے وہ لوگ ہیں جن میں یہ صفات پائی جاتی ہیں : ﴿مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ﴾ جواللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے ہوں ، ﴿ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ﴾ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں ﴿ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ ﴾ اور نماز ادا کرتے ہوں، ﴿ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ ﴾ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہوں ﴿ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ ﴾ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے خوف نہ رکھتے ہوں۔اس سے معلوم ہوا کہ مساجد کی آبادی صرف اس کی تعمیر و زیب و زینت سے ہی سے نہیں ہوتی ، بلکہ مساجد کی حقیقی آبادی اُن میں اللہ کی عبادت کرنے سے ہوتی ہے۔

۲۴) ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ م یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ﴾ (التوبۃ:۷۱)

اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ وہ نیکی کی تلقین کرتے ہیں، اور برائی سے روکتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوۃ ادا کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ اپنی رحمت سے نوازے گا۔ یقیناً اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک!۔

اس آیت کریمہ میں ربّ العالمین نے ایمان والے مرد و عورتوں کے اچھے اخلاق اور صفات کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک دوسرے کو نیکی کی تلقین کرتے ہیں، اور برائی سے منع کرتے ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ ان کا تیسرا کام یہ ہے کہ {وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ} وہ نماز کو قائم کرتے ہیں۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ جس سے تعلق باللہ درست ہوتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ نماز کی مثال ایسی ہے کہ اگر کسی مالک کا بھاگا ہوا غلام واپس آکر اپنے مالک کے حضور پیش ہوکر معافی مانگ لے گا تو مالک کا غصہ ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی بندہ اپنے پروردگار کے سامنے دست بستہ نماز میں کھڑا ہوجاتا ہے تو مالک حقیقی کا غصہ ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔ اور جب کوئی شخص اللہ کے حضور حاضر ہی نہیں ہوتا اور اس کی عبادت نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوجاتا ہے، اور اس کا یہ عمل اللہ کے غصہ اور غضب کو دعوت دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{لَا حَظَّ فِي الْاِسْلَامِ لِمَنْ لَّا صَلٰوةَ لَهٗ}

جس کا نماز میں حصہ نہیں (یعنی جو نماز نہیں پڑھتا) اُس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

۲۵) {وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ} (یونس:۸۷)

اور ہم نے موسیٰ اور اُن کے بھائی پر وحی بھیجی کہ: تم دونوں اپنی قوم کو مصر ہی کے گھروں میں بساؤ، اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ بنالو، اور (اس طرح) نماز قائم کرو، اور ایمان لانے والوں کو خوشخبری دے دو۔

اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہما السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم کے لئے مصر ہی میں گھر بنائے رکھو، اور گھروں ہی میں نمازیں پڑھتے رہو، یہ گھر ہی تمہارے لئے مسجدیں ہیں۔ چونکہ فرعون کے ظلم کی

وجہ سے باہر مسجدیں نہیں بنا سکتے تھے ،اورکھل کر نماز پڑھنے کا موقع نہ تھا اس لئے یہ حکم دے دیا کہ گھروں ہی میں نمازیں پڑھیں(اس سے نماز کی اہمیت معلوم ہوئی کہ جہاں بھی ہوں، اور مظلومیت کے جن حالات سے بھی گذر رہے ہوں پھر بھی نماز قائم کرنے میں سستی نہ کریں)۔

۲۶) { قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ } (ھود:۸۷)

وہ کہنے لگے: اے شعیب ! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہمارے باپ دادا جن کی عبادت کرتے آئے تھے، ہم انہیں بھی چھوڑ دیں،اور اپنے مال و دولت کے بارے میں جو کچھ ہم چاہیں ، وہ بھی نہ کریں؟ واقعی تم تو بڑے عقل مند نیک چلن آدمی ہو!۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی نماز پوری قوم میں معروف تھی کہ بکثرت نوافل اور عبادت میں لگے رہتے تھے ،اس لئے قوم نے ان کے ارشادات کوبطور استہزاء کے نماز کی طرف منسوب کیا کہ تمہاری یہ نماز ہی تمہیں (معاذ اللہ) ایسی غلط باتیں بتاتی ہے، اُن کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بھی یوں سمجھتے تھے کہ دین وشریعت کا کام صرف عبادات تک محدود ہے، معاملات میں اس کا کیا دخل ہے، ہرشخص اپنے مال میں جس طرح چاہے تصرف کرے، اس پر کوئی پابندی لگانا دین کا کام نہیں، جیسے اس زمانہ میں بھی بہت سے بے سمجھ لوگ ایسا خیال رکھتے ہیں۔ (معارف القرآن:ص ۶۶۳ ج ۴)

۲۷) { وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ }

اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی خوشنودی کی خاطر صبر سے کام لیا ہے، اور نماز قائم کی ہے، اور ہم نے انہیں جو رزق عطا فرمایا ہے، اس میں سے خفیہ بھی اور علانیہ بھی خرچ کیا ہے، اور وہ بدسلوکی کا دفاع حسن سلوک سے کرتے ہیں ۔وطن اصلی میں بہترین انجام ان کا حصہ ہے۔ (الرعد:۲۲)

یہاں پر بھی اہل ایمان کی صفات بیان فرئی گئی ہیں جن میں ساتویں صفت { اَقَامُوا الصَّلٰوةَ } بیان کی گئی ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں۔اقامت صلوٰۃ کے معنیٰ نماز کواس کے پورے آداب وشرائط اور خشوع کے ساتھ ادا کرنا ہے، محض نماز پڑھنا نہیں، اسی لئے قرآن کریم میں عموماً نماز کا حکم اقامت صلوٰۃ کے الفاظ کیساتھ دیا گیا ہے۔

۲۸) { قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خِلٰلٌ } (ابراھیم:۳۱)

میرے جو بندے ایمان لائے ہیں، اُن سے کہہ دو کہ وہ نماز قائم کریں، اور ہم نے ان کو جو رزق دیا ہے اس میں سے پوشیدہ طور پر بھی اور علانیہ بھی (نیکی کے کاموں میں) خرچ کریں، (اور یہ کام) اُس دن کے آنے سے پہلے پہلے (کرلیں) جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی، نہ کوئی دوستی کام آئے گی۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فرمانبردار بندوں کوادائیگی شکر کا حکم دے رہے ہیں، جس میں سب سے پہلی ہدایت اِقامت صلوٰۃ کی ہے ،اقامت صلوٰۃ کا مطلب ہے کہ نماز کو اپنے وقت پر تعدیل ارکان کے ساتھ اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کیا جائے ۔اور نہ اُس کے آداب میں کوتاہی کی جائے اور نہ اوقات میں سستی، بلکہ پابندی کے ساتھ نماز کو اس کے اوقات کے اندر ادا کیا جائے۔

۲۹) { اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ط اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا } (بنی اسرائیل:۷۸)

(اے پیغمبر!) سورج ڈھلنے کے وقت سے لے کر رات کے اندھیرے تک نماز قائم کرو، اور فجر کے وقت قرآن پڑھنے کا اہتمام کرو۔ یاد رکھو کہ فجر کی تلاوت میں مجمع حاضر ہوتا ہے۔

جمہور ائمہ تفسیر نے اس آیت کو پانچوں نمازوں کے لئے جامع حکم قرار دیا ہے۔ { دُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ } میں چار نمازیں آگئیں ظہر،عصر،مغرب،عشاء،اوراس آیت میں دو نمازوں کا ابتدائی وقت بھی بتلا دیا گیا کہ ظہر کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے،اورعشاء کا وقت { غَسَقِ الَّیْلِ } سے یعنی جس وقت رات کی تاریکی مکمّل ہو جائے۔اسی لئے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشاء کا وقت شفق اَحمر کے بعد شفقِ اَبیض (ایک قسم کی سفیدی جو اُفق پر پھیلی ہوتی ہے) کے غروب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، جبکہ دیگر ائمہ کے نزدیک شفق اَحمر کے غروب ہونے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ { وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ } میں لفظ قرآن سے مراد یہاں پر نماز ہے کیونکہ قرآن نماز کا اہم جز ہے،اس طرح اس میں نماز فجر کا بھی ذکر آ گیا، { دُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقٍ } کے الفاظ میں چار نمازوں کا ذکر تھا جس طرح پہلے عرض کیا گیا اور اِس طرح اس آیت کریمہ میں اجمالاً پانچوں نمازوں کا ذکر آ گیا۔اور { کَانَ مَشْھُوْدًا } بول کر نماز فجر کی اہمیت بتادی گئی کہ اس

وقت رات اور دن کے فرشتوں کی جماعتیں بھی موجود ہوتی ہیں۔ (معارف القرآن:ص۵۱۵ج۵)

۳۰) { قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ج وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا } (بنی اسرائیل:۱۱۰)

کہہ دو کہ: چاہے تم اللہ کو پکارو، یا رحمٰن کو پکارو، جس نام سے بھی (اللہ کو) پکارو گے (ایک ہی بات ہے) کیونکہ تمام بہترین نام اُسی کے ہیں۔ اور تم اپنی نماز نہ بہت اونچی آواز سے پڑھو، اور نہ بہت پست آواز سے، بلکہ ان دونوں کے درمیان (معتدل) راستہ اختیار کرو۔

اس آیت کریمہ میں جہری نمازوں کے اندر تلاوت کرنے کا یہ ادب بتلایا گیا ہے کہ نہ بہت بلند آواز سے ہو اور نہ بہت آہستہ جس کو مقتدی نہ سن سکیں بلکہ معتدل آواز کے ساتھ تلاوت کی جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ابتداء اسلام میں) جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں چھپ کر اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے تھے تو نماز کے اندر بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے، جب مشرکین قرآن سنتے تھے تو تمسخر واستہزاء کرتے اور قرآن اور جبرائیل امین اور خود حق تعالیٰ شانہ کی شان میں گستاخانہ باتیں کہتے تھے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخری حصہ کو نازل فرمایا، جس میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہر واخفاء میں میانہ روی اختیار کرنے کی تلقین فرمائی، تاکہ مشرکین کو ایذاء رسانی کا موقع نہ ملے اور فرمایا:

{وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا }

آپ نماز میں زور سے قرأت نہ کریں، اور نہ ہی اتنا آہستہ پڑھیں کہ جس کی وجہ سے مقتدی سن نہ سکیں بلکہ جہر اور اخفاء کے درمیان درمیانہ راستہ اختیار کریں۔ یعنی اتنے جہر سے پڑھیں کہ مقتدیوں تک آواز پہنچ جائے، اور باہر مشرکین کو سنائی نہ دے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ دوران سفر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گھاٹی پر چڑھ رہے تھے کہ، اس وقت ایک شخص نے بلند آواز سے {لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ} کہا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تم لوگ کسی بہرے کو اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: { لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ } جنت کے خزانوں میں سے ہے۔ (صحیح بخاری:ص۹۴۹)

اسی طرح پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ رات کے وقت صحابہ کرام کے اعمال کی نگرانی کی اور صبح کے وقت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (جو تہجد میں آہستہ آواز سے تلاوت کررہے تھے) سے فرمایا کہ تھوڑی سی آواز اونچی کر کے پڑھا کرو۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (جو اونچی آواز سے تلاوت کررہے تھے) سے فرمایا کہ اے عمر! تم اپنی آواز کو تھوڑا سا پست کرو۔ (ترمذی)

۳۱) {وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ط نَحْنُ نَرْزُقُكَ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى} (طٰہٰ:۱۳۲)

اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو، اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہو۔ ہم تم سے رزق نہیں چاہتے، رزق تو ہم تمہیں دیں گے، اور بہتر انجام تقویٰ ہی کا ہے۔

اس آیت کریمہ میں دو حکم دیئے گئے ہیں، ایک اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دینا، اور دوسرے خود بھی اس کا اہتمام کرنا۔ چونکہ نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے یعنی کلمہ شہادت کا یقین کرنے کے بعد دوسرا درجہ نماز ہی کا ہے، اس لئے شریعت اسلامیہ میں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اس آیت میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ نماز کا اہتمام فرمائیں اور گھر والوں سے بھی اس کا اہتمام کرائیں، اور چونکہ ساری امت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہے اس لئے امت کو بھی خطاب ہوگیا، اہل ایمان کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ نمازوں کا اہتمام کریں اور اپنے گھر والوں (بیوی بچوں) سے بھی اس کا اہتمام کرائیں۔

(انوار البیان: ص۱۱۰ ج۶)

۳۲) {وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ج وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ} ج (الانبیاء:۷۳)

اور ان سب کو ہم نے پیشوا بنایا جو ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے، اور ہم نے وحی کے ذریعے انہیں نیکیاں کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید کی تھی، اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔

اس آیت کریمہ میں بھی اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے ان انبیاء کو بھلائیوں اور اعمال میں لوگوں کا پیشوا بنایا اور ان کے پاس وحی بھیجی کہ اچھے کام کریں اور کامل طور پر نماز ادا کریں، یہ سب کے سب شب و روز ہماری عبادت اور ان تمام کاموں میں مشغول رہتے تھے، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغولیت ان کا خصوصی امتیاز تھا۔

۳۳) { اَلَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَالصّٰبِرِيۡنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمۡ وَالۡمُقِيۡمِى الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ } (حج:۳۵)

(وہ لوگ) جن کا حال یہ ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دلوں پر رعب طاری ہو جاتا ہے، اور جو اپنے اُوپر پڑنے والی ہر مصیبت پر صبر کرنے والے ہیں، اور نماز کو قائم کرنے والے ہیں، اور جو زرق ہم نے انہیں دیا ہے، اس میں سے (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں { اَلۡمُخۡبِتِيۡنَ } یعنی عاجزی اور فرمانبرداری اور اطاعت کے ساتھ گردن جھکا دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خوشخبری سنانے کا حکم دیا ہے اور ان کے چار اوصاف بیان فرمائے ہیں، جن میں سے تیسرا وصف یہ بیان فرمایا کہ وہ نماز قائم کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی عبادات میں سے نماز کو اوّلیت حاصل ہے، اس لئے مُخبتین اس کو ضائع نہیں ہونے دیتے۔

۳۴) { اَلَّذِيۡنَ اِنۡ مَّكَّنّٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَنَهَوۡا عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الۡاُمُوۡرِ } (حج:۴۱)

یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ ادا کریں، اور لوگوں کو نیکی کی تاکید کریں، اور برائی سے روکیں۔ اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہٗ نے ان اہل ایمان کے اوصاف بیان فرمائے ہیں جو مکہ مکرمہ سے نکالے گئے، اور خاص طور پر اس کے مصداق حضرات خلفائے راشدین ؓ ہیں اور پھر جب انہیں اقتدار سونپا گیا تو انہوں نے اپنے زمانہ میں وہ سب کام کئے جن کا آیت بالا میں تذکرہ فرمایا ہے، یعنی نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا۔ اس آیت میں یہ حکم دے دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ جس کسی مسلمان کو اقتدار نصیب فرمائے وہ نماز بھی پڑھے، اور زکوٰۃ بھی دے اور لوگوں کو نیکی کا حکم کرے اور گناہوں سے روکے۔ آج کل جو لوگ اقتدار میں آتے ہیں وہ خود ہی نمازیں نہیں پڑھتے اور نہ ہی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور نہ ہی لوگوں سے فرائض کا اہتمام کراتے ہیں اور نہ گناہوں سے روکتے ہیں، بلکہ الٹا ذرائع ابلاغ کو گناہوں کے پھیلانے میں اور معصیت عام کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ (انوار البیان: ص ۲۱۴ ج ۶)

۳۵) { وَجَاهِدُوۡا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ‌ ؕ هُوَ اجۡتَبٰىكُمۡ وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ

مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ }ع (حج:۷۸)

اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو، جیسا کہ جہاد کا حق ہے۔اس نے تمھیں (اپنے دین کے لئے) منتخب کرلیا ہے اور تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین کو مضبوطی سے تھام لو، اُس نے پہلے بھی تمہارا نام مسلمان رکھا تھا، اور اس (قرآن) میں بھی، تاکہ یہ رسول تمہارے لئے گواہ بنیں، اور تم دوسرے لوگوں کے لئے گواہ بنو۔ لہٰذا نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھو، وہ تمہارا رکھوالا ہے، دیکھو کتنا اچھا رکھوالا، اور کتنا اچھا مددگار ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جب تمہارا اتنا بڑا مرتبہ کر دیا ہے کہ میدان قیامت میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے گواہ بنو گے اور تمہاری گواہی سے سابقہ اُمتوں پر حجت قائم کی جائے گی، تو اس شرف کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے بنو، اس کے دین پر پوری طرح عمل کرو، خاص کر دین کے ارکان میں سے جو دو بڑے رکن ہیں یعنی نماز اور زکوٰۃ اس کی پاس داری کرو کہ یہ دو عبادات ملت اسلامیہ کی رکنیت کی علامت ہیں، ایک کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے تعلق درست ہوتا ہے، اور دوسری کے ذریعے مخلوق کے ساتھ بھلائی ہوتی ہے۔

۳۶) { قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ } (المؤمنون:۱،۲)

تحقیق کامیاب ہوگئے وہ لوگ جو ایمان والے ہیں۔وہ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

ان آیات میں اہل ایمان کی کامیابی کا اعلان کیا گیا ہے اور ان کی وہ صفات بیان فرمائی گئی ہیں جن کا اہل ایمان کو کامیاب بنانے میں زیادہ دخل ہے، ان میں سے پہلا وصف یہ بیان فرمایا: {الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ} جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں۔خشوع کا اصل معنیٰ ہے قلب کا جھکاؤ، جب مومن بندے نماز پڑھیں، ان کا پورا دھیان ظاہراً و باطناً نماز کی طرف رہنا چاہئے۔نماز پڑھتے ہوئے نماز سے غافل نہ ہوں اور یہ ذھن میں رہے کہ میری نماز قبولیت کے لائق ہوجائے، غفلت کی نماز خشوع کی نماز نہیں ہے جس میں یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ کیا پڑھا، رکوع اور سجدہ تو چل

میں آیا' کے طریقے پر جلدی جلدی کر لیا، سجدے میں مرغ کی طرح ٹھونگیں مار لیں، لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھ لی، بار بار کپڑوں کو سنبھالا، مٹی سے بچایا، داڑھی کو کھجایا، یہ سب چیزیں خشوع کے خلاف ہیں۔ ایک مرتبہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور نماز میں داڑھی سے کھیل رہا تھا اُسے دیکھ کر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: { لَوْ خَشَعَ قَلْبُهٗ لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهٗ } اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی خشوع ہوتا (یعنی اس کے اعضاء شریعت کے قواعد کے مطابق نماز میں اپنی جگہ ہوتے)۔ نماز چونکہ دربار عالی کی حاضری ہے اس لئے پوری توجہ کے ساتھ نماز پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے، نماز میں سُترہ سامنے رکھنے کی ہدایت فرمائی تا کہ دل جمعی رہے۔ اِدھر اُدھر دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ نماز پڑھتے وقت انگلیوں میں انگلیاں ڈالنے سے منع فرمایا ہے، اور کھانا کھانے یا پیشاب اور پاخانہ کے تقاضے کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں توجہ ہٹانے والی ہیں اور اس کی وجہ سے خشوع اور خضوع باقی نہیں رہتا جو دربار عالی کی حاضری کی شان کے خلاف ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب بندہ نماز میں ہوتا ہے تو برابر اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی توجہ رہتی ہے جب تک کہ بندہ خود اپنی توجہ ہٹا نہ لے، اور جب بندہ توجہ ہٹا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بھی توجہ نہیں رہتی۔ (مشکوۃ: ص۹۱)

۳۷) { وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ } (المؤمنون: ۹،۱۰،۱۱)

اور جو اپنی نمازوں کی پوری نگرانی رکھتے ہیں۔ یہ ہیں وہ وارث۔ جنہیں جنت الفردوس کی وراثت ملے گی، یہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت کریمہ میں تمام نمازیں پابندی سے پڑھنے والوں کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے جو لوگ ایسی نمازیں پڑھتے ہیں کہ کبھی پڑھیں اور کبھی نہ پڑھیں، وہ لوگ اس فضیلت کے مستحق نہیں جس کا یہاں بیان ہو رہا ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی ہیں، جس نے اچھی طرح وضو کیا اور انہیں بروقت ادا کیا، اور ان کا رکوع اور سجود پورا کیا، اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت فرما دیں گے، اور جس نے ایسا نہیں کیا تو اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں اگر چاہے تو اس کی مغفرت فرما دے اور چاہے تو اس کو عذاب دے۔ (ابوداؤد)

۳۸) { فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ

وَالْاٰصَالِ ٭ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِاللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴾ (النور:۳۶،۳۷)

جن گھروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ ان کو بلند مقام دیا جائے،اور اُن میں اس کا نام لے کر ذکر کیا جائے، ان میں صبح وشام وہ لوگ تسبیح کرتے ہیں جنہیں کوئی تجارت یا کوئی خرید وفروخت نہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے، نہ نماز قائم کرنے سے،اور نہ زکوٰۃ دینے سے۔وہ اُس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور نگاہیں اُلٹ پُلٹ کر رہ جائیں گی۔

حضرت سعید بن جبیرؓ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ان گھروں سے مسجدیں مراد ہیں۔ {اَلْمَسَاجِدُ بُیُوْتُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ} جو روئے زمین پر اللہ کے گھر ہیں۔اور علامہ بغویؒ معالم التنزیل میں لکھتے ہیں کہ:

{قال اهل التفسير:أراد به الصلوٰة المفروضات،فالتى تؤدى بالغداة صلاة الصبح، والتى تؤدى با الآصال صلاة الظهروالعصر، والعشائين }

مفسرین فرماتے ہیں کہ صبح وشام اللہ کا ذکر کرنے سے پانچوں نمازیں مراد ہیں۔کیونکہ نماز فجر صبح کے وقت ادا کی جاتی ہے،اور باقی نمازیں دن ڈھلنے کے بعد ادا کی جاتی ہیں لفظ آصال اصیل کی جمع ہے جو ظہر عصر مغرب وعشاء چاروں نمازوں پر صادق آتا ہے۔ بہر حال اس آیت کریمہ میں اُن نمازیوں کی تعریف فرمائی ہے جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے نہیں روکتی ، بلکہ وہ تمام مشغولیت کے کاموں کو چھوڑ کر نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہو جاتے ہیں۔معالم التنزیل میں ہے کہ:

{عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّهٗ كَانَ فِی السُّوْقِ فَأُقِيْمَتِ الصَّلٰوةَ فَقَامَ النَّاسُ وَاغْلَقُوْا حَوَانِيَتَهُمْ فَدَخَلُوا الْمَسْجِدَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرؓ: فِيْهِمْ نَزَلَتْ: رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِاللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ}

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ ایک مرتبہ بازار میں موجود تھے نماز کا وقت ہو گیا تو لوگ کھڑے ہوئے

اور اپنی اپنی دکانیں بند کر کے مسجد میں داخل ہو گئے ۔حضرت ابن عمرؓ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا کہ انہیں لوگوں کے بارے میں آیت کریمہ { رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ } کہ ان میں ایسے لوگ ہیں جنہیں کوئی تجارت یا کوئی خرید وفروخت نہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے، نہ نماز قائم کرنے سے نازل ہوئی ہے۔

۳۹) { وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْــــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ * وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ } (النور:۵۵،۵۶)

تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں، اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں، اُن سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا، جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا، اور اُن کے لئے اُس دین کو ضرور اِقتدار بخشے گا جسے اُن کے لئے پسند کیا ہے، اور اُن کو جو خوف لاحق رہا ہے، اس کے بدلے انہیں ضرور اَمن عطا کرے گا۔(بس) وہ میری عبادت کریں، میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھرائیں۔اور جو لوگ اس کے بعد ناشکری کریں گے، تو ایسے لوگ نافرمان ہوں گے۔اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور رسول کی فرمانبرداری کرو،، تاکہ تمہارے ساتھ رحمت کا برتاؤ کیا جائے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ ربّ العزّت نے حضرات صحابہ کرامؓ سے وعدہ فرمایا کہ ان سے پہلے جو اہل ایمان تھے ان کو جس طرح اللہ تعالیٰ نے زمین میں خلیفہ بنایا اور اقتدار سونپا، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہیں بھی زمین پر اپنا خلیفہ بنائے گا، تمہیں زمین میں اقتدار واختیار دے گا، دشمن مغلوب ہوں گے، عرب وعجم پر تمہارا تسلط ہوگا، تمہارے خوف کو امن سے بدل دیا جائے گا لیکن اس کے لئے تمہیں ایمان اور اعمال صالحہ پر مضبوطی سے جمے رہنا ہوگا، تم صرف میری ہی عبادت کرو گے اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک جلی یا خفی اختیار نہ کرو گے۔اور فرماں برداری کی زندگی اختیار کرو گے، اور نماز قائم کرو گے، اور

زکوٰۃ ادا کرو گے اور رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ مشروط ہے دین پر پوری طرح ثابت قدم رہنے اور نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ، جو شخص دین کے خلاف راستہ اختیار کرے گا تو ایسے لوگوں کے لئے یہ وعدہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ نافرمان ہیں، اور وعدہ تھا فرمانبرداروں کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ اس طرح پورا فرما دیا کہ خود پیارے پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں مکّہ، خیبر، بحرین اور پورا جزیرۃ العرب اور پورا ملک یمن پیارے پیغمبر ﷺ کے ذریعہ فتح ہوا، ہجر کے مجوسیوں اور ملک شام کے بعض علاقوں کے مکینوں سے آپ ﷺ نے جزیہ وصول کیا، اور شاہ روم، شاہ مصر و اسکندریہ، مقوقس اور شاہانِ عمان اور بادشاہ حبشہ نجاشی وغیرہ نے آنحضرت ﷺ کو ہدایا بھیجے اور آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم کی۔ پھر آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرات خلفائے راشدین، سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ، سیدنا عثمان بن عفانؓ، اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانے میں اس کا پورا پورا ظہور ہوا۔ اس لئے کہ یہ وعدہ جن شرائط اور ایمان وعمل صالح کی بنیاد پر تھا وہ شرائط انہی حضرات میں سب سے زیادہ کامل و اکمل تھیں۔ ان کے بعد نہ ایمان وعمل کا وہ درجہ قائم رہا اور نہ خلافت وحکومت کا وہ وقار کبھی قائم ہوا۔

اس لئے آج بھی اگر مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کی رحمت کے حصہ دار بنیں تو انہیں اللہ کے ان مقبول بندوں کا طریقہ اختیار کرنا ہوگا، نمازیں قائم کرنی ہوں گی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ تمام شعب زندگی میں رسول کے احکام پر چلنا ہوگا۔ (معارف القرآن، وانوار البیان)

۴۰) { يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لِيَسۡتَاۡذِنۡكُمُ الَّذِيۡنَ مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ وَالَّذِيۡنَ لَمۡ يَبۡلُغُوا الۡحُلُمَ مِنۡكُمۡ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنۡ قَبۡلِ صَلٰوةِ الۡفَجۡرِ وَحِيۡنَ تَضَعُوۡنَ ثِيَابَكُمۡ مِّنَ الظَّهِيۡرَةِ وَمِنۡۢ بَعۡدِ صَلٰوةِ الۡعِشَآءِ ۛ ؕ ثَلٰثُ عَوۡرٰتٍ لَّـكُمۡ ؕ لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ وَلَا عَلَيۡهِمۡ جُنَاحٌۢ بَعۡدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ بَعۡضُكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ } (النور:۵۸)

اے ایمان والو! جو غلام لونڈیاں تمہاری ملکیت میں ہیں، اور تم میں سے جو بچے ابھی بلوغ تک نہیں پہنچے، ان کو چاہئے کہ وہ تین اوقات میں (تمہارے پاس آنے کے لئے) تم سے اجازت لیا کریں: (۱) نماز فجر سے پہلے، (۲) اور جب تم دوپہر کے وقت اپنے کپڑے اتار کر رکھا کرتے ہو، (۳) اور نماز

عشاء کے بعد۔ یہ تین اوقات تمہارے پردے کے اوقات ہیں ۔ان اوقات کے علاوہ نہ تم پر کوئی تنگی ہے، نہ اُن پر۔اُن کا بھی تمہارے پاس آنا جانا لگا رہتا ہے ،تمہارا بھی ایک دوسرے کے پاس۔اللہ اسی طرح آیتوں کو تمہارے سامنے کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ علم کا بھی مالک ہے ،حکمت کا بھی مالک۔

اس آیت کریمہ کا تعلق اقارب ومحارم کے لئے مخصوص اوقات میں استیذان اور اجازت طلب کرنے کے احکام سے ہے مگر اس میں چونکہ تین نمازوں کا ذکر ہے اس مناسبت سے اس آیت کریمہ کو یہاں پر لکھا گیا ہے۔

۴۱) { هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ * الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ } (النمل:۲۔۳)

یہ (آیتیں موجب) ہدایت اور بشارت ہیں اہل ایمان کے لئے ۔جو نماز قائم کرتے ہیں ، اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ۔اور وہی ہیں جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں آیات قرآنیہ کو اہل ایمان کے لئے ہدایت اور بشارت بتایا جو اہل ایمان کو ہدایت پر جزاء آخرت اور جنت کی بشارت سنانے والی ہیں۔اور اہل ایمان کی صفات بتائیں کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ،اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔نماز بدنی عبادات میں سے سب سے بڑی عبادت اور زکوٰۃ مالی عبادات میں سے سب سے بڑی عبادت ہے اور یہ دونوں اسلام کے ارکان میں سے ہیں ۔ان کی ادائیگی پابندی کے ساتھ کی جائے تو ایمان کے دوسرے تقاضوں پر بھی عمل ہوتا رہتا ہے۔

۴۲) { مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ }

(فطرت کی پیروی) اس طرح کرو کہ تم نے اسی (اللہ) سے لو لگا رکھی ہو، اور اُس سے ڈرتے رہو، اور نماز قائم کرو، اور اُن لوگوں کے ساتھ شامل نہ ہو جو شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ (الروم:۳۱)

اس سے پہلی آیت کریمہ میں انسان کی فطرت کو قبول حق کے قابل بنانے کا ذکر تھا اور اس آیت کریمہ میں قبول حق کی صورت یہ بتلائی گئی کہ نماز قائم کریں کہ وہ عملی طور پر ایمان واسلام اور اطاعت حق کا اظہار ہے۔اس لئے نماز اور توبہ کے ذریعہ اس کی طرف رجوع کریں۔ (معارف القرآن:ص۷۴۸ج۶)

۴۳) { الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ⭑ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ } (لقمان)

وہ نیک لوگ جونماز قائم کرتے ہیں، اورزکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں۔ وہی ہیں جواپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے راستے پر ہیں، اور وہی ہیں جوفلاح پانے والے ہیں۔

درحقیقت اقامت صلوٰۃ اور ادائیگی زکوٰۃ یہ دونوں اسلام کے اہم رُکن ہیں جن کا درجہ توحید اور رسالت پر ایمان لانے کے بعد ہے، باقی دو رکن یعنی صیام رمضان اور حج بیت اللہ، اسلام کے ارکان تو ہیں لیکن ان کا درجہ نماز اور زکوٰۃ کے بعد ہے، نماز اور زکوٰۃ کی پابندی رہے اور آخرت کا یقین مضبوط ہوتو انسان اسلام کے دوسرے احکام پر باآسانی چل سکتا ہے، اوران کی ادائیگی کے لئے اپنے نفس کو آمادہ کرسکتا ہے، ایسے حضرات کے بارے میں فرمایا کہ:

{ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ }

یہ حضرات اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں، اور یہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔

(انوار البیان: ص ۱۳۶ ج ۷)

۴۴) { يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ } ج (لقمان:۱۷)

بیٹا نماز قائم کرو، اورلوگوں کو نیکی کی تلقین کرو، اور برائی سے روکو، اور تمہیں جو تکلیف پیش آئے اس پر صبر کرو۔ بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

اعمال واجبہ میں سب سے بڑا اور اہم عمل نماز کا ہے اس لئے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نماز قائم کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی وصیت فرمائی، نماز کو قائم کرنا، اچھی طرح پڑھنا، دنیاوی دھندوں سے دل فارغ کرکے نماز میں لگنا، نماز ہی کی طرف متوجہ رہنا، اور نماز کو صحیح طریقہ پر ادا کرنا اور خود نیکی پر قائم رہتے ہوئے دوسروں کو بھی بھلائی کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا یہ سب بہت بڑے اور اہم کام ہیں۔ اور جیسا کہ بار بار اس کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ اقامت صلوٰۃ کا مفہوم صرف نماز کا پڑھ لینا نہیں بلکہ اس کے تمام ارکان وآداب کو پوری طرح بجالانا، اس کے اوقات کی پابندی کرنا اور اس پر مداومت کرنا سب اقامت صلوٰۃ کے مفہوم میں داخل ہیں۔

۴۵) { وَقَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِیَّةِ الۡاُوۡلٰی وَاَقِمۡنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیۡنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا } ج (الاحزاب:۳۳)

اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو، اور (غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا، اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو۔ اے نبی کے اہل بیت! (گھر والو) اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے، اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو۔

نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کا حکم تو ہر مسلمان مرد و عورت کو ہے، لیکن اس آیت میں خصوصیت کے ساتھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو خطاب فرمانے میں یہ حکمت ہے کہ کہیں وہ اپنے رشتہ زوجیت پر فخر کر کے نہ بیٹھ جائیں، اور اعمال دینیہ میں کوتاہی نہ کرنے لگیں۔ (انوار البیان)

۴۶) { اِنَّمَا تُنۡذِرُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَیۡبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنۡ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفۡسِهٖ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ الۡمَصِیۡرُ } (فاطر:۱۸)

(اے پیغمبر!)۔ تم اُنہی لوگوں کو خبر دار کر سکتے ہو جو اپنے پروردگار کو دیکھے بغیر اُس سے ڈرتے ہوں، اور جنہوں نے نماز قائم کی ہو۔ اور جو شخص پاک ہوتا ہے، وہ اپنے ہی فائدے کے لئے پاک ہوتا ہے، اور آخر کار سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ ربّ العزت نے اس بات کو بیان فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈراتے تو سب ہی کو ہیں لیکن ڈرانے کا فائدہ انہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو اہل ایمان ہیں، اور ایمان کی ذمہ داریاں پوری کرتے ہیں، جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے، اور جو نماز قائم کرتے ہیں وہی آپ کے ڈرانے سے منتفع ہوتے ہیں۔ یوں تو ساری ہی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے ادا کی جاتی ہیں، لیکن چونکہ نماز میں بہت سی خصوصیات ہیں جو صرف اللہ کے خوف اور خشیت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، اس لئے نماز کا یہاں پر خصوصیت کے ساتھ تذکرہ فرمایا:

۴۷) { اِنَّ الَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ کِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا

وَّعلاَنِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴾لا (فاطر:۲۹)

جولوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اور جنہوں نے نماز کی پابندی کر رکھی ہے، اور ہم نے اُنہیں جو رزق دیا ہے، اُس میں سے وہ (نیک کاموں میں) خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کے اُمیدوار ہیں جو کبھی نقصان نہیں اٹھائے گی۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی تعریف فرمائی ہے اور ان کے اجر وثواب کا تذکرہ فرمایا ہے کہ جولوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں اور پوشیدہ اور ظاہری طور پر ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں یہ لوگ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی بھی ہلاک نہ ہوگی، ان کی عبادتوں کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا عطا فرمائے گا۔

۴۸) ﴿ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ص وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ص وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾ج (شوریٰ:۳۸)

اور جنہوں نے اپنے پروردگار کی بات مانی ہے، اور نماز قائم کی ہے، اور اُن کے معاملات آپس کے مشورہ سے طے ہوتے ہیں، اور ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے، اس میں سے وہ (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔

اس مقام پر اللہ ربّ العزت نے اہل ایمان کی صفات اور اعمال کے بارے میں ذکر فرمایا ہے اور اہل ایمان کی چوتھی صفت یہاں پر یہ بیان کی گئی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ملتا ہے اسے بے چوں و چراں قبول کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہوتے ہیں خواہ وہ ان کی طبیعت کے مطابق ہو یا مخالف۔ اس میں اسلام کے تمام فرائض کی ادائیگی اور تمام محرمات ومکروہات سے بچنے کی پابندی شامل ہے، مگر فرائض میں چونکہ نماز سب سے اہم فرض ہے، اور اس میں یہ خاصہ بھی ہے کہ اس پر عمل کرنے سے دوسرے فرائض کی پابندی اور ممنوع چیزوں سے بچنے کی توفیق بھی ہوجاتی ہے اس لئے اس کو ممتاز کر کے فرمادیا ﴿ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ﴾ یعنی یہ لوگ نماز کو اس کے تمام واجبات اور آداب کے ساتھ صحیح صحیح ادا کرتے ہیں۔ (معارف القرآن)

۴۹) ﴿ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ م بِمَا

تَعۡمَلُوۡنَ ﴾ع (المجادلة:۱۳)

پس نماز قائم کرتے رہو، اور زکوٰۃ دیتے رہو، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو۔اور جو کام بھی تم کرتے ہو، اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

۵۰)﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِكۡرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الۡبَیۡعَ ؕ ذٰلِكُمۡ خَیۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانۡتَشِرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِیۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴾ (الجمعہ:۹،۱۰)

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو، اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم سمجھو۔ پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ، اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

ان آیات میں جمعہ کی فضیلت بیان فرمائی ہے، اول تو یہ ارشاد فرمایا کہ: جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے پکارا جائے یعنی اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو۔ نماز جمعہ سے پہلے جو خطبہ ہوتا ہے، اسے اللہ کے ذکر سے تعبیر فرمایا ہے اور اس کو سننے کے لئے دوڑ جانے کا حکم دیا ہے۔ دوڑ کر جانے سے مراد یہ نہیں ہے کہ بھاگ کر جاؤ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی حاضری میں جلدی کرو، اور خطبہ سننے کے لئے حاضر ہو جاؤ، اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ جیسے دوڑنے والا کسی دوسرے کام کی طرف توجہ نہیں دیتا، اسی طرح اذان کے بعد تم بھی کسی اور کام کی طرف بجز نماز وخطبہ کے توجہ نہ دو۔ (ابن کثیر)

۵۱)﴿اِنَّ رَبَّكَ یَعۡلَمُ اَنَّكَ تَقُوۡمُ اَدۡنٰی مِنۡ ثُلُثَیِ الَّیۡلِ وَنِصۡفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیۡنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیۡلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنۡ لَّنۡ تُحۡصُوۡهُ فَتَابَ عَلَیۡكُمۡ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنۡ سَیَكُوۡنُ مِنۡكُمۡ مَّرۡضٰی ۙ وَاٰخَرُوۡنَ یَضۡرِبُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ یَبۡتَغُوۡنَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ''} ع (المزمل:۲۰)

(اے پیغمبر!) تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم دو تہائی رات کے قریب، اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات (تہجد کی نماز کے لئے) کھڑے ہوتے ہو، اور تمہارے ساتھیوں میں سے بھی ایک جماعت (ایسا ہی کرتی ہے)۔اور رات اور دن کی ٹھیک ٹھیک مقدار اللہ ہی مقرر فرماتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ تم اس کا ٹھیک حساب نہیں رکھ سکو گے، اس لئے اس نے تم پر عنایت فرمادی ہے۔ اب تم اتنا قرآن پڑھ لیا کرو جتنا آسان ہو۔ اللہ کو علم ہے کہ تم میں کچھ لوگ بیمار ہوں گے، اور کچھ دوسرے ایسے ہوں گے جو اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لئے زمین میں سفر کر رہے ہوں گے، اور کچھ ایسے جو اللہ کے راستے میں جنگ کر رہے ہوں گے، لہٰذا اُس (قرآن) میں سے اتنا ہی پڑھ لیا کرو جتنا آسان ہو۔ اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور اللہ کو قرض دو، اچھا والا قرض! اور تم اپنے آپ کے لئے جو بھلائی بھی آگے بھیجو گے، اُسے اللہ کے پاس جا کر اس طرح پاؤ گے کہ وہ کہیں بہتر حالت میں اور بڑے زبردست ثواب کی شکل میں موجود ہے۔اور اللہ سے مغفرت مانگتے رہو۔ یقین رکھو کہ اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

ابتدائے سورت میں جو رات کو نمازوں میں قیام کرنے کا حکم فرمایا تھا اس کے مطابق پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ رات کو نماز میں قیام فرماتے تھے، لیکن حضرات صحابہ کرامؓ کے لئے اس پر عمل کرنا انتہائی دشوار ہوا اس لئے کہ ساری ساری رات قیام کرنے کی وجہ سے ان کے پاؤں پھول گئے اور رنگ بدل گئے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُن پر رحم فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں میں بعض لوگ دو تہائی رات کے قریب اور بعض آدھی رات اور بعض تہائی رات کھڑے رہتے ہیں، جس سے مشقت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرماتے ہوئے پہلا حکم منسوخ فرمادیا اور حکم دیا کہ اب تم سے جتنا قرآن مجید آسانی کے ساتھ پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔ (اس سے تہجد میں قرآن پڑھنا مراد ہے) اور کتنی دیر اور کتنی مقدار میں پڑھا جائے اس کو متعین اور مقرر نہیں فرمایا۔ اور تہجد کی فرضیت منسوخ کر کے اُسے مستحب قرار دیا گیا۔ اور اس آیت میں {وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ} کے الفاظ کے ساتھ دوبارہ

پانچوں نمازوں کوان کے اوقات کے اندر قائم کرنے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا۔ ''اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ ''میں جمہور مفسرین کے نزدیک فرض نماز مراد ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ نماز فرض پانچ ہیں جو لیلۃ المعراج میں فرض ہوئی ہیں ۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام اللیل کی فرضیت جو ایک سال تک جاری رہی تھی ،اسی عرصہ میں لیلۃ الاسراء کا واقعہ پیش آیا جس میں پانچ نمازیں فرض کی گئیں اور اس کے بعد آیات مذکورہ کے ذریعہ نماز تہجد کی فرضیت منسوخ ہوگئی اور آخر سورت میں جو اقامت صلوٰۃ کا حکم آیا ہے اس سے مراد پانچ فرض نمازیں ہیں۔ (معارف القرآن)

۵۲) { اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یَنۡہٰی ۙ عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی } ط (علق:۹،۱۰)

بھلا تم نے اُس شخص کو بھی دیکھا جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے۔؟

اس آیت سے آخر تک ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھنے کا حکم دیا اور آپ نے نماز پڑھنا شروع کی تو ابو جہل لعین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھنے سے روکا اور دھمکی دی کہ آئندہ اگر نماز پڑھی اور سجدہ کیا تو میں (معاذ اللہ) سجدہ ہی میں آپ کی گردن کو پاؤں سے کچل دوں گا۔اس کے جواب میں اُس کو زجر و تنبیہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے سے روکنا مسلمان کا کام نہیں ہے، یہ کام پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ابو جہل نے کیا تھا جس پر ان آیات کا نزول ہوا۔ بہت سے لوگ جو مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں اپنی اولاد کو فرض نماز تک پڑھنے سے روکتے ہیں اور ایسے کاموں میں لگا دیتے ہیں جس میں فرض نماز کے اوقات آجاتے ہیں اور کمپنی یا محکمے والے نماز پڑھنے کا موقع نہیں دیتے ،اگر کسی کو اس کا احساس ہو کہ نماز ضائع ہو رہی ہے تو اسے طعنہ دیا جاتا ہے کہ ایک تو ہی رہ گیا ہے ملّا بننے کے لئے ؟ کتنی دنیا ہے جو نماز نہیں پڑھتی اگر تو نے نہ پڑھی تو کیا ہو جائے گا؟ (یہ نہیں سمجھتے کہ فرض نماز چھوڑنے والوں کے لئے دوزخ کا داخلہ ہے۔)

اسی طرح کمپنیوں کے ذمہ دار بڑے بڑے تاجر نہ خود نماز پڑھتے ہیں ، نہ ملازمین کو نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں،اگر کوئی شخص نماز کی بات کرے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا نقصان ہوگا ، قضاء نماز گھر جا کر پڑھ لینا اوّل تو ایسی جگہ ملازمت کرنا ہی ناجائز ہے جہاں فرائض ضائع ہوتے ہوں ۔لوگ دنیا کے نقصان کو دیکھتے ہیں لیکن آخرت کے نقصان کو اور نماز چھوڑنے کی وجہ سے اجر و ثواب اور برکات سے محرومی کو نہیں دیکھتے۔ (انوار البیان)

۵۳) { وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۙ حُنَفَآءَ وَیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ

وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴾ط (البينة:۵)

اور انہیں اس کے سوا کوئی اور حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ بندگی کو بالکل یکسو ہو کر صرف اسی کے لئے خالص رکھیں، اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ ادا کریں، اور یہی سیدھی سچی امت کا دین ہے۔

اس آیت کریمہ میں بتایا گیا کہ کفار اور مشرکین کو صرف یہی تعلیم دی گئی تھی کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں اور اسی کے لئے توحید میں بھی مخلص رہیں اور دیگر عبادات میں بھی، اور دین اسلام کے علاوہ تمام ادیان سے بچ کر اور ہٹ کر رہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ نمازوں کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کیا کریں اور یہ جو کچھ انہیں حکم دیا گیا وہ دین قیمہ ہے، یعنی ایسی شریعت کے احکام ہیں جو بالکل سیدھی ہے اس میں کوئی کجی نہیں۔

دین و دنیا کے معاملات میں نماز بہترین مددگار ہے

۵۴) ﴿ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴾

اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ نماز بھاری ضرور معلوم ہوتی ہے، مگر ان لوگوں کو نہیں جو خشوع (یعنی دھیان اور عاجزی) سے پڑھتے ہیں۔ (البقرہ:۴۵)

اس آیت کریمہ میں صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کا طریقہ بتایا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی مدد لانے میں بڑا دخل رکھتی ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لیلۃ الاحزاب میں (یعنی غزوہ خندق کے موقعہ پر جب کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کام کے لئے بھیجا تھا) میں واپس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تھی تو نماز پڑھنے لگتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے غزوۂ بدر کی رات میں دیکھا کہ سوائے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب لوگ سوئے ہوئے تھے، آپ برابر نماز میں مشغول رہے اور صبح ہونے تک دعاء کرتے رہے۔ (ابن کثیر)

اگر نماز کو صحیح طریقہ سے فرائض کی پابندی، اور سنتوں کے اہتمام کے ساتھ پڑھا جائے، اور نوافل کا اہتمام کیا جائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بندہ کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔

خشوع کی ضرورت

پھر فرمایا کہ نماز ضرور دشوار ہے مگر خشوع والوں پر دشوار نہیں ،خشوع دل کے جھکاؤ اور سکون اور عاجزی و انکساری اور فروتنی کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے سامنے اپنی حقارت کے علم سے پیدا ہوتا ہے۔جب دل میں خشوع ہوتا ہے تو اس کے نتیجے میں اطاعت کے اندر آسانی پیدا ہو جاتی ہے اور اعضاء میں بھی اس کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے، جو لوگ خشوع کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز واقعی نماز ہوتی ہے ،نماز میں ان کا دل لگتا ہے اور نماز چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ اور اگر مسجد سے باہر جائیں تو ان کا دل مسجد ہی میں اٹکا رہتا ہے۔جسے نماز کا خشوع حاصل ہو گیا، اسے ساری کامیابیاں حاصل ہو گئیں۔سورۃ المؤمنون میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

{قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ٭ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ}

بے شک وہ مؤمن کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

دنیا میں لوگ طلب دنیا کے لئے بڑی بڑی مشقتیں اٹھاتے ہیں اور اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کرتے ہیں آگ کی بھٹیوں میں کھڑے رہتے ہیں، پتھر کوٹتے ہیں مگر دو رکعت پڑھنا ان کے لئے مصیبت بن جاتا ہے۔اس لئے کہ خشوع نہیں ہوتا اور خشوع کے بغیر دو رکعت پڑھنا بھی بھاری ہو جاتا ہے۔ (انوار البیان)

۵۵) {يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ}

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (البقرۃ:۱۵۳)

اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا کہ صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔شریعت میں صبر کا لفظ تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔اوّل: اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت اور فرمانبرداری پر لگائے رہنا۔ دوم: اپنے نفس کو گناہوں سے روک کر رکھنا۔سوم: آفات اور مصائب پر جو تکلیف ہو اُسے سہ جانا،اور اس طرح گزر جانا کہ کہ اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر پر راضی ہو، اور اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض نہ کرے، اور دکھ تکلیف اور مصیبت پر اجر وثواب کا امیدوار رہے۔جو شخص بھی صبر کے ان تینوں طریقوں کو اختیار کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور نصرتیں اس پر نازل ہوں گی۔

دفع مصائب کے لئے نماز

صبر کے ساتھ نماز کا تذکرہ بھی فرمایا: اور نماز کے ذریعہ بھی مدد حاصل کرنے کا حکم فرمایا۔نماز بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت

اور مدد لانے کے لئے بہت بڑی چیز ہے۔نماز ایک ایسی عبادت ہے جو صبر کا مکمل نمونہ ہے، کیونکہ نماز کی حالت میں نفس کو عبادت و طاعت پر محبوس کیا جاتا ہے اور تمام معاصی و مکروہات اور مباحات سے نفس کو بحالتِ نماز روکا جاتا ہے۔اس کے علاوہ نماز انسان کی تمام حاجات کو پورا کرنے اور تمام مصائب سے نجات دلانے میں ایک خاص اثر رکھتی ہے، بشرطیکہ نماز کو پورے آداب اور خشوع اور خضوع کیساتھ ادا کیا جائے۔حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب بھی کوئی مشکل پیش آجاتی تھی تو نماز میں مشغول ہوجاتے تھے۔ (مشکوۃ)

۵۶) { وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ج وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ط وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ط لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ج فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ } (مائدہ:۱۲)

اور یقینا اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا، اور ہم نے ان میں سے بارہ نگراں مقرر کئے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کہ ''میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نے نماز قائم کی ،زکوٰۃ ادا کی ، میرے پیغمبروں پر ایمان لائے ،عزت سے ان کا ساتھ دیا اور اللہ کو اچھا قرض دیا تو یقین جانو کہ میں تمہاری برائیوں کا کفارہ کردوں گا، اور تمہیں ان باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔پھر اس کے بعد تم میں سے جو شخص کفر اختیار کرے گا تو یقیناوہ سیدھی راہ سے بھٹک جائے گا۔

اس آیت کریمہ میں بنی اسرائیل سے جو عہد لیا گیا تھا اس میں نماز کا بھی ذکر ہے کہ اگر تم نماز قائم کرتے رہے اور زکوٰۃ دیتے رہے، اس سے معلوم ہوا کہ نماز اور زکوٰۃ کا حکم پہلی اُمتوں کو بھی تھا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت بھی شامل ہے۔

۵۷) { وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ط اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ط ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ } ج (ھود:۱۱۴)

اور (اے پیغمبر!) دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کرو۔ یقینا نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ ایک نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو نصیحت مانیں۔

اس آیت کریمہ میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کو اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے، اور بالاتفاق حضرات مفسرین اس جگہ نماز سے مراد فرض نمازیں ہیں اور حضرات مفسرین کرام نے اس سے پانچوں نمازیں مراد لی ہیں، اقامت صلوٰۃ کا حکم دینے کے بعد نماز کے اوقات کا اجمالی بیان ہے۔حضرت مجاہد تابعیؒ فرماتے ہیں کہ دن کے دونوں طرفوں سے صبح اور ظہر اور عصر مراد ہیں، اور رات کے حصوں سے مغرب اور عشاء کی نمازیں مراد ہیں۔اور ایک قول یہ بھی ہے کہ فجر اور ظہر سے دن کے ایک طرف کی نمازیں مراد ہیں اور عصر اور مغرب سے دن کے دوسرے طرف کی نمازیں مراد ہیں، اور {زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ} سے عشاء کی نماز مراد ہے۔

۵۸) { اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ }

(اے پیغمبر!) جو کتاب تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجی گئی ہے، اس کی تلاوت کرو، اور نماز قائم کرو۔ بیشک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے، اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سب کو جانتا ہے۔ (عنکبوت:۴۵)

اس آیت کریمہ میں نماز قائم کرنے کا حکم وارد ہوا ہے۔علماء فرماتے ہیں کہ لفظ اقامۃ الصلوٰۃ اپنے مفہوم کے اعتبار سے بہت زیادہ عام ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو پڑھنے کی طرح پڑھو، اس میں سنتوں اور مستحبات کا اہتمام اور نماز با جماعت کی ادائیگی اور خشوع وخضوع سے پڑھنا سب آجاتا ہے۔ پھر نماز کا ایک خاصہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ : { اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ } بلاشبہ نماز بے حیائی سے اور برے کاموں سے روکتی ہے۔فحشاء ہر ایسے برے فعل یا قول کو کہا جاتا ہے جس کی برائی کھلی ہوئی اور ایسی واضح ہو کہ ہر عقل والا مؤمن ہو یا کافر اس کو برا سمجھے، جیسے زنا، قتل ناحق، چوری، ڈاکہ وغیرہ۔اور منکر وہ قول وفعل ہے جس کے حرام و ناجائز ہونے پر اہل شرع کا اتفاق ہو۔

اقامت صلوٰۃ کے اندر اس قدر تاثیر ہے کہ اگر نماز کو اس کے تمام ظاہری اور باطنی آداب کے ساتھ اس طرح ادا کیا جائے جس طرح پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملی طور پر ادا کر کے بتلایا تو وہ گناہوں کے چھڑانے کا سبب بن جاتی ہے۔نماز میں قرأتِ قرآن بھی ہے اور تسبیح بھی، تکبیر بھی ہے اور تحمید بھی، رکوع بھی ہے اور سجود بھی، خشوع بھی ہے اور خضوع بھی، اللہ تعالیٰ

کی بڑائی کا اظہار بھی ہے، اور اپنی عاجزی اور فروتنی کا تصور بھی، ان سب اُمور کا دھیان کر کے نماز پڑھی جائے تو بلا شبہ نمازی آدمی بے حیائی کے کاموں اور گناہوں سے رک جائے گا۔جس شخص کی نماز جس قدر اچھی ہوگی اسی قدر گناہوں سے دور ہوگا، اور جس قدر نماز میں کمی ہوگی اسی قدر گناہوں کے چھوٹنے میں دیر لگے گی۔دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ گناہوں میں بھی مشغول رہتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں،لیکن فرمایا کہ نمازی آدمی اگرچہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہو بہرحال نماز پڑھتا رہے جس کی وجہ سے کبھی نہ کبھی اس کی نماز انشاء اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو چھڑا ہی دے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فلاں شخص رات کو نماز تہجد پڑھتا ہے اور جب صبح ہو جاتی ہے تو چوری کر لیتا ہے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اس کا نماز پڑھنے والا عمل اسے عنقریب اس (چوری کے) عمل سے روک دے گا جسے تو بیان کر رہا ہے۔

(انوار البیان،معارف القرآن)

اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد وہ اپنے گناہ سے تائب ہو گیا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَار يُصَلِّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْس مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ لَا يَدْعُ شَيْئًا مِنَ الْفَوَاحِشِ اِلَّارَكِبَهٗ، فَوصِفَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَالَهٗ ،فَقَالَ: وَاِنَّ صَلَا تَهٗ تَنْهَاهُ يَوْمًا۔فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ تَابَ وَحَسُنَ حَالَهٗ} (تفسیر بغوی)

ایک انصاری جوان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پانچوں نمازیں پڑھتا تھا لیکن اس کے باوجود کوئی کھلا ہوا گناہ ایسا نہیں تھا جس کا وہ ارتکاب نہ کرتا ہو۔اس کی یہ حالت جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی دن اس کی نماز اس کو ان گناہوں سے روک دے گی۔ چنانچہ کچھ ہی مدت کے بعد اس نے توبہ کر لی اور اس کی حالت ٹھیک ہو گئی۔

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فلاں شخص دن میں نماز پڑھتا ہے اور رات کو چوری کرتا ہے فرمایا: عنقریب نماز اس کو روک دے گی۔

۵۹) { اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ۔(۲۲) الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ۔} (المعارج:۲۳)

مگر وہ نمازی ایسے نہیں ہیں۔(یعنی ان میں وہ صفات مذمومہ نہیں پائی جاتیں جن کا پہلے ذکر ہوا)۔جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں۔

اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ نماز مومن کی پہلی اور سب سے بڑی علامت ہے۔مؤمنین کہلانے کے مستحق وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو نمازی ہیں۔صاحب روح المعانیؒ اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

{ای مواظبون علی ادائها لا یحلون بها ولا یشتغلون عنها بشیء عن الشواغل}

یعنی وہ نماز کی ادائیگی پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں ،کبھی نماز ترک نہیں کرتے ، اور ان کی کسی بھی قسم کی مشغولیت ان کی نماز کی ادائیگی کے لئے مانع نہیں بن سکتی۔

ابو الخیر کہتے ہیں کہ ہم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول {الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ۔} کے بارے میں پوچھا،کیا وہ لوگ ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں؟فرمایا نہیں لیکن جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو اپنے دائیں اور بائیں اور اپنے پیچھے متوجہ نہیں ہوتے۔آگے ان مصلّین کی یہ صفت بتلائی ہے کہ وہ نمازی جو پوری نماز میں اپنی نماز کی طرف متوجہ رہیں، نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں ان میں ذرا سا خلل بھی گوارا نہیں کرتے اور اِدھر اُدھر التفات نہیں کرتے۔حدیث شریف میں فرمایا کہ:

{اِذَاقُمْتَ فِیْ صَلٰوتِکَ فَصَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ } (مشکوٰۃ)

جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اس طرح نماز ادا کرو کہ گویا یہ تمہاری آخری نماز ہے۔

۶۰) {وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ٭ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ }

اور جو اپنی نماز کی پوری پوری حفاظت کرنے والے ہیں۔وہ لوگ ہیں جو جنتوں میں عزت کے ساتھ رہیں گے۔(اس میں نماز اور آداب نماز پر مداومت کا ذکر ہے)۔ (المعارج:۳۴،۳۵)

۶۱) { قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (٭۱۴) وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى} (اعلٰی:۱۵،۱۴)

تحقیق فلاح اُس نے پائی جس نے پاکیزگی اختیار کی۔اور اپنے پروردگار کا نام لیا،اور نماز پڑھی۔

اس آیت کریمہ میں بتلایا گیا کہ نفس راضی ہو یا نہ ہو بہر حال پاکیزہ زندگی اختیار کی جائے اور عقائد باطلہ شرکیہ اور

بدعیہ سے اور برے اخلاق اور برے اعمال سے پاک رہا جائے،اور سب سے بڑا تزکیہ نماز کے اہتمام سے حاصل ہوتا ہے نماز کا اہتمام کرنا برائی سے بچنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

نماز کا ذکر گزشتہ شریعتوں میں

۶۲) { فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ }

پس فرشتوں نے ان کو آواز دی اس حالت میں کہ وہ کھڑے ہوئے محراب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ بلا شبہ اللہ آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے، وہ اللہ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا ہوگا، اور سردار ہوگا اور عورتوں سے دور رہنے والا ہوگا، اور نبی ہوگا صالحین میں سے۔ (آل عمران)

یہاں محراب سے مراد مسجد ہے، حضرت زکریا علیہ السلام شیخ اعظم تھے قربانی کا پیش کرنا اور قربان گاہ کا دروازہ کھولنا ان کے ذمہ تھا، آپ کی اجازت کے بغیر کوئی بھی اس میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ایک روز حضرت زکریا علیہ السلام مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، اور لوگ ابھی اندر داخل ہونے کے لئے اجازت کے منتظر تھے کہ اچانک ایک نوجوان سفید لباس میں ملبوس نمودار ہوا، لوگ اس کو دیکھ کر گھبرا گئے (یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔انہوں نے آواز دی کہ : { يٰزَكَرِيَّآ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى } اے زکریا! بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو خوشخبری دیتا ہے ایک بیٹے کی جس کا نام یحییٰ ہوگا۔اس آیت میں حضرت زکریا علیہ السلام کا نماز پڑھنا ذکر کیا گیا ہے۔

۶۳) { رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ۔ } (ابراھیم:۳۷)

اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد کو آپ کے محترم گھر کے نزدیک ایسی وادی میں ٹھرایا ہے جو کھیتی والی نہیں ہے۔اے ہمارے رب تا کہ وہ نماز قائم کریں، سو آپ لوگوں کے دلوں کو اُن کی طرف مائل کر دیجئے، اور انہیں پھلوں میں سے روزی عطا فرمائیے تا کہ شکر ادا کریں۔

اس دُعاء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وادی میں بیت اللہ کے پاس ٹھرانے کی ایک وجہ یہ بیان فرمائی کہ { لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ } تا کہ وہ نماز قائم کریں۔اس سے نماز قائم کرنے کی اہمیت معلوم ہوئی جو ایمان کے بعد افضل الاعمال ہے۔نیز معلوم ہوا کہ اپنے اہل وعیال کی نماز کے لئےفکر مند رہنا کہ وہ نماز قائم کریں یہ بھی ایک ضروری بات ہے،حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دعاء میں اپنے بچے اور اس کی والدہ کی بے بسی اور خستہ حالی ذکر کرنے کے بعد سب سے پہلے جو دعاء کی وہ یہ کہ ان کو نماز کا پابند بنادے، کیونکہ نماز دنیا اور آخرت کی تمام خیرات وبرکات کے لئے جامع ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کے حق میں اس سے بڑی کوئی ہمدردی اور خیر خواہی نہیں کہ ان کو نماز کا پابند بنا دیا جائے۔

پھر اسی رکوع کے آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے حق میں دوسری دعاء کا ذکر ہے کہ انہوں نے بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کیا:

۶۴) { رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ }

اے میرے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا رکھیئے اور میری اولاد میں سے بھی،اے ہمارے رب اور میری دعاء قبول فرمایئے۔ (ابراہیم:۴۰)

اس سے اقامت صلوٰۃ کی مزید اہمیت کا پتہ چلا،بہت سے لوگ خود تو نمازی ہوتے ہیں لیکن اپنی اولاد کی نماز کے لئے فکر مند نہیں ہوتے، بلکہ اولاد کو ایسی جگہوں میں تعلیم دلاتے ہیں جہاں نماز تو کیا ایمان سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔اگر کوئی کہتا ہے کہ اپنے بچے کو قرآن وحدیث کی تعلیم دیجئے۔تو کہتے ہیں کہ ہمیں ملاّں تو تھوڑا ہی بنانا ہے۔یہ نہیں سمجھتے کہ بچے کو دین میں لگانے ہی میں خیریت ہے،اور دین سے محروم کرنا اس کا خون کر دینے کے مترادف ہے۔

۶۵) { قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۗ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۙ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا } (مریم :۳۰،۳۱)

کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے،اور نبی بنایا ہے۔اور جہاں بھی میں رہوں، مجھے با برکت بنایا ہے،اور جب تک زندہ رہوں، مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔

کسی چیز کا حکم جب زیادہ تاکید کے ساتھ کیا جائے تو اس کو وصیت کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں،حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت فرمائی،یعنی بڑی تاکید سے ان دونوں چیزوں کا مجھے حکم فرمایا: نماز اور زکوٰۃ ایسی عبادتیں ہیں کہ آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی اور

رسول کی شریعت میں فرض رہی ہیں، البتہ ان کی جزئیات اور تفصیلات مختلف رہی ہیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بھی نماز اور زکوٰۃ فرض تھی۔

٦٦) { وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۚ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا } (مریم:۵۵،۵۴)

اور اس کتاب میں اسمٰعیل کا بھی تذکرہ کرو۔بیشک وہ وعدے کے سچے تھے،اور رسول و نبی تھے۔اور وہ اپنے گھر والوں کو بھی نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے،اور اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

اس آیت کریمہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم فرماتے تھے،اس سے بھی معلوم ہوا کہ گھر والوں کی تعلیم وتربیت میں نماز اور زکوٰۃ کا خصوصی دھیان رکھنا چاہئے۔نماز بدنی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے نفس کو ان دونوں کا پابند بنانا چاہئے اور اپنے اہل وعیال کو بھی تاکہ دین کے باقی احکام پر عمل پیرا ہونا آسان ہوجائے۔پیغمبرانہ دعوت کے جو خاص اصول ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو ہدایت عام لوگوں کو دی جائے اس کو پہلے اپنے گھر سے شروع کیا جائے ایک تو گھر والوں کا ماننا یا ان سے منوانا نسبتاً آسان بھی ہوتا ہے، اور اس کی نگرانی کرنا بھی ممکن ہوتی ہے، دوسرے اس سے ایک دینی ماحول پیدا ہوکر دعوت کو عام کرنے اور دوسروں کی اصلاح کرنے میں بڑی قوت پیدا ہوجاتی ہے۔اس لئے پیارے پیغمبر ﷺ کو بھی خصوصی ہدایت ملی تھی کہ { وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ } یعنی اپنے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایئے،اور اس حکم کی تعمیل میں آپ ﷺ نے اپنے خاندان والوں کو جمع فرما کر ان سے خصوصی خطاب فرمایا تھا۔ (معارف القرآن)

{أَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مُتَابَعَةِ رَسُوْلِكَ ﷺ وَتَوَفَّنَا عَلَيْهَا وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ:آمين}

☆☆☆☆☆

نماز کے بارے میں احادیث کا ذکر

قرآن کریم میں نماز سے متعلق جو آیات وارد ہوئی ہیں ان کا تفصیل کے ساتھ میں نے یہاں پر ذکر کردیا تا کہ ہمارے سامنے نماز کی اہمیت اچھی طرح اجاگر ہو جائے کہ کس قدر ربّ العالمین نے اپنی کتاب قرآن کریم کے اندر اس کی تاکید فرمائی ہے۔ نماز سے متعلقہ احادیث کا تو ایک بہت بڑا ذخیرہ کتب احادیث میں موجود ہے جس میں ہر پہلو سے نماز کو اجاگر کیا گیا ہے، اور نماز کی مشروعیت، اس کی اہمیت، اس کی فضیلت، اس کی صحت کی شرائط، تارک نماز کا حکم، نماز کے لئے طہارت کا بیان، اوقات نماز، اذان اور اقامت، نماز میں قرأت قرآن، فرائض نماز، واجبات نماز، امامت، جماعت، خشوع وخضوع، نماز کو باطل کرنے والی چیزیں، مکروھات نماز، قضاء نمازیں، سجود سہو، صلوٰۃ خوف، صلوٰہ قصر وغیرہ تمام احکامات کے متعلق احادیث بیان کی گئیں ہیں۔ جن کو یہاں ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ نماز کی اہمیت اور فضیلت پر چند احادیث یہاں ذکر کرنے کے بعد اصل موضوع یعنی سنن نماز کی طرف رجوع کروں گا۔

اہمیت نماز کے بارے میں احادیث

(١) { عَنْ عَبدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ أَیُّ الْأَعْمَالِ أحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ أَلصَّلَاۃُ لِوَقْتِھَا، قُلْتُ ثُمَّ أَیُّ ، قَالَ بِرُّ الْوَالِدَینِ، قُلْتُ ثُمَّ أَیُّ قَالَ أَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ } (رواہ مسلم)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: وقت پر نماز پڑھنی، (یعنی وقت مکروہ میں نماز نہ پڑھی جائے) میں نے کہا پھر کونسا عمل بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا، میں نے عرض کیا کہ پھر کونسا عمل بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

(٢) {عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہُ عَنھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بُنِیَ الاِسلاَمْ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لاَّ اِلَهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَنَّ مْحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ، وَاِقَامِ الصَّلاَةِ ، وَاِیتَاءِ الزَّکَاةِ ، وَالحَجِّ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ } (اخرجه البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے، (۱) ایک اس حقیقت کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں (یعنی کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں) اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (۲) دوسرے نماز قائم کرنا، (۳) تیسرے زکوٰۃ ادا کرنا، (۴) چوتھے حج کرنا، (۵) پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔

(۳){ عَنْ اَبِی سُهَیْلٍ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ سَمِعَ طَلحَةَ بنَ عُبَیدِ اللّٰهِ، یَقُولْ: جَاءَرَجُلٌ اِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّاسِ، نَسمَعُ دَوِیَّ صَوْتِهٖ، وَلَا نَفْقَهُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَاِذَا هُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الیَوْمِ، وَاللَّیْلَةِ فَقَالَ: هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهُنَّ؟ قَالَ: لَا، اِلَّا اَن تَطَّوَّعَ، وَصِیَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَقَالَ: هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهٗ؟ فَقَالَ: لَا، اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ، وَذَکَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الزَّکَاةَ، فَقَالَ: هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهَا؟ قَالَ: لَا، اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ، قَالَ: فَاَدبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ یَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَا اَزِیدُ عَلَی هٰذَا، وَلَا اَنقُصُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفلَحَ اِنْ صَدَقَ } (رواه البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوسہیل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص جو علاقہ نجد کا رہنے والا تھا اور اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے (کچھ کہتا ہوا) پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، ہم اس کی بھنبھناہٹ (آواز کی گونج) تو سنتے تھے مگر (آواز صاف نہ ہونے کی وجہ سے اور فاصلہ کی زیادتی کی وجہ سے) ہم اُس کی بات کو سمجھ نہیں رہے تھے، یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آ گیا، اب وہ سوال کرتا ہے اسلام کے بارے

میں (یعنی اس نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ مجھے اسلام کے وہ خاص احکام بتلایئے جن پر عمل کرنا بحیثیت مسلمان میرے لئے اور ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں ہیں دن اور رات میں (جو فرض کی گئی ہیں، اور اسلام میں یہ سب سے اہم اور اوّل فریضہ ہے) اس نے عرض کیا کہ کیا ان کے علاوہ اور کوئی نماز بھی میرے لئے لازم ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ (فرض تو بس یہی پانچ نمازیں ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے دل کی خوشی سے (ان پانچ فرضوں کے علاوہ) اور بھی زائد نمازیں پڑھو (اور مزید ثواب حاصل کرو)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور سال میں رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض کئے گئے ہیں (اور یہ اسلام کا دوسرا عمومی فریضہ ہے)۔ اُس نے عرض کیا، کیا رمضان کے علاوہ کوئی اور روزہ بھی میرے لئے لازم ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ (فرض تو بس یہی رمضان کے روزے ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے دل کی خوشی سے (ان فرض روزوں کے علاوہ) اور بھی زائد نفلی روزے رکھو (اور مزید اللہ کا قرب اور ثواب حاصل کرو)۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے فریضۂ زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا: اس پر بھی اس نے یہی کہا کہ کیا زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور صدقہ بھی ادا کرنا میرے لئے ضروری ہوگا؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ (فرض تو بس زکوٰۃ ہی ہے) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے دل کی خوشی سے تم نفلی صدقہ دو (اور مزید ثواب حاصل کرو)۔ راوی حدیث حضرت طلحہ بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ سوال کرنے والا شخص واپس لوٹ گیا اور وہ کہتا جا رہا تھا کہ (مجھے جو کچھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے) میں اس میں (اپنی طرف سے) کوئی زیادتی یا کمی نہیں کروں گا۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اُس کی یہ بات سن کر) فرمایا: فلاح پالی اس نے اگر یہ سچا ہے۔

(۴){عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: اِنَّکَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ، فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذَالِک فَا عْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِهِمْ وَلَيلَتِهم، فَاِذَا فَعَلْوا، فَاَخبِرهُمْ

اَنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلَیھِم زَکَاۃً مِنْ اَمْوَالِہِمْ تُؤْ خَذُ مِنْ أَغْنِیَا ئِھِمْ وَتَرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِہِم، فَاِذَا اَطَاعُوْا بِہَا، فَخُذْ مِنْہُمْ وَتَوَقَّ کَرَائِمَ اَموَالِ النَّاسِ ،وَاتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَہَا وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ } (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو (رخصت کرتے وقت ان سے)فرمایا کہ تم وہاں ایک صاحب کتاب قوم کے پاس پہنچو گے(جب تم ان کے پاس پہنچو) تو (سب سے پہلے) ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ (اس حقیقت کو مانیں اور) اس کی شہادت ادا کریں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں ، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ۔ پھر اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو تم ان کو بتلانا کہ اس اللہ نے تم پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں ، پھر اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ نے ان پر صدقہ (زکوٰۃ) فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور انہی میں کے فقراء اور غرباء کو دی جائے گی ۔ پھر وہ اس کو بھی مان لیں تو (زکوٰۃ کی وصولیابی کے سلسلے میں چھانٹ چھانٹ کے) ان کے اچھے نفیس اموال لینے سے پرہیز کرنا (بلکہ اوسط کے حساب سے وصول کرنا ، اور اس بارے میں کوئی ظلم اور زیادتی کسی پر نہ کرنا) اور مظلوم کی بددعاء سے بچنا ، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں ہے (وہ بلا روک ٹوک سیدھی بارگاہ خداوندی میں پہنچتی ہے اور قبول ہوتی ہے۔)

(۵){ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ: وَفِی حَدِیثِ بَکرٍ اَنَّہْ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَقُوْلُ » اَرَاَیْتُم لَوْاَنَّ نَھرًا بِبَابِ اَحَدِکُم یَغتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ ھَلْ یَبْقَی مِنْ دَرَنِہِ شَیْئٌ .« قَالُوْا لاَ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہِ شَیْئٌ ،قَالَ » فَذَلِکَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِہِنَّ الْخَطَایَا}۔ « (رواہ الشیخان.)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ایک دن ارشاد فرمایا: بتلاؤ اگر تم میں

سے کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو جس میں روزانہ پانچ دفعہ وہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ اکرامؓ نے عرض کیا کہ کچھ بھی نہیں باقی رہے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بالکل یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے خطاؤں کو دھوتا اور مٹاتا ہے۔

(۶){عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ذَكَرَ أَمْرَالصَّلٰوةِ يَوْمًا فَقَالَ:(مَن حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَّبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَّهُ نُوراً وَلَا بُرْهَاناً وَلَا نَجَاةً ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ بنِ خَلَفٍ}۔ (رواہ احمد)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے بارے میں گفتگو فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: جو بندہ نماز اہتمام سے ادا کرے گا تو وہ قیامت کے دن اس کے واسطے نور ہوگی (جس سے قیامت کی اندھیریوں میں اُس کو روشنی ملے گی، اور اس کے ایمان اور اللہ تعالیٰ سے اس کی وفاداری اور اطاعت شعاری کی نشانی) اور دلیل ہوگی، اور اس کے لئے نجات کا ذریعہ بنے گی، اور جس شخص نے نماز کی ادائیگی کا اہتمام نہیں کیا (اور اس سے غفلت اور بے پروائی برتی) تو وہ اس کے واسطے نہ نور بنے گی، نہ برہان اور نہ نجات کا ذریعہ، اور وہ بد بخت قیامت میں قارون، فرعون، ہامان اور مشرکین کے سرغنہ) ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(۷){ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِؓ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسُ صَلٰوةٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالَى ،مَنْ أَحْسَنَ وُضُوْئَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَّغْفِرَلَهُ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَآءَغَفَرَ لَهُ وَاِنْ شَآءَعَذَّبَهُ } (رواہ احمد وابو داؤد)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے ان پانچ نمازوں کے لئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے (فرائض و مستحبات کی ادائیگی کے ساتھ) اچھی

طرح وضو کیا، اور ان کو وقت پر پڑھا، نیز ان میں رکوع وخشوع کیا (یعنی نمازیں حضوری قلب کے ساتھ پڑھیں) تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ پر ذمہ (یعنی اللہ تعالیٰ کا وعدہ) یہ ہے کہ وہ اس کے (صغیرہ) گناہ بخش دے گا، اور جس شخص نے ایسا نہ کیا (یعنی اس نے مذکورہ بالا طریقہ سے نماز نہ پڑھی یا بالکل نہ پڑھی) تو اللہ تعالیٰ اس کا ذمہ دار نہیں ہے چاہے تو بخش دے، چاہے اسے عذاب میں مبتلا کرے۔

نماز پنج گانہ کے لئے بیعت کرنا

(۸){عَنْ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ رضی الله عنه قَالَ :كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَرَدَّدَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، فَقَدَّمْنَا أَيْدِيَنَا فَبَايَعْنَاهُ ، فَقُلْنَا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلٰى مَا ؟ قَالَ: عَلٰى أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ، وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ ، وَأَسَرَّ كَلِمَةً خُفِيَّةً أَنْ لَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا}۔ (رواہ النسائی:ص۲۰۷،ج۱)

حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ: کیا تم اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم لوگوں نے اپنے ہاتھ بڑھا دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی، پھر ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بیعت تو ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر کر چکے ہیں لیکن یہ بیعت کون سے کام پر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراؤ، اور پانچوں نمازیں ادا کرو، پھر ہلکی آواز سے ایک کلمہ ارشاد فرمایا کہ: تم کبھی کسی کے سامنے دست سوال نہ پھیلانا۔

(۹){عَنْ أَبِی الدَّرْدَآء قَالَ أَوْصَانِیْ خَلِيْلِیْ أَنْ لَّا تُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَّكْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا ، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ} (ابن ماجه)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے خلیل ومحبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کبھی کسی چیز کو شریک نہ کرنا اگر چہ تمہارے ٹکڑے کردیئے جائیں، اور تمہیں آگ میں بھون دیا جائے، اور خبردار کبھی بالارادہ نماز نہ چھوڑنا، کیونکہ جس نے دیدہ ودانستہ اور عمداً نماز چھوڑ دی تو اس کے بارے میں وہ ذمہ داری ختم ہوگئی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے وفادار اور صاحب ایمان بندوں کے لئے ہے، اور خبردار شراب کبھی نہ پینا کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

(۱۰) { عَنْ اَنسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : فُرِضَتْ عَلَى النَّبِيِّ لَيْلَةً أُسْرِىَ بِهِ الصَّلَاةُ خَمْسِيْنَ ، ثُمَّ نُقِصَتْ ، ثُمَّ جُعِلَتْ خَمْسًا، ثُمَّ نُوْدِىَ يَا مُحَمَّدُ ! اِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَىَّ وَاِنَّ لَکَ بِهٰذَا الْخَمْسِ خَمْسِيْنَ } (تحفة الاملعی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شب معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پھر کم کی گئیں، پھر پکارا گیا (یعنی وحی آئی) اے محمد! ہمارا قول بدلا نہیں جاتا، بیشک آپ کے لئے ان پانچ کے بدلے پچاس ہیں۔

☆☆☆

شرائط نماز

جو چیزیں نماز شروع کرنے سے پہلے ضروری ہیں انہیں شرائط نماز کہا جاتا ہے،اور نماز کا صحیح ہونا شرائط کے پائے جانے پر موقوف ہے،اگر ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو نماز درست نہیں ہوگی۔نماز سے پہلے سات فرائض یا شرائط ہیں:

۱) نجاست سے بدن کا پاک ہونا　　(۲) نجاست سے کپڑوں کا پاک ہونا

۳) نماز کی جگہ کا پاک ہونا　　(۴) ستر عورت کا چھپانا

۵) نماز کا وقت ہونا　　(٦) قبلہ کی طرف منہ کرنا

۷) نماز کی نیت کرنا۔

صحت نماز کی سات شرائط کی مختصر وضاحت

۱) بدن کا پاک ہونا:

بدن پاک ہونے سے مراد یہ ہے کہ نمازی کا بدن ہر قسم کی نجاست حقیقی یعنی نظر آنے والی نجاسات جیسے پیشاب، پاخانہ، خون، پیپ، شراب، وغیرہ۔ اور نجاست حکمی سے پاک ہو۔نجاست حکمی سے مراد ایسی نجاست ہے:{وهو ما لا يرى ، وهو الحدث الاصغر والاكبر} (ہدایہ: شرح نقایہ)

یعنی ایسی ناپاکی جو نظر نہ آئے جیسے بے وضو ہونا یعنی ریح، ہوا کا نکلنا، جنابت میں مبتلا ہونا اور حیض ونفاس وغیرہ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱) { وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ } اور گندگی کو اپنے آپ سے دور کرو۔ (المدثر: پ ۲۹)

۲) { وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا } (المائدہ: ٦ پ ٦)

اور اگر تم جنابت میں ہو تو اچھی طرح طہارت حاصل کرو۔

۳) { فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ } (توبہ ۱۰۸)

اور اس مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو طہارت کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ بھی طہارت والوں کو پسند کرتا ہے۔

۴) { قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ٭ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى } (الاعلیٰ پ ۳۰)

بیشک کامیاب ہوا وہ جس نے تزکیہ حاصل کیا۔اور اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی۔

اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ:

۵) { اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ :لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃً بِغَیْرِ طُھُوْرٍ}

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں فرماتا۔ (مسلم:ص۱۱۹ج۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

۶) { قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ أَحَدِکُمْ اِذَا أَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَ ضَّأَ}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں فرماتا جب وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وہ وضو کرلے۔ (مسلم:ص۱۱۹ج۱)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

۷) { قَالَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ أَبِیْ حُبَیْشٍ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! اِنِّیْ لَاأَطْھُرُ، اَأَدَعُ الصَّلٰوۃَ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ، اِنَّمَا ذَالِکَ عِرْقٌ وَلَیْسَتْ بِالْحَیْضَۃِ ، فَاِذَا أَقْبَلَتِ الْحَیْضَۃُ فَاتْرُکِی الصَّلٰوۃَ ، فَاِذَا ذَھَبَ قَدْرُھَا فَاغْسِلِیْ عَنْکِ الدَّمَ وَصَلِّیْ }۔ (بخاری :ص۴۴ج۱)

فاطمہ بنت ابو حبیشؓ نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو پاک ہی نہیں ہوتی تو کیا میں نماز پڑھنی چھوڑ دوں؟ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ رگ سے نکلنے والا خون ہے،حیض نہیں ہے اس لئے جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دے اور جب اندازہ کے مطابق وہ ایام گذر جائیں تو خون کو دھوؤ لو اور نماز پڑھ لو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی کا بدن پاک ہونا ضروری ہے۔امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ طہارت کی وجہ سے انسان کو فرشتوں کے ساتھ اتصال وقرب حاصل ہو جاتا ہے اور شیاطین سے بُعد و دوری حاصل ہوتی ہے،جس کی بناء پر وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ دربار الٰہی میں حاضری کا شرف حاصل کر سکے۔

۲) کپڑوں کا پاک ہونا

نماز کی دوسری شرط یہ ہے کہ نمازی نے جو کپڑے پہنے ہوں اُن سب کا پاک ہونا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: { وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ } اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو۔ (المدثر:پ۲۹)

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِأَصْحَابِهٖ اِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهٖ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ ذَالِكَ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ ، فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَلاَ تِهٖ قَالَ: مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى اِلْقَائِكُمْ نِعَالَكُمْ ؟ قَالُوْا: رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ جِبْرَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِيْ فَأَخْبَرَنِيْ اِنَّ فِيْهِمَا قَذَرًا }

فرمایا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جوتیاں اُتار کر بائیں طرف کردیں۔صحابہ کرام ؓ نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی جوتیاں اتاردیں۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوکر پوچھا کہ تمہیں جوتیاں اتارنے پر کس چیز نے ابھارا؟ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوتیاں اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی اتاردیں۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے آکر خبر دی تھی کہ جوتیوں میں ناپاکی لگی ہوئی ہے۔ (رواہ ابوداؤد:ص۹۵ ج۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی کا لباس اگر پلید و ناپاک ہوگا تو نماز درست نہ ہوگی۔

۳) نماز کی جگہ کا پاک ہونا

نماز کے درست ہونے کے لئے شرط اور ضروری ہے کہ نماز ادا کرنے والے کے دونوں قدموں، گھٹنوں، دونوں ہاتھوں اور سجدے کی جگہ پاک ہو۔دنیا کے بادشاہوں کے دربار میں حاضر ہونیوالے جگہ اور لباس کی پاکیزگی اور صفائی کا خیال رکھتے ہیں۔ربّ العالمین تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔وہ صفائی اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔اس کا ارشاد گرامی ہے:

{ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ } (بقرہ)

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک وصاف رہنے والوں کو اپنا محبوب رکھتا ہے

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ } (الحج:٢٦)

اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اور قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک رکھنا۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ } (بقرہ)

یہ کہ تم دونوں (ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام) میرے گھر کو پاک وصاف رکھو، طواف کرنے والوں، اعتکاف میں بیٹھنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے۔

اس لئے اُس کے دربارشاہی میں حاضری دینے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ بدن، لباس اور جگہ کی پاکیزگی اور صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

{عن عائشة قَالَتْ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبِنَآء الْمَسْجِدَ فِي الدُّوْرِ وَأَنْ يُّنَظَّفَ وَ يُطَيَّبَ } (ابوداؤد:ص۶۶ج۱، ترمذی:ص۱۱۰، ابن ماجه :ص۵۵)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ: پیارے پیغمبر ﷺ نے حکم دیا کہ گھروں میں نماز کے لئے جگہ بناؤ اور ان کو پاک وصاف رکھو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِي الْمَزْبَلَةِ ، وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ، وَ فِي الْحَمَّامِ ، وَمَعَاطِنِ الْاِبِلِ ، وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ }

پیارے پیغمبر ﷺ نے سات جگہ نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ کوڑے کرکٹ کی جگہ میں، جانور ذبح کرنے کی جگہ میں، قبرستان میں، راستہ چلنے کی جگہ میں، حمام میں، اونٹوں کے باڑے میں اور بیت اللہ کی چھت پر۔ (رواہ الترمذی:ص۸۱ج۱)

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ:بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِذْجَآءأَعْرَابِيٌّ ، فَقَامَ يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ ، فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ :مَهْ مَهْ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَزْرِمُوْهُ ، دَعُوْهُ ، فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ ، ثُمَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ دَعَاهُ ، فَقَالَ لَهٗ ، اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلَحُ لِشَيْئٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ ، اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللهِ ، وَالصَّلٰوةِ ، وَقِرَاءةِ الْقُرْآنِ ، اَوْكَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ،قَالَ فَأَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ فَجَاءبِدَلْوٍ مِّنْ مَّآءٍ فَشَنَّهٗ عَلَيْهِ } (رواہ مسلم :ص۱۳۸ج۱)

ترجمہ: فرمایا کہ: ہم پیارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور کھڑے ہوکر مسجد میں پیشاب کرنے لگا صحابہ کرامؓ اسے ڈانٹتے ہوئے کہنے لگے رُک جاؤ رُک جاؤ، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے (صحابہ کرامؓ سے) فرمایا: اس کا پیشاب مت روکو، کرنے دو، چنانچہ صحابہ کرامؓ نے اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس نے پیشاب کرلیا، پھر پیارے پیغمبر ﷺ نے اسے بلا کر (سمجھایا اور) فرمایا کہ یہ مسجدیں پیشاب پاخانہ کرنے کے لئے نہیں ہوتیں، یہ تو اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز اور قرآن کی تلاوت کے لئے ہیں، یا ایسا ہی کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (راوی حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ پھر پیارے پیغمبر ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا وہ پانی کا ایک ڈول بھر کر لے آیا اور پیشاب کی جگہ پر بہادیا۔

قرآن کریم کی آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے ورنہ ایسی جگہ نماز نہ ہوگی۔

۴) ستر عورت: یعنی ستر کا ڈھانپنا

اعضاء مستورہ کا نماز کے لئے ڈھانپنا فرض اور ضروری ہے۔ستر عورت سے مراد یہ ہے کہ مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ڈھانپنا فرض ہے۔چنانچہ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَاِنَّ مَا أَسْفَلَ مِنْ سُرَّتِهٖ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ مِنْ عَوْرَتِهٖ }

(مسند احمد:۱۸۷ج۲)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک ستر ہے۔

اور (حُرَّۃٌ) یعنی آزاد عورت کا سارا بدن ستر میں داخل ہے سوائے چہرے، ہتھیلیوں اور قدموں کے۔اس لئے عورت نماز پڑھتے وقت اپنی دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پاؤں اور چہرے کے علاوہ باقی پورا بدن چھپائے،اس لئے کہ اعضائے مستورہ کا نماز کے لئے ڈھانپنا فرض اور ضروری ہے۔حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: { اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ } عورت کا سارا بدن ہی ستر ہے۔ (ترمذی)

حضرت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان

{ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا، (قَالَ مَا فِي الْكَفِّ وَالْوَجْهِ)}

اور عورتیں اپنی زینت کا اظہار نہ کریں مگر وہ جو ظاہر ہو، اس سے مراد وہ زینت ہے جو ہاتھوں ہتھیلی اور چہرے میں ہے۔کیونکہ یہ ستر میں داخل نہیں اور ان کے علاوہ سب بدن ستر میں داخل ہے۔ (سنن کبریٰ للبیہقی)

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:

{يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ } (الاعراف:۳۱)

اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔

اس آیت سے جیسا کہ نماز میں ستر پوشی کا فرض ہونا ثابت ہے اسی طرح بقدر استطاعت صاف ستھرا اچھا لباس اختیار کرنے کی فضیلت اور استحباب بھی ثابت ہوتا ہے۔امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ حَآئِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ } (ابو داؤد،ترمذی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی بالغہ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں فرماتے۔

حضرت عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے والد سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ:

{ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ اِمْرَأَةٍ صَلَاةً حَتّٰى تُوَارِيَ زِيْنَتَهَا وَلَا جَارِيَةٍ بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ حَتّٰى تَخْتَمِرَ }۔ (اخرجه الطبراني في الاوسط:ص١٢٢ ج١)

اللہ تعالیٰ عورت کی نماز اس وقت تک قبول نہیں فرماتے جب تک کہ وہ اپنی زینت نہ چھپالے،اور نہ کسی ایسی لڑکی کی نماز قبول فرماتے ہیں جو کہ بالغ ہوگئی ہو یہاں تک کہ وہ اوڑھنی نہ اوڑھ لے۔

حضرت امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ:

{ اِذَا بَلَغَتِ الْمَرْأَةُ الْحَيْضَ لَمْ تَغْطَّ أُذُنَهَا وَرَأْسَهَا لَمْ تُقْبَلْ لَهَا صَلٰوةٌ }

جب کوئی عورت بالغ ہو جاتی ہے تو وہ اگر اپنے سر اور کانوں کونہیں ڈھانپے گی تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:ص۲۳۰ج۱)

۵) نماز کا وقت ہونا

نماز کی شرائط میں سے ایک وقت بھی ہے۔شریعت مطہرہ نے ہر نماز کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے، اور وقت مقررہ سے پہلے اگر نماز پڑھ لی جائے تو ادا نہیں ہوگی بلکہ دوبارہ پڑھنی ضروری ہوگی، اس لئے کہ وقت سے پہلے فرض ہی نہ تھی اور اگر وقت گزر جانے کے بعد پڑھی تو وہ ادا نہیں بلکہ قضاء کہلائے گی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا} (النساء:۱۰۲)

بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر نماز وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی ہے۔

اوقات نماز

فجر کا وقت:

فجر کا وقت صبح صادق ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے اور طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ وَقْتُ الصَّلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ} (مسلم)

نماز صبح کا وقت طلوع صبح صادق سے سورج کے طلوع ہونے تک ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ لِلصَّلٰوةِ أَوَّلًا وَ آخِرًا ...وَاِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ} (رواہ الترمذی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک نماز کے اوقات کے لئے اول و آخر ہے۔فجر کے وقت کی ابتداء

طلوع فجر سے ہے اور اس کا آخر وقت طلوع آفتاب تک ہے۔

ظہر کا وقت:

ظہر کا وقت سورج ڈھل جانے کے بعد سے شروع ہوتا ہے، اور جب تک ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا نہ ہو اس وقت تک باقی رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ،وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهٖ مَالَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ}۔ (رواہ مسلم :ص۲۲۳ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ظہر کا وقت اس وقت سے ہے جب سورج ڈھل جائے اور انسان کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے (اور اس وقت ختم ہوتا ہے) جب تک کہ عصر کا وقت نہ آجائے۔

حضرت عبداللہ بن رافعؒ جو امّ المؤمنین حضرت امّ سلمہؓ کے غلام ہیں انہوں نے سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے نماز کے وقت کے بارے میں سوال کیا تو:

{ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَا أُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ ، وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ} (موطا امام مالک)

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں، نماز ظہر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہاری مثل ہو جائے اور عصر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے دو مثل ہو جائے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز ظہر کا وقت تو زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے، لیکن آخر وقت مثلین تک ہے یعنی جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کے علاوہ دو مثل ہو جائے۔

عصر کا وقت:

نماز ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے، لیکن جب سورج زرد ہو جائے تو عصر کا مکروہ وقت داخل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ} (رواہ البخاری و مسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی اس نے عصر پالی۔

مغرب کا وقت:

جب سورج چھپ جائے تو مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو سفید شفق غائب ہونے تک باقی رہتا ہے۔ چنانچہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : وَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: نماز مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک شفق غائب نہ ہو۔

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :كَانَ يُصَلِّى الْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ }

(بخاری :ص۷۹ ج۱، مسلم :ص۲۲۸ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مغرب ادا فرماتے جب سورج غروب ہوجاتا اور پردہ میں چھپ جاتا۔

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{ وَيُصَلِّى الْمَغْرِبَ حِيْنَ تَسْقَطُ الشَّمْسَ وَيُصَلِّى الْعِشَآءَ حِيْنَ يَسْوَدُّ الْأُفُق }

اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہوجاتا، اور عشاء اس وقت پڑھتے جب اُفق سیاہ ہو جاتا۔ (ابوداؤد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کا وقت سورج غروب ہونے سے شروع ہوجاتا ہے اور شفق اَبیض (سفیدی) کے ختم ہونے تک رہتا ہے۔

عشاء کا وقت:

عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے سے یعنی مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے اور طلوع فجر تک رہتا ہے، لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔ امامت جبرائیل علیہ السلام والی حدیث کے الفاظ ہیں:

{ وَصَلّٰى بِىَ الْعِشَآءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَق} (سنن ابو داؤد :ص۶۲ ج۱)

ترجمہ: اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غائب ہوگئی تھی۔

حضرت عبید بن جریج ؒ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ مَا اَفْرَاطُ صَلٰوةِ الْعِشَاء ؟ قَالَ طُلُوْعُ الْفَجْرِ}

انہوں نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے پوچھا کہ عشاء کا آخری وقت کون سا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: طلوع فجر۔

٦) قبلہ کی طرف رُخ کرنا

نماز میں آپ کا رُخ قبلہ کی طرف ہونا ضروری ہے اور یہ بھی نماز کی شرائط میں سے ہے۔ قبلہ کا لغوی معنی مطلق جہت کے ہیں۔ اور اصلاح شریعت میں قبلہ اس جہت کو کہا جاتا ہے جس کی طرف آپ رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ ساتویں زمین کی تہہ سے لے کر ساتویں آسمان تک ایک ہی جہت ہے، اور وہ جہت ہے خانہ کعبہ کی جو مکۃ المکرمہ میں واقع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ }

بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا یقینی طور پر وہ ہے جو مکہ میں واقع ہے (اور) بنانے کے وقت ہی سے برکتوں والا اور دنیا جہان کے لوگوں کے لئے ہدایت کا سامان ہے۔

دنیا میں سب سے پہلا متبرک گھر یہی ہے جو مرکز عالم بھی ہے، وسط عالم بھی ہے اور اصلِ عالم بھی ہے۔ جب ربّ العالمین نے اس عالم کے پیدا فرمانے کا ارادہ فرمایا تو اس میں سب سے پہلی وضع بیت اللہ کی واقع ہوئی جیسا کہ آثار صحابہ ؓ سے بھی واضح ہوتا ہے۔ قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہونا شعائر اللہ میں سے ہے، اور اس کا مقصد نمازی کے اندر انابت الی اللہ اور خشوع وخضوع کی کیفیات وصفات کا پیدا کرنا ہے۔ اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا ثبوت اس آیت کریمہ سے ہے:

{فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ } (البقرۃ:۱۴۴)

پس پھیر دیجئے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف۔

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ: جب تحویل قبلہ والی آیت نازل ہوئی تو:

{ فَمَرَّ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلَمَةَ وَهُمْ رُكُوْعٌ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَقَدْ صَلُّوْا رَكْعَةً فَنَادٰى اَلَآ اِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حَوَّلَتْ فَمَالَوْا كَمَا هُمْ نَحْوَالْقِبْلَةِ} (مسلم)

ایک شخص بنی سلمہ کے محلہ میں سے گذرا، اُس وقت وہ لوگ نماز کے اندر رکوع میں تھے اور ایک رکعت پڑھ چکے تھے۔ تو اس شخص نے بلند آواز سے کہا کہ قبلہ (بیت المقدس کی طرف سے) تبدیل ہو چکا ہے۔ تو وہ لوگ اسی حالت میں بیت اللہ شریف کی طرف پھر گئے۔

{ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ } (البقرہ، ۱۴۴پ۲)

اور جہاں بھی ہو تم پس اپنے چہرے بیت اللہ شریف کی طرف کرو۔

اور ایک حدیث میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ اِذْ جَآءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ، فَاسْتَقْبَلُوْهَا، وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ}

(بخاری، ج۱:ص ۵۸، مسلم:ج۱ص۲۰۰ باب تحویل القبلہ)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ لوگ (یعنی صحابہ کرامؓ) مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس رات قرآن نازل ہوا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کر لیں، تم بھی کعبہ کی طرف منہ کر لو۔ پہلے اُن کے چہرے شام (بیت المقدس) کی طرف تھے تو وہ (نماز ہی میں) کعبہ کی طرف پھر گئے۔

{وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ بَيْتَ الْمَقْدَسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْراً أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْراً. ثُمَّ صُرِفْنَا نَحْوَ الْكَعْبَةِ }۔ (مسلم: ج۱ کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ)۔

حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ ہم نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (۱۶) سولہ یا (۱۷) سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی، پھر ہمیں کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔

جو لوگ مکہ مسجد حرام میں بیت اللہ شریف کے عین سامنے ہوں تو ان کے لئے مذہب مختار حنفیہ کا یہ ہے کہ عین کعبہ کی طرف منہ کرنا نماز میں فرض ہے، اور غیر مکہ والے جو باہر غائب ہوں ان کے لئے جہت کعبہ کا استقبال ہے عین کعبہ کا نہیں۔

جیسا کہ بدائع میں ہے کہ اعتبار جہت کعبہ کا کیا جاتا ہے نہ کہ عین کعبہ کا، ایسے ہی امام کرخیؒ اور امام رازیؒ نے بیان کیا ہے اور یہی ماوراء النہر کے ہمارے عام مشائخ کا قول ہے۔ (بدائع :ص۱۱۸ ج۱)

پھر جہت قبلہ کے استقبال کے معنی یہ ہیں کہ ایک خط جو کعبہ پر گزرتا ہوا جنوب وشمال پر منتہی ہو جائے ،اور دوسرا خط مستقیم نمازی کی وسط پیشانی سے نکال کر اس پہلے خط سے اس طرح تقاطع کرے کہ اس سے موقع تقاطع پر دوزاویۂ قائمہ پیدا ہو جائیں، وہ قبلہ مستقیم ہے۔علمائے ہیئت اور ریاضی نے انحراف قلیل وکثیر کی تعیین اس طرح کی ہے کہ پینتالیس (۴۵) درجہ تک انحراف ہوتو قلیل ہے، اس سے زیادہ ہوتو کثیر اور مفسد صلوٰۃ ہے۔

{ وفی الخیریة تحت قوله (سئل) و من القواعد الفلکیة اذا کان الانحراف عن مقتضی الأدلة اکثر من خمس واربعین درجة (فیصیرمجموع السمت تسعون درجة وهو ربع الدائرة) یمنة او یسرة یکون ذالک الانحراف خارجا عن جهة الربع الذی فیه مکة المشرفة من غیر اشکال...الخ} (خیریه :ص۱۰۹ ج۱)

اور فتاوی خیریہ میں قول ''سئل'' کے تحت میں ہے، اور قواعد فلکیہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دائیں بائیں جانب کا انحراف (قبلہ سے) بلحاظ دلائل (فلکیہ) (۴۵) درجہ سے زائد ہو تو یہ انحراف بغیر اشکال مکہ مکرمہ کی جہتِ ربع سے باہر ہوگا، (یعنی قبلہ کا استقبال نہ ہوگا)۔

حاصل یہ کہ انسان کے چہرہ کا کوئی ذرا سا ادنیٰ حصہ خواہ وسط چہرہ کا ہو یا دائیں وبائیں جانب کا ، بیت اللہ شریف کے کسی ذرا سے حصے کے ساتھ مقابل ہو جائے ، اورفن ریاضی کی اصطلاحی عبارت میں یہ ہے کہ عین کعبہ سے پینتالیس درجہ تک بھی انحراف ہو جائے تو استقبال فوت نہیں ہوتا، اور نماز صحیح ہو جاتی ہے اس سے زائد انحراف ہوتو استقبال فوت ہو کر نماز فاسد ہو جائے گی ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انحرافِ قلیل جو عام طور پر کہیں جنوباً کہیں شمالاً واقع ہو جاتا ہے ، یہ نا قابل التفات ہے ، اس کی وجہ سے نہ کسی مسجد کی جہت بدلنے کی ضرورت ہے نہ اس کو قائم رکھتے ہوئے کسی طرف مائل ہونے کی ضرورت ہے۔ (جواہر الفقہ :ج۲ ص۳۶۰)

ابوحمید الساعدیؓ روایت فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو قبلہ رخ ہوتے۔

(ابن ماجہ ص۵۸)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃَ} (بخاری:ص ۲۸۶ ج ۲ ، بیہقی ، کنز العمال ص ۴۲۶)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز (کے لئے کھڑے ہونے) کا ارادہ کرو تو اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رُخ ہو جاؤ، پھر تکبیر کہو۔

ان تمام روایات سے معلوم ہو گیا کہ تمام نمازوں میں قبلہ رُخ ہونا فرض ہے، اگر سینہ و سر قبلہ سے پھر جائے تو نماز نہیں ہوتی۔ البتہ سفر میں نفل نماز سواری پر قبلہ رُخ شروع کی، پھر گاڑی کا رُخ پھر گیا تو نماز پڑھتا رہے نماز ہو جائے گی۔ اگر کسی ایسی جگہ پر ہوں جہاں کوئی آدمی نہ ہو کہ جن سے قبلہ کے بارے میں دریافت کریں تو ایسی صورت میں خوب سوچ و بچار (تحرّی) کر کے ایک رُخ متعین کر کے نماز پڑھیں تو نماز درست ہو جائے گی، اگر چہ سمت قبلہ متعین کرنے میں غلطی کیوں نہ ہو۔ (ہدایہ: ص ۶۲ ج ۱)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ:

{كُنَّا مَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ مَسِیْرَۃٍ أَوْ سَرِیَۃٍ ، فَأَصَابَنَا غَیْمٌ ، فَتَحَرَّیْنَا وَاخْتَلَفْنَا فِی الْقِبْلَۃِ ، فَصَلّٰی كُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا عَلَی حِدَۃٍ ، فَجَعَلَ أَحَدُنَا یَخُطُّ بَیْنَ یَدَیْہِ لِنَعْلَمَ أَمْكِنَتَنَا ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا نَظَرْنَاہُ ، فَإِذَا صَلَّیْنَا عَلٰی غَیْرَ الْقِبْلَۃِ فَذَكَرْنَا ذَالِكَ لِلنَّبِیِّ ﷺ ، فَلَمْ یَأْمُرْنَا بِالْإِعَادَۃِ، وَقَالَ قَدْ أَجْزَأَتْ صَلَاتُكُمْ}۔

(الدار قطنی ، والحاکم والبیہقی)

ہم پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک سفر یا سریہ میں تھے، کہ ہم پر اندھیرا چھا گیا، ہم نے تحرّی کی اور قبلہ کے پانے میں اختلاف کیا، ہم میں سے ہر آدمی نے انفرادی طور پر نماز ادا کی، اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنی سجدہ کی جگہ پہ نشان لگا دیا، تا کہ ہم اپنی جگہ معلوم کر سکیں۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے اپنی اپنی جگہیں دیکھیں تو معلوم ہوا کہ ہم نے جہت قبلہ کی طرف نماز ادا نہیں کی، ہم نے اس کا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا، اور ارشاد فرمایا کہ تمہاری نماز جائز ہے۔

۷) نیت کرنا

نماز کے لئے نیت بھی ضروی ہے اور یہ بھی شرائط میں سے ہے۔نیت دل کے عزم وارادہ کو کہتے ہیں،جس میں کسی فعل، نیکی اور اطاعت وعبادت کے ذریعہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کا قصد وارادہ ہوتا ہے۔کوئی عبادت مقصودہ بغیر نیت کے درست نہیں ہوسکتی ،اور نیت کے ذریعہ سے ہی عادت اور عبادت میں امتیاز ہوجاتا ہے (کہ جو کام آپ عادتاً کریں گے اس کے اندر کوئی اجر وثواب نہیں ،لیکن اگر اس میں عبادت کی نیت کر کے سنت کے مطابق اس کام کو کرلیں گے تو وہ عبادت بن جائے گا۔مثلاً اگر آپ روزے کی نیت کے بغیر سارا دن بھوکے رہیں تو اس پر کوئی اجر نہیں لیکن اگر روزے کی نیت سے بھوکے رہیں گے تو یہ عبادت بن جائے گا)۔نیت میں معتبر دل کا عمل ہے (ارشاد ہے: { وَاِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّا نَوٰی } اور بے شک آدمی کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی)۔اور زبان سے اس کی موافقت کرنا مستحب ہے۔اہم یہ ہے کہ آپ کا دل یہ جانتا ہو کہ آپ کون سی نماز ادا کر رہے ہیں،دل میں یہ نیت کرلیں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں (یا رہی ہوں) نیت کے الفاظ کو زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں مستحب ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ } (البينة:۵)

انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اُس کے لئے اپنے دین کو خالص کر کے یکسو ہو کر۔

{وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ }۔ (البخاری:ج۱،کتاب بدء الوحی)

حضرت عمر بن الخطاب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔

حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ:

{ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَةٌ ، وَاِذَا اسْتَنْفَرْتُمْ فَانْفُرُوْا}۔ (بخاری :ص۴۳۳ ج۱، مسلم:ص۱۳۰ ج۲)

پیارے پیغمبر ﷺ نے فتح مکہ والے دن فرمایا: فتح مکہ بعد (مکہ سے مدینہ کی طرف) ہجرت نہیں ہے،لیکن جہاد اور نیت ہے،اور جب تم کو کوچ کا کہا جائے تو کوچ کرو۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسُهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ } (مسلم:ص۱۴۱ج۲)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایسی حالت میں مرگیا کہ نہ اس نے جہاد کیا ہے، اور نہ اپنے جی میں جہاد کی نیت کی ہے تو وہ شخص نفاق کے شعبہ پر مرا۔

ایک نماز کا امتیاز دوسری نماز سے نیت ہی کی وجہ سے قائم ہوتا ہے، مثلاً ادا نماز اور قضاء نماز کے درمیان فرق، با جماعت نماز ہے، یا علیحدہ، فجر ہے یا ظہر، تعداد رکعت، اسی طرح فرض، نفل واجب اور سنت کے درمیان نیت ہی کے واسطہ سے فرق ظاہر ہوتا ہے۔

نماز کی نیت میں شرطیں

(۱) نیت نماز کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور نیت اور تکبیر تحریمہ کے دوران فاصلہ نہ ہو کہ چار رکعت ظہر کے فرض پڑھنے کی نیت کرے اور پھر وضو کرنے چلا جائے تو نیت اور نماز کے دوران کوئی ایسا عمل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو۔

(۲) فرض کا متعین کرنا: مثلاً یہ کہ میں آج کی ظہر کے چار فرض ادا کر رہا ہوں۔

(۳) قضاء نمازوں کی نیت میں نماز کا اور دن کا تعین کرنا، اور اس میں آسان نیت یہ ہے کہ میں زندگی میں سب سے پہلے قضاء ہونے والی ظہر کی، یا سب سے آخر میں قضاء ہونے والی ظہر کی نماز کی قضاء کرتا ہوں۔ اس طرح ہر نماز پہلی اور آخری بنتی چلی جائے گی۔ (۴) مقتدی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ امام کی اقتداء کی نیت کرے، جبکہ امام اپنی اقتداء پر حصول ثواب کی نیت کرے۔ اور صرف اپنی نماز کی نیت کرے، امامت کی نیت کرنا شرط نہیں۔

نماز کے فرائض، واجبات اور سنن کا اجمالی بیان

ارکان نماز

(٦) چھ چیزیں نماز کے اندر فرض ہیں جنہیں ارکان نماز کہا جاتا ہے ان میں سے اگر کوئی فرض ادا نہ ہوتو نماز ادا نہ ہوگی بلکہ مکمل نماز پھر سے پڑھنی پڑے گی۔

(١) تکبیر تحریمہ (یعنی نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا)۔

(٢) قیام یعنی کھڑا ہونا۔

(٣) قرأت (یعنی قرآن پاک کی تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کی تلاوت کرنا)۔

(٤) رکوع کرنا

(٥) دو سجدے کرنا

(٦) قعدۂ اخیرہ (یعنی آخری رکعت میں التحیات پڑھنے کی مقدار میں بیٹھنا)۔

واجباتِ نماز

واجبات نماز اُن اعمال کو کہتے ہیں جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے، اگر نماز میں ان واجبات میں سے کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ سجدہ سہو کرنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے۔لیکن اگر سجدہ سہو نہ کیا، یا قصداً کوئی واجب چھوڑ دیا تو نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

(١) سورۃ فاتحہ کا پڑھنا۔

(٢) اس کے ساتھ کسی اور سورت کا ملانا۔

٣) قرأت کا پڑھنا: (یعنی فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب، سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی ایک سورۃ یا بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیات کی تلاوت کرنا)۔

(٤) سورۃ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا۔

(٥) قومہ کرنا: یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جانا۔

(٦) جلسہ کرنا: یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ جانا۔

(۷) قعدۂ اُولیٰ: یعنی تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہّد کی مقدار میں بیٹھنا۔

(۸) التحیات پڑھنا: یعنی دونوں قعدوں میں تشہد کا پڑھنا۔

(۹) لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا۔

(۱۰) ظہر اور عصر میں آہستہ قرأت کرنا۔

(۱۱) امام کے لئے مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں اور فجر، جمعہ، عیدین اور تراویح کی سب رکعتوں میں با آوازِ بلند قرأت کا کرنا۔

(۱۲) نماز وتر میں دعائے قنوت سے پہلے تکبیر کہنا۔

(۱۳) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔

(۱۴) نمازِ عیدین میں چھے تکبیریں زائد کہنا۔

سنن نماز

نماز میں اکیس (۲۱) چیزیں مسنون ہیں:

۱) تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔

۲) دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر کھلی اور قبلہ رُخ رکھنا۔

۳) تکبیر کہتے وقت سر کو نہ جھکانا۔

۴) امام کا تکبیر تحریمہ اور ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کی تمام تکبیریں بقدر حاجت بلند آواز سے کہنا۔

۵) سیدھے یعنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا۔

۶) ثناء یعنی {سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ} پڑھنا۔

۷) تعوّذ یعنی {اعوذ باللہ} پڑھنا۔

۸) تسمیّہ یعنی }بسم اللہ{ پڑھنا۔

۹) فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ کا پڑھنا۔

۱۰) آمین کہنا۔

۱۱) ثناء، تعوّذ، تسمیّہ اور آمین کو آہستہ پڑھنا۔

۱۲) سنت کے موافق قرأت پڑھنا۔

۱۳) رکوع اور سجدے میں تین تین بار تسبیح پڑھنا۔

۱۴) رکوع میں سر اور پیٹھ کو برابر رکھنا، اور دونوں ہاتھوں کی کھلی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑ لینا۔

۱۵) قومہ میں امام کو { سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ } اور مقتدی کو { رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ } کہنا

۱۶) سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے، پھر دونوں ہاتھ پھر پیشانی رکھنا۔

۱۷) جلسہ اور قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر اُس پر بیٹھنا، اور سیدھے پاؤں کو اس طرح کھڑا رکھنا کہ اس کی انگلیوں کے سرے قبلے کی طرف رہیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا۔

۱۸) تشہد میں { اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ } پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا۔

۱۹) قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا۔

۲۰) درود کے بعد دعاء پڑھنا۔

۲۱) پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرنا۔

مستحبات نماز

نماز میں پانچ مستحبات ہیں:

۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت آستینوں سے دونوں ہتھیلیاں نکال لینا۔

۲) رکوع سجدے میں منفرد کا تین مرتبہ سے زیادہ تسبیح کرنا۔

۳) قیام کی حالت میں سجدے کی جگہ پر، رکوع میں قدموں پر، جلسہ وقعدہ میں اپنی گود میں اور سلام کے وقت اپنے کندھوں پر نظر رکھنا۔

۴) کھانسی کو اپنی طاقت بھر نہ آنے دینا۔

۵) جمائی میں منہ بند رکھنا، اور کھل جائے تو قیام کی حالت میں سیدھے ہاتھ اور باقی حالتوں میں ہاتھ کی پشت سے منہ چھپا لینا۔

مفسدات نماز

دوران نماز ایسے اعمال کرنا جو نماز کو توڑ دیتے ہیں، اور نماز کا دھرانا ضروری ہو جاتا ہے انہیں مفسدات نماز کہتے ہیں۔ نماز کے اندر (۱۸) اٹھارہ مفسدات ہیں:

۱) نماز میں کلام (یعنی بات) کرنا چاہے قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا زیادہ بہر صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۲) کسی کو سلام کرنا یا سلام کے مشابہ کوئی جملہ بولنا۔

۳) سلام کا جواب دینا، چھینکنے والے کو {یَرْحَمُکَ اللّٰہ} کہنا۔ یا نماز سے باہر والے کسی شخص کی دعاء پر آمین کہنا۔

۴) کسی بری خبر پر {اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن} پڑھنا، یا کسی اچھی خبر پر {الحمد للہ} کہنا، یا کسی عجیب خبر پر {سبحان اللہ} کہنا۔

۵) درد یا کسی رنج کی وجہ سے آہ، یا اُوہ، یا اُف، کہنا۔

۶) اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دینا یعنی قرأت بتانا۔

۷) قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا۔

۸) قرآن مجید پڑھنے میں کوئی سخت غلطی کرنا۔

۹) عمل کثیر کرنا یعنی کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے، جیسے ایک ساتھ دونوں ہاتھوں سے کوئی کام کرنا۔

۱۰) کھانا پینا قصداً یا بھول کر۔

۱۱) دو صفوں کی مقدار کے برابر چلنا۔

۱۲) قبلہ کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا۔

۱۳) نجس و ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔

۱۴) ایک رکن کی مقدار ستر کا کھلا رہنا۔

۱۵) دعاء میں ایسی چیز مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہو۔ مثلاً اے اللہ! آج مجھے پانچ سو روپے دے دے۔

۱۶) درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ حروف ظاہر ہو جائیں۔

۱۷) بالغ آدمی کا نماز میں با آواز ہنسنا جسے کم از کم وہ خود سُن لے۔

۱۸) امام سے آگے بڑھ جانا وغیرہ۔

مکروہات نماز

۱) اپنے کپڑوں یا بدن سے کھیلنا۔

۲) سدل یعنی کپڑوں کو لٹکانا، مثلاً چادر سر پر ڈالنا اور اس کے کنارے لٹکا دینا، یا کوٹ و چوغہ وغیرہ آستینوں میں ہاتھ ڈالے بغیر مونڈھوں پر ڈال لینا۔

۳) کپڑوں کو مٹی اور گرد و غبار سے بچانے کے لئے ہاتھوں سے سمیٹ لینا۔

۴) ایسے معمولی کپڑے پہن کر نماز پڑھنا جن میں پبلک کے اندر جانا پسند نہ کرتا ہو۔

۵) منہ میں کوئی ایسی چیز رکھ کر نماز پڑھنا جس کی وجہ سے صحیح قرأت نہ کر سکے۔

۶) سُستی اور بے پرواہی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا اور کہنیوں تک بازوؤں کو ننگا رکھنا۔

۷) کپڑوں اور جسم کو مٹی سے بچانے کے لئے جگہ صاف کرنا اور کنکریوں کو بار بار ہٹانا، (اگر سجدے میں دشواری ہو تو ایک مرتبہ ہٹانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے)۔

۸) انگلیاں چٹخانا یا ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا۔

۹) کمر یا کوکھ وغیرہ پر ہاتھ رکھنا۔

۱۰) نماز کے اندر قبلہ سے منہ پھیرنا یا صرف نگاہ سے اِدھر اُدھر دیکھنا۔

۱۱) مردوں کا سجدے میں دونوں بازوؤں کو زمین پر بچھا لینا۔

۱۲) کتے کی طرح رانیں کھڑی کر کے رانوں کو پیٹ اور گھٹنوں کو سینے کے ساتھ ملا کر بیٹھنا اور ہاتھوں کو زمین پر رکھنا۔

۱۳) کسی ایسے آدمی کی طرف نماز پڑھنا جو اُس کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہو۔

۱۴) بلا عذر چہار زانو آلتی پالتی مار کر بیٹھنا۔

۱۵) ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا۔

۱۶) قصداً جمائی لینا اور روکنے کی کوشش نہ کرنا۔

۱۷) پاخانہ یا سخت پیشاب کی حاجت کے وقت نماز پڑھنا۔

۱۸) نماز میں آنکھیں بند کرنا۔

۱۹) ایسی صف کے پیچھے اکیلے کھڑا ہونا جس میں جگہ خالی ہو۔

۲۰) امام کا پورے طور پر محراب کے اندر کھڑا ہونا۔

۲۱) امام کا اکیلے ایک ہاتھ اونچی جگہ کھڑے ہونا، مگر کچھ لوگ اُس کے ساتھ کھڑے ہوں تو پھر مکروہ نہیں۔

۲۲) آیات، یا تسبیحات کو انگلیوں پر شمار کرنا۔

۲۳) چادر یا کوئی کپڑا اس طرح لپیٹ کر نماز پڑھنا جس سے ہاتھ جلد باہر نہ نکل سکیں۔

۲۴) کسی جاندار کی تصویر والے کپڑوں میں نماز پڑھنا۔

۲۵) کسی جاندار کی تصویر کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنا، جو اس کے سامنے دیوار، یا پردے پر ہو یا اس کے سر کے اوپر ہو۔

۲۶) سنت کے خلاف کوئی کام کرنا۔

۲۷) نماز میں انگڑائی لینا۔

۲۸) عمامہ و پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا۔

نقشہ برائے نماز (فرض، واجب سنت)

تکبیر تحریمہ	فرض
قیام	فرض
ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا	سنت
ہاتھ باندھنا	سنت
ثناء کا پڑھنا	سنت
تعوذ یعنی {اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم }کا پڑھنا	سنت
تسمیہ یعنی {بسم اللہ الرحمن الرحیم} کا پڑھنا	سنت
قرأت بقدر تین آیات	فرض
سورۂ فاتحہ پڑھنا	واجب
سورۃ کا ملانا	واجب
تکبیر کہنا	سنت
رکوع کرنا	فرض
تسبیح یعنی {سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡم} کا پڑھنا	سنت
تسمیع یعنی {سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہٗ} کہنا	سنت
قومہ یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا	واجب

تحمید یعنی {رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ} کہنا	سنت
تکبیر یعنی {اللہ اکبر} کہنا	سنت
سجدہ	فرض
تسبیح یعنی {سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلٰی} پڑھنا	سنت
تکبیر	سنت
جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا	واجب
جلسے کی دعاء یعنی {رَبِّ اغْفِرْ لِیْ} پڑھنا	سنت
تعدیل یعنی ہر رکن کو سکون واطمینان کے ساتھ ادا کرنا	واجب
قعدہ اُولیٰ یعنی دو رکعتوں کے بعد بیٹھنا	واجب
تشہد (یعنی التحیات کا پڑھنا)	واجب
تشہد پڑھتے وقت شہادت کی انگلی کا اٹھانا	سنت
قعدۂ اخیرہ (یعنی آخری رکعت میں بیٹھنا)	فرض
درود شریف پڑھنا	سنت
دعاء	سنت
لفظ سلام	واجب
سلام پھیرتے وقت دائیں اور بائیں طرف گردن پھیرنا	سنت
وتر میں دعائے قنوت کا پڑھنا	واجب
دعائے قنوت کے لئے تکبیر یعنی {اللہ اکبر} کہنا	واجب

سنن نماز، نماز شروع کرنے سے قبل

{جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا}

ارشاد باری تعالیٰ ہے: { وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ } اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ (بقرہ:۸۳)

ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اہتمام کریں، جب تک کوئی واقعی مجبوری و معذوری نہ ہو تو نماز جماعت ہی کے ساتھ ادا کریں۔ جب تک امت میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر کما حقہ عمل ہوتا تھا اُس وقت تک سوائے منافقین اور معذوروں کے کوئی شخص بھی جماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا، اور اس میں کوتاہی کو نفاق کی علامت سمجھا جاتا تھا۔

جماعت کی اہمیت

چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ:

{ لَقَدْ رَأَيْتَنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهٗ أَوْ مَرِيْضٌ، اِنْ كَانَ الْمَرِيْضُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى ، وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلٰوةُ فِى الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ ...وفى رواية:... اِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى ، وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى ، وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّتَ نَبِيِّكُمْ ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ} (رواه مسلم)

ہم نے اپنے کو (یعنی مسلمانوں کو) اس حال میں دیکھا ہے کہ نماز با جماعت میں شریک نہ ہونے والا یا تو بس کوئی منافق ہوتا تھا جس کی منافقت ڈھکی چھپی نہیں ہوتی تھی، بلکہ عام طور پر لوگوں کو اس کی منافقت کا علم ہوتا تھا۔ یا کوئی بیچارہ مریض ہوتا تھا (جو بیماری کی مجبوری کی وجہ سے مسجد تک نہیں آسکتا تھا) اور بعضے مریض بھی دو آدمیوں کے سہارے چل کر آتے اور جماعت میں شریک ہوتے تھے۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سنن ہدیٰ کی تعلیم دی ہے۔ اور انہی سنن

ہدیٰ میں سے ایسی مسجد میں جہاں اذان دی جاتی ہو جماعت سے نماز ادا کرنا بھی ہے۔..........اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ...... :اے مسلمانو! اللہ نے تمہارے نبی کے لئے سنن ہدیٰ مقرر فرمائی ہیں (یعنی ایسے اعمال کا حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقام قرب ورضا تک پہنچانے والے ہیں)۔اور یہ پانچوں نمازیں جماعت سے مسجد میں ادا کرنا انہی سنن ہدیٰ میں سے ہے۔اور اگر تم اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ یہ ایک آدمی جماعت سے الگ اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے (یہ اُس زمانے کے کسی خاص شخص کی طرف اشارہ تھا) تو تم اپنے پیغمبر ﷺ کا طریقہ چھوڑ دو گے، اور جب تم اپنے پیغمبر ﷺ کا طریقہ چھوڑ دو گے تو یقین جانو کہ تم راہ ہدایت سے ہٹ جاؤ گے، اور گمراہی کے غار میں جا گرو گے۔

جمہور کے نزدیک جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنت مؤکدہ اشدّ تاکید ہے ،یعنی واجب جیسی مؤکد ہے۔اور تارکین جماعت کے لئے پیارے پیغمبر ﷺ نے انتہائی سخت وعید بیان فرمائی ہے جو بلا وجہ جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتے۔

جماعت چھوٹ جانے پر شدید وعید

فرمایا کہ: میرے جی میں آتا ہے کہ (کسی دن) میں مؤذن کو حکم دوں کہ وہ جماعت کے لئے اقامت کہے، پھر میں کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ (میری جگہ) لوگوں کو نماز پڑھائے ،اور میں خود آگ کے شعلے ہاتھ میں لے کر ان لوگوں (کی گھروں میں موجودگی میں ان کے گھروں میں) آگ لگا دوں جو اذان سننے کے بعد بھی با جماعت نماز پڑھنے کے لئے گھروں سے نہیں نکلتے۔(مگر پھر آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے خیال سے اپنے اس ارادے کو عملی جامہ نہیں پہنایا)۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی روایت میں جو الفاظ ہیں وہ اس سے بھی زیادہ صریح اور واضح ہیں جس میں پیارے پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ عَنْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ أَوْلَأُحَرِّقَنَّ بُيُوْتَهُمْ ۔

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: کچھ لوگ جماعت چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو جلا ڈالوں گا۔ (ابن ماجہ:ص۲۷۸ج۱)

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

{أَنَّهُمَا سَمِعَا النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ عَلٰى أَعْوَادِهِ: لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجَمَاعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْ نَنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ}(ابن ماجه)

انہوں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (منبر کی) لکڑیوں پر یہ فرماتے ہوئے سنا: کچھ لوگ جماعت چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے پھر وہ یقیناً غافلوں میں سے ہوجائیں گے۔

جماعت کا ثواب

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلٰى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً }۔ (ترمذی، سنن نسائی: ص۳۴۳ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: با جماعت نماز تنہا آدمی کی نماز سے ستائیس گنا بڑھ جاتی ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ ـ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ ا فْضُلُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ خَمْسًا وَّ عِشْرِيْنَ جُزْءً ا} (سنن نسائی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: با جماعت نماز تنہا آدمی کی نماز سے پچیس (۲۵) گنا بڑھ جاتی ہے (فضیلت میں)۔

{سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا}

سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا مسنون اور افضل ہے۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ سر پر عمامہ باندھے رہتے یا سر پر ٹوپیاں رکھتے تھے، اور سوائے حج اور عمرے کے کوئی ایسی صحیح حدیث مروی نہیں کہ جس سے اس عادت کے جواز کا ثبوت ہو، خصوصاً باجماعت فرائض میں، یا جس میں یہ ہو کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ننگے سر گھومتے پھرتے تھے، یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں آنے کے بعد عمامہ اُتار کر رکھ دیا ہو اور ننگے سر نماز پڑھنی شروع کردی ہو۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے تھے۔ قرآن کریم میں اللہ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

{ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ }۔ (الاعراف)

نماز کے وقت اپنا خوب صورت لباس اختیار کرو۔

چونکہ عمامہ اورٹوپی بھی لباس میں شامل ہے، لہٰذا اس آیت کی روشنی میں نماز میں عمامہ یا ٹوپی پہننی چاہئے۔ سر چونکہ اعضاء ستر میں سے نہیں ہے اس لئے اگر کسی وقت ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز جائز ہوگی لیکن محض بے عملی یا بد عملی سے اسے عادت بنالینا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے، اور عقل وفہم کے خلاف ہے، بلکہ بعض لوگ تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں۔ عقل مند اور دیندار آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے، کپڑا یا ٹوپی موجود ہو اور پھر بھی ننگے سر نماز ادا کرنا یا ضد سے ہوگا یا قلّت عقل سے۔ قرآن کریم کی اس آیت کے مضمون سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اچھے کپڑوں کے ساتھ تجمّل سے نماز پڑھنا مستحب اور مسنون ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد { خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ } کی مزید وضاحت اور تاکید حضرت عمرؓ کے اس قول سے بھی ہو جاتی ہے جسے صاحب مغنی نے حافظ عبد البر سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے نافع کو دیکھا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ فرمایا تم دو کپڑے نہیں پہن سکتے ہو؟ نافع نے عرض کیا جی ہاں پہن سکتا ہوں، پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ:

{أَرَأَيْتَ لَوْ خَرَجْتَ اِلَى النَّاسِ كُنْتَ تَخْرُجُ هٰكَذَا ؟ قَالَ لَا، قَالَ }

یہ بتایئے کہ اگر تمہیں مدینہ کے محلہ میں کسی کے پاس بھیجا جائے تو تم ایک کپڑے میں جاؤ گے؟ نافع نے عرض کیا ایسا تو نہیں کروں گا، اس پر حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا:

{فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُزَيَّنَ لَهٗ أَوِ النَّاس؟ قُلْتُ بَلِ اللّٰه } (ص۶۲۱ ج۱)

پس اللہ عزوجل اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ اس کی حاضری کے لئے زینت کا لباس پہنا جائے یا لوگ اس کے مستحق ہیں؟ نافع نے عرض کیا نہیں حضور اللہ ہی اس کے مستحق ہیں۔

حضرت مولانا محمد داؤد غزنویؒ کا فتویٰ

حضرت مولانا محمد داؤد غزنویؒ فتاویٰ علمائے اہل حدیث میں لکھتے ہیں کہ ابتداء عہد اسلام کو چھوڑ کر جب کہ کپڑوں کی قلت تھی، اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایات نہیں گزریں جس میں یہ صراحت مذکور ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ کرامؓ نے مسجد میں اور وہ بھی نماز باجماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو، چہ جائے کہ معمول بنا لیا ہو، اس لئے اس بدرسم کو جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہئے، اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی، اگر تعبد یا خشوع وخضوع اور عاجزی

کے خیال سے پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ہوگا، اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے احرام کے، تعبد اور خشوع وخضوع کی علامت نہیں، اور اگر کسل اور سستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقوں کی ایک خلقت سے مشابہت کی علامت ہے { وَلَا يَأْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى } (اور نہیں آتے نماز کو مگر سست اور کاہل ہوکر)۔غرض ہر لحاظ سے یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔

(فقط العبد المذنب الراجی لرحمۃ ربہ الودود سید محمد داؤد الغزنوی ۲۹ جمادی الاولیٰ ۷۹ ۱۳ھ، الاعتصام، ج ۱۱، فتاویٰ علمائے حدیث، ج ۴: ص ۲۸۶ تا ۲۹۱)

☆ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے: { اِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ فَأَوْسِعُوْا } جب اللہ تعالیٰ مال میں وسعت فرمائیں تو آدمی کو وسعت سے کام لینا چاہئے۔

☆ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{ اِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَلْبِسْ ثَوْبَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَحَقُّ أَنْ يُّزَيَّنَ لَهٗ۔۔الخ}

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھے، اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ (سنن الکبریٰ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{ كَانَ عَلٰى مُوْسٰى يَوْمَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ كُمَّةُ صُوْفٍ }(الكمة القلنسوة الصغيرة)

جس دن رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اس دن موسیٰ علیہ السلام کے سر پر چھوٹی ٹوپی تھی۔ (سنن ترمذی: ص ۳۰۴ ج ۱)

اور کشف الغمہ میں ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ:

{ كَانَ ﷺ يَأْمُرُ بِسَتْرِ الرَّأْسِ فِي الصَّلَاةِ بِالْعَمَامَةِ ، أَوِ الْقَلَنْسُوَةِ وَ يَنْهٰى عَنْ كَشْفِ الرَّأْسِ فِي الصَّلَاةِ وَيَقُوْلُ اِذَا أَ تَيْتُمُ الْمَسَاجِدَ فَأْ تُوْهَا مُعَصِّبِيْنَ (وَالْعِصَابَةُ هِيَ الْعَمَامَةُ)} (كشف الغمة عن جميع الامة :ص۱۲۲ ج ۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں پگڑی یا ٹوپی کے ساتھ سر کو ڈھانپنے کا حکم فرماتے اور نماز میں سر کھلا رکھنے سے روکتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب تم مساجد میں آؤ تو پگڑی باندھ کر آیا کرو۔(یہاں عصابہ سے مراد پگڑی ہے)۔

حافظ ابن قدامہ مقدسی تمیمی کا قول نقل فرماتے ہیں کہ:

{ ألثوب الواحد يجزى ، والثوبان أحسن، والأربع أكمل، قميص و سراويل وعمامة وازار۔} (ابن قدامه :ص۶۲۱)

ایک کپڑا جواز نماز کے لئے کافی ہے، دو کپڑے بہتر ہیں، چار ہوں تو نماز اور کامل ہو گی، قمیص، پاجامہ، پگڑی اور ازار۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کا پگڑیاں پہننا

احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ اکثر و بیشتر اوقات یا تو سر پر عمامہ باندھتے تھے یا ٹوپیاں پہنتے تھے۔ چنانچہ مسح علی الخفین کے باب میں امام بخاریؒ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عمرو بن امیہ الضمریؓ سے مروی ہے کہ:

{ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلٰى عَمَامَتِهٖ وَخُفَّتَيْهِ} (بخاری :ص۳۰۸ ج۱)

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے تھے۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضرور اسی عمامہ سے ہی نماز پڑھی ہو گی، کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ عمامہ پر مسح تو کیا ہو لیکن جس پگڑی پر مسح کیا اس کو اتار کر نماز پڑھی ہو۔ معلوم ہوا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ پگڑیاں باندھ کر نماز پڑھتے تھے، یہ حدیث سفر و حضر دونوں کو شامل ہے۔ حضرت عطا سے روایت ہے کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَرَفَعَ الْعِمَامَةَ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا، پس پگڑی کو اوپر کیا اور اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ :ص۲۳ ج۱)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ الْعِمَامَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ } (سبل الهدیٰ والرشاد:ص۲۰۷ ج۸)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن پگڑی پہنتے تھے۔

حضرت عمرو بن حریثؓ فرماتے ہیں کہ:

{ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ عَمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْأَرْخٰى طَرَفُهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ }

گویا میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں، ان کے سر پر کالی پگڑی تھی جس کا ایک ٹکڑا پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ دیا تھا۔ (فتح الباری بحوالہ صحیح مسلم: ص ۲۳۷)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اِعْتَمَّ سَدَلَ عَمَا مَتَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ } (مشكوٰة)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی عمامہ باندھتے تھے تو پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان اس کا ٹکڑا چھوڑ دیتے تھے۔

حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ:

{ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلشُّهَدَآءُ أَرْبَعَةٌ ، رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ جَيِّدُ الْاِيْمَانِ أَتَى الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ ،فَذَالِكَ الَّذِىْ يَرْفَعُ النَّاسُ أَعْيُنَهُمْ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰكَذَا وَرَفَعَ رَأْسَهٗ حَتّٰى وَقَعَتْ قَلَنْسُوَةٌ، فَلاَ أَدْرِىْ قَلَنْسُوَةَ عُمَر أَرَادَ أَمْ قَلَنْسُوَةَ النَّبِىُّ ﷺ } (رواه الترمذى)

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ شہداء چار ہیں، ایک اُن میں سے وہ آدمی ہے جو عمدہ ایمان والا مؤمن ہے، وہ دشمن کی طرف آیا تو اس نے اللہ تعالیٰ (کے اجر وثواب) کی تصدیق کی (یعنی لڑتا رہا) یہاں تک کہ قتل ہوگیا، تو یہ وہ شخص ہے جس کی طرف لوگ قیامت کے دن اس طرح اپنی آنکھیں اُٹھائیں گے، اور اپنا سر اٹھایا یہاں تک کہ ٹوپی گر گئی۔ (راوی حدیث فرماتے ہیں) مجھے معلوم نہیں کہ اس ٹوپی سے مراد پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹوپی ہے یا حضرت عمرؓ کی ٹوپی۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ٹوپی پہنتے تھے اور حضرت عمرؓ بھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِئْتُوْا الْمَسَاجِدَ حُسَّرًا وَ مُقَنِّعِيْنَ فَاِنَّ الْعَمَائِمَ تِيْجَانُ الْمُسْلِمِيْنَ ...(وفى رواية)... فَاِنَّ ذَالِكَ مِنْ سِيْمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ }

(الكامل لابن عدى :ص۴۱۹ ج۶)

پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: تم مساجد میں آؤ خواہ ننگے سر آؤ خواہ سر ڈھانپ کر آؤ، کیونکہ پگڑیاں مسلمانوں کے تاج ہیں۔اورایک روایت میں ہے کہ سر ڈھانپنا مسلمانوں کی شناخت ہے۔

یعنی مساجد میں باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے آؤ جیسے بھی ممکن ہوٹوپی پہن کر یا پگڑیاں باندھ کر،اور فرمایا کہ پگڑیاں باندھنا مسلمانوں کی علامت ہے جیسے کہ تاج بادشاہوں کی علامت ہے۔اور اگر ان میں سے کوئی چیز نہ ہوتو برہنہ سر آجاؤ لیکن جماعت ترک نہ کرو۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ الْقِنَاعَ } (شمائل ترمذی؛ص۸)

پیارے پیغمبر ﷺ اکثر اوقات اپنے سر مبارک کو کپڑے سے ڈھانپ کر رکھتے تھے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ:

{ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ كَانُوْا يَسْجُدُوْنَ وَأَيْدِيَهُمْ فِيْ ثِيَابِهِمْ ، وَيَسْجُدُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ عَلٰى قَلَنْسُوَتِهٖ وَعَمَامَتِهٖ} (عمدة القاری، شرح صحیح البخاری)

آنحضرات ﷺ کے صحابہ کرامؓ (بوجہ گرمی) نماز میں پگڑی اورٹوپی پر سجدہ کرتے تھے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے تھے۔

اس اثر سے بھی معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرامؓ نماز میں ٹوپیاں یا پگڑیاں پہنتے تھے۔اس کے علاوہ مصنف ابن شیبہ اور دیگر کتب میں پگڑی پر سجدہ کرنے کے عنوان سے مستقل باب باندھے گئے ہیں:{باب من كان يسجد على كور العمامة ولا يرى به بأسا }۔جن میں اس موضوع پر احادیث بیان کی گئیں ہیں کہ پگڑی کے بل پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج ہے یانہیں۔

ان تمام روایات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ پیارے پیغمبر ﷺ کا اکثر وبیشتر معمول سر کو ڈھانپنے کا تھا،یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ اکثر اوقات اپنے سر مبارک کو کپڑے سے ڈھانپ کر رکھیں،مگر جب اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں افضل ترین عبادت (یعنی نماز) کی ادائیگی کے لئے حاضر ہوں تو سر سے کپڑا اتار کر پھینک دیں اور ننگے سر نماز پڑھیں۔اس لئے ننگے سر نماز پڑھنے کو فیشن بنالینا یا اس کو سنت سمجھنا بدعت ہے۔ننگے سر نماز پڑھنے والے بعض حضرات اُس حدیث سے استدلال پکڑتے ہیں جس میں یہ وارد ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی، تو انہیں اس سے غلطی لگی کہ ایک کپڑے میں نماز ادا کی جائے تو سر ننگا رہے گا،حالانکہ یہ استدلال بھی ٹھیک نہیں اس لئے کہ

اگر ایک کپڑے یا چادر کو بھی اگر پوری طرح لپیٹا جائے تو سر ڈھانکا جا سکتا ہے۔ دوسرے یہ اس وقت کی بات ہے جب کپڑوں کی تنگی تھی اور اتنی فراوانی نہ ہوئی تھی جیسا کہ حضرت جابرؓ پر ایک کپڑے میں نماز پڑھنے پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مبارک میں ہم میں سے ہر ایک کے پاس دو تین کپڑے تو نہ تھے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَامَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ : فَسَئَلَهٗ عَنِ الصَّلٰوةِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ، فَقَالَ أَوَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ } (ابو داؤد:ص۲۱۸، ج۱)

ایک آدمی نے کھڑے ہو کر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا سب کو دو کپڑے میسر آسکتے ہیں؟ یعنی کیا ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اُس زمانے میں کپڑوں کی کس قدر تنگی تھی۔ ان تمام گزارشات کا مقصد یہ ہے کہ سر ننگا رہنے کی عادت بنانا اور بلا وجہ ایسا کرنا اچھا عمل نہیں ہے۔ البتہ مجبوری کی حالت میں بلا کراہت جائز ہے۔ اور سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اس کی مستقل عادت بنا لینا مکروہ تحریمی ہے۔

{ نماز میں صفوں کو سیدھا کرنا }

جب جماعت کھڑی ہونے لگے تو تکبیر ہونے سے پہلے صفوں کو سیدھا کریں، اور نمازی اس طرح صف بندی کریں کہ درمیان میں جگہ خالی نہ رہے۔ پاؤں کا رُخ قبلہ کی طرف ہو اور قیام رکوع اور سجود کی حالت میں پاؤں ایک جگہ جمے رہیں۔ قیام کی حالت میں پاؤں کو پھیلانا اور سجدے کی حالت میں سکیڑنا نہ پڑے۔

پاؤں کے درمیان فاصلہ کی مقدار

نمازی کے اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ ہو؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ فقہ حنفی میں کم از کم چار انگشت کی مقدار ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

{ وَيَنْبَغِیْ أَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ أَرْبَعُ أَصَابِعَ فِیْ قِيَامِهٖ } (فتاویٰ عالمگیری :ص۷۳ ج۱)

مناسب یہ ہے کہ نمازی کے دونوں قدموں کے درمیان بحالت قیام چار انگشت کا فاصلہ ہو۔

اور ردالمختار: (ص ۱۶۳ ج ۲) میں ہے:

{ وَيَنْبَغِيْ أَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَهُمَا مِقْدَارُ أَرْبَعِ أَصَابِعِ الْيَدِّ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ اِلَى الْخُشُوْعِ}

اور مناسب ہے کہ دونوں قدموں کے درمیان بحالت قیام ہاتھ کی چار انگلیوں کے برابر فاصلہ ہو، کیونکہ یہ خشوع کے زیادہ قریب ہے۔

اور فقہ شافعی میں ایک بالشت (One Hand Span) جبکہ بعض شافعیہ نے چار انگشت اور ایک بالشت دونوں لکھے ہیں، یعنی چار انگشت سے لے کر ایک بالشت تک:

{ وَيُسَنُّ أَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ بِشِبْرٍ} (حاشیہ الجمل: ص۲۴۷ ج۳)

اور اپنے دونوں قدموں کے درمیان ایک بالشت کے برابر فاصلہ کرنا مسنون ہے۔

فقہ مالکی و حنبلی میں درمیانی فاصلہ طبعی حالت کے مطابق لکھا ہے جو کہ ایک بالشت ہی بنتا ہے۔ چنانچہ فقہ العبادات مالکی میں ہے:

{ يَنْدُبُ تَفْرِيْجُ الْقَدَمَيْنِ بِأَنْ يَّكُوْنَ الْمُصَلِّيْ بِحَالَةٍ مُّتَوَسِّطَةٍ فِي الْقِيَامِ بِحَيْثُ لَا يَضُمُّهُمَا وَلَا يُفَرِّجُهُمَا كَثِيْرًا} (فقہ العبادات مالکی: ص۱۶۱ ج۱)

دونوں قدموں کو قیام میں درمیانی حالت کے ساتھ کشادہ کرنا مستحب ہے، یعنی دونوں قدموں کو نہ زیادہ ملایا جائے اور نہ زیادہ کشادہ کرے۔

اور فقہ حنبلی میں ہے کہ:

{ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُفَرِّجُ بَيْنَ قَدَمَيْهِ وَلَا يَمَسُّ اِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرٰى ، وَلٰكِنْ بَيْنَ ذَالِكَ لَا يُقَارِبُ وَلَا يُبَاعِدُ} (المغنی لابن قدامہ: ص۱۲۴ ج۳، ننگے سر نماز کا شرعی حکم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے قدموں کے درمیان نہ زیادہ کشادگی کرتے اور نہ ایک پاؤں کو دوسرے کے ساتھ لگاتے، بلکہ ان دونوں کے درمیان والی حالت کو اختیار کرتے یعنی اپنے دونوں پاؤں کو نہ ایک دوسرے کے زیادہ قریب کرتے اور نہ ایک دوسرے سے زیادہ دور کرتے۔

اس طرح چاروں ائمہ کے نزدیک کم از کم چار انگشت اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت تک مقدار ہوئی نہ اس سے کم

نہ اس سے زیادہ۔ اس لئے پاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ رکھیں کہ قیام اور سجود وقعود کی حالت میں پاؤں کو پھیلانے اور ملانے کی ضرورت نہ پڑے۔ چونکہ پاؤں انسان کے قدوقامت کے لحاظ سے بڑے چھوٹے ہو سکتے ہیں، اس لئے اگر پنجوں یا ایڑھیوں کے لحاظ سے صف درست کی جائے گی تو لوگ آگے پیچھے ہو جائیں گے اس لئے صفوں کو درست کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنی دونوں ایڑھیوں کے آخری سرے صف یا لائن کے آخری کنارے پر رکھ کر پنڈلیوں اور ٹخنوں کے لحاظ سے صف سیدھی کریں، اگر ٹخنہ ٹخنے کی سیدھ میں اور مونڈھا مونڈھے کی سیدھ میں ہوگا تو اس سے صف سیدھی ہو جائے گی آگے سے انگلیوں کو برابر کرنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ (بحر الرائق: جلد اوّل: ص ۶۱۷) میں ہے کہ:

{ وَإِنْ تَفَاوَتَتِ الْأَقْدَامُ صِغْرًا وَكِبْرًا فَالْعِبْرَةُ بِالسَّاقِ وَالْكَعْبِ} (بحر الرائق:۶۱۷،۱)

اور اگر پاؤں چھوٹے یا بڑے ہوں تو اعتبار پنڈلی اور ٹخنوں کا ہوگا۔

غرضیکہ نمازی حضرات صف میں اس طرح پاؤں، گھٹنے، کندھے اور گردنیں برابر کریں کہ صف بالکل سیدھی بن جائے اور آپ کے بازو دائیں بائیں کھڑے لوگوں کے ساتھ ملے ہوئے ہوں اور درمیان میں کوئی خلاء نہ ہو اس کے بعد تکبیر کہی جائے۔ چنانچہ حضرت نعمان بن بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثَلَاثاً ، وَاللهِ لَتُقِيْمُنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ ، قَالَ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَلْزَقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَ رُكْبَتَهٗ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهٖ، وَكَعْبَهٗ بِكَعْبِهٖ} (ابو داؤد:۹۷ج۱)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ہماری طرف چہرہ کر کے تین مرتبہ فرمایا: اپنی صفیں سیدھی کرلو اللہ کی قسم اگر تم اپنی صفیں سیدھی نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب میں باہمی مخالفت پیدا کر دے گا۔ (حضرت نعمان بن بشیرؓ) فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ہر آدمی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ اور اپنے گھٹنے کو اس کے گھٹنے کے ساتھ اور قدم کو اس کے قدم سے ملاتا ہے۔

صفوں کو برابر کرنا اور صفوں کو خوبصورت بنانا چار چیزوں پر موقوف ہے۔ (۱) صف میں قریب قریب کھڑا ہونا۔ (۲) ٹخنوں، قدموں، کندھوں اور گردنوں کو برابر کرنا۔ (۳) اگلی صفوں کو پورا کرنا۔ (۴) صف میں کھڑا رہنا اور بلا وجہ اور بلا عذر صف کو چھوڑ کر درمیان میں فاصلہ پیدا نہ کرنا۔ نماز کی صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ آپس میں دل بھی سیدھے رہیں گے، اور اگر صفیں ٹیڑھی ہوں گی تو آپس میں دل بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ اور صفوں کو سیدھا کرنا امام کی ذمہ

داری ہے جیسا کہ پیارے پیغمبر ﷺ صحابہ کرامؓ کی صفوں کو سیدھا فرمایا کرتے تھے۔

اس حدیث میں ٹخنوں، گھٹنوں اور کندھوں کو ملانے سے مراد قریب قریب کرنا ہے، حقیقتاً ملانا نہیں ہے، اس لئے کہ ایک تو اس طرح ملانا مشکل ہے اور دوسرے اگر ملا بھی دیا جائے تو نماز پڑھنی مشکل ہو جائے گی اور نماز میں دھکم پیل ہو گی، اس لئے ملانے سے مراد یہ ہے کہ قریب قریب کھڑے ہوں اس طرح کہ درمیان میں جگہ خالی نہ رہے۔

غیر مقلد عالم مولانا عبداللہ صاحب روپڑی فرماتے ہیں کہ: بعض لوگ قدم زیادہ چوڑے کر کے کھڑے ہوتے ہیں جس سے کندھے نہیں ملتے، وہ غلطی کرتے ہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں جیسے قدم ملانے کا ذکر ہے، کندھے ملانے کا بھی ذکر ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث: ۲۱، ۳)

دوسری حدیث میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ:

{ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : أَقِیْمُوْا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَیْنَ الْمَنَاکِبِ وَسُدُّوْا الْخَلَلَ وَلَیِّنُوْا بِأَیْدِیْ اِخْوَانِکُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّیْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَہُ اللّٰہُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَہُ اللّٰہُ }

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: صفوں کو سیدھا کرو! کندھوں کو برابر کرو! خالی جگہوں کو پر کرو! اپنے بھائیوں کے آگے نرم رہو اور صفوں میں شیطان کے لئے خالی جگہ نہ چھوڑو، اور جو شخص صف کو ملائے گا (یعنی خالی جگہ کو پُر کرے گا) تو اللہ تعالیٰ اُس کو (اپنی رحمت و مغفرت کے ساتھ) ملائے گا، اور جو شخص صف کو کاٹ دے گا (یعنی صف کو بلا عذر خالی چھوڑے گا) تو اللہ تعالیٰ اُس کو (اپنی رحمت و مغفرت سے) محروم کر دے گا۔ (ابوداؤد: ج ۱ ص ۹۷)

اور حضرت ابن عمرؓ نے تو صفیں سیدھی کرنے کے لئے ایک آدمی مقرر کیا ہوا تھا:

{عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّہٗ کَانَ یُؤَکِّلُ رَجُلًا بِاِقَامَۃِ الصُّفُوْفِ وَلَا یُکَبِّرُ حَتّٰی یُخْبَرَ اَنَّ الصُّفُوْفَ قَدْ قَامَتْ}

حضرت ابن عمرؓ نے ایک شخص کو صفیں سیدھا کرنے کے لئے مقرر کیا ہوا تھا، جب وہ آ کر خبر دیتا کہ صفیں ٹھیک ہو گئی ہیں تب وہ تکبیر کہتے تھے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

{ عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْأَعْنَاقِ، } (ابو داؤد:ج۱ص۹۷)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی صفوں میں تم قریب قریب ہو جاؤ اور گردنیں برابر کرو۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ

(سنن ابی داؤد:ص۶۷ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی صفوں کو برابر کرو کیونکہ صفوں کو برابر کرنا نماز کے کمال میں سے ہے۔

حضرت جابر بن سمرةؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَآئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ،قُلْنَا وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَآئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؟ قَالَ: يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْمُقَدِّمَةَ وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصِّفِّ}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صفیں بناتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا! فرشتے اپنے رب کے سامنے کیسے صفیں بناتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ وہ اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صفوں میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد:ص۶۷ج۱)

صف بنانے کا طریقہ

ہر صف امام کے پیچھے سے شروع کی جائے اور جب پہلی صف مکمل ہو جائے تو تب دوسری صف امام کے پیچھے سے شروع کی جائے، دائیں یا بائیں کنارے سے نہیں۔

{خشوع وخضوع}:

ہر نماز کو اس طرح خشوع وخضوع سے ادا کریں گویا میری زندگی کی آخری نماز ہے۔خشوع کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں شروع سے لے کر آخر تک دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف رکھا جائے ۔ اور نمازی پر دوران نماز

اطمینان کی کیفیت طاری ہو، حقیقت میں یہ نماز کی روح اور جان ہے۔ اس لئے کہ دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھنا اور یادِ الٰہی میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور ہیبت کا لحاظ اور اہتمام ہی نماز کا اصل مقصد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: { اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ } میری یاد کے لئے نماز پڑھو۔

جب نماز کا مقصد اللہ تعالیٰ کی یاد ہے تو پھر وہ نماز نماز کہلانے کا حق نہیں رکھتی جس میں اللہ تعالیٰ کی یاد نہ ہو کہ اس کے بغیر نہ نماز کے نتائج اور ثمرات نصیب ہوتے ہیں اور نہ ہی اس کی فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اسی لئے قرآن مجید میں اُسی نماز کو ذریعہ فلاح بتایا گیا جو خشوع کے ساتھ پڑھی گئی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ * الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ } (المؤمنون،۱)

کامیاب ہو گئے وہ ایمان والے جو اپنی نمازوں کو خشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

اس آیت میں نماز میں خشوع اختیار کرنے والے مؤمنین کو کامیابی کی بشارت دی گئی ہے، خشوع حاصل کرنے کے تین درجے اور تین سیڑھیاں ہیں۔ پہلی سیڑھی اور درجہ یہ ہے کہ الفاظ کی طرف توجہ ہو، دوسری سیڑھی یہ ہے کہ ان الفاظ کے معانی کی طرف توجہ ہو، اور تیسری سیڑھی یہ ہے کہ انسان نماز اس دھیان کے ساتھ پڑھے جیسے وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے، یا کم از کم یہ تصور باندھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ تو ان آیات میں یہ جو فرمایا کہ وہ مؤمن فلاح یافتہ ہیں جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں، اس سے اس بات کی تنبیہ کی گئی ہے کہ صرف نماز پڑھنا ہی کافی نہیں بلکہ نماز پڑھنے کے اندر خشوع پیدا کرنے کی بھی کوشش کریں۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

{ اِذَا قُمْتَ فِيْ صَلَاتِکَ فَصَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ ، وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ ، وَاجْمَعِ الْأيَاسَ مِمَّا فِيْ أَيْدِي النَّاسَ}

جب تم اپنی نماز میں کھڑے ہو تو اس طرح نماز پڑھو جیسا کہ کوئی آخری نماز پڑھتا ہے، اور کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے معذرت کی جاتی ہو، اور جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں مال و دولت ہے اس سے نا امیدی اختیار کر لو۔

ایک حدیث مبارکہ میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ اِنَّ أَحَدُكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ اِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهٗ ، فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ يُنَا جِيْهِ }

تم میں سے جب کوئی ایک نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے، پس اس کو دیکھ لینا چاہئے کہ وہ کس طرح سے اپنے رب سے مناجات کر رہا ہے۔

اور ایک روایت میں فرمایا:

{ صَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ کَأَنَّکَ تَرَاہُ ، فَاِنْ کُنْتَ لَا تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ }

نماز اس طرح پڑھو، جیسا کہ کوئی دنیا سے رخصت ہونے والا پڑھتا ہے، گویا کہ اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اللہ کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اور ایک حدیث میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ مَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ لَمْ یُحَدِّثْ فِیْھِمَا نَفْسَہٗ بِشَیْءٍ مِّنَ الدُّنْیَا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ} (رواہ ابن ابی شیبہ، بخاری و مسلم)

جو شخص دو رکعتیں پڑھے، اور ان میں اپنے دل میں دنیا کی کوئی بات نہ کرے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

ایک روایت میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ اِذَا قَامَ الْعَبْدُ اِلٰی صَلَا تِہٖ فَکَانَ ھَوَاہُ وَ وَجْھُہٗ وَ قَلْبُہٗ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ، اِنْصَرَفَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ أُمُّہٗ } (مسلم،احیاء العلوم)

جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہو اور اس کی خواہش، اس کا چہرہ اور اس کا دل سب اللہ کی طرف متوجہ ہو تو وہ نماز سے ایسے فارغ ہوگا جیسے اس دن جس دن اس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی حقیقت اور نماز کی روح اس کا خشوع وخضوع ہے۔خشوع وخضوع کے بغیر غفلت اور بے توجہی کے ساتھ پڑھی گئی نماز بغیر روح کے ایک بے جاں لاشے کی طرح ہے اگر چہ ظاہری حرکات کے اعتبار سے وہ بھی ایک نماز نظر آتی ہے۔

٦) نماز میں دل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا ہوا ہو اور اعضاءِ بدن بھی سکون میں ہونے چاہئیں۔ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

{ اِنَّ اللّٰہ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صَلٰوۃٍ لَا یَحْضُرُ الرَّجُلُ فِیْھَا قَلْبَہٗ مَعَ بَدَنِہٖ }

اللہ تعالیٰ ایسی نماز کی طرف دیکھتے ہی نہیں جس میں آدمی اپنے جسم کے ساتھ دل کو بھی حاضر نہ کرے۔

۷) حضرت امّ رافعؓ فرماتی ہیں کہ انہوں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجئے جس پر اللہ تعالیٰ مجھے اجر عطا فرمائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ یَا اُمَّ رَافِعٍ ! اِذَا قُمْتِ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَسَبِّحِی اللّٰہَ عَشْرًا، وَھَلِّلِیْہِ عَشْرًا، وَاحْمِدِیْہِ عَشْرًا، وَکَبِّرِیْہِ عَشْرًا ،وَاسْتَغْفِرِیْہِ عَشْرًا، فَاِنَّکِ اِذَا سَبَّحْتِ عَشْرًا قَالَ : ھٰذَا لِیْ وَاِذَا ھَلَّلْتِ قَالَ : ھٰذَا لِیْ ، وَاِذَاحَمِدْتِّ ،قَالَ: ھٰذَا لِیْ، وَاِذَا کَبَّرْتِ قَالَ: ھٰذَا لِیْ ، وَاِذَا اسْتَغْفَرْتِ قَالَ: قَدْ غَفَرْتُ لَکِ }۔

(قال ابن علان فی الفتوحات ج۲ ص۱۴۴ ،عمل الیوم واللیلۃ ص۵۴)

اے امّ رافع! جب تم نماز کے لئے کھڑی ہوتو دس مرتبہ { سُبْحَانَ اللّٰہِ } کہو، اور دس مرتبہ { لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ } کہو، اور دس مرتبہ { اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ } کہو، اور دس مرتبہ { اَللّٰہُ اَکْبَرْ } کہو، اور دس مرتبہ استغفار کرو۔ (اس لئے کہ)جب تم دس مرتبہ { سُبْحَانَ اللّٰہِ } کہتی ہوتو اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں یہ میرے لئے ہے،اور جب تم { لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ } کہتی ہوتو اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں یہ میرے لئے ہے،اور جب تم { اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ } کہتی ہوتو اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں یہ میرے لئے ہے،اور جب تم { اَللّٰہُ اَکْبَرْ } کہتی ہوتو اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں یہ میرے لئے ہے،اور جب تم استغفار کرتی ہو تو اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں میں نے تیری مغفرت کردی۔

۸) قیام کی حالت میں دونوں پاؤں اس طرح سیدھے کرلیں کہ آپ کے پاؤں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی جانب ہو، اور دونوں پاؤں سیدھے قبلہ رُخ ہوں اور قینچی کی طرح ترچھے نہ ہوں کہ یہ خلاف سنت ہے۔

۹) مرد اور بچے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ شلوار ،ٹراؤزر، پینٹ یا پائجامہ کے پائنچے ٹخنوں سے ہر حال میں اوپر ہوں۔

۱۰) دونوں پاؤں کے درمیان کم ازکم چار انگل کا فاصلہ ہو۔شریعت میں اگر چہ دونوں پاؤں کا درمیانی فاصلہ مقرر

نہیں ،البتہ جسمانی ساخت اور نماز میں خصوصاً سجدہ کی حالت میں پاؤں کو اپنی جگہ سے ہلانا نہ پڑے ورنہ نماز کے سکون کے خلاف ہوگا، مشاہدہ یہ ہے کہ اگر آدمی زیادہ جسیم اور رموٹا نہ ہو تو اس کے لئے چار انگلیوں سے چھ انگلیوں کا فاصلہ کافی ہو جاتا ہے۔اکثر کتب شافعیہ میں ہے کہ نمازی کے دونوں ٹخنوں کا درمیانی فاصلہ ایک بالشت کے برابر ہو، جبکہ احناف کی کتب میں چار انگلیوں کی مقدار ہے۔ (بارہ مسائل)

۱۱) ہاتھ کی آستینیں پوری طرح ڈھکی ہوئی ہوں اور صرف ہاتھ کھلے رکھیں۔

۱۲) ایسے کپڑے پہن کر نماز نہ پڑھیں جن میں انسان لوگوں کے سامنے نہ جاتا ہو۔

خواتین کے لئے اضافی ابتدائی باتیں

۱) خواتین اور بچیوں کے لئے ضروری ہے کہ نماز کے دوران کسی موٹی اور بڑی چادر سے اپنا سر، سینہ، بازو، بانہیں، مونڈھے، گردن، اور پنڈلیاں سارے جسم کو ڈھانپ لیں۔صرف چہرہ، دونوں ہاتھ پہنچوں تک اور پاؤں ٹخنوں سے نیچے نیچے کھولنے کی اجازت ہے کہ جسم کے یہ حصے ستر میں داخل نہیں۔

۲) نماز کے لئے ایسا باریک دوپٹہ استعمال نہ کریں جس سے جسم نظر آئے۔

اور نہ ہی اتنا چھوٹا دوپٹہ استعمال کریں کہ اس سے بازو، کہنیاں کلائیاں نہ چھپیں، بال نیچے لٹکے ہوئے نظر آئیں، یا پنڈلیاں کھلی رہیں۔

۳) اگر نماز کے دوران خواتین کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے سوا جسم کے کسی بھی عضو کا ایک چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ اتنی دیر کھلا رہ گیا کہ جتنی دیر میں تین بار { سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ } کہا جا سکے تو نماز ہی نہیں ہوگی اور اگر اس سے کم وقت کھلا رہا تو نماز ہو جائے گی لیکن گناہ ہوگا۔

نوٹ) خواتین کے لئے باقی طریقہ وہی ہے جو مردوں کا ہے۔ جہاں مرد وعورت کے طریقہ نماز میں فرق ہے اس کی نشاندہی کردی گئی ہے لہٰذا خواتین اس فرق کو ملحوظ رکھیں اور جہاں فرق کی نشاندہی نہ ہو تو وہاں مردوں کے طریقہ کے مطابق عمل کریں۔

کرسی پر نماز پڑھنے کا شرعی حکم

فرض نماز کرسی پر بیٹھ کر ادا کرنا جب کہ قیام کی طاقت ہو جائز نہیں موجودہ دور میں کرسی پر نماز پڑھنے کا رجحان بڑھتا چلا جارہا ہے حالانکہ کرسی پر نماز کی اجازت شریعت کی طرف سے بدرجہ مجبوری صرف اس شخص کو ہونی چاہئے جو نہ قیام پر قدرت رکھتا ہو اور نہ کسی بھی طرح زمین پر بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ یا رکوع وسجود کے لئے اشارہ کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہو، ورنہ کرسی پر نماز پڑھنے سے نماز نہ ہوگی۔خود پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سخت مرض کی حالت میں زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کی، جب کہ اس وقت بھی کرسی موجود تھی۔ پھر حضرات صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین سے بھی ثابت نہیں اور نہ ہی فقہائے کرام نے کرسی پر نماز پڑھنے سے متعلق صراحت سے لکھا ہے۔حالانکہ انہیں اللہ جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے ہر مسئلہ پر تحقیقی کام کیا اور امکانی صورتوں کو بھی قلمبند کیا مگر کرسی پر نماز سے متعلق کسی نے صراحتاً اس لئے نہیں لکھا کہ اُن کے دور میں یہ تصور تک نہیں تھا کہ مسلمان نماز جیسی اہم اور مختصر نماز کی ادائیگی میں بھی اس قدر آرام طلبی اختیار کریں گے۔مگر چونکہ اب ان حالات میں اس بات کی ضرورت ہے کہ کرسی پر نماز پڑھنے سے متعلق شرعی مسئلہ عوام کے سامنے بیان کیا جائے اس لئے موجودہ دور کے علماء نے جو تحقیق کی ہے اس کے بارے میں اختصار کے ساتھ کچھ اہم باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں

(خلاصہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

جو شخص قیام پر قادر نہ ہو لیکن کسی بھی ہیئت پر زمین پر بیٹھ کر رکوع وسجدہ کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہو تو اس کے لئے زمین پر بیٹھ کر رکوع وسجدہ کے ساتھ نماز ادا کرنا ضروری ہے،کرسی پر بیٹھ کر رکوع وسجدہ کے اشارہ کے ساتھ نماز ادا کرنا جائز نہیں،اس طرح پڑھی گئی نماز ادا نہیں ہوگی۔

اگر قیام پر قدرت ہے،لیکن گھٹنوں یا کمر میں شدید تکلیف کی وجہ سے سجدہ کرنا طاقت سے باہر ہو، یا وہ شخص زمین پر بیٹھنے پر تو قادر ہو لیکن رکوع اور سجود پر قدرت نہ رکھتا ہو تو ایسی صورت میں زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کی جائے ، کرسیوں کا استعمال کرنا کراہت سے خالی نہیں ہے۔البتہ اگر زمین پر بیٹھنا کسی بھی ہیئت میں دشوار ہو تو پھر کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، جلد ۹۵،شمارہ:۶،رجب ۱۴۳۲ھ،جون ۲۰۱۱ء)

گاڑی اور کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم

کرسی پر نماز پڑھنے کے شرعی احکام میں (فتویٰ نمبر ۸۸:۳۸) کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ: گھٹنوں یا قدموں میں معمولی تکلیف کی وجہ سے فرض نماز میں قیام کو ترک کر دینا اور بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں، ہاں اگر تکلیف اس حد تک پہنچ چکی ہو کہ آدمی کھڑے ہوتے ہی گر جاتا ہو، یا مرض کے بڑھ جانے یا شفا یابی میں دیر لگ جانے کا ظن غالب ہو، یا ناقابلِ برداشت تکلیف پہنچتی ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، لیکن اگر تھوڑی دیر کے لئے ہی کھڑے ہونے کی طاقت ہو تو تب بھی اتنی دیر کھڑا ہونا فرض ہے، اگر چہ دیوار یا لاٹھی وغیرہ کے ساتھ ٹیک لگانی پڑے، اس صورت میں بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

اگر قیام پر قدرت ہو مگر رکوع وسجدہ پر قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنا اور اشارے کے ساتھ سجدہ کرنا جائز ہے، تا ہم اس صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا بہتر ہے۔ اسی طرح اگر رکوع وسجدہ کرنے کی طاقت ہو تو بیٹھ کر اشارے کے ساتھ رکوع وسجدہ کرنا جائز نہیں، بلکہ رکوع وسجدہ کرنا فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ ہاں اگر رکوع وسجدہ کرنے کی بالکل طاقت نہ ہو تو اشارہ کے ساتھ رکوع وسجدہ کیا جا سکتا ہے، لیکن سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارہ سے زیادہ پست ہونا چاہئے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قیام پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں مریض کے لئے بنائی گئی گاڑی میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ رکوع وسجدہ پر بھی قدرت نہ ہو۔ اگر قیام پر تو قدرت نہیں، مگر رکوع وسجدہ پر قدرت ہے تو رکوع وسجدہ کرنا فرض ہے۔ اس صورت میں اگر مذکورہ گاڑی کے سامنے ٹیبل وغیرہ رکھ کر سجدہ ادا ہو سکتا ہو تو اس میں نماز جائز ہے ورنہ نہیں۔ اس سے نماز نہیں ہوگی، لہٰذا کرسی یا سٹول پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں سامنے ٹیبل وغیرہ رکھ کر اس پر سجدہ کرنا فرض ہے، البتہ اس میں یہ ضروری ہے کہ وہ ٹیبل اونچائی میں کرسی یا اسٹول کے برابر ہو، اگر کرسی سے اونچی ہو تو ایک یا دو اینٹ سے زیادہ اونچی نہ ہو، کیونکہ اس سے زیادہ اونچی ٹیبل پر سجدہ کرنا درست نہیں ہے۔ (کرسی پر نماز پڑھنے کے شرعی احکام: ص ۱۲-۱۶)

مریض و معذور کی نماز کا طریقہ

(۱) جو شخص کسی بیماری کی وجہ سے ایسا معذور ہو کہ اس کے لئے قیام ممکن ہی نہ ہو، یا ممکن تو ہو مگر گر جانے کا اندیشہ ہو، یا اس کی حالت اس قدر کمزور ہو کہ جو شرعاً عذر میں داخل ہو سکتی ہو، مثلاً کوئی ایسا بیمار جسے ماہر مسلم ڈاکٹر نے یہ کہا ہو کہ کھڑے ہونے کی وجہ سے تمہاری بیماری میں اضافہ ہو جائے گا، یا صحتیابی میں دیر ہوگی، یا کھڑے ہونے کی وجہ سے نا قابل برداشت درد و تکلیف ہوتی ہو تو ان صورتوں میں پھر زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔ صاحب درمختار فرماتے ہیں:

{ من تعذّر عليه القيام لمرض حقيقي وحده أن يلحقه بالقيام ضرر، قال ابن

عابدين وفى البحر: اراد بالتعذر، التعذر الحقيقى بحيث قام سقط، أو حكمى بان خاف اى غلب على ظنه بتحريه سابقة ،اواخبار طبيب مسلم حاذق زيادته، أو بطأ برئه بقيامه أو دوران رأسه أو وجد لقيامه ألما شديدا صلّى قاعدا}

(الدر مع الشامية:ص۵۶۵ج۲)

(۲) جوشخص قیام پر قادر نہیں لیکن زمین پر بیٹھ کر رکوع وسجدہ کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے تو وہ زمین پر بیٹھ کر رکوع و سجدہ کے ساتھ نماز کا مکلّف و پابند ہے، اس کے علاوہ کسی اور صورت میں اس کی نماز درست نہیں۔

{وان عجز عن القيام وقدر على القعود فانه يصلى المكتوبة قاعدًا بركوع و سجود ولا يجزيه غير ذالک ، فاذا عجز عن القيام يصلى قاعدًا بركوع وسجود}

(تاتار خانیه:ص۶۶۷ج۱)

(۳) اگر کوئی شخص بیٹھ کر رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھنے پر قادر نہیں تو وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنے کا مکلف و پابند ہے، اور یہ شخص اپنے سجدہ کے اشارہ کو رکوع سے زیادہ پست کرے، اور بیٹھنے میں یہ ضروری نہیں کہ تشہد کی حالت میں بیٹھے، بلکہ جس ہیئت پر بھی بیٹھ سکتا ہو بیٹھ جائے۔

{من تعذّر عليه القيام لمرض أو خاف زيادته أووجد لقيامه ألمًا شديداً صلّى قاعداً كيف شاء}۔

(الدر المختار مع الشامية:۵۶۶ج۲،الفتاوى الهندية:۱۳۶ج۱)

"فان عجز عن الركوع والسجود يصلى قاعدًا بالايماء، ويجعل السجود أخفض من الركوع}

(بدائع الصنائع:ص۲۸۴ج۱)

(۴) اگر کوئی شخص خود سیدھا بیٹھنے پر قادر نہیں مگر کسی فرد یا تکیہ یا کسی اور چیز کا سہارا لے کر بیٹھنے پر قادر ہو تو اس پر فرض ہے کہ اس کے سہارے بیٹھ کر نماز پڑھے، اس کے لئے لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

{واذا لم يقدر على القعود مستوياً وقدر متكياً أو مستنداً الى حائط او انسان يجب ان يصلى متكيًا أو مستندًا۔كذا فى الذخيرة}

(الدر المختار مع الشامية :ص۵۶۶ج۲الفتاوى الهندية:ص۱۳۶ج۱)

(۵)اگر کوئی شخص کسی طرح بھی بیٹھنے پر قادر نہ ہو تو پھر لیٹے لیٹے اشارہ سے نماز پڑھتا رہے۔اور لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھنے کی صورت یہ ہوگی کہ چت یعنی کمر پر لیٹے،اور اس کے سر کے نیچے ایک تکیہ رکھ دیا جائے تاکہ وہ بیٹھنے والے کے مشابہ ہو جائے،اور اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے اور وہ اپنے دونوں پاؤں قبلہ کی طرف کو پھیلائے اور اشارہ سے رکوع و سجود کرے،لیکن اگر کچھ طاقت ہے تو دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر لے اور پاؤں قبلہ کی طرف نہ پھیلائے،کیونکہ بلا ضرورت یہ فعل مکروہِ تنزیہی ہے۔

اگر چت نہ لیٹ سکتا ہو تو دائیں یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر بھی اشارہ سے نماز ادا کرنا جائز ہے جبکہ وہ قبلہ رخ ہو، لیکن افضل چت لیٹنا ہے،پھر دائیں کروٹ پر اور پھر بائیں کروٹ پر۔

{فان عجز عن القعود مستلقیًا ویؤمی ایماء لان السقوط لمکان العذر بقدر العذر والأصل فیه قوله تعالیٰ:(فَاذْکُرُوا اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ) قیل المراد من الذکر فی الآیة الصلاة} (البدائع الصنائع:۱۸۴ج۲)

وان تعذر القعود ولو حکمًا أوما مستلقیًا علی ظهره و رجلاه نحو القبلة غیر انه ینصب رکبتیه لکراهة مد الرجل الی القبلة، ویر فع رأسه یسیرًا لیصیر وجهه الیها ، أو علی جنبه الأیمن أو الأیسر ووجهه الیها والأول افضل علی المعتمد} (الدر المختار،الشامیة:ص۵۶۹ج۲)

نوافل بیٹھ کر پڑھنے کا حکم

تندرست آدمی یا معمولی تکلیف والے حضرات جو قیام پر قادر ہیں ان کے واسطے بھی نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بلا کراہت جائز ہے خواہ زمین پر بیٹھ کر پڑھیں یا کرسی پر تاہم بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں نصف ثواب ملتا ہے۔لیکن نوافل اگر زمین پر یا کرسی پر بیٹھ کر پڑھی جا رہی ہو اور پڑھنے والا رکوع اور سجدے پر قدرت رکھتا ہو تو اس پر لازم ہے کہ با قاعدہ جھک کر رکوع کرے اور سجدے زمین پر کرے۔کیونکہ رکوع اور سجدے پر قادر ہونے کی وجہ سے اشارے کے ساتھ رکوع اور سجدے کرنے سے نماز نہیں ہوگی۔ (کرسی پر نماز پڑھنے کے شرعی احکام:ص۱۷)

☆☆☆☆☆

ارکان صلوٰۃ

نماز کے فرائض وارکان کا جاننا نہایت ضروری ہے ،فرائض وارکان سے مراد وہ امور ہیں جو نماز کی ذات میں داخل ہوں ،ان کو نماز کے اجزائے ترکیبیہ بھی کہتے ہیں ۔نماز میں ایک فرض بھی جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے یا بھول کر چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوگی ۔دوبارہ پڑھنی پڑے گی ۔

۱){تکبیر تحریمہ}

نماز شروع کرتے وقت { اَللّٰہُ اَکْبَرُ } کہنے کو تکبیر تحریمہ ،تکبیر اولیٰ اور تکبیر افتتاح کہا جاتا ہے ۔

وجہ تسمیہ

تحریم کا معنیٰ ہے { جَعَلَ الشَّیْئُ مُحَرَّمًا } کسی شیء کو حرام کر دینا ۔ (شرح نقایہ:ص ۶۷ ج ۱)

نماز میں تکبیر کہنے کی وجہ سے وہ تمام کام جو پہلے جائز تھے ،مثلاً کھانا ،پینا ،بات چیت کرنا ،سلام کرنا ،سلام کا جواب دینا ،چلنا ،پھرنا وغیرہ تکبیر یعنی { اَللّٰہُ اَکْبَرُ } کہتے ہی یہ تمام کام نا جائز ہو جاتے ہیں ۔اور یہ نماز کا پہلا فرض ہے ۔ربّ العالمین کا ارشاد ہے { وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ }اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے ۔ (المدثر)

اور دوسرے مقام پر ارشاد ہے :{ وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی } اور اُس نے اپنے رب کا نام لیا پس نماز پڑھی ۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ :

{قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ أَلطُّھُوْر، وَتَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْر، وَتَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْم} (ابو داؤد،ترمذی، ابن ماجه)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز کی چابی وضو ہے ،اس کا تحریمہ تکبیر ہے ،اور اس سے باہر نکلنا سلام ہے ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ :

{ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ : أَللّٰہُ اَکْبَرْ، فَقُوْلُوْا: اَللّٰہُ اَکْبَرْ} (احمد والبیهقی)

جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ:

{ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى يُسْمِعَ مِنْ خَلْفِهٖ} (احمد والحاکم)

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکبیر کہتے وقت آواز بلند فرما دیتے تھے یہاں تک کہ پیچھے والے سُن لیتے۔

{وَكَانَ اِذَا مَرِضَ ، رَفَعَ أَبُوْ بَكْرٍ صَوْتَهٗ يُبَلِّغُ النَّاسَ تَكْبِيْرَهٗ ﷺ } (مسلم)

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے تو حضرت ابو بکرؓ (مکبّر بن جاتے) اور تکبیر کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے تا کہ لوگوں تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکبیر پہنچائیں۔

تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا۔

تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائیں کہ آپ کی انگلیوں اور ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو، اور انگھوٹوں کے سرے دونوں کانوں کی لو سے یا تو بالکل مل جائیں، یا ان کے برابر آجائیں اور باقی انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی رہیں اور ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہو جائیں، ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیوں کو کھلی اور کشادہ رکھیں یا انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیں نہ اپنے ارادے سے ان کو ملائیں اور نہ بہت زیادہ کھولیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ نَشَرَ أَصَابِعَهٗ} (ترمذی:۵۶۷ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لئے تکبیر کہتے تو انگلیوں کو کشادہ اور کھلی رکھتے تھے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{اِذَا اسْتَفْتَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْفَعْ يَدَيْهِ ، وَلْيَسْتَقْبِلْ بِبَاطِنِهِمَا الْقِبْلَةَ ، فَاِنَّ اللهَ أَمَامَهٗ }۔ (رواه الطبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد،۲،۱۰۶)

(پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:) جب تم میں سے کوئی نماز شروع کرے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھائے، اور ہتھیلیوں کو قبلہ رُخ رکھے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت اس کے آگے ہوتی ہے۔

نماز شروع کرتے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں؟

نماز شروع کرتے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں؟ اس کے متعلق مختلف روایات ہیں، بعض میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت، بعض میں دونوں کانوں کے بالائی حصہ تک، جیسا کہ حضرت

مالک بن حویرثؓ کی روایت، اور بعض میں کانوں کی لو کے قریب تک جیسا کہ حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت ہے۔

(۱) چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَاافْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يدَيْهِ حَذْوَ مَنْكَبَيْهِ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے۔

(سنن نسائی: ص ۱۴۰ ج ۱)

(۲) حضرت وائل بن حجرؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَلَمَّا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ } (سنن نسائی: ص ۱۴۰ ج ۱)

فرماتے ہیں کہ: میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، پس جب آپ نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھ اٹھائے حتی کہ اپنے کانوں کے برابر کئے۔

(۳) حضرت مالک بن الحویرثؓ فرماتے ہیں کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا صَلّٰى رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ حِيَالَ أُذُنَيْهِ }

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ) جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شروع کرنے کا ارادہ کرتے تو تکبیر کے وقت ہاتھ کانوں کے برابر اٹھاتے۔ (سنن نسائی: ص ۱۴۰ ج ۱)

اور مسلم شریف کی روایت حضرت مالک بن الحویرثؓ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ:

{ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا فُرُوْعَ أُذُنَيْهِ }

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، جس وقت آپ نماز میں داخل ہوتے تو (تکبیر کے وقت) اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں کے کنارے تک اٹھاتے تھے۔ (مسلم: ص ۱۶۸ ج ۱)

حضرت وائل بن حجرؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ، اِذَاافْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يدَيْهِ حَتّٰى تَكَادَ اِبْهَامَاهُ تُحَاذِيْ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ}۔ (سنن نسائی: ص ۱۴۰ ج ۱)

انہوں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آپ کے دونوں انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ نے ان تمام روایات کے درمیان تطبیق یوں دی ہے کہ نمازی نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں، انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر اور انگلیاں کانوں کے اوپر والے کناروں کے برابر ہوں تا کہ بیک وقت سب روایات پر عمل ہو جائے، اور کسی صحیح حدیث کا ترک لازم نہ آئے۔ باقی سینہ تک ہاتھ اٹھانے والی روایت عذر و مجبوری پر محمول ہے جیسا کہ یہ جملہ کہ ان پر ٹوپیاں اور چادریں تھیں، اسی عذر کی نشاندھی کر رہا ہے کہ سردی کا موسم تھا چادریں لپٹی ہوئیں تھیں اس عذر کی وجہ سے چادروں کے اندر ہی سے سینے تک ہاتھ اٹھائے۔

یاد رکھیں: ہاتھوں کو اٹھاتے وقت ہتھیلیوں کا رخ کانوں کی طرف کرنا، یا دونوں کانوں کو ہاتھوں سے ڈھانک لینا یا کانوں کی لو کو ہاتھوں سے پکڑ لینا یا پوری طرح کانوں تک ہاتھوں کا نہ اٹھانا غلط اور خلاف سنت ہے اس سے بچنا چاہیے۔

دونوں ہاتھوں کو تکبیر کہنے سے پہلے اٹھانا

تکبیر اولیٰ میں دونوں ہاتھوں کو تکبیر کہنے سے پہلے اٹھائیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا بِحَذَآءِ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں مونڈھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر تکبیر کہتے تھے۔

ہاتھ اٹھانے کی حکمت

صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ ہاتھ اٹھانا غیر اللہ سے کبریائی کی نفی کرتا ہے، اور تکبیر کہنا اللہ کے لئے کبریائی کو ثابت کرتا ہے، اور نفی اثبات پر مقدم ہے جیسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں پہلے نفی ہے اور پھر اثبات ہے، اس لئے رفع یدین کو تکبیر سے مقدم ہونا چاہیے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانے میں اللہ کی عظمت کا اعتراف، اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا اتباع ہے۔

حضرت ابو حمید الساعدیؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ رخ ہوتے، دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور تکبیر کہتے۔ (ابن ماجہ ص ۵۸)

(فائدہ) حضرات صحابہ کرامؓ نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے اور تکبیر کہنے کے متعلق تین طریقے سے روایت کی ہے۔

(۱) پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر تکبیر کہتے ۔(۲) تکبیر کہتے پھر ہاتھ اٹھاتے ۔(۳) تکبیر کا کہنا اور ہاتھوں کا اٹھانا ساتھ ساتھ ہوتا تھا۔علامہ عبدالحیٔ فرنگی محلیؒ نے السعایہ میں بیان کیا ہے کہ یہ تینوں طریقے ثابت ہیں ،علماء ہر صورت کے جواز کے قائل ہیں ،صرف اوّلیت میں فرق ہے۔بہر حال اکثر علمائے احناف کے نزدیک پہلا قول کہ اولاً ہاتھ اٹھانا اور پھر تکبیر کہنا اصح ہے کہ اس میں پہلے ہاتھ اٹھا کر غیر اللہ کی نفی کی جاتی ہے اور تکبیر سے ربّ العالمین کی کبریائی اور بڑائی کا ثبوت ہے۔

۴) مقتدی کی تکبیر امام کے بالکل ساتھ ہو یا ذرا دیر بعد ہو،اگر امام سے پہلے ہوگی تو اقتداء صحیح نہ ہوگی۔

{ترک رفع یدین}

احناف کے نزدیک عام نمازوں میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔تکبیر تحریمہ،قنوت اور عیدین والے رفع یدین کے ساتھ تکبیر یعنی اللہ اکبر کہا جاتا ہے اس لئے اسے باقی رکھا گیا ہے اور جو رفع یدین ذکر سے خالی تھے ان سے منع کر دیا گیا۔چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ:

{ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِمَكَّةَ نَرْفَعُ أَيْدِ يَنَا فِيْ بَدْءِ الصَّلَا ةِ وَ فِيْ دَاخِلِ الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ ، فَلَمَّا هَا جَرَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى الْمَدِيْنَةِ ، تَرَكَ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِيْ دَاخِلِ الصَّلَا ةِ عِنْدَالرُّكُوْعِ وَ ثَبَتَ عَلٰى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِيْ بَدْءِ الصَّلَا ةِ }

(اخبار الفقہاء والمحدثین:ص۲۱۴)

جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھے تو نماز کے شروع میں اور نماز کے اندر رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے ، پھر جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو نماز کے اندر رفع یدین چھوڑ دیا اور نماز کے شروع والا رفع یدین کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{رَأَيْتُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكَبَيْهِ ، وَاِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْ كَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْ فَعُ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَلَا يَرْ فَعُ وَلَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ }

(مسند حمیدی:ص۲۷۷ ج۲،مسند ابی عوانہ:ص۴۲۴ ج۱)

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، جب نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے، اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کیا اور رکوع سے سر اٹھایا تو ہاتھ نہیں اٹھائے، اور نہ سجدوں کے درمیان اٹھائے۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھاتے تھے اور یہی احناف کا کہنا ہے اس اعتبار سے یہ حدیث بھی احناف کی صریح دلیل ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہی سے ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ:

{أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ} (بیہقی)

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین کرتے، پھر ساری نماز میں کسی بھی جگہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ فرمایا:

{ أَلَا أُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً }

کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز نہ پڑھ کر دکھاؤں؟ سو آپ نے نماز پڑھی، پس آپ نے صرف ایک مرتبہ رفع یدین کیا۔ (نسائی شریف: ص۱۶۱ ج۱)

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ}

(مسند امام اعظم: ص۳۵۲ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر کہیں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

یہ وہ حدیث مبارکہ ہے جو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے مناظرہ میں امام اوزاعیؒ کے سامنے بیان فرمائی اور ثابت فرمایا کہ اس کی سند کا ہر راوی اپنے دور کا سب سے بڑا فقیہ ہے اور امام اوزاعیؒ کو لاجواب ہو کر خاموش ہونا پڑا۔

حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى اِبْهَامُهٗ قَرِيْبًا مِّنْ أُذُنَيْهِ مَرَّةً وَّاحِدَةً ، ثُمَّ لَا يَعُوْدُ لِرَفْعِهَا فِيْ تِلْكَ الصَّلٰوةِ } (ابو داؤد، دارقطنی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر کہتے تو ایک مرتبہ رفع یدین کرتے، پھر اس نماز میں دوبارہ رفع یدین نہ

کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

{ تُرْفَعُ الْأَيْدِىْ فِىْ سَبْعِ مَوَاطِنَ ، اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ، وَاِسْتِقْبَالَ الْبَيْتِ، وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، وَالْمَوْقَفَيْنِ ، وَعِنْدَ الْحَجَرِ} (رواہ الطبرانی والبزار،مجمع ز)

سات مقامات پر رفع یدین کیا جائے ،شروع نماز میں، اور استقبال بیت اللہ کے وقت اور صفا ومروہ کے قیام کے وقت، اور موقفین کے پاس، اور حجر اسود کے پاس۔

صاحب ہدایہ نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ان سات مقامات میں تکبیر افتتاح کا ذکر تو ہے لیکن رکوع سے قبل و بعد کا کوئی ذکر نہیں ۔حضرت عباد بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِىْ أَوَّلِ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِىْ شَيْئٍ حَتّٰى يَفْرُغَ} (نصب الرایہ:ص۱،۴۰۴)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتداء نماز میں رفع یدین کرتے تھے پھر ساری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہ کرتے تھے حتی کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔

حضرت علامہ انور شاہ صاحب کاشمیریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حضرت جابر بن سمرةؓ سے مروی ہے کہ:

{ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَالِىْ أَرَاكُمْ رَافِعِىْ أَيْدِيْكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ ، أُسْكُنُوْا فِى الصَّلَاةِ } (مسلم:ص۱۸۱ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے ہماری طرف نکل کر آئے (اور صحابہ کرامؓ کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا، صحابہ کرامؓ انفرادی طور پر نماز پڑھ رہے تھے) تو فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں؟ گویا کہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں اٹھی ہوئی ہوتی ہیں، نماز میں سکون کرو۔

اس حدیث میں صراحت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفع یدین کرنے والوں پر ناراض ہوئے اور { أُسْكُنُوْا فِى الصَّلَاةِ } کے جملے نے تکبیر اوّل اور سلام کے درمیان پوری نماز میں سکون کا حکم دے کر بتا دیا کہ اس درمیان میں رفع یدین

نہیں ہے۔اور { مَالِیْ أَرَا کُمْ رَافِعِیْ أَیْدِیْکُمْ کَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ } کے جملے نے اُس رفع کو جو پہلے کی جاتی تھی منسوخ کردیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ:

{ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ،وَأَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَرضی الله عنهما، فَلَمْ یَرْفَعُوْا أَیْدِیَهُمْ اِلَّا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ، وَقَدْ قَالَ مَرَّةً : فَلَمْ یَرْ فَعُوْا أَیْدِیَهُمْ بَعْدَ التَّکْبِیْرَةِ الْأُوْلٰی} (مسند ابی یعلیٰ ۵۰۳۹)

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، ان سب نے شروع نماز کے علاوہ پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں کیا۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِی التَّکْبِیْرَةِ الْأُوْلٰی اَلَّتِیْ یَفْتَتِحُ بِهِ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا یَرْفَعُهُمَا فِیْ شَیْئٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ } (دار قطنی فی العلل)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کی پہلی تکبیر کے بعد ساری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہ کرتے تھے۔

حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا یَرْفَعُهُمَا حَتّٰی یَنْصَرِفُ }۔ (رواه ابو داؤد:ص۷۶ج۱،ابن ابی شیبه :ص۱۲۱ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔

حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ:

{ أَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ أَوَّلِ تَکْبِیْرَةٍ مِّنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا یَرْفَعُ بَعْدَهٗ } (الطحاوی:ص۱۶۳ج۱موطا امام محمد،۹۰)

بے شک حضرت علیؓ جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین کرتے پھر (پوری نماز میں) دوبارہ رفع یدین نہ

کرتے۔

حافظ عینیؒ فرماتے ہیں کہ بدائع میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

{أَلْعَشْرَةُ الَّذِيْنَ شَهِدَ هُمْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ، مَا كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ أَيْدِ يَهُمْ اِلَّا فِيْ اِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ} (عمدة القاری:ص۴: ۳۸۰)

وہ دس صحابہ کرامؓ جن کو پیارے پیغمبر ﷺ نے (ایک ہی مجلس میں) جنت کی بشارت دی تھی وہ صرف نماز کی ابتداء میں رفع یدین کرتے تھے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ پیارے پیغمبر ﷺ، حضرات خلفائے راشدینؓ، اکابر صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ رفع یدین نہیں کرتے تھے اور زمانہ خیر القرون میں کسی مسجد میں نماز میں رفع یدین کرنے والا کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا۔

خواتین کے لئے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کا فرق

خواتین اور بچیوں کے لئے سنت اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھ دوپٹے سے باہر نکالے بغیر کندھوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں، انگلیوں کے کنارے کندھوں تک پہنچ جائیں اور ہتھیلیاں سینے کے برابر رہیں۔ خواتین مردوں کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں اور نہ ہی ہاتھ دوپٹے سے باہر نکالیں۔ پیارے پیغمبر ﷺ نے عورتوں کو یہی حکم دیا ہے اور حضرات صحابہ کرامؓ نے اسی طریقہ کو اختیار فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت وائل بن حجرؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَا ابْنَ حَجَرإذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءأُذُنَيْكَ وَالْمَرْأَةُ تَرْفَعُ يَدَيْهَا حِذَاءثِدْيهَا} (کنز العمال: ص۳۰۷ ج۷)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابن حجر! جب تم نماز پڑھو تو کانوں کے برابر ہاتھ اٹھاؤ، اور عورت اپنے ہاتھوں کو چھاتی (سینہ) کے برابر اٹھائے۔

حضرت امّ الدرداءؓ کے متعلق مروی ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو جب نماز شروع فرماتیں تو کندھے تک لے جاتیں۔ (ابن ابی شیبہ: ص۲۳۹)

☆☆☆☆☆

ہاتھ باندھنے کا طریقہ

مذکورہ بالا طریقے کے مطابق دونوں ہاتھ اٹھائیں اور تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہیں۔

نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا

اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھیں اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کے پہنچے (جوڑ) کے گرد حلقہ بنا کر اسے پکڑ لیں اور باقی تین انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی پشت پر اس طرح پھیلا دیں کہ تینوں انگلیوں کا رخ بائیں ہاتھ کی کہنی کی طرف رہے اور اسی طرح بائیں ہاتھ کو بھی پھیلا دیں کہ اس کی انگلیوں کا رخ دائیں ہاتھ کی کہنی کی طرف رہے۔ اس طرح دونوں ہاتھ ملا کر ناف سے ذرا نیچے اس طرح باندھ لیں کہ ناف ہاتھوں کے بالائی حصہ سے لگی ہوئی ہو۔ (ابوداؤد ص ۱۰۵، نیل الاوطار ص ۸۶، السعایہ ج ۲ ص ۱۵۷)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ باندھنے کی روایات مختلف ہیں کسی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، کسی میں ہے کہ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا، کسی میں ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھا۔ فقہاءؒ جو بفرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث کے معانی کو زیادہ سمجھتے ہیں انہوں نے ایسا طریقہ سمجھایا کہ تمام احادیث پر عمل ہو جائے۔ چنانچہ ان کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہتھیلی ہتھیلی پر بھی آ گئی، انگلی اور انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کو پکڑ بھی لیا، اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں بازو پر بچھ بھی گئیں۔ (مجموعہ رسائل: ۳۷)

حضرت قبیصہ بن ھلب اپنے والد حضرت ھلبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمَّنَا ، فَيَأْخُذُ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ } (تحفة: شرح ترمذی، ۵۹۵)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری امامت فرمایا کرتے تھے، اور اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑتے تھے۔

اس حدیث میں بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑنے کا ذکر ہے، اور پکڑنے کے لئے ہتھیلی اور انگلیاں استعمال ہوتی ہیں۔ حضرت وائل بن حجرؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ: قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ اِلٰى صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّيْ ، فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَقَامَ فَكَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى كَفِّهِ الْيُسْرٰى

وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ} (سنن نسائی :ص۱۴۶ ج۱، مسلم:ص۳۱ ج۱)

میں نے کہا کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کو ضرور دیکھوں گا کہ آپ کس طریقے سے نماز ادا فرماتے ہیں؟ تو ایک روز میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور تکبیر پڑھی، پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر دونوں کانوں کے برابر کئے، پھر اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھا، (یعنی ایک ہاتھ کا پہونچا دوسرے ہاتھ کے پہونچے پر رکھا)۔ اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا۔

حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ:

{كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ

لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے۔ (بخاری)

محدثین نے دوسری احادیث کے پیش نظر بائیں ہاتھ سے ہتھیلی اور گٹا مراد لیا ہے، اور یہی صورت خشوع کے زیادہ قریب بھی ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

{ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى :حَدِيْثُ هُلْبٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ، وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: يَرَوْنَ أَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلَاةِ }

ابوعیسیٰ فرماتے ہیں کہ: حضرت ھُلبؓ کی حدیث حسن ہے، اور اس پر صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور بعد کے اہل علم کا عمل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آدمی نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فِي الصَّلَاةِ } (دار قطنی)

بے شک پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا کرتے تھے۔ (اس حدیث میں بھی بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑنے کا ذکر ہے)۔

حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ:

{مِنْ أَخْلَاقِ النَّبِيِّيْنَ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ } (م، ابن ابی شیبہ)

نبیوں کے اخلاق میں سے نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے۔

خواتین کے لئے ہاتھ باندھنے کا طریقہ

(۱) عورتیں اپنے ہاتھوں کو سینہ پر باندھ لیں عورتوں کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ ان کے لئے سنت سینہ پر ہاتھ رکھنا ہے، مردوں کی طرح ناف کے نیچے نہیں۔ ہاتھ باندھتے وقت عورتیں اپنی دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھیں۔ نہ تو مردوں کی طرح حلقہ بنائیں اور نہ بائیں کلائی کو پکڑیں۔ عورتوں کے لئے اس طرح ہاتھ رکھنا اجماعی مسئلہ ہے، جس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اور یہی حکم مخنث کا بھی ہے۔ (اعلاء السنن: ج۱ص ۱۷۲، البنایہ: ص ۱۲۰، بنایہ شرح ہدایہ: ص ۱۳۳)

(۲) خواتین قیام کی حالت میں ہاتھ اوڑھنی کے اندر ہی رکھیں۔ (۳) خواتین اپنے پاؤں ملا کر رکھیں۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

اوپر ہم نے احناف کے نزدیک ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ ذکر کیا تھا کہ ناف سے ذرا نیچے اس طرح ہاتھ باندھ لیں کہ ناف ہاتھوں کے بالائی حصہ سے لگی ہوئی ہو۔ یاد رکھیں کہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی سینہ پر ہاتھ باندھنے کا قائل نہیں ہے، اور ان کے درمیان اختلاف صرف افضلیت وعدم افضلیت کا ہے۔ شوافع کے نزدیک ناف سے اوپر اور سینہ سے نیچے ہاتھ باندھنا مسنون ہے اس طرح کہ ناف ہاتھوں کے زیریں حصہ سے لگی ہوئی ہو۔ (شرح مہذب: ۳،۳۱۰)

امام احمدؒ کے اقوال دونوں کے موافق ہیں، (یعنی احناف اور شوافع کے۔ (مغنی: ۱، ۵۴۱)

اور امام مالکؒ کے نزدیک ارسال یعنی قیام کی حالت میں ہاتھوں کو کھلا چھوڑنا ہے۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، اور تبع تابعینؒ سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت علقمہ اپنے والد حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ:

{ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ }

فرمایا: میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ نے نماز میں اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر زیر ناف رکھا ہوا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۳۲۲ ج ۳)

حضرت ابی جحیفہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ:

{ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلٰوةِ وَضْعُ الْأَيْدِيْ عَلَى الْأَيْدِيْ تَحْتَ السُّرَّ ةِ}

(مسند احمد:ص۱۱۰ج۱،مصنف ابن ابی شیبه:ص۳۲۴ج۳)

نماز کی سنت میں سے ہے کہ (دائیں ہاتھ کی) ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی (کی پشت) پر ناف کے نیچے رکھنا۔

ہتھیلی پر ہتھیلی رکھنے کی صورت میں صحیح ہیئت جو بلا تکلف تواضع والی ہوتی ہے، وہ ناف کے نیچے ہی ہے، کیونکہ دونوں ہاتھ جب ہتھیلی پر ہتھیلی رکھ کر جسم کے اگلے حصے پر رکھے جائیں گے، تو ان کا صحیح مقام ناف کے قریب ہی بنتا ہے، نہ کہ سینہ پر یا اس کے قریب۔ حضرت ابی جحیفہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ:

{ اِنَّ مِنَ السُنَّةِ فِی الصَّلٰوۃِ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ تَحْتَ السُّرَّ ةِ}

(مسند احمد:ص۱۱۰ج۱،ا[illegible] نف ابن ابی شیبہ:ص۳۲۴ج۳،دار قطنی حدیث نمبر ۱۱۱۲)

نماز کی سنت میں سے ہے کہ (دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی (کی پشت) پر ناف کے نیچے رکھنا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

{قَالَ: وُضِعَ الْکَفُّ عَلَی الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ}

ہاتھ کو ہاتھ پر نماز میں ناف کے نیچے رکھا جائے۔ (الجوہر النقی علی البیہقی: (ص۳۱ج۲،)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

{ ثَلَا ثٌ مِّنْ أَخْلَاقِ النَّبُوَّۃِ تَعْجِیْلُ الْأَ فْطَارِ، وَتَا خِیْرُ السُّحُوْرِ، وَوَضْعُ الْیَدِ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ }

(الجوہر النقی علی البیہقی: (ص۳۲ج۲،محلیٰ ابن حزم:ص۳۰ج۳)

تین باتیں نبوت کے اخلاق میں سے ہیں، روزہ کے افطار میں جلدی کرنا، اور سحری میں تاخیر کرنا، اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نماز میں ناف کے نیچے رکھنا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

{ مِنَ السُّنَّۃِ أَنْ یَّضَعَ الرَّجُلُ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی تَحْتَ السُّرَّۃِ فِی الصَّلٰوۃِ }

نماز کی ایک سنت دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔ (الاوسط لابن المنذر تحت حدیث ۱۲۴۳)

فقہاء کرام کی رائے

(۱) امام صاحبؒ کے شاگرد امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ:

{ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَعْتَمِدُ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ

عَلَى الْأُخْرٰى فِي الصَّلَاةِ ، يَتَوَاضَعُ لِلّٰهِ تَعَالٰى قَالَ مُحَمَّدٌ: وَيَضَعُ بَطْنَ كَفِّهِ الْأَيمَنِ عَلٰى رُسْغِهِ الْأَيْسَرِ تَحْتَ السُّرَّةِ فَيَكُوْنُ الرُّسْغُ فِيْ وَسْطِ الْكَفِّ }

ہمیں امام ابو حنیفہؒ نے خبر دی ،حضرت ابراہیم نخعیؒ سے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے ایک (یعنی دائیں) ہاتھ کو دوسرے (یعنی بائیں) ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع (وعاجزی) اختیار کرتے ہوئے رکھ لیا کرتے تھے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اندرونی حصے کو بائیں ہاتھ کے گٹے پر ناف کے نیچے رکھ لے، جس سے اس کے بائیں ہاتھ کا گٹا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے درمیان میں آجائے گا۔ (کتاب الاثار:ص ۲۴ حدیث نمبر ۱۲۰)

(۲) امام محمدؒ ہی فرماتے ہیں کہ:

{ يَنْبَغِيْ لِلْمُصَلِّيْ اِذَا قَامَ فِي صَلَا تِهٖ أَنْ يَّضَعَ بَاطِنَ كَفِّهِ الْيُمْنٰى عَلٰى رُسْغِهِ الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ ، وَيَرْمِيْ بِبَصَرِهٖ اِلٰى مَوْضِعِ سُجُوْدِهٖ ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ }۔ (الموطا للامام محمد بن الحسن)

نماز پڑھنے والے کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ جب نماز میں کھڑا ہو تو اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا اندرونی حصہ اپنے بائیں ہاتھ کے گٹے پر ناف کے نیچے رکھ لے، اور (کھڑے ہونے کی حالت میں) اپنی نظر کو اپنے سجدہ کی جگہ رکھے، اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔

(۳) امام کاسانیؒ فرماتے ہیں:

{وَأَمَّا مَحَلُّ الْوَضْعِ فَمَا تَحْتَ السُّرَّةِ فِيْ حَقِّ الرِّجَالِ} (بدائع الصنائع:ص ۲۰۱ ج ۱)

کہ مردوں کے لئے ہاتھ باندھ کر رکھنے کی جگہ ناف کے نیچے ہے۔

(۴) شمس الائمہ امام سرخسیؒ فرماتے ہیں:

{ وَأَمَّا مَوْضِعُ الْوَضْعِ فَالْأَفْضَلُ عِنْدَنَا تَحْتَ السُّرَّةِ} (المبسوط:۱، ۲۹)

کہ (مردوں کے لئے) ہاتھ (باندھ کر) رکھنے کی افضل جگہ ہمارے نزدیک ناف کے نیچے ہے۔

(۵) امام برہان الدین مرغینانیؒ فرماتے ہیں:

{وَيَعْتَمِدُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ } (الهدایہ:۱،۱۰۶)

کہ دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھے۔

اس کے علاوہ محقق زمان امام قاضی خانؒ، حافظ عینیؒ، علامہ ابن نجیمؒ، ملا علی قاریؒ ،مفتی شام امام طحطاویؒ، مفتی شام علامہ علاؤ الدینؒ، سب ہی اسی کے قائل ہیں کہ مردوں کے لئے ہاتھ باندھ کر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

(آٹھ مسائل :ص18)

☆**بعض لوگ ہاتھ گرا کر پھر باندھتے ہیں احناف کے یہاں یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔**

۲) قیام کی سنتیں

۱) نماز کی ادائیگی کے لئے بالکل سیدھے کھڑے ہوں اور اپنی نظریں سجدے کی جگہ کی طرف کرلیں۔گردن جھکا کر ٹھوڑی سینہ سے نہ لگائیں اور نہ ہی سینہ جھکائیں۔

۲) قیام یعنی بالکل سیدھا کھڑا ہونا نماز میں فرض ہے اس لئے جب کھڑے ہونے کی طاقت ہوتو کھڑے ہو کر نماز پڑھیں، معمولی تکلیف کی وجہ سے فرض نماز میں قیام کو ترک کردینا اور بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں،لیکن اگر کھڑے ہونے سے سخت مشقت کا سامنا کرنا پڑے، اور نماز کا خشوع اور خضوع جاتا رہے، یا گر جانے کا خطرہ ہوتو ایسی معذوری کی صورت میں پھر بیٹھ کر نماز ادا کرنا جائز ہے۔لیکن اگر تھوڑی دیر کے لئے ہی کھڑے ہونے کی طاقت ہوتو تب بھی اتنی دیر کھڑا ہونا فرض ہے اگر چہ دیوار یا لاٹھی وغیرہ کے ساتھ ٹیک لگانی پڑے،اس صورت میں بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔اگر قیام پر قدرت ہومگر رکوع اور سجدہ پر قدرت نہ ہوتو بیٹھ کر نماز پڑھنا اور اشارے کے ساتھ سجدہ کرنا جائز ہے، تاہم اس صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا بہتر ہے۔اسی طرح اگر رکوع اور سجدہ کرنے کی طاقت ہوتو بیٹھ کر اشارے کے ساتھ رکوع وسجدہ کرنا جائز نہیں بلکہ رکوع وسجدہ کرنا فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی، ہاں اگر رکوع اور سجدہ کرنے کی بالکل طاقت نہ ہوتو اشارے کے ساتھ رکوع وسجدہ کیا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم کراچی)

۳) قیام کی حالت میں اطمینان وسکون کے ساتھ کھڑے ہوں اور بغیر کسی سخت ضرورت کے جسم کے کسی بھی حصے کو حرکت نہ دیں، اگر کھجلی وغیرہ کی سخت ضرورت ہوتو صرف ایک ہاتھ استعمال کریں۔

۴) جسم نہ بالکل اکڑے اور نہ بالکل ڈھیلا پڑے بلکہ عام حالت پر ہونا چاہئے۔

۵) دونوں پاؤں پر برابر وزن ڈالیں،ایک پاؤں پر اس طرح وزن ڈالنا کہ دوسرے میں خم پیدا ہوجائے درست نہیں۔

۶) جمائی آنے لگے تو اس کو روکنے کی پوری کوشش کریں۔

۷) ڈکار آئے تو ہوا کو پہلے منہ میں جمع کرلیں پھر آہستہ آہستہ بغیر آواز کے اسے خارج کریں۔ زور سے آواز کے ساتھ ڈکار لینا نماز کے آداب کے خلاف ہے۔

۸) قیام کی حالت میں نظریں سجدہ کی جگہ پر رکھیں، دائیں بائیں نہ دیکھیں۔

۹) نماز کی حالت میں اِدھر اُدھر نہ دیکھیں۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بیٹے خبردار، نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے سے بچو، نماز میں ادھر ادھر دیکھنا ہلاکت ہے۔ (ترمذی، عمدۃ القاری ج ۵ ص ۳۱۹)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ نماز کی جانب کھڑا ہوتا ہے تو وہ خدائے رحمٰن کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، پس جب وہ اِدھر اُدھر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں! کس کی طرف متوجہ ہوتے ہو؟ کون ہے جو مجھ سے بہتر ہے؟ میری جانب متوجہ رہو اے آدم کی اولاد! میں اس سے بہتر ہوں جس کی جانب تم توجہ کر رہے ہو۔ (ترغیب ص ۳۷۰)

اس لئے جب نماز میں کھڑے ہوں تو قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ، رکوع کی حالت میں دونوں قدموں کی طرف، اور سجدہ کی حالت میں ناک کی طرف اور تشہد کی حالت میں گود کی طرف اور سلام کے وقت اپنے کندھوں کی طرف نگاہ رکھیں۔ (عمدۃ القاری ج ۵ ص ۳۰۶)

۱۰) نماز کی حالت میں اپنی آنکھیں بند نہ کریں حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے پاس ایک خوبصورت نقش ونگار والا کپڑا تھا جسے گھر کی جانب پردہ کے طور پر ڈال دیا تھا۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس پردہ کو ہٹاؤ اس کی تصویریں (نقش ونگار) ہماری نماز میں خلل پیدا کرتی ہیں۔ (بخاری ص ۵۴)

اس سے معلوم ہوا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھیں بند کر کے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ آنکھوں کا بند کرنا یہود کا طریقہ ہے۔

۳) قرأت کی سنتیں

۱) امام کا جہراً تکبیر کہنا

امام تکبیر تحریمہ اور ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کی تمام تکبیریں بقدر حاجت بلند آواز سے کہے۔ حضرت سعید بن حارثؓ روایت فرماتے ہیں کہ:

{ اِشْتَكٰى أَبُوْ هُرَيْرَةَ ؓ، أَوْ غَابَ ، فَصَلّٰى أَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيّ ؓ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ اِفْتَتَحَ ، وَحِيْنَ رَكَعَ } (بخاری، السنن الکبری للبیہقی)

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیمار ہو گئے، یا کہیں گئے ہوئے تھے (اس میں راوی کو شک ہے) تو حضرت ابو سعید خدری ؓ نے نماز پڑھائی تو تکبیر کو بلند آواز سے کہا، جب نماز شروع کی اور جب رکوع کیا۔

۲) مقتدی اور منفرد کے لئے آہستہ تکبیر کہنا

مقتدی اور منفرد (اکیلے نماز پڑھنے والے) کے لئے تکبیر تحریمہ سمیت تمام تکبیریں آہستہ آواز میں کہنا مسنون ہے۔ چنانچہ ام المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ پیارے پیغمبر ﷺ کے مرض وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

{ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يُهَادِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ اِلَيْهِ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ الْأَرْضَ ، فَلَمَّا رَاٰهُ أَبُوْ بَكْرٍ ؓ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ، فَأَشَارَ اِلَيْهِ أَنْ صَلِّ ، فَتَأَخَّرَ أَبُوْ بَكْرٍ ؓ وَقَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى جَنْبِهٖ وَأَبُوْ بَكْرٍ ؓ يُسْمِعُ النَّاسَ التَّكْبِيْرَ }۔ (صحیح البخاری :ص۹۸ ج۱)

پیارے پیغمبر ﷺ دو آدمیوں کے بیچ میں سہارا لیتے ہوئے باہر تشریف لے گئے، گویا میں اِس وقت بھی آپ ﷺ کی طرف دیکھ رہی ہوں کہ آپ ﷺ کے دونوں پیر زمین پر گھسٹتے جاتے ہیں۔ جب حضرت ابو بکر ؓ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے ،لیکن آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ پڑھو، چنانچہ حضرت ابو بکر ؓ کچھ پیچھے ہٹے اور نبی کریم ﷺ اُن کے پہلو میں بیٹھ گئے ۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو تکبیر سناتے جاتے تھے۔

۳) ثناء پڑھنا

تکبیر تحریمہ اور ہاتھوں کو باندھنے کے بعد صرف پہلی رکعت میں امام ہو یا مقتدی دعائے استفتاح یعنی ثناء: آخر تک آہستہ آواز سے پڑھیں۔

{ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ }

اے اللہ! تو شریکوں سے پاک ہے، بے عیب ہے، تیری تعریف کرتا ہوں، تیرے نام میں بڑی برکت ہے، تیری شان سب سے اونچی ہے، اور تیرے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ حِيْنَ تَقُوْمُ } (الطور،۴۸)

اور اٹھتے وقت اپنے رب کی تسبیح وتحمید کیا کریں۔

حضرت ضحاک ؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ثناء پڑھیں۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ : سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُکَ} (نسائی ص۱۴۳)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو { سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ } آخر تک پڑھتے۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ: سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُکَ} (کتاب الدعاء الطبرانی :ص۳۳۴ج۲)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر کہتے ، پھر { سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ } آخر تک پڑھتے۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ : سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُکَ} (سنن نسائی :ص۱،۱۴۳)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو { سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ } ۔الخ پڑھتے۔

یہ عظیم دعاء ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ اِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَی اللّٰهِ أَنْ يَّقُوْلَ الْعَبْدُ، سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُکَ}

اللہ کے ہاں ان کلمات کا پڑھنا بہت ہی محبوب ہے { سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ } آخر تک۔

اسی طرح ابن لبابہ اور علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ:

{أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ كَا نَ يَجْهَرُ بِهٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ، يَقُوْلُ:سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُکَ} (مسلم:۱۷۲،۱)

حضرت عمر بن الخطابؓ (حضرات صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں کبھی کبھی) بلند آواز سے ثناء پڑھتے تھے۔ کیوں؟

{ لِيَتَعَلَّمَهُ النَّاسَ مَعَ أَنَّ السُّنَّةَ اِخْفَآءٌ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهٗ أَفْضَلُ ، وَأَنَّهٗ الَّذِیْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُدَاوَمُ عَلَيْهِ غَالِبًا} (نيل الاوطار:ص۲۱۲ ج۲)

تاکہ لوگوں کو اس کا پتہ چل جائے ، باوجود یکہ اس کو آہستہ آواز سے پڑھنا ہی مسنون ہے، اور یہ عمل دلالت کرتا ہے کہ یہی ثناء پڑھنا افضل ہے اور یہی وہ ثناء ہے جسے پیارے پیغمبر ﷺ اکثر پڑھا کرتے تھے۔

تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا تمام نمازوں میں سنت ہے۔ بعض احادیث میں کچھ اور دعائیں بھی مروی ہیں، لیکن خلفائے راشدین میں سے بالخصوص حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کا لوگوں کی تعلیم کے لئے صحابہ کرامؓ کے سامنے بعض اوقات جہراً ثناء کا پڑھنا اس بات کی واضح علامت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ کا اکثر عمل یا آخری عمل {سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ} کے پڑھنے کا تھا۔ لہٰذا یہ دعاء راجح اور افضل ہے۔ (فتح القدیر لابن ہمامؒ :ص۲۵۲ ج۱)

۴) ثناء سرًّا پڑھنا

حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ:

{ أَرْبَعٌ يُخَافِتُ بِهِنَّ الْإِمَامَ ... سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ الخ}

چار چیزیں ہیں جنہیں امام آہستہ پڑھے، اُن میں پہلی : {سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ} ہے۔

نماز میں ثناء پڑھنے کی حکمت

جس طرح انسان دنیا میں کسی بڑے آدمی کے سامنے اپنی حاجت پیش کرتے وقت ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتا ہے اسی طرح نماز میں بھی مسلمان کو سکھایا گیا کہ وہ احکم الحاکمین ربّ العالمین کی بارگاہ میں حاضری کے وقت بھی اپنی پستی اور

عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لے اور پھر اپنا سوال کرنے سے پہلے اُس احکم الحاکمین کی عظمت اور بزرگی بیان کرے اور اس کی حمد وثناء کے اندر مشغول ہو۔

۵) نوافل میں تکبیر تحریمہ کے بعد دیگر اَدعیہ کا پڑھنا

نوافل میں اور رات کی نمازوں میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء کے علاوہ دیگر مختلف طویل دعائیں پڑھنا بھی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے ،جن کو بدل بدل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے تھے۔مثلاً: حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نوافل پڑھتے تو اللہ اکبر فرماتے اور پھر یہ دعاء پڑھتے:

{إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفاً مُّسْلِماً، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ، وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ أَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ، فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعاً، لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ، لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا، لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئُهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ۔} (مسلم،نسائی)

میں نے تو پوری طرح یکسو ہوکر اپنا رُخ اُس ذات کی طرف کرلیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے ،اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بیشک میری نماز ، میری عبادت اور میرا جینا مرنا سب کچھ اللہ کے لئے ہے ، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے آگے سب سے پہلے سر جھکانے والا ہوں۔اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے تیرا کوئی شریک نہیں ۔اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا ہے، اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دیجئے ، کہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے۔اے اللہ! مجھے اچھے اچھے اخلاق نصیب فرما، کیونکہ تیرے سوا اچھے اخلاق کوئی نہیں دکھا سکتا،

اور برے اخلاق سے مجھے دور کر دے، کیونکہ تیرے سوا برے اخلاق سے کوئی دور نہیں کر سکتا۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں، اور مستعد ہوں تیری حکم برداری کے لئے، اور بھلائی جو بھی ہے وہ سب تیرے ہی دست قدرت میں ہے۔ اور شر تیری طرف سے نہیں، میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں، اے اللہ تو برکت والا اور بلند تر ہے، میں تجھ ہی سے بخشش کا سوال کرتا ہوں اور تجھ ہی سے توبہ کرتا ہوں۔

{ (أَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ أَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔ أَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، } (وہذا أصح حديث ورد في ذلك، رواه شيخان)

اے اللہ! میرے اور میری غلطیوں کے درمیان اتنا (لمبا) فاصلہ کر دے جتنا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ (یعنی زیادہ سے زیادہ) اے اللہ! میری غلطیوں کو دھو دے پانی سے، بارانی برف سے، اور اولوں سے، اور غلطیوں سے اس طرح صاف ستھرا کر دے، جیسے سفید کپڑے کو میل وکچیل سے صاف کر دیتا ہے۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے پوچھا کہ رات کی نماز آپ ﷺ کس طرح شروع فرماتے؟ تو امّ المؤمنین نے جواب دیا کہ جب آپ ﷺ رات میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو نماز کی ابتداء تکبیر تحریمہ کے بعد اس دعاء سے شروع فرماتے تھے۔

{أَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ، وَمِيكَائِيْلَ، وَإِسْرَافِيْلَ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ} .

اے جبرائیل! میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے رب، آسمان و زمین کو پیدا کرنے والے، غیب و حاضر کے جاننے والے، آپ ہی بندوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں، آپ کی اجازت سے آپ جسے چاہتے ہیں سیدھے راستے کی ہدایت دیتے ہیں۔

نوافل اور رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ کبھی ایک دعاء پڑھ لے اور کبھی دوسری تاکہ تمام سنتوں پر عمل ہو جائے۔

٦) تعوّذ {اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ} پڑھنا۔

نماز میں تعوّذ پڑھنا مسنون ہے۔ثناء پڑھنے کے بعد منفرد (یعنی اکیلے نماز پڑھنے والا) اور امام کو چاہئے کہ پست آواز سے یہ تعوّذ { اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ } پڑھیں اس لئے کہ انہوں نے قرأت کرنی ہے،اور مقتدی ثناء پڑھ کر خاموش ہو جائے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ } (النحل:۹۸)

جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود کے حملوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرلیا کرو۔

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَا نَ يَتَعَوَّذُ : اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پناہ حاصل کرنے کے لئے {اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ} پڑھتے تھے۔

ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ بندہ جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان کو بہت غصہ اور غیرت آتی ہے کہ یہ بندہ نماز کے ذریعہ کیوں اللہ کا قرب اور بڑا مرتبہ ومقام حاصل کرے، اس لئے وہ وسوسہ کی صورت میں اس پر مسلط ہو جاتا ہے، اور نماز کے اندر اس کے دل میں طرح طرح کی باتیں ڈالتا رہتا ہے، اس طرح یہ بندہ نماز سے غافل ہو جاتا ہے۔

آدمی نماز کی ادائیگی کے لئے محنت کرتا ہے، وضو کرتا ہے، پھر کام کاج چھوڑ کر مسجد جاتا ہے، اور نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آکر اُسے اُچک لیتا ہے۔ اور اس طرح آدمی دس منٹ کی یہ نماز اس طرح پڑھتا ہے کہ یا تو اس میں سویا ہوتا ہے، یا دنیا جہاں کے خیالات کے اندر مگن رہتا ہے کہ اچانک امام کہتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور سلام پھیر لیتا ہے۔ اور یہ سلام کی آواز سن کر گویا اچانک خیالات سے چونک کر بیدار ہو جاتا ہے اور بغیر نماز سے فائدہ اٹھائے نماز سے باہر نکل آتا ہے تو جیسے نماز میں داخل ہوا تھا خطاؤں اور گناہوں کے بوجھ کے ساتھ اسی طرح نماز سے باہر نکل آتا ہے اور {خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ } کا مصداق بن جاتا ہے۔ اور شیطان اس پر ہنستا اور قہقہے مارتا ہوا خوش خوش واپس لوٹتا ہے۔

اب یہ نمازی شیطان کے اس وار سے کس طرح بچ سکتا ہے اور کس طرح اپنی نماز کی حفاظت کر سکتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ:

{ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ }

اور اگر تمہیں شیطان کی طرف سے کبھی کوئی کچوکا لگے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

شیطان کے وار سے بچنے کے لئے مثال

ایک مرتبہ ایک اُستاد نے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ اگر تمہارے پاس شیطان آئے تو کیا کرو گے؟ شاگرد نے کہا کہ میں اس کو اپنے سے دور کروں گا۔اُستاد نے کہا کہ اگر وہ دوسری مرتبہ پھر آیا تو؟ اس نے کہا میں اسے پھر دور کروں گا۔اُستاد نے کہا اگر وہ پھر آیا تو؟ اس نے کہا میں اس کو پھر دور کروں گا اور اپنے آپ کو اس سے بچانے کی کوشش کروں گا،اُستاد نے کہا اے بیٹے! اس طرح تو یہ معاملہ طُول اختیار کر جائے گا۔پھر اُستاد نے ایک دوسرے انداز سے شاگرد سے سوال کیا اور کہا اچھا یہ بتاؤ،اگر تم ایک راستے سے جار ہے ہو اور تمہارے پیچھے ایک کتا پڑ جائے تو کیا کرو گے؟ اُس نے کہا کہ میں اُسے اپنے سے دور کروں گا۔استاد نے کہا اگر وہ پھر تم پر حملہ آور ہوا تو کیا کرو گے؟ اس نے کہا میں پھر اسے بھگاؤں گا،کہا اگر پھر آیا تو؟ اس نے کہا پھر بھگاؤں گا۔استاد نے کہا بیٹے اس طرح یہ معاملہ طول پکڑ لے گا۔کتے سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ تم چرواہے سے (یعنی کتے کے مالک سے) سے مدد مانگو کہ وہ کتے کو روک لے اور اس طرح آسانی سے تم اس سے بچ جاؤ گے۔

ایسے ہی شیطان بھی حملہ آور کتے کی مانند ہے اس کے وار اور حملہ سے بچنا ہے تو اس کے لئے وہ دروازہ بند کرنا ہوگا جس سے داخل ہو کر یہ تم پر حملہ آور ہوتا ہے۔اور اپنے مالک سے پناہ مانگنی ہوگی کہ وہ اس کے حملہ اور شر سے تمہاری حفاظت فرمائے۔

فرمایا کہ بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے اور بندے کے درمیان میں جو پردے ہیں انہیں اٹھالو۔پھر جب نمازی اِدھر اُدھر متوجہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا دل غافل ہو کر دوسری طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں کہ اب اس کے اور میرے درمیان میں پردے گرادو، اب شیطان اس پر داخل ہو جاتا ہے اور کبھی دنیا کی باتیں عورتوں کی صورت اور طرح طرح کے وساوس پیدا کرتا رہتا ہے۔تو دل وہ دروازہ ہے جب یہ دل سے اللہ کی طرف متوجہ رہے گا تو شیطان اس کے اور اللہ کے درمیان حائل نہیں ہوسکتا ،اس لئے اسے چاہئے کہ اگر ایسے خیالات پیدا ہوں تو فوراً اللہ کی طرف بھاگے اور دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرے۔اس لئے تعلیم دی گئی کہ جب نماز شروع کرو تو اللہ کی پناہ پکڑو اور { اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ } پڑھو۔

تعوّذ کے مختلف الفاظ احادیث میں مروی ہیں اور سب درست ہیں۔حضرت ابوسعید خدریؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ... ثُمَّ يَقُوْلُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ

الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ} (ابوداؤد،ترمذی، مشکوۃ،نسائی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور پھر {اَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ} پڑھتے۔

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی مذکور ہیں:

{ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ }

☆ امام اور منفرد صرف پہلی رکعت میں تعوذ یعنی { اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الَّرجِيْمِ } پڑھیں۔حضرت جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت سے پہلے { اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الَّرجِيْمِ } پڑھتے۔اسودؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ نماز شروع کرتے تو { سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ } پڑھتے پھر { اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الَّرجِيْمِ } پڑھتے۔

(سنن کبریٰ ص۳۶،نیل ص ۱۹۷)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ قَبْلَ الْقِرَأَةِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الَّرجِيْمِ}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت سے قبل { اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الَّرجِيْمِ } پڑھتے تھے۔(تعوّذ صرف پہلی رکعت میں پڑھا جاتا ہے،اور اگر پڑھنا بھول جائے تو بغیر سجدہ سہو کے نماز ہو جاتی ہے۔

(مصنف عبدالرزاق،ج ۲ ص ۵۶)

۷) تسمیہ { بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ } پڑھنا۔

تعوّذ کے بعد آہستہ آواز میں تسمیہ پڑھیں،نماز میں تسمیہ پڑھنا سنت ہے امام اور منفرد ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ سے پہلے { بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ } اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔ پڑھیں،اور مقتدی خاموش رہیں۔ابتداء فاتحہ میں بسم اللہ پڑھنے کا راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے واسطے قرآن پڑھنے کے لئے پہلے اپنے پاک نام سے برکت حاصل کرنے کو مقرر فرمایا ہے۔حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلٰوتَهٗ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ} (ترمذی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز کو { بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ } سے شروع فرماتے تھے۔

حضرت علیؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : يَقْرَأُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ صَلٰوتِهٖ

(دار قطنی :ص۳۰۲ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز میں { بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ } پڑھتے تھے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے شروع میں { بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ } پڑھتے تھے۔ (دار قطنی ص ۳۰۴،۳۰۲،سنن کبریٰ ص ۴۵)

{عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ اِذَا كَانَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَرَء بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ}

حضرت ابن عمرؓ جب نماز شروع فرماتے تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

تسمیہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھی جاتی ہے اور اگر رہ جائے تو نماز ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

۸) ثنائ، تعوذ، بسم اللہ اور آمین آہستہ کہنا۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور حضرات صحابہ کرامؓ کا عمل تسمیہ بلند آواز سے پڑھنے کا نہیں تھا۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ:

{(صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَكَانُوا لَا يَجْهَرُونَ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ } (رواه أحمد)

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور حضرت ابوبکرؓ، اور حضرت عمرؓ، اور حضرت عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یہ (تمام حضرات) { بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ } اُونچی آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔

{وفی رواية: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہ، وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِّنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ } (رواه أحمد)

اور ایک روایت میں ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر الفاروقؓ اور حضرت عثمان الغنیؓ کے پیچھے نمازیں پڑھیں ہیں، ان میں سے کسی کو بھی نماز میں سورۃ الفاتحہ سے پہلے

بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا۔

اور حضرت انسؓ ہی سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسِرُّ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَأَبِىْ بَكْرٍ، وَعُمَرَ رضى اللّٰه عنهما } (مجمع ص۱۰۸)

پیارے پیغمبر ﷺ نماز میں { بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ } آہستہ پڑھتے تھے، اور اسی طرح حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی۔

حضرت براءؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْفٰى بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ } (جامع المسانيد)

پیارے پیغمبر ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: چار چیزوں میں امام اخفا کریگا۔ تعوّذ، بسم اللہ، آمین اور { رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد } میں۔ (السعایہ ص ۱۷۴، مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۷۴ ج ۳)

حضرت ابو وائلؓ فرماتے ہیں کہ:

{ كَانَ عُمَرُ وَ عَلِيٌّ رضى اللّٰه عنهما لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَ لَا بِالتَّامِيْنِ } (شرح معانی الاثار :ص۱۵۰ ج۱ مجمع الزوائد)

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ، نہ بسم اللہ، نہ اعوذ باللہ، نہ آمین زور سے پڑھتے تھے۔

ان تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ بغیر آواز کے پڑھی جائے یہی سنت طریقہ ہے، اور پیارے پیغمبر ﷺ کے جمہور صحابہؓ کا عمل بھی یہی تھا۔ جن میں حضرات خلفائے راشدینؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ شامل ہیں، اور بعد میں حضرات تابعینؒ کا بھی یہی مسلک تھا اور بقیہ اسلاف امت کا بھی یہی عمل رہا ہے۔

۹) سورۃ فاتحہ کا پڑھنا

تسمیہ کے بعد سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کرنا، اگر نمازی امام ہے تو فجر، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کا بلند آواز سے پڑھنا، اور ظہر وعصر کی نماز میں آہستہ پڑھنا۔ اور اگر نمازی امام کی اقتداء میں نماز پڑھا رہا ہے یعنی

مقتدی ہے تو خاموش رہے۔ اور اگر اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تو وہ بھی بسم اللہ کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ بالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ } (رواه البخاري ومسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کی قرأت {اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ} سے شروع فرمایا کرتے تھے۔

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور { اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ } آخر تک پڑھتے تھے۔ پھر ہر آیت کو الگ الگ پڑھ کر دکھایا۔ (ابوداوٗد، دارقطنی)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھی جائے۔ (تلخیص: ص ۲۴۷)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ جب کوئی آدمی امام ہو، یا تنہا اور اکیلے نماز پڑھے تو اُسے سورۃ الفاتحہ پڑھنا ہے فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے، اور فرائض کی آخری دو رکعتوں میں سنت ہے۔ سنت اور نوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا لازم ہے۔ (عمدۃ القاری: ص ۱۲ ج ۲)

تنہا نماز پڑھنا اور امام کے پیچھے نماز پڑھنا دو علٰیحدہ علٰیحدہ مسئلے ہیں۔ جن احادیث میں سورۃ الفاتحہ کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے وہ تنہا نماز پڑھنے والوں کو حکم ہے، جس میں امام بھی شامل ہے، ایسی صورت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اور جن احادیث میں خاموش رہنے کا حکم ہے وہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کا حکم ہے کہ وہ لوگ جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں وہ امام کے پیچھے قرأت نہ کریں، بلکہ خاموش رہیں۔

☆☆☆☆☆

فاتحہ خلف الامام یعنی امام کے پیچھے قرأت کرنا

امام کے پیچھے با جماعت نماز کی ادئیگی کی صورت میں صرف : {سُبۡحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمۡدِکَ وَتَبَارَکَ اسۡمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیۡرُکَ} پڑھ کر خاموش ہوجائیں ، اور پوری توجہ سے امام کی قرأت کوسنیں،اور سری نمازوں میں اپنی زبان کوحرکت دیئے بغیر سورۃ فاتحہ کا دھیان رکھیں۔

امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے

اہل سنت والجماعت کا دعویٰ ہے کہ پہلے امام کے پیچھے قرأت ہوتی تھی بعد میں متروک ہوگئی اور امام کی قرأت کو ہی مقتدی کی قرأت قرار دیا گیا اور مقتدی کو خاموش رہنے اور امام کی قرأت پر اکتفا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔گویا امام اور مقتدی دونوں کی نماز قرأت کے ساتھ ہوتی ہے ،امام کی اس لئے کہ خود اس نے قرأت کی ، اور مقتدی کی اس لئے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے، جب کہ غیر مقلدین کا یہ دعویٰ ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت نہیں بلکہ وہ اپنی قرأت جدا کرے گا، اور یہ کہ صحابہ کرامؓ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اخیر زندگی تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے قرأت کرتے رہے۔ (بارہ مسائل:ص۴۵)

ہمارے اہل سنت والجماعت کے دلائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ وَاِذَا قُرِیَٔ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَہٗ وَاَنۡصِتُوۡا لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ } (الاعراف)

اور جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو،اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

حضرت ابن عباسؓ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ:

{ اِنَّھَا نَزَلَتۡ فِی الصَّلٰوۃِ الۡمَفۡرُوۡضَۃِ } (کتاب القرأۃ:ص۱۷۳ بیہقی)

یہ مذکورہ آیت فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اسی طرح حضرات صحابہ کرامؓ اور حضرات تابعینؒ میں سے : حضرت ابن مسعودؓ (تفسیر ابن جریر:ص۱۰۳ج۹) حضرت ابو ہریرہؓ (دارقطنی) حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ (تفسیر ابن مردیہ) حضرت مجاہدؒ (بیہقی) حضرت ضحاکؒ، حضرت نخعیؒ، حضرت قتادہؒ، حضرت شعبیؒ، حضرت سدیؒ، حضرت عبد الرحمن بن زیدؒ (تفسیر ابن کثیر:ص۲۸۱ج۲) سے مروی ہے کہ یہ

آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(رسول اکرم کا طریقہ نماز:ص۱۸)

امام احمد بن حنبلؒ، امام التفسیر محمد بن حسن النقاشؒ، امام جصاص رازیؒ، حافظ ابن عبد البرؒ، حافظ ابن تیمیہؒ وغیرہ ائمہ حدیث وتفسیر وفقہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نماز میں قرأت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ نے اپنے (فتاویٰ:ص ۱۴۳ ج۱) میں ،اور علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ نے المغنی:ص ۶۰۵ ج۱) میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

{ أَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰی أَنَّهَا نَزَلَتْ فِی الصَّلٰوةِ} (نصب الرایه :ص۱۴ ج۲)

اس پر لوگوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

اسی طرح جمہور مفسرین ،تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر روح المعانی ،تفسیر بیضاوی ،تفسیر کشاف، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر ابو السعود، تفسیر خازن ،الاساس فی التفسیر وغیرہ نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ اس آیت کا شان نزول نماز کے بارے میں ہے۔چنانچہ الاساس فی التفسیر میں اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

{استدل بها الحنفية على ما ذهبوا اليه أنه يكره للمأموم أن يقرأ ورآء الامام مطلقا:لما ذكر تعالىٰ أن القران " بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّ رَحْمَةً "،أمر تعالى بالانصات عند تلاوته اعظاما له واحتراما،لا كما يعتمد ه كفار قريش المشركون فى قولهم{ لَاتَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْ فِيْهِ } الآية ، ولكن يتأكد ذالک فى الصلاة المكتوبة اذا هجر الامام بالقرأة-كما رواه مسلم فى صحيحه من حديث ابى موسىٰ الاشعرىؓ قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ ، فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا" وكذا رواه أهل السنن}

(الاساس فى التفسير:ص۲۰۸۹ ج۴)

جمہور اہل اسلام کا بیان ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ قرأت خلف الامام پر روشنی ڈالی ہے کہ جب امام قرآن کریم کی قرأت کر رہا ہوتو اس وقت مقتدیوں کا وظیفہ صرف یہ ہے کہ نہایت توجہ کے ساتھ اس کی طرف کان لگائے رہیں اور خود خاموش رہیں۔امام کا وظیفہ قرأت کرنا اور مقتدیوں کا وظیفہ خاموشی کے ساتھ توجہ کرنا ہے ۔{اِسْتَمِعُوْا وَاَنْصِتُوْا} امر کے صیغے ہیں اور علماء اصول کے قول کے مطابق امر مطلق وجوب کے لئے آتا ہے۔{اِسْتَمِعُوْا} کا تعلق جہری نماز کے ساتھ

ہے اور {وَاَنْصِتُوْا} کا تعلق سری نماز کے ساتھ ۔کیونکہ جہری نمازوں میں امام کی قرأت کو سننا ممکن ہے اس لئے توجہ سے سننے کا حکم دیا گیا، اور توجہ سے سننے کو خاموش رہنا تو لازم ہے ہی۔اور دوسری نمازوں میں امام کی قرأت کو سننا اگرچہ ممکن نہیں لیکن امام قرأت تو یقیناً کر ہی رہا ہے اس لئے خاموش رہنے کا حکم دے دیا گیا۔ یوں یہ آیت سری اور جہری دونوں طرح کی نمازوں کے تقاضے پر پورا اُترتی ہے۔ (رسول اکرم کا طریقہ نماز:۱۹)

احادیث نبویہ اور آثار صحابہؓ نے اس مسئلہ کو کھول کر بیان کیا ہے۔چنانچہ حضرت یسیر بن جابرؓ فرماتے ہیں کہ:

{ صَلّٰی ابْنُ مَسْعُوْدٍ،فَسَمِعَ أُنَاسًا يَقْرَأُوْنَ مَعَ الْاِمَامِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ : أَمَا آنَ لَكُمْ أَنْ تَفْهَمُوْا ، اَمَا آنَ لَكُمْ أَنْ تَعْقِلُوْا، وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا كَمَا اَمَرَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى} (تفسير ابن كثير:ص۲۸۰ ج۲)

حضرت ابن مسعودؓ نے نماز پڑھائی تو انہوں نے محسوس کیا کہ بعض لوگ امام کے ساتھ پڑھتے ہیں ۔نماز کے بعد آپ نے ایسے لوگوں کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو، اس کے باوجود تم اس بات کو نہیں سمجھتے ؟ کیا اب بھی تمہارے سمجھنے اور عقل سے کام لینے کا وقت نہیں آیا۔

یہ روایت وضاحت سے یہ بات ثابت کرتی ہے کہ پڑھنے والے امام کے پیچھے قرأت کر رہے تھے، اور حضرت ابن مسعودؓ نے انہیں فہم اور عقل سے کام نہ لینے پر تنبیہ کی، اور امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرمایا۔اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس لئے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کتاب اللہ کے عالم ہونے میں تمام صحابہ کرامؓ سے بڑھے ہوئے تھے، اور انہیں ہر سورت اور ہر آیت کا شان نزول بخوبی معلوم تھا۔لہٰذا جب امام قرآن پڑھ رہا ہو تو مقتدی خاموش رہیں۔حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

(۱){ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ }

(موطا امام محمد:ص۹۸(دارقطنی ص۳۲۳)

جو امام کے پیچھے ہو سو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔یعنی اس کے لئے امام کی قرأت کافی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ رَجُلًا قَرَأَ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ ،فَأَوْمَأَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَنَهَاهُ فَلَمَّا

انْصَرَفَ قَالَ أَتَنْهَانِیْ أَنْ أَقْرَأَ خَلْفَ النَّبِیِّ ﷺ ؟ فَتَذَاکَرَا ذَالِکَ حَتّٰی سَمِعَ النَّبِیُّ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَائَتَہٗ لَہٗ قِرَاءَۃٌ }

ایک آدمی نے ظہر یا عصر کی نماز میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے قرأت کی ،اثناء نماز میں ایک آدمی نے اشارہ سے اس کو قرأت سے منع کیا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو قرأت کرنے والے نے منع کرنے والے سے کہا کہ تم مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے قرأت کرنے سے کیوں روک رہے تھے؟ وہ دونوں آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی گفتگو سن لی اور ارشاد فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو اس کے لئے امام کی قرأت ہی کافی ہے۔(اس کو الگ سے پڑھنے کی ضرورت نہیں ،امام کا پڑھنا ہی مقتدی کا پڑھنا ہے)۔ (کتاب القرأۃ للبیہقی:ص۱۲۶)

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے امام کی اقتداء کی تو امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔ (ابن ماجہ:۶۱،کتاب القرأۃ:ص۱۷۰)

یعنی جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو اس کو الگ پڑھنے اور علیحدہ قرأت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ، بلکہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے اور امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے۔اس حدیث میں سری اور جہری نماز کی کوئی قید نہیں ہے لہٰذا اپنے عموم پر ہونے کی وجہ سے ہر نماز کو شامل ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

{ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: تَکْفِیْکَ قِرَأَۃُ الْاِمَامِ خَافَتْ أَوْ جَھَرَ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تجھے امام کی قرأت کافی ہے چاہے وہ آہستہ آواز سے قرأت کرے یا اونچی آواز سے۔ (دار قطنی:ص۳۳۱ج۱)

{ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ أَقْبَلَ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ أَتَقْرَؤُوْنَ وَالْاِمَامُ یَقْرَأُ فَسَکَتُوْا فَسَأَلَھُمْ ثَلَا ثًا، فَقَالُوْا اِنَّا لَنَفْعَلُ ھٰذَا قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا}

(شرح معانی الآثار:ص۱۵۹)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نماز پڑھائی ، نماز سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام ؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم قرأت کرتے ہو جب امام قرأت کر رہا ہو؟ تو صحابہ کرام ؓ چپ رہے ، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ اس سوال کو دہرایا تو صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ ہم ایسا کرتے ہیں ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا مت کرو۔

امام کی قرأت کے وقت مقتدی خاموش رہیں

قال مجاهد :كَانَ رَسُوْلُ اللهِ يَقْرَءُ فِي الصَّلَاةِ ، فَسَمِعَ قِرَأَ ةَ فَتًى مِّنَ الْأَنْصَارِ ؛ فَنَزَلَتْ : وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْ آنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا} (الاعراف) اخرجه البيهقى (155/2)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں تلاوت فرما رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انصاری نوجوان کو (اپنے پیچھے) قرأت کرتے ہوئے سنا، تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا کہ: { وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْ آنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا }اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو، اور خاموش رہو، تاکہ تم پر رحمت ہو۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے قرأت کرنا حضرات صحابہ کرام ؓ میں معمول نہ تھا۔ ورنہ صرف ایک ہی انصاری کے پڑھنے کا کیا مطلب؟ اور جب حکم نازل ہوا تو قرأت نہ کرنے والوں کو کچھ نہ کہا۔ بلکہ منع کیا تو پڑھنے والے ہی کو منع کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ امام کے پیچھے قرأت کروں یا خاموش رہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خاموش رہو یہی تمہارے لئے کافی ہے۔ (دارقطنی ص ۳۳۰)

حضرت ابوموسیٰ الاشعری ؓ فرماتے ہیں کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ خَطَبَنَا ، فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا، وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا ، وَإِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ }

(مسلم:ص۱۷۴ ج۱ دارقطنی ص۳۳۱،مسند ابی یعلیٰ :ج۱۳ ص۲۵۵)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں وعظ فرماتے ، ہمارے لئے سنتوں کو بیان فرماتے،ہمیں نماز سکھلاتے ، اور فرماتے کہ جب تم نماز پڑھو تو اس سے پہلے اپنی صفوں کو درست کرلو ، پھرتم میں سے کوئی ایک امامت کرے ، جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو ،اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموشی سے سنو،اور جب وہ {وَلَا الضَّآلِّيۡنَ} کہے تو تم آمین کہو۔

اس صریح صحیح اور مرفوع حدیث میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے اہتمام سے نماز پڑھنے کا طریقہ بتلایا،اور نماز میں امام اور مقتدیوں کے فرائض، وظائف اور ذمہ داریوں کی بڑی صراحت کے ساتھ وضاحت فرمائی کہ جب تم نماز پڑھنا چاہو تو پہلے اپنی صفیں درست کرلو،اورتم میں سے ایک شخص امامت کے فرائض انجام دے،پھر تکبیر تحریمہ دونوں کے لئے فرض تھی تو اس کی فرضیت {اِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوۡا} کے الفاظ سے بیان فرمائی کہ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو،قرأت کرنا صرف امام کا فریضہ اور ذمہ داری ہے ،مقتدیوں کا کام اور ذمہ داری صرف خاموشی اور توجہ کے ساتھ قرأت کو سننا اور خاموش رہنا ہے تو اس کو ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا{وَاِذَا قَرَأَ فَأَنۡصِتُوۡا} کہ جب وہ امام پڑھے تو تم خاموش رہو۔یہاں یہ نہیں فرمایا کہ {وَاِذَا قَرَءَ فَاقۡرَؤُوۡا} کہ جب امام پڑھے تو تم بھی پڑھو، بلکہ فرمایا کہ خاموش رہو جس سے معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے قرأت نہیں ہے ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت کے بجائے خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیتے۔آگے فرمایا کہ جب امام {وَلَا الضَّآلِّيۡنَ} کہے تو {فَقُوۡلُوۡا آمِيۡنَ} تم آمین کہو۔اس سے بھی معلوم ہوا کہ مقتدیوں کے ذمہ قرأت نہیں ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں فرماتے :

{وَاِذَا قُلۡتُمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ فَقُوۡلُوۡا آمِيۡنَ}

کہ جب تم کہو،جمع کا صیغہ لایا جاتا نہ کہ مفرد کا۔اسی طرح مسلم شریف کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

{وَاِذَا قَالَ الۡقَارِئُ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ فَقَالَ مَنۡ خَلۡفَهٗ آمِيۡنَ}

کہ جب پڑھنے والا {غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ} کہے تو جو اس کے پیچھے ہیں وہ آمین کہیں۔

اس میں پڑھنے کی نسبت صرف امام کی طرف کی گئی ہے۔اور آمین میں مقتدیوں کو بھی امام کے ساتھ یہ کہہ کر شریک کردیا کہ تم آمین کہو، یا پیچھے والے آمین کہیں۔اسی طرح رکوع دونوں کے لئے فرض تھا تو اس کی وضاحت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اس طرح فرمائی کہ {وَاِذَا رَکَعَ فَارۡکَعُوۡا} کہ جب امام

رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ سجدہ دونوں کے لئے فرض تھا تو اس کی تشریح یوں فرمائی {وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا} کہ جب امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَاِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا} (سنن نسائی:ص۱۰۶ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام اس لئے ہے کہ تاکہ اس کی اقتداء کی جائے، سو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرأت کرنے والا امام ہے جو نماز کی حالت میں قرأت کرتا ہے اور کان لگانے اور خاموش رہنے کا حکم مقتدیوں کو ہے۔ حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ ، وَاِذَا قَرَأَالْاِمَامُ فَأَنْصِتُوْا} (سنن ابن ماجہ:ص۶۱، مسند احمد:ص۴۱۵ ج۴)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز سکھلائی فرمایا: جب تم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو تم میں سے ایک تمہارا امام بنے، اور جب وہ امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

{ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا صَلَاةَ الظُّهْرِ فَقَرَأَ مَعَهٗ رَجُلٌ مِّنَ النَّاسِ فِيْ نَفْسِهٖ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ ، قَالَ هَلْ قَرَأَمَعِيَ مِنْكُمْ أَحَدٌ؟ قَالَ ذَالِكَ ثَلٰثًا، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ ، نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا كُنْتُ أَقْرَأُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، قَالَ: مَالِيْ أُنَازَعُ الْقُرْآ نَ، أَمَا يَكْفِيْ أَحَدَكُمْ قِرَأَةُ اِمَامِهٖ ؟ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ ، فَاِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا} (کتاب القرأة:۱۱۴)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک صاحب اپنے جی ہی جی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرأت کرنے لگے، نماز پوری ہوئی تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تم میں سے کسی نے

میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ تین دفعہ آپ ﷺ نے یہ سوال دھرایا، ایک صاحب بولے، جی ہاں یا رسول اللہ میں { سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی } پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ہو گیا ہے کہ مجھے قرآن کی قرأت میں کشمکش میں ڈال دیا جاتا ہے، کیا تمہیں امام کی قرأت کافی نہیں ہے؟ امام تو بنایا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے لہٰذا جب وہ (امام) قرأت کرے تو تم خاموش رہا کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَأَةِ ، فَقَالَ : هَلْ قَرَءَمَعِیَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا فَقَالَ: رَجُلٌ نَعَمْ أَنَا يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ،قَالَ : فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ أَقُوْلُ مَالِیْ أُنَازَعُ الْقُرْآنُ، فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَأَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ} (موطا، نسائی، ابوداؤد، ترمذی)

پیارے پیغمبر ﷺ ایک جہری نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو فرمایا کہ: کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ پڑھا ہے؟ (باوجودیکہ تمام صحابہ کرامؓ موجود تھے) ان میں سے صرف ایک شخص بولا کہ جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کے ساتھ قرأت کی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جبھی تو میں (اپنے دل میں) کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ قرأت میں جھگڑا کیوں کیا جا رہا ہے، (منازعت اور کشمکش کیوں ہو رہی ہے، مجھ سے قرآن کریم کیوں چھینا جا رہا ہے؟) پیارے پیغمبر ﷺ کے اس ارشاد کے بعد صحابہ کرامؓ جہری نمازوں میں قرأت کرنے سے رُک گئے۔

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ پیارے پیغمبر ﷺ کے پیچھے تلاوت کرنے والا ایک شخص تھا جبکہ آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے اور آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والے حضرات صحابہ کرامؓ جم غفیر کی صورت میں موجود تھے، اگر امام کے پیچھے قرأت فرض ہوتی جس طرح بعض لوگ کہتے ہیں تو اس صورت میں پڑھنے والے کو شاباش ملتی، اور نہ پڑھنے والوں کی اصلاح کی جاتی اور انہیں ڈانٹا جاتا کہ تم قرأت نہ کر کے ایک فرض کے ترک کے مرتکب ہوئے، لیکن یہاں پر معاملہ اس کے برعکس ہوا پڑھنے والے کو ڈانٹ پڑی۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ پیارے پیغمبر ﷺ کی طرف سے صحابہ کو نماز با جماعت میں امام کے پیچھے قرأت کا حکم دیا جاتا اور صحابہ کرامؓ کی اکثریت آپ ﷺ کے ارشاد پر عمل نہ کرتی، جب

صحابہ کرامؓ جو شمع نبوت کے وہ پروانے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ادنیٰ اشارہ پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوانگانِ شمع رسالت کو کو حکم فرمائیں کہ امام کے پیچھے قرأت کیا کرو، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، لیکن سوائے ایک شخص کے اکثریت آپ کے ارشاد کی تعمیل پر آمادہ نہیں ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ کیا صحابہ کرامؓ سے یہ جسارت ممکن ہے۔؟ حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ ؓ وَعُمَرَ ؓ، وَعُثْمَانَ ؓ كَانُوْا يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَأَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ } (مصنف عبد الرزاق:ص١٣٩ ج٢، عمدة القارى ج٥ ص١٣)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

{ وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِىْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِىْ فِيْهِ حَجَرٌ } (عمدة القارى :ص١٣ ج٦)

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے، مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں پتھر ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

{ مَنْ قَرَأَ مَعَ الْإِمَامِ فَلَيْسَ عَلَى الْفِطْرَةِ } (عمدة القارى :ص١٣ ج٦)

جس شخص نے امام کے ساتھ قرآن پڑھا وہ فطرت (سنت) پر نہیں ہے۔

علامہ عینیؒ نے اسّی (٨٠) بلند پایہ صحابہ کرامؓ کا امام کے پیچھے ترکِ قرأت پر اتفاق نقل کیا ہے جو گویا ایک قسم کا اجماع ہے۔ (عمدة القارى ج ٥ ص ١٣)

☆☆☆

سورۃ الفاتحہ کے بعد آہستہ آمین کہنا

ہر رکعت میں امام اور منفرد (اکیلے نماز پڑھنے والا) کا سورۃ الفاتحہ کے بعد آہستہ آمین کہنا، اور جہری نماز میں مقتدی کا بھی آہستہ آواز میں آمین کہنا سنت ہے۔ آمین سراً افضل ہے یا جہراً؟ اس میں اختلاف ہے: امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک امام اور مقتدی دونوں کے لئے سراً یعنی آہستہ آمین کہنا سنت ہے۔ اور قول جدید میں امام شافعیؒ بھی مقتدی کے لئے آمین بالسّر کے قائل ہیں۔

آمین دراصل دعاء ہے جس کا معنیٰ ہے {أَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ} اے اللہ قبول فرمائیے۔ قرآن کریم میں رب العزت نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کی دعاء کا ذکر ان الفاظ سے فرمایا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱) {وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَآ اِنَّکَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا لا رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِکَ ج رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ * قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا فَاسْتَقِیْمَا وَلَا تَتَّبِعَآنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ} (یونس:۸۸۔۸۹)

اور موسیٰ نے کہا: اے ہمارے پروردگار! آپ نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگی میں بڑی سج دھج اور مال و دولت بخشی ہے۔ اے ہمارے پروردگار! اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ وہ لوگوں کو آپ کے راستے سے بھٹکا رہے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! اُن کے مال و دولت کو تہس نہس کر دیجئے۔ اور ان کے دلوں کو اتنا سخت کر دیجئے کہ وہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب آنکھوں سے دیکھ نہ لیں۔ اللہ نے فرمایا: تمہاری دعاء قبول کر لی گئی ہے، اب تم دونوں ثابت قدم رہو، اور ان لوگوں کے پیچھے ہرگز نہ چلنا جو حقیقت سے ناواقف ہیں۔

تفسیر درمنثور میں بروایت حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت عکرمہؒ، حضرت ابو صالح، حضرت ابو عالیہ بیان کیا گیا ہے کہ یہاں پر دعاء صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کی، لیکن قبولیت دعاء کے بارے میں ربّ العالمین نے ارشاد فرمایا {اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا} تم دونوں کی دعاء قبول کر لی گئی۔ دراصل حضرت موسیٰ علیہ السلام دعاء کر رہے تھے

اور حضرت ہارون علیہ السلام اُن کی دعاء پر آمین کہہ رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام کی آمین کو بھی دعاء فرمایا ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ آمین دعاء ہے۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

۲){ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ أَعْطَانِیْ التَّامِیْنُ وَلَمْ یُعْطَهُ أَحَدًا مِّنَ النَّبِیِّیْنَ قَبْلِیْ اِلَّا أَنْ یَّکُوْنَ اللّٰهُ قَدْ أَعْطَاهُ هَارُوْنَ یَدْعُوْا مُوْسٰی وَهَارُوْنَ یُؤَمِّنْ }

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے آمین عطا فرمائی ہے اور مجھ سے پہلے حضرت ہارون علیہ السلام کے علاوہ کسی نبی کو نہیں ملی، حضرت موسیٰ علیہ السلام دعاء فرماتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ (بخاری:ص ۱۰۷)

اور آمین چونکہ دعاء ہے اور دعاء اور ذکر میں اخفاء افضل ہے، لہٰذا دعاء کے متعلق قرآن کریم کا حکم ہے:

۳){ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً } (الاعراف:۵۵)

اپنے رب سے دعاء کرو عاجزی کے ساتھ (تذلل ظاہر کرتے ہوئے) اور آہستہ۔

امام رازیؒ اس آیت کریمہ کے بارے میں تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ:

{ اِنَّهَا تَدُلُّ عَلٰی أَنَّهٗ تَعَالٰی أَمَرَ بِالدُّعَاء مَقْرُوْنًا بِا الْأَخْفَاء وَ ظَاهِرُ الْأَمْرِ الْوُجُوْب فَاِنْ لَّمْ یَحْصُلُ الْوُجُوْبَ فَلَا أَقَلَّ مِنْ کَوْنِهٖ نَدُبًا}

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعاء کا اخفاء کے ساتھ امر کیا ہے اور امر کا ظاہر وجوب ہے، پھر اگر وجوب نہ پایا جائے تو ندب تو ضرور ثابت ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ آمین میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ یہ دعاء ہے۔ اگر آمین دعاء ہے تو اس کو اس قرآنی حکم کے مطابق آہستہ کہنا افضل ہے۔اور دوسرا یہ بھی احتمال ہے کہ آمین اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام ہو تو اس صورت میں بھی قرآن کریم کی اس آیت کی وجہ سے بھی آمین کے اندر اخفاء واجب یا کم از کم مستحب ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۴){ وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ } (الاعراف:۲۰۵)

اور اپنے رب کا صبح و شام ذکر کیا کرو، اپنے دل میں بھی، عاجزی اور خوف کے (جذبات) کے ساتھ اور

زبان سے بھی، آواز بہت بلند کئے بغیر! اور اُن لوگوں میں شامل نہ ہو جانا جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ کے پاس ایک بدوی آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا اللہ ہم سے دور ہے کہ میں بلند آواز سے اُسے پکاروں، یا نزدیک ہے کہ آہستہ دعاء کروں؟ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا:

۵){وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ } (البقرۃ)

جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو بتا دیجئے کہ بے شک میں قریب ہوں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ مریم کے شروع میں حضرت زکریا علیہ السلام پر اپنی رحمت نازل فرمانے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

۶){ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ٭ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا} (مریم)

یہ تذکرہ ہے اُس رحمت کا جو تمہارے پروردگار نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب انہوں نے اپنے پروردگار کو آہستہ آہستہ آواز سے پکارا تھا۔ (اُن پر خصوصی رحمت اس لئے نازل ہوئی کہ انہوں نے اپنے رب سے آہستہ آہستہ دعاء کی)۔

(۷) حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ فرماتے ہیں کہ جب پیارے پیغمبر ﷺ غزوہ خیبر ہجری (۷) سات کے لئے نکلے تو لوگ ایک میدان میں پہنچے، وہاں انہوں نے بلند آواز سے {اللہ اکبر، اللہ اکبر} کہنا شروع کیا۔ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ بے شک تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے، تم تو اُس ذات کو پکارتے ہو جو سننے والی اور قریب ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ (بخاری: ص ۶۰۵ ج ۲)

نماز میں متعدد اذکار ہیں اور قرأت کے علاوہ ہر ذکر میں بالاجماع سِرّ (یعنی آہستہ آواز میں کہنا) سنت ہے، اس لئے آمین میں بھی سِرّ ہی سنت قرار پائے گا۔

حضرت شعبہ حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ:

{أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ ،قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ:آمِیْنَ وَخَفَضَ بِھَا صَوْتَہٗ} (رواہ الترمذی:ص ۱۸۰ ج ۱)

پیارے پیغمبر ﷺ نے {غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ} پڑھ کر آمین آہستہ آواز میں

کہی۔

حضرت وائل بن حجرؓ کی تعلیم کے لئے باآواز بلند آمین کہنا

حضرت وائلؓ سے ایک دوسری روایت بھی مروی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے اونچی آواز میں آمین کہی، جس سے امام شافعیؒ اور امام احمدؒ دلیل پکڑتے ہیں۔ اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ { سَمِعْتُهُ وَأَنَا خَلْفَهُ } یعنی آپ ﷺ نے صرف اتنے زور سے آمین کہی کہ میں نے سن لی، درانحالیکہ میں آپ ﷺ کے پیچھے تھا۔ (نسائی، باب قول المأموم اذا عطس)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جہراً آمین صرف وقتی مصلحت کی وجہ سے کہی تھی کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کو نماز کا طریقہ سکھلانا مقصود تھا۔ حضرت وائل بن حجرؓ یمن کے نوابوں میں سے تھے۔ پیارے پیغمبر ﷺ نے یمن کو دو حصوں پر تقسیم فرما کر ایک حصہ پر حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ اور دوسرے حصہ پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو گورنر بنا کر بھیجا تھا، اور بعد میں حضرت علیؓ کو یمن کے ان دونوں حصوں پر قاضی بنا کر بھیجا۔ ان حضرات کی کوشش سے حضرت وائلؓ مسلمان ہوئے، اور اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ منورہ آئے۔ جب یہ مدینہ منورہ سے تین دن کی مسافت پر تھے کہ پیارے پیغمبر ﷺ کو وحی کے ذریعے ان کی آمد کی اطلاع ہوئی، اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ان کے آمد کی خوشخبری سنائی، کیونکہ کسی بڑے آدمی کا مسلمان ہونا پوری قوم کے اسلام کا سبب بنتا ہے۔ پھر جب یہ مدینہ طیبہ پہنچے تو پیارے پیغمبر ﷺ نے ان کا اعزاز و اکرام کیا اور نمازوں کے لئے مسجد نبوی میں ٹھیک اپنے پیچھے ان کے لئے جگہ مقرر فرمائی، تاکہ وہ دین اور نماز سیکھ سکیں۔ یہ حدیث اسی موقع کی ہے۔ چنانچہ حضرت وائلؓ خود فرماتے ہیں:

{ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقَالَ:آمِيْنَ، يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهٗ مَا أَرَاهُ اِلَّا لِيُعَلِّمُنَا }. (آثار السنن:ص۱۲۰، الجهر بالتامين در حاشيه)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ ﷺ نے) { غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْن } پڑھا تو آمین کہا اور اس کے ساتھ آواز کو بلند کیا، میرے خیال میں آپ ﷺ نے جہراً آمین میری تعلیم کے لئے کہی تھی۔

پھر پیارے پیغمبر ﷺ نے بیس دن کے اس قیام میں صرف تین نمازوں میں جہراً آمین کہی تھی، حضرت وائل فرماتے ہیں { فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ آمِيْن ثَلَاثَ مَرَّاتٍ } آپ نے فاتحہ سے فارغ ہو کر تین مرتبہ آمین

کہی (یعنی تین نمازوں میں) بیس دن کی باقی نمازوں میں سراً کہی۔ اگر جہراً آمین کہنے کا معمول ہوتا تو اس سلسلہ کی روایات حدتواتر تک پہنچ جاتیں، کیونکہ صحابہ کرامؓ نے دس سال تک مسجد نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ مگر حضرت وائل کی حدیث کے علاوہ کوئی دوسری حدیث مسئلۃ الباب میں ایسی موجود نہیں جو صریح اور صحیح ہو۔ (تحفۃ الالمعی: ص۵۸۹ ج۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَ: اِذَا قَالَ الْقَارِئُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَالاَ الضَّآلِّيْنَ ، فَقَالَ مَنْ خَلْفَهٗ آمِيْن، فَمَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ أَهْلَ السَّمَآء غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ} (رواہ مسلم:ص۳۸ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قاری (قرآن پڑھنے والاامام) { غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْن } کہے تو اس کے پیچھے مقتدی آمین کہیں، پس جس کی آمین آسمان والوں کی آمین کے موافق ہوئی تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

فرشتوں کی آمین آہستہ ہوتی ہے اس لئے ان کی موافقت تب ہو گی جب آمین آہستہ بھی ہو اور وقت بھی ایک ہو۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا آمِيْن ،فَاِنَّ الْمَلَآ ئِكَةَ تَقُوْلُ آمِيْن وَاِنَّ الْاِمَامَ يَقُوْلُ آمِيْن، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهٗ تَأْمِيْنُ الْمَلَآ ئِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ} (رواہ احمد والنسائی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب امام {غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْن} کہے تو تم آمین کہو، بے شک فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، اور امام بھی آمین کہتا ہے، پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ موافق ہوگئی اُس کے سبب پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امام اور فرشتے آمین کہتے ہیں اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ امام اور فرشتوں کی آمین مقتدی سن نہیں سکتے، اگر مقتدی خود سن سکتے تو پھر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح فرمانے کی ضرورت پیش نہ آتی کہ تم بھی اُن کی موافقت کرتے ہوئے آمین کہا کرو۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

{أَرْبَعٌ يُخْفَيْنَ عَنِ الْاِمَامِ ،أَلتَّعَوُّذُ، وَبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَ آمِيْن، وَأَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ } (کنز العمال:ص۲۷۴ ج۸البنایه :ص ۶۲۰ ج۱)

امام چار چیزیں آہستہ کہے: اعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین اور (أَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد)۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّهٗ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ وَ سَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَآءةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ } (ابو داؤد:ص۱۱۳ ج۱)

ترجمہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سکتے کرتے تھے (یعنی دو جگہ تھوڑی دیر کے لئے خاموشی اختیار فرماتے تھے) ایک جب تکبیر تحریمہ کہتے اُس وقت (یہ سکتہ اس لئے تھا کہ اس میں ثناء پڑھتے تھے) دوسرا جب {غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْن} سے فارغ ہوتے، (یہ دوسرا سکتہ اس لئے تھا کہ اس میں آمین کہتے)۔

سورۃ الفاتحہ کی قرأت کے وقت ہر آیت پر وقف کرنا

سورۃ الفاتحہ کی قرأت کے وقت ہر آیت پر وقف کریں اور سانس توڑ لیں جیسے: {أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ} پڑھنے کے بعد وقف کریں اور پھر پڑھیں {أَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ }، پھر وقف کریں اور پھر {مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ} پڑھیں اور آخر تک اسی طرح پڑھتے رہیں۔ البتہ اس کے بعد سورت کو ملاتے وقت اگر ایک سے زائد آیات بھی ایک سانس میں پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔

فاتحہ کے بعد نئی سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسِرُّ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِى الصَّلٰوةِ وَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رضى الله عنهما} (صحيح ابن خزيمة:ص۲۷۷ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے۔

{ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ أَنَّهُ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَرَءَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَاِذَا فَرَغَ مِنَ الْحَمْدِ قَرَءَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ } (مصنف ابن ابی شیبه)

حضرت ابن عمرؓ جب نماز شروع فرماتے تو { بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ } پڑھتے تھے اور جب سورۃ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہوتے تو { بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ } پڑھتے تھے۔

قرأت یعنی امام اور منفرد کا فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملانا

سورۃ فاتحہ کے بعد امام اور منفرد کوئی ایک سورت، یا ایک بڑی آیت، یا تین چھوٹی آیات پڑھیں۔حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فرائض خمسہ کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت یعنی نماز میں قرآن کا پڑھنا فرض ہے۔

(ہدایہ:ص ۶۳،۷۱ ج۱،شرح نقایہ:ص۶۷ ج۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ } (المزمل)

قرآن میں سے جتنا میسر ہو (نماز میں) پڑھو۔

ہر نماز میں قرأت بقدر سنت کریں، اور قرأت کے لئے ضروری ہے کہ زبان اور ہونٹوں کو حرکت دے کر اس طرح قرأت کریں کہ آپ خود بھی اس کو سن سکیں، صرف دل میں الفاظ کا تصور کر لینے سے نماز درست نہیں ہوگی۔نماز میں مطلق قرأت فرض ہے، جیسا کہ احادیث میں موجود ہے۔چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقِرَآءَةٍ} (مسلم: ۱۷۰ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز نہیں ہوتی بغیر قرآن کے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ،أُخْرُجْ فَنَادِ فِی الْمَدِيْنَةِ أَنَّهُ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقُرْاٰنٍ وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ } (ابو داؤد:ص۱۱۸ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور مدینہ میں یہ اعلان کردو کہ نماز نہیں ہے، مگر قرآن کے پڑھنے سے چاہے، فاتحۃ الکتاب اور کچھ زیادہ ہو۔

حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْأَوْلَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ }

(بخاری :ص۱۰۵، ج۱، مسلم :ص۱۸۵ ج۱، تلخیص :ص۲۴۷)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ الفاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ لاَ صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَئْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَاعِدًا}: قَالَ سُفْيَانُ لِمَنْ يُّصَلِّيْ وَحْدَهٗ } (سنن ابی داؤد:ص۱۲۶ ج۱)

جو سورۃ فاتحہ اور اس سے زائد (یعنی اس کے ساتھ کوئی سورت) نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس حدیث کے راوی حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو اکیلے نماز پڑھ رہا ہو۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ:

{ أُمِرْنَا أَنْ نَقْرَءبِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ} (ابو داؤد:ص۱۱۸ ج۱)

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگ سورۂ فاتحہ اور (قرآن میں سے) جو حصہ میسّر ہو پڑھیں۔

حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ لَا تَجُوْزُ صَلٰوةٌ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِفَا تِحَةِ الْكِتَابِ وَاٰيَتَيْنِ فَصَاعِدًا }

انہوں نے کہا کہ نماز جائز نہیں جب تک اس میں سورۃ فاتحہ اور دو آیتیں یا اس سے کچھ زیادہ حصہ قرآن کا نہ پڑھا جائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:ص۳۶۰ ج۱)

ظہر اور عصر میں آہستہ قرأت

امام اور منفرد ظہر اور عصر میں قرأت آہستہ کریں، فجر، نماز جمعہ، نماز عیدین، وتر باجماعت میں امام بلند آواز سے قرأت کرے۔ مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں بلند اور بقیہ میں آہستہ کرے۔ امام ابن شہاب زہریؒ سے مروی ہے کہ:

{ سَنَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ يُّجْهَرَ بِالْقِرَآءةِ فِي الْفَجْرِ كِلَيْهِمَا ، وَيَقْرَءُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأَوْلَيَيْنِ فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُوْرَةٍ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ سِرًّا فِيْ نَفْسِهٖ ، وَيَقْرَأُ

فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْأُخْرَیَیْنِ مِنْ صَلٰوۃِ الظُّھْرِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃ سِرًّا فِیْ نَفْسِہٖ وَیَفْعَلُ فِی الْعَصْرِ مِثْلَ مَا یَفْعَلُ فِی الظُّھْرِ ، وَیَجْھَرُ الْاِمَامُ بِالْقِرَآءۃِ فِی الْأُوْلَیَیْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ ، وَیَقْرَءُ فِی کُلِّ وَاحِدِ ۃٍ مِّنْھُمَا بِأُ مِّ الْقُرْآنِ وَسُوْرَۃٍ ، وَیَقْرَءُ فِی الرَّکْعَۃِ الْاٰخِرَۃِ مِنْ صَلٰوۃِ الْمَغْرَبِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ سِرًّا فِیْ نَفْسِہٖ ، ثُمَّ یَجْھَرُ بِالْقِرَآءۃِ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْأُوْلَیَیْنِ مِنْ صَلٰوۃِ الْعِشَآء ، وَیَقْرَءُ فِی الْأُخْرَیَیْنِ فِیْ نَفْسِہٖ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَیَنْصُتُ مَنْ وَّرَآءَالْاِمَامِ ، وَیَسْتَمِعُ لِمَا جَھَرَ بِہِ الْاِمَامُ ،لَا یَقْرَءُ مَعَہٗ أَحَدٌ } (نصب الرایہ :ج۲ص۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے کہ فجر کی دونوں رکعتوں میں قرأۃ بالجہر کی جائے ۔ اور ظہر کی نماز میں پہلی دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پوشیدہ طور پر اپنے جی میں پڑھے۔اور ظہر کی آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ ہی آہستہ اپنے جی میں پڑھے ۔اور عصر کی نماز میں بھی اسی طرح کرے، جس طرح ظہر میں کیا۔ اور مغرب کی نماز میں بھی امام پہلی دو رکعتوں میں بالجہر پڑھے ۔ سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ اور آخری رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ آہستہ اپنے جی میں پڑھے۔اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں بھی جہر سے پڑھے اور آخری رکعتوں میں سورۃ فاتحہ آہستہ اپنے جی میں پڑھے۔اور جو لوگ امام کے پیچھے ہوں خاموش رہیں، اور جو امام پڑھتا ہے اُس کو سنیں ۔اور امام کے ساتھ کوئی بھی قرأت نہ کرے۔

حضرت ابو معمرؒ نے حضرت خبابؓ سے پوچھا کہ:

{ أَکَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ قُلْتُ بِأَیِّ شَیْئٍ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ قِرَأَتَہٗ ؟ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِہٖ} (باب القرأۃ فی العصر)

کیا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر، عصر میں قرأت کیا کرتے تھے؟ فرمایا: ''ہاں'' ابو معمر نے عرض کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوتا تھا؟ فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارکہ کے ہلنے سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کا پتہ داڑھی مبارکہ کے ہلنے سے ہوا کرتا تھا۔
اورحضرت خارجہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ ظہر اور عصر کی قرأت میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں ہونٹ ہلتے تھے۔
(مجمع الزوائد ص۱۱۶)

حضرت ابوالاخوصؒ نے حضرات صحابہ کرامؓ سے نقل کیا ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت ظہر وعصر میں داڑھی کی حرکت سے معلوم ہوتی تھی۔ (ابن ابی شیبہ ص ۳۶۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں مروی ہے کہ:

{ أَنَّهُ رَاٰی رَجُلًا یَجْهَرُ بِالْقِرَأَةِ نَهَارًا ، فَدَعَاهُ فَقَالَ : اِنَّ صَلٰوةَ النَّهَارِ لَا یَجْهَرُ فِیْهَا ، فَأَسِرْ قِرَأَتَکَ} (مصنف ابن ابی شیبه :ص۳۶۴ ج۱)

انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دن کے وقت جہر سے قرأت کرتا تھا، تو اس کو بلا کر فرمایا کہ: دن کی نمازوں میں جہر سے قرأت نہیں کرنی چاہئے، اپنی قرأت کو آہستہ کرو۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ:

{صَلٰوةُ النَّهَارِعُجَمَآءُ وَصَلٰوةُ اللَّیْلِ تَسْمَعْ أُذُنَیْکَ } (م۔ ابن ابی شیبه، ۳۶۴ ج۱)

دن کی نمازیں خاموش ہوتی ہیں، اور رات کی نمازیں اتنی بلند آواز سے ہونی چاہئے کہ تمہارے کان سنیں۔

حضرت عبیدہ بن عمرو السلمانیؒ جو مشہور تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ: دن کی نمازوں میں اس طرح پڑھو کہ { اِسْمَعْ نَفْسَكَ } تم خود سن سکو، یعنی تمہارے کانوں تک آواز پہنچے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

رات کی نماز میں قرأت

رات کی نماز میں کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہراً قرأت فرماتے اور کبھی سراً آہستہ۔ اور اتنی آواز ہوتی کہ جو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حجرہ میں ہوتا وہ سن لیتا تھا۔ اور کبھی اتنی اونچی آواز میں قرأت ہوتی تھی کہ چھت تک یا کمرے کے باہر تک آواز پہنچ جاتی تھی۔ اور اسی کا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ جب ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرامؓ کے اعمال کی نگرانی کے لئے نکلے اور سیدنا حضرت ابوبکرؓ پر جب آپ کا گذر ہوا تو وہ اتنی آہستہ آواز میں تلاوت فرما رہے تھے کہ مشکل سے سنائی دیتی تھی، اور جب حضرت عمرؓ پر گزر ہوا تو وہ اونچی آواز سے تلاوت فرما رہے تھے، صبح کو جب دونوں حضرات پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{يَا أَبَا بَكْرٍ ! مَرَرْتُ بِکَ وَأَنْتَ تُصلِّيْ تَخْفَضُ مِنْ صَوْتِکَ ؟ قَالَ: قَدْ أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ! وَقَالَ لِعُمَرَ: مَرَرْتُ بِکَ وَأَنْتَ تُصَلِّيْ رَافِعًا صَوْتُکَ؟ فَقَالَ: يَا رَسُوْلُ اللهِ ! أُوْقَظُ الْوَسْنَانَ،وَ أَطْرِدُ الشَّيْطَانَ ۔فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : يَا أَبَا بَكْرٍ! اِرْفَعْ مِنْ صَوْتِکَ شَيْئًا، وَقَالَ لِعُمَرَ: اِخْفِضْ مِنْ صَوْتِکَ شَيْئًا} (رواه ابو داؤد)

اے ابو بکر! (رات کو) میں تمہارے پاس سے گزرا ،اور آپ نماز میں آہستہ آواز سے تلاوت کر رہے تھے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اُس کو سنا رہا تھا جس سے میں مناجات کر رہا تھا۔اور حضرت عمرؓ سے فرمایا: (اے عمر) میں تمہارے پاس سے گزرا تو آپ اونچی اونچی آواز میں تلاوت کر رہے تھے؟ (حضرت عمرؓ نے عرض کیا) یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سوئے ہوں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا ، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! تم اپنی آواز کو تھوڑا اونچا کرو، اور اے عمر! تم اپنی آواز کو ذرا آہستہ کرو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ:

{أَلْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرُ بِالصَّدَقَةِ ،وَالْمُسِرُّ بِا لْقُرْآنِ كَالْمُسِرُّ بِالصَّدَقَةِ }

اونچی آواز سے تلاوت کرنے والے کی مثال علانیہ صدقہ کرنے والے کی سی ہے، اور آہستہ تلاوت کرنے والے کی مثال خفیہ صدقہ دینے والے کی سی ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

قرأت میں الفاظ کا پڑھنا ضروری ہے

قرأت میں الفاظ کا پڑھنا ضروری ہے، محض خیال سے قرأت کرنے سے نماز نہ ہوگی جب تک زبان کو حرکت نہ دی جائے اور اپنے کان نہ سنیں ،قرأت متحقق نہ ہوگی ،سوائے اس کے کہ اگر معذور ہو۔ (ہدایہ: ص ۷۴ ج ۱، شرح وقایہ: ص ۱۴۹ ج ۱)

فرائض کی آخری رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کا پڑھنا

فرائض کی آخری دو رکعتوں اور مغرب کی آخری رکعت میں صرف سورہ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔ (ہدایہ: ص ۹۶ ج ۱، نماز مسنون، ۲۸۷)

حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَءُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ

الْكِتَابِ وَ سُوْرَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَيَقْرَءُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِفَا تِحَةِ الْكِتَابِ} (مسلم :۱، ۱۸۵، بخاری :۱۰۷ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھتے تھے، اور کبھی کبھی کوئی ایک آدھ آیت ہم کو بھی سنا ڈالتے تھے۔ اور آخری دو رکعتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف سورۃ فاتحہ ہی پڑھتے تھے۔

۱۱) صرف فجر کی نماز میں پہلی رکعت کی قرأت بہ نسبت دوسری رکعت کے لمبی کرنا۔

۱۲) فجر اور ظہر میں سورۃ فاتحہ کے بعد طِوَالِ مُفَصَّل، اور عصر اور عشاء میں اَوْسَاطِ مُفَصَّل، اور مغرب میں قِصَارِ مُفَصَّل، کا پڑھنا۔

طِوَالِ مُفَصَّل: سورۃ حجرات سے لے کر سورۃ بروج تک۔

اَوْسَاطِ مُفَصَّل: سورۃ بروج سے لے کر سورۃ بینہ تک۔

قِصَارِ مُفَصَّل: سورۃ بینہ سے لے کر سورۃ الناس تک۔

(۴) رکوع: اور اسکی سنتیں

رکوع کے معنی سر جھکانے کے ہیں، اور اصلاح میں رکوع نماز کی مخصوص کیفیت کا نام ہے جس میں انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بندگی کے اظہار کے لئے اپنے سر اور پشت کو جھکا کر نیاز مندانہ کھڑا ہوتا ہے اور مالک کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ رکوع بھی نماز کے فرائض اور ارکان میں سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

۱) { وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ } (بقرہ: پ۱)

اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

۲) { وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ } (المرسلٰت: پ۲۹)

(اللہ تعالیٰ نے کفار کی مذمت میں بیان فرمایا ہے کہ:) اور جب ان سے کہا جاتا ہے رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔

فضائل رکوع

۱) { یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ } (حج: پ۱۷)

اے ایمان والو! رکوع کرو، اور سجدہ کرو، اور اپنے پروردگار کی بندگی کرو، اور بھلائی کے کام کرو، تا کہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔

۲) ایک دفعہ قبیلہ بنوثقیف کے سردار پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ، اور نماز کے سلسلہ میں عرض کیا کہ ہم نماز تو پڑھتے ہیں لیکن رکوع ہم سے نہیں ہوتا ،اس لئے کہ اس میں ہم اپنی تذلیل سمجھتے ہیں تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: { لَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَا رُكُوْعَ فِیْهِ } کہ اس دین میں کوئی بہتری نہیں جس میں رکوع نہیں۔

(مسند احمد: ص ۲۱۸ ج ۴، نماز مسنون: ص ۲۹۵، بیہقی: ص ۴۴۵ ج ۲)

۳) حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: جوشخص ایک رکوع کرتا ہے یا ایک سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے، اور اس کی ایک خطا معاف کر دیتا ہے۔

رکوع کی مسنون کیفیت

رکوع کرتے وقت ان باتوں کا خیال رکھیں: قرأت سے فارغ ہونے کے بعد تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں، کمر اور سر کو برابر رکھیں، ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں، کہنیوں کو جسم سے جدا رکھیں اور اطمینان سے رکوع کریں۔

۱) رکوع کی تکبیر کہنا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ یُكَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ ثُمَّ یُكَبِّرُ حِیْنَ یَرْكَعُ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے ، پھر جب رکوع کے لئے جھکتے تو تکبیر کہتے۔ (ترمذی ص ۵۸، بخاری ص ۱۰۹ ج ۱، سنن کبریٰ ص ۶۷)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھکنے ،اٹھنے ،کھڑے ہونے اور بیٹھنے پر " اللہ اکبر) کہتے تھے۔اسی طرح سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا حضرت عمرؓ بھی کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نماز میں اٹھنے بیٹھنے میں "اللہ اکبر" کہتے تھے۔

(سنن کبریٰ)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ رکوع میں جاتے ہوئے، سجدہ میں جاتے ہوئے اور اس سے اٹھتے ہوئے، تشہد سے تیسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے غرض ہر اٹھنے بیٹھنے کے موقع پر آپ ﷺ تکبیر "اللہ اکبر" کہتے تھے۔ یہ تکبیر ہر ایک کے لئے ہر حالت میں سنت ہے امام کے لئے، مقتدی کے لئے اور تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے۔

۲) رکوع میں تین بار {سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم} پڑھنا۔

رکوع میں جا کر تین یا پانچ بار یہ تسبیح پڑھیں: {سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم} میرا رب جس کی بڑی شان ہے، ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ:

{لَمَّا نَزَلَتْ (فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِيْمِ) قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » اِجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ} (أبو داؤد:ص١، ١٣٣، وأحمد، ترمذی)

جب آیت کریمہ {فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِيْمِ} (ترجمہ: اپنے عظیم رب کے نام کی تسبیح کرو)۔ نازل ہوئی تو پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں رکھ لو۔ یعنی رکوع میں {سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم} کہہ کر اس کی تعمیل کرو۔

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم وَفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى} (ترمذی)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو آپ ﷺ رکوع میں {سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم} اور سجدہ میں {سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى} پڑھتے تھے۔

رکوع وسجود میں تسبیح کا عدد

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ رکوع میں تین مرتبہ {سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم} پڑھتے تھے۔ (دارقطنی ج ۱ ص ۳۴۲)

حضرت ابوبکرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَبِّحُ فِيْ رُكُوْعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم ثَلاَثًا وَفِيْ سُجُوْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ثَلاَ ثاً} (رواه الطبراني، آثار السنن، ۱۱۴، ۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رکوع میں تین بار { سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم } کہتے تھے اور اپنے سجدوں میں تین بار { سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى } پڑھتے تھے۔

اسی طرح کی ایک روایت حضرت ابن مسعودؓ سے بھی مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ ،فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ وَذَالِكَ أَدْنَاهُ} (ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجه)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور رکوع میں تین مرتبہ { سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم } کہے تو اس کا رکوع مکمل ہوگا اور یہ اس کی ادنیٰ مقدار ہے۔

☆ رکوع اور سجود میں (۳) تین بار تسبیح کہنا کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔(۵) پانچ بار کہنا اوسط درجہ ہے، اور (۷) سات بار کہنا اعلیٰ درجہ ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ: ص۳۱۵ ج۲)

۳) اعتدال کے ساتھ رکوع کرنا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجدہ جب کرو تو اعتدال کے ساتھ کرو۔ (نسائی ص۱۶۱)

حضرت ابوحمید الساعدیؓ سے مروی ہے کہ:

{ فَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ كَفَّيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ غَيْرَ مُقْنِعٍ رَأْسَهُ وَلَا صَافِحٍ بِخَدِّهِ } (رواه أبو داود، ونسائی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع کرتے تو اعتدال کے ساتھ کرتے، نہ سر کو زیادہ جھکاتے اور نہ اٹھاتے، ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علیؓ! اس شخص کی مثال جو نماز میں پیٹھ کو

ٹھیک اور اطمینان سے نہیں رکھتا اس حاملہ عورت کی طرح ہے کہ ولادت کا زمانہ آیا اور اسقاط ہو گیا، نہ حاملہ رہی اور نہ ہی بچے والی رہی۔ (ترغیب ص۳۳۸)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشادفرمایا: {ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعًا} پھر اطمینان سے رکوع کیجئے۔ (بخاری:۱۰۵ج۱)

رکوع کرتے وقت سر، پیٹھ اور سرین کو ایک سطح پر رکھنا

رکوع کرتے وقت سر، پیٹھ اور سرین کو برابر سیدھا ایک سطح پر رکھنا۔ نہ اس قدر جھکانا کہ ٹھوڑی سینے سے لگنے لگے اور نہ اتنی اونچی رکھنا کہ کمر سے بلند ہو جائے۔ حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُجْزِئُ صَلَاةً لَا يُقِيْمَ الرَّجُلُ فِيْهَا يَعْنِىْ صُلْبَهٗ فِى الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ } (ترمذی)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشادفرمایا: وہ نماز کافی نہیں جس میں نمازی رکوع میں اپنی کمر کو سیدھا نہ رکھے۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

{كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يَشْخَصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذٰلِک} (رواہ ابن ماجہ:ص۱۹۴، مسلم)

پیارے پیغمبر ﷺ جب رکوع فرماتے تو سر کو نہ جھکاتے نہ اُوپر کرتے، بالکل برابر بین بین رکھتے۔

حضرت وابصہ بن معبدؓ فرماتے ہیں کہ:

{رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى فَكَانَ إِذَا رَكَعَ سَوَّى ظَهْرَهُ حَتَّى لَوْ صُبَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ لَاسْتَقَرّ} (رواہ ابن ماجہ)

میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے رکوع کیا تو پیٹھ کو بالکل برابر رکھا کہ اگر اس پر پانی ڈالا جائے تو ٹھہر جائے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب رکوع فرماتے تو اس طرح فرماتے کہ اگر کسی پیالہ میں پانی رکھ کر پشت مبارک پر رکھ دیا جائے تو پانی نہ گرے۔ (مجمع ج ۲ ص ۱۲۳، مسند احمد ج ۱ ص ۱۳۳)

۵) دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑنا

دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑنا اس طرح کہ ان کی انگلیاں کھلی ہوئی اور کشادہ ہوں ،اور یہ کہ انگلیوں کا رخ پنڈلیوں کی جانب ہو۔حضرت ابو مسعودؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھتے ، اور انگلیوں کو نیچے رکھتے ،اور انگلیوں کے درمیان کشادگی رکھتے۔ (ابوداؤد ص ۱۲۶،نسائی ص ۱۵۹)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

{ فَاِ ذَا رَکَعْتَ فَضَعْ رَاحَتَیْکَ عَلٰی رُکْبَتَیْکَ ، ثُمَّ فَرِّجْ بَیْنَ أَصَابِعِکَ ثُمَّ امْکُثْ حَتّٰی یَأْ خُذَ کُلُّ عُضْوٍ مَّأْخَذَہٗ} (ترمذی:۱۰۶۰ کنز العمال ج۷ ص۴۵۴)

جب تو رکوع کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ، پھر اپنی انگلیوں کو کشادہ کر، اتنی دیر ٹھرا رہ کہ ہر عضو اپنی جگہ پر آجائے۔

٦) پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا

پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا اس طرح کہ ان میں خم نہ ہو، اور دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں پر سہارا دینا۔

۷) دونوں پاؤں پر برابر وزن ڈالنا

دونوں پاؤں پر برابر وزن ڈالنا، اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ایک دوسرے کے بالمقابل (آمنے سامنے) رکھنا اس طرح کہ ان کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب ہو،اور دونوں قدموں کا فاصلہ (۴) چار انگلیوں کے برابر ہو۔

۸) دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں پر سہارا دینا

دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں پر سہارا دینا اس طرح کہ بازو سیدھے تنے ہوئے ہوں اور ان میں خم نہ ہو۔چنانچہ حضرت ابو حمید الساعدیؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب رکوع فرماتے تو:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَکَعَ فَوَضَعَ یدَیْہِ عَلَی رُکْبَتَیْہِ کَأَنَّہُ قَابِضٌ عَلَیْھِمَا وَوَتَّرَ یَدَیْہِ فَنَحَاھُمَا عَنْ جَنْبَیْہِ } (رواہ أبو داود،ونسائی)

پیارے پیغمبر ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اس طرح جیسے گھٹنوں کو پکڑے ہوئے ہوں،اور اپنے ہاتھوں کو تان لیتے ،اور اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے۔

حضرت ابو مسعودؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے۔ (ابوداؤد)

۹) دونوں بازؤں کو دونوں پہلوؤں سے جدا رکھنا۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنے پہلوؤں کو الگ رکھتے (مجمع، ابن ماجہ ص ۸۴)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنی کہنیوں کو جدا رکھتے۔

(نسائی ص ۱۵۹۔ مسند احمد ج ۴ ص ۱۱۹)

اسی طرح حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ (رکوع میں) اپنی کہنیوں کو بغل سے جدا رکھتے تھے۔

(نسائی ص ۱۵۹)

۱۰) رکوع کی حالت میں نظریں پاؤں کی طرف رکھنا۔

اگر نظر قدموں پر رہے گی تو سر معتدل رہے گا، اگر نگاہ کو سجدہ کی جانب رکھا جائے گا تو سر اٹھ جائے گا، اور اگر گھٹنوں کی جانب ہوگی تو سر جھک جائے گا، اس لئے سر کو معتدل رکھنے کے لئے نظر دونوں قدموں کی طرف رکھیں۔

رکوع نا تمام کرنا بدترین چوری ہے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةَ الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ ، قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ ؟ قَالَ لَایُتِمُّ رُکُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا}

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اپنی نماز سے کیسے چوری کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو نماز کا رکوع وسجود پورا نہیں کرتا وہ نماز کا چور ہے۔ (مسند احمد، مشکوۃ)

جس نے رکوع پالیا اُس نے رکعت پالی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ اِذَا أَتٰى أَحَدُکُمُ الصَّلٰوۃَ وَالْاِمَامُ عَلٰی حَالٍ فَلْیَصْنَعْ کَمَا یَصْنَعُ الْاِمَامُ}

جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے آئے اور امام کسی حالت میں ہو تو وہ وہی کرے جو امام کر رہا ہے۔

یعنی اگر امام قیام میں ہو تو وہ بھی قیام کرے، اور اگر رکوع میں ہو تو وہ بھی رکوع میں چلا جائے اور اگر سجدہ میں ہو تو وہ بھی سجدہ میں چلا جائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَاجِئْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا وَلَا تَعُدُّوْھَا شَیْئًا ، وَمَنْ أَدْرَکَ الرَّکْعَۃَ فَقَدْ أَدْرَکَ الصَّلٰوۃَ } (ابو داؤد:ص۱۴۵ ج۱)

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہمیں سجدہ میں پاؤ تو تم بھی سجدہ میں چلے جاؤ، لیکن اسے کچھ شمار نہ کرنا۔ اور جس نے رکوع پالیا اس نے نماز پالی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

{ اِذَا أَدْرَکْتَ الْاِمَامَ رَاکِعًا، فَرَکَعْتَ قَبْلَ أَنْ یَرْفَعَ فَقَدْ أَدْرَکْتَ ، وَاِنْ رَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَرْکَعَ فَقَدْ فَاتَتْکَ } (مصنف عبد الرازاق،:۲۷۹ ج۲)

جب تم نے امام کو رکوع کی حالت میں پالیا اور اس کے رکوع سے اٹھنے سے پہلے تم نے رکوع کر لیا تو تم رکعت کو پا گئے، اور اگر تمہارے رکوع میں جانے سے پہلے امام نے سر اٹھا لیا تو رکعت فوت ہو گئی۔

علامہ ابن رشد مالکیؒ لکھتے ہیں کہ جمہور کا قول یہ ہے کہ:

{اِذَاأَدْرَکَ الْاِمَامَ قَبْلَ أَنْ یَرْ فَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَرَکَعَ مَعَہٗ فَھُوَ مُدْرِکٌ لِلرَّکْعَۃِ وَلَیْسَ عَلَیْہِ قَضَآ ئُھَا } (بدایۃ المجتھد (ص ۱۵۸ ج۱)

اگر امام کے سر اٹھانے سے پہلے کوئی شخص امام کو رکوع میں پالے تو اس نے رکعت پالی، اور اس پر اس رکعت کی قضاء نہیں ہے۔

اور دارقطنی (ص ۱۳۲ ج۱) میں ہے کہ:

{ مَنْ أَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الصَّلٰوۃِ فَقَدْ أَدْرَکَھَا قَبْلَ أَنْ یُّقِیْمَ صُلْبَہٗ }

جس نے نماز کا رکوع، امام کے اپنی پیٹھ سیدھی کرنے سے پہلے پالیا، پس اس نے وہ رکعت پالی۔

خواتین کے لئے رکوع کرنے کا طریقہ

۱) خواتین رکوع میں اتنا جھکیں کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، مردوں کی طرح خوب اچھی طرح جھک کر کمر کو سیدھا نہ کریں۔ (طحطاوی علی المراقی ص ۱۴۱)

۲) دونوں ہاتھوں کی انگلیاں گھٹنوں پر ملا کر رکھیں، مردوں کی طرح کشادہ کر کے گھٹنوں کو نہ پکڑیں۔
(درمختار۔نمازیں سنت کے مطابق پڑھیں ص ۲۶)

۳) بازؤں کو پہلوں سے لگا کر رکھیں۔

۴) دونوں پاؤں پر وزن برابر ڈالیں اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ایک دوسرے کے قریب اس طرح رکھیں کے پاؤں کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ (بہشتی زیور)

۵) عورتیں رکوع میں صرف اس قدر جھکیں کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، اپنی ٹانگیں بالکل سیدھی نہ رکھیں، بلکہ گھٹنوں کو آگے کی طرف ذرا سا خم دیکر کھڑی ہوں کہ اس میں ستر کا زیادہ اہتمام ہے۔ (درمختار)

۶) جہاں تک ہوسکے سکڑ کر رکوع کریں۔ (عمدۃ القاری ج ۶ ص ۱۰۱، شامی ص ۴، ۵)

قومہ کی سنتیں

۱) رکوع کے بعد اطمینان سے سیدھا کھڑا ہونا اس طرح کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے اور پیٹھ بالکل سیدھی ہو جائے، اور ہر عضو مطمئن ہوجائے۔

قومہ: رکوع سے اُٹھ کر سجدہ میں جانے سے پہلے کھڑے ہونے کو کہتے ہیں۔ رکوع اور سجدہ کی طرح قومہ میں بھی احناف کے یہاں راجح قول کے مطابق اعتدال اور اطمینان واجب ہے۔ مولانا یوسف بنوریؒ معارف السنن میں لکھتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ (قومہ کے اندر) اتنی دیر ٹھرنا کہ حرکت بند ہوجائے فرض ہے، پھر ایک تسبیح کے بقدر ٹھرنا واجب ہے اور تین تسبیح کے بقدر سنت۔ علامہ عینی نے یہی تحقیق پیش کی ہے، اور اسی کو امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ، امام اوزاعیؒ، صاحبینؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ کا مذہب قرار دیا ہے۔ (معارف السنن: ص ۹ ج ۳)

قومہ کی دعاء

۲) رکوع سے اٹھتے وقت امام کو {سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ} با آواز بلند کھنا، جبکہ مقتدی اور منفرد کو آہستہ آواز میں کھنا۔

۳) رکوع سے اٹھتے ہوئے {سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ} کہنا، اور جب جسم بالکل سیدھا ہوجائے تو {رَبَّنَا لَکَ

الْحَمْدُ } پڑھنا۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

{ثُمَّ يَقُوْلُ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ، حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ ،ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَآئِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ} (بخاری باب التکبیرص۱۰۹)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع سے پیٹھ اٹھاتے تو {سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ } کہتے ،اور جب سیدھے کھڑے ہو جاتے تو {رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ} کہتے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو {سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ } {رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ} کہتے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : وَاِذَا قَالَ الْاِمَامُ : سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهْ ، فَقُوْلُوْا أَللّٰهُمَّ رَبَّنَا ! وَلَكَ الْحَمْدُ، فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلُ الْمَلَآئِكَةِ ، غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام جب { سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ } کہے تو تم لوگ (یعنی مقتدی) { أَللّٰهُمَّ رَبَّنَا ! وَلَكَ الْحَمْدُ } کہو۔کہ جس کا قول امام کے قول کے ساتھ موافق ہو گیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بخاری،مسلم،ابوداؤد)

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری حمد کو سنیں گے اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی تمہیں اس کا حکم دیا ہے۔

☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام اور منفرد تسمیع وتحمید دونوں کہیں ،لیکن مقتدی صرف تحمید کہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ امام بھی صرف تسمیع کہے۔حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{ قَالَ: اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ... اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا، وَاِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ، فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ، وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا } (بخاری۱،۱۱۱،مسلم۱،۱۷۷)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام بنایا ہی جاتا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے ، امام جب تکبیر کہے تو اُس کی پیروی میں تم لوگ بھی تکبیر کہو، اور جب وہ رکوع میں جائے تو اس کی پیروی میں تم لوگ رکوع

کرو، اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو اس کی پیروی میں تم لوگ سر اٹھاؤ، اور جب وہ {سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ} کہے تو تم لوگ (یعنی مقتدی) {رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ} کہو، اور جب وہ سجدہ کرے تو پھر تم لوگ سجدہ کرو۔

تحمید کے الفاظ

علامہ عینیؒ نے ذکر کیا ہے کہ تحمید کے الفاظ:

{رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ، رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ، اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ}

ہر ایک منقول ہیں اور سب صحیح ہیں۔ (بخاری ص۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے مروی ہے کہ:

{کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا رَفَعَ ظَھْرَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ قَالَ: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَ مِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پشت جب رکوع سے اٹھاتے تو فرماتے {سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ} یعنی اے اللہ تیرے لئے حمد ہو آسمانوں کو بھر کر اور زمینوں کو بھر کر اور ان کے علاوہ جس چیز کو تو چاہے اس کو بھر کر۔ (رواہ مسلم:ص۱۹۰ج۱)

حضرت رفاعہ زرقیؓ سے مروی ہے کہ:

{کُنَّا یَوْمًا نُصَلِّیْ وَرَآءَ النَّبِيِّ ﷺ :فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرَّکْعَةِ قَالَ: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، قَالَ رَجُلٌ وَرَائَہٗ ،رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ،حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَکَلِّمْ ؟ قَالَ أَنَا۔ قَالَ: رَأَیْتُ بِضْعَةً وَّ ثَلَا ثِیْنَ مَلِکًا یَبْتَدِرُوْنَھَا أَیُّھُمْ یَکْتُبُھَا أَوَّلًا} (رواہ البخاری ۔ص۔۱۱۰ج۱)

ہم ایک روز پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو {سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ} کہا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ایک صاحب (جو کہ خود حضرت رفاعہؓ تھے انہوں) نے یہ کلمات کہے: {رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ، حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ} جب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کس نے یہ کلمات کہے؟ متکلم نے کہا کہ جی میں نے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے تیس (۳۰) سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان کلمات کو لکھنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے تاکہ سب سے پہلے ان کو لکھیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم {سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ} کہتے تو یہ کہتے:

{ أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَآءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ } (نسائی:۱۶۵)

اے ہمارے رب! آپ کے لئے تعریف ہے، آسمان بھر، زمین بھر اور بھر کر وہ جو اس کے بعد آپ چاہیں، آپ تعریف و بزرگی کے لائق ہیں، آپ مستحق ہیں جو بندے نے کہا ہم سب آپ کے بندے ہیں جسے آپ روک دیں کوئی دے نہیں سکتا، اور مالدار کو مالداری نفع دے نہیں سکتی۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ طویل اذکار نوافل میں پڑھتے تھے کبھی کبھار بیان جواز کے لئے فرائض میں بھی پڑھ لیتے تھے۔

قومہ اور جلسہ میں اطمینان کے وجوب کے دلائل

حضرت ابوحمید الساعدیؓ فرماتے ہیں کہ:

{ رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَاسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهٗ } (بخاری)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا اور سیدھے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ گئی۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:

{ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا} (مسلم ص۱۹۴)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو جب تک خوب اچھی طرح کھڑے نہ ہوجاتے، سجدہ میں نہ جاتے۔

حضرت انسؓ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

{ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلُ قَدْ أَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُوْلُ قَدْ أَوْهَمَ } (بخاری و مسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کھڑے ہوتے (اور خوب اطمینان سے کھڑے ہوتے) یہاں تک کہ ہم لوگ یہ سمجھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سجدہ میں جانا) بھول گئے ہیں، پھر سجدہ کرتے اور دونوں سجدوں کے درمیان اتنا بیٹھتے کہ ہم سمجھتے کہ بھول گئے ہیں۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطمینان اور اعتدال حاصل کرنے کے لئے دیر تک کھڑے رہتے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز کی طرف نہیں دیکھتے جو رکوع اور سجود میں اپنی پیٹھ کو ٹھیک سے نہیں رکھتا۔ (مجمع ج ۲ ص ۱۲۰، نیل الاوطار ج ۲: ص ۲۸۰)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى، ثُمَّ جَآءَفَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ، فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَفَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلَا ثًا، فَقَالَ : وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَحْسَنَ غَيْرَهٗ ، فَعَلِّمْنِىْ فَقَالَ: اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی (جن کا نام حضرت خلاد ابن رافعؓ تھا) آئے اور نماز پڑھی، پھر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: {اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ} جاؤ پھر نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی، چنانچہ انہوں نے پھر نماز پڑھی اور آکر سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: {اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ} جاؤ پھر نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی، اسی طرح تین بار ہوا۔ پھر اُن صاحب نے عرض کیا: اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا، آپ مجھ کو (نماز پڑھنے کا طریقہ) سکھایئے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو

تو تکبیر کہو، پھر جو قرآن میسر ہو پڑھو، پھر رکوع کرو تو رکوع کی حالت میں اطمینان کرو۔ (بخاری، ابوداؤد)

{ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَالِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّهَا} (بخاری :ص۱۰۹، ۱۰۴، ج۱)

یعنی پھر رکوع سے سر اٹھاؤ یہاں تک کہ کھڑے ہو کر معتدل ہو جاؤ (یعنی اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ)، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ کی حالت میں اطمینان کرو، پھر سجدہ سے اٹھو یہاں تک کہ اطمینان کے ساتھ بیٹھو (یعنی جلسہ میں اطمینان کرو) پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ کی حالت میں اطمینان کرو، پھر پوری نماز میں ایسا ہی کرو۔

اس واقعہ میں پیارے پیغمبر ﷺ نے جس طرح رکوع اور سجدہ میں اطمینان کا حکم دیا ہے اسی طرح قومہ اور جلسہ میں بھی اطمینان کا حکم دیا ہے۔

سب سے بڑا چور

حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا چور وہ ہے جو نماز میں چراتا ہے۔ لوگوں نے کہا نماز میں کیسے چرائے گا۔ فرمایا جو رکوع وسجود اطمینان سے نہیں کرتا اور رکوع اور سجود میں اپنی پیٹھ کو ٹھیک سے نہیں رکھتا۔ (ترغیب ص ۳۴۵، مجمع ص ۱۲۰)

ساٹھ سال سے نماز پڑھتا ہے مگر مقبول نہیں

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا آدمی (بعض اوقات) ساٹھ سال تک نماز پڑھتا ہے مگر اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی ۔ اس لئے کہ رکوع ٹھیک سے کرتا ہے تو سجدہ نہیں اور اگر سجدہ کرتا ہے تو رکوع ٹھیک سے نہیں کرتا۔ یعنی اعتدال واطمینان کے ساتھ نہیں کرتا۔ (ترغیب: ۳۳۷)

اس لئے خیال رہے کہ جب تک سیدھے ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے اور تمام اعضاء اپنی جگہ ساکن اور مطمئن نہ ہو جائیں اور ایک تسبیح کے بقدر سکون اور توقف نہ ہو جائے سر اٹھاتے ہی سجدے میں نہ جائیں، اگر کمر سیدھی کئے بغیر قصداً جھکاؤ کی حالت میں سجدے میں چلے گئے جس طرح بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے تو ایسی صورت میں نماز نہیں ہوگی اور اس کا

لوٹانا واجب ہوگا،امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ تسبیح کے برابر اطمینان سے رکنا ضروری ہے،امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔اور جو لوگ سہواً ایسا کرتے ہیں اُن پر سجدہ سہو واجب ہوگا،اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو اس واجب کو چھوڑنے کی وجہ سے نماز کو دُھرانا ضروری ہوگا۔ (شامی:ص۴۴۳ج۱)

قومہ کی حالت میں اپنی نظر سجدہ کی جگہ پر رکھیں

رکوع اور سجدہ میں امام سے پہلے کبھی سر نہ اٹھائیں

رکوع اور سجدہ میں امام سے پہلے کبھی سر نہ اٹھائیں،اور کسی بھی رکن میں امام سے سبقت نہ کریں۔حضرت ابو ہریرہؓ مرفوعاً پیارے پیغمبرصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{أَمَا يَخْشٰى أَحَدُكُمْ أَوْ(قال) اَلاَ يَخْشٰى أَحَدُكُمْ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ أَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ} (بخاری ومسلم)

کیا تم میں سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتا کہ جب وہ امام سے پہلے اپنا سر اٹھائے تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے، یا فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اس کی صورت کو گدھے کی صورت میں ڈھال دے۔
(صحیح بخاری،۹۶،۲،صحیح مسلم:۱۸۱،۱)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

{ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ اِمَا مُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ} (مسلم:ص۱۸۰ج۱)

ایک دن پیارے پیغمبرصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی ،جب نماز مکمل کی تو ہماری طرف متوجہ ہوئے ،اور فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں ۔تم لوگ رکوع اور سجود، قیام اور نماز ختم کرنے میں مجھ سے سبقت نہ کیا کرو۔

۵) سُجود: اور اُس کی سنتیں

نماز کے فرائض اور ارکان میں ایک اہم ترین رکن سجدہ ہے ۔قران کریم میں ربّ العالمین کا ارشاد ہے :

{ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ارۡكَعُوۡا وَاسۡجُدُوۡا } (حج: پ۱۷، آیت۷۷)

اے ایمان والو! رکوع وسجود کرو۔

اورارشاد باری ہے: { وَاسۡجُدۡ وَاقۡتَرِبۡ } (العلق:۱۹)

اور سجدہ کیجئے اور (سجدے کے ذریعے اللہ کا) قرب حاصل کیجئے۔

اور ارشاد باری ہے:

{ وَمِنَ الَّيۡلِ فَاسۡجُدۡ لَهٗ وَسَبِّحۡهُ لَيۡلًا طَوِيۡلًا } (الدھر: پ۲۹)

اور رات کے وقت اس کے سامنے سجدہ کرو، اور لمبی رات تک اس کی تسبیح بیان کرتے رہو۔

سجدہ کی فضیلت

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے رحمن کے بندوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ:

{ وَالَّذِيۡنَ يَبِيۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّقِيَامًا } (الفرقان پ۱۹)

اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَآءَفِيْهِ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: سب سے زیادہ بندہ جس حالت میں اپنے رب کے قریب ہوتا ہے تو وہ سجدہ کی حالت ہوتی ہے، اس لئے سجدہ میں زیادہ دعاء کرو۔ (مسلم)

حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ ، فَأَنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً ،إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ لَكَ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَاخَطِيْئَةً}

(مسلم، أحمد وأبو يعلى وابن حبان والطبرانى وہو في صحيح الجامع)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے لئے کثرت سے سجدہ کرو، کیونکہ تم جب بھی اللہ تعالیٰ

کے لئے سجدہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تمہارا درجہ بلند کرے گا، اور تم سے خطاؤں کو مٹائے گا۔

حضرت ربیعہ بن کعب ؓ نے جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت میں معیت کا سوال کیا تھا، تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

{ فَأَعِنِّىْ عَلٰى نَفْسِکَ بِکَثْرَةِ السُّجُوْدِ } (مسلم:ص۱۹۳ج۱)

میری اعانت کر اپنے نفس کے برخلاف زیادہ سجدے ادا کرنے سے۔

یعنی زیادہ نماز پڑھ تاکہ تیرا نفس رام ہو، اور میں بھی دعاء کروں اور پھر جنت میں معیت نصیب ہو۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

{أُمَّتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرٌّمِّنَ السُّجُوْدِ مُحَجَّلُوْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ} (حجة الله البالغه)

میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید پیشانیوں والے ہوں گے، اور سفید پاؤں والے وضوء کے اثر سے۔

سجدہ کی سنتیں

۱) {اَللّٰہُ اَکْبَرْ} کہنا

سجدہ میں جاتے ہوئے اور سجدے سے اٹھتے وقت { اَللّٰہُ اَکْبَرْ } کہنا۔ حضرت ابو حمید الساعدی ؓ روایت فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ کے لئے جھکتے تو تکبیر { اَللّٰہُ اَکْبَرْ } کہتے۔ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھنے بیٹھنے کی حالت میں { اَللّٰہُ اَکْبَرْ } فرماتے۔ (نسائی:ص۱۶۴)

سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہنے کا مسنون طریقہ

سنت یہ ہے کہ رکوع کے بعد اطمینان اور بالکل سیدھا کھڑے ہونے کے بعد اللہ عزوجل کی بے انتہا عظمت و کبریائی اور اس کے شکر وعبادت کا حق ادا کرنے میں اپنی عاجزی وکوتاہی کا تصور کرتے ہوئے سجدہ کی جانب { اَللّٰہُ اَکْبَرْ } کہتا ہوا جائے۔ سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تکبیر پوری ہیئت انتقال کو شامل ہو، جھکنے کے بعد سجدہ سے قبل ختم نہ ہو۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ لفظ اللہ کے لام کو تھوڑا دراز کرے تاکہ قیام سے لے کر سجدہ تک کو شامل ہو جائے۔ علامہ عینی اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

{ وَيَبْدَأُ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ يَشْرَعُ فِى الْهَوٰى اِلَى السُّجُوْدِ وَيَمُدُّهٗ حَتّٰى يَضَعُ جَبْهَتَهٗ عَلٰى

الْأَرْضِ ، ثُمَّ يَشْرَعُ فِي تَسْبِيْحِ السُّجُوْدِ }

اسی طرح تشہد سے اٹھتے ہوئے تکبیر کو اس قدر دراز کریں کہ قیام کی حالت ہوجائے۔

{ وَفِيْهِ أَنَّهُ يَشْرَعُ فِي التَّكْبِيْرِ لِلْقِيَامِ مِنَ التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ يَمُدُّهُ حَتّٰى يَنْتَصِب قَائِمًا}۔ (عمدۃ القاری ص۸۰)

اسی طرح فقہاء کرام نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ سجدہ تک تکبیر ادا ہو۔ مراقی الفلاح (ص ۵۳) میں ہے:

{ ثُمَّ يُكَبِّرُ كُلّ مُصَلٍّ خَارًا لِلسُّجُوْدِ وَيَخْتُمُ عِنْدَ وَضعِ جَبْهَةٍ لِلسُّجُوْدِ}

اسی طرح حاشیہ شرح وقایہ (ص:۱۴۶) میں ہے:

{لِيَفِيْدَ مَقَارَنَتَهُ التَّكْبِيْر مَعَ السُّجُوْدِ تَنْبِيْهًا عَلٰى أَنَّ اِبْتِدَآءُ التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الْاِنْخِفَاضِ وَالْاِنْتِهَاء عِنْدَ وَضْعِ جَبْهَتِهٖ لِلسُّجُوْدِ صَرَحَ بِهٖ فِي الْمُحِيْطِ}

اسی طرح ابن نجیم بحر الرائق (ص:۳۳۳ج ۱) میں راجح قول کے مطابق لکھتے ہیں:

{ وعبارة الجامع الصغير: وَيُكَبِّرُ مَعَ الْاِنْحِطَاطِ قَالُوْا وَهُوَ الْأَصَحُّ لِئَلاَّ تَخْلُوْ حَالَةَ الْاِنْحِنَاء عَنِ الذِّكْرِ، ولما قدمنا من حديث الصحيحين}

ان تمام محدثین اور فقہاء کرامؒ کی عبارات سے معلوم ہوا کہ { اَللّٰہُ اَکْبَرْ } کو اس طرح ادا کرنا کہ تکبیر کی ابتداء قیام سے شروع ہو کر سجدہ میں پیشانی رکھنے پر ختم ہو، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ لفظ اللہ کے لام کو کچھ کھینچا جائے۔ (سنت کے مطابق نماز پڑھیے: ص۶۰)

۲) سجدہ میں جانے کا طریقہ

سجدے کے لئے جھکتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھیں۔ حضرت ابوحمید الساعدیؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم { اَللّٰہُ اَکْبَرْ } کہتے ہوئے زمین کی جانب جھکتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے۔ (ابن خزیمہ: ص۳۱۸ ج۱)

سجدے میں جاتے ہوئے پہلے دونوں گھٹنے موڑ کر زمین کی طرف لے جائیں، اس کے بعد سینے کو جھکائیں، پھر ہاتھ، پھر ناک اور پھر پیشانی زمین پر رکھیں۔ چنانچہ حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ:

{رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَاِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ } (ابو داؤد، ترمذی، نسائی)

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ سجدہ میں جاتے تو دونوں گھٹنے زمین پر ہاتھوں سے پہلے رکھتے، اور جب اٹھتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی، اور اپنے انگوٹھوں کو اپنے کانوں کے برابر اٹھایا، پھر رکوع کیا یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر جوڑ برابر ہوگیا، پھر تکبیر کہتے ہوئے جھکے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں گھٹنے رکھے، پھر ہاتھ رکھے۔ (سنن کبریٰ ج ۲ ص ۹۹، دار قطنی ج ۱ ص ۳۴۵)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی رَأَیْتُ أَثْرَ الطِّیْنِ وَالْمَآءِ عَلٰی جَبْهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَأَرْنَبَتِهٖ}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی یہاں تک کہ میں نے گارے کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناک اور پیشانی پر دیکھا۔ (بخاری ص ۱۱۲ ج ۱، مسلم: ص ۳۰۷ ج ۱)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

{ أَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ } (مصنف ابن ابی شیبه: ص ۲۹۴ ج ۱)

حضرت عمر اپنے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن یسار رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ:

{ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَيْهِ ، ثُمَّ وَجْهَهٗ ، فَاِذَا أَرَادَ أَنْ يَّقُوْمَ رَفَعَ وَجْهَهٗ ، ثُمَّ يَدَيْهِ ، ثُمَّ رُكْبَتَيْهِ } (مصنف عبد الرزاق: ص ۱۷۷ ج ۲)

جب وہ سجدہ کرتے تو پہلے گھٹنے رکھتے تھے، پھر دونوں ہاتھ اور پھر اپنی پیشانی، اور جب اٹھتے تھے تو (اس کے برعکس) پہلے چہرہ اٹھاتے تھے، پھر دونوں ہاتھ، اور پھر دونوں گھٹنے اٹھاتے تھے۔

اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد جب سجدہ کی طرف جاتے تو گھٹنے پہلے رکھتے تھے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے جب اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھتا ہے تو انہوں نے فرمایا؛ ایسا وہی کرتا ہے جو پاگل ہو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

البتہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنے کا حکم ہے مگر اس کے بارے فرماتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے اور دلیل کے طور پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی جاتی ہے، حضرت سعد بن ابی

وقاص ؓ فرماتے ہیں کہ:

{ كُنَّا نَضَعُ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ فَأُمِرْنَا بِالرُّ كْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ }

ہم گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھتے تھے، پھر ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھا کریں۔اسی طرح اس کو مجبوری پر بھی محمول کیا گیا ہے کہ اگر کسی کو مجبوری ہوتو وہ پہلے ہاتھ زمین پر رکھ سکتا ہے پھر گھٹنے۔واللہ اعلم۔ (صحیح ابن خزیمہ:ص ۳۱۹ ج ۱،سنن الکبری للبیہقی:ص ۱۰۰ ج ۲)

۳) جب تک گھٹنے زمین پر نہ ٹک جائیں اس وقت تک سینہ اوراوپر کے دھڑ کو آگے کی طرف نہ جھکائیں۔

۴) دونوں گھٹنے علی الترتیب ایک ساتھ رکھنا

عذر نہ ہوتو دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے علی الترتیب ایک ساتھ رکھیں۔ (اور عذر کی وجہ سے پہلے دایاں ہاتھ پھر بایاں،اسی طرح پہلے داہنا گھٹنا پھر بایاں رکھے)۔ (السعایہ ج ۱ ص ۱۹۳)

☆ خیال رہے کہ ہاتھوں کا رکھنا سنت ہے،گھسیٹ کر سر کے درمیان لے جانا خلاف سنت اور مکروہ ہے،بعض لوگ پہلے دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھ دیتے ہیں اور پھر گھسیٹ کر آگے کانوں کے مقابل لے جاتے ہیں اور اسی طرح اٹھتے وقت ہاتھ گھسیٹتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔

سجدے میں دونوں گھٹنے،دونوں ہاتھ،دونوں پاؤں کی انگلیاں اور ناک مع پیشانی زمین پر ٹیک دیں۔

۵) سجدے سے اٹھتے وقت تکبیر کہنا

سجدے سے اٹھتے وقت تکبیر کہنا اور سجدے میں جانے کے بالعکس ترتیب سے اٹھنا یعنی پہلے پیشانی پھر ناک، پھر ہاتھ اور دونوں گھٹنے اٹھانا۔حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ... يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِىْ سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ }(مسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدے کے لئے جھکتے تو تکبیر کہتے ، اور پھر جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے۔

حضرت وائل بن حجر ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ سے اٹھتے تو گھٹنوں سے قبل ہاتھ اٹھاتے۔(نسائی ص ۱۶۵)

حضرت عبد اللہ بن یسار ؓ سے منقول ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ سے اٹھتے تو پہلے سر کو اٹھاتے ، پھر

ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو۔ (مصنف ابن عبدالرزاق ص ۱۷۷)

٦) سات اعضاء پر سجدہ کرنا

سات اعضاء پر سجدہ کرنا ضروری ہے یعنی دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں کے پنجے اور پیشانی بشمول ناک کے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب ؓ سے روایت ہے کہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ (اس کے) سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں، چہرہ، دونوں ہتھیلیاں، گھٹنے اور دونوں پیر۔

{ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ ، عَلَى الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ عَلٰى أَنْفِهٖ ، وَالْيَدَيْنِ ، وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ ، وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ} (بخاری :ص۱۱۲ ج۱، مسلم۱۹۳ ج۱، ابن ماجه ص ۶۳)

حضرت ابن عباس ؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے سات ہڈیوں کے ساتھ سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی کے ساتھ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنی ناک مبارک کی طرف اشارہ کیا (یعنی پیشانی اور ناک کو ایک عضو فرمایا) اور دونوں ہاتھوں سے، اور دونوں گھٹنوں سے اور دونوں پیروں کی انگلیوں کے سروں سے۔ اور (ہمیں یہ بھی حکم دیا گیا ہے) کہ ہم نماز میں کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

۷) سجدے میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر رکھنا

سجدے میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر رکھنا اس طرح کہ ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو، تا کہ انگوٹھے سمیت تمام انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب رہے۔ حضرت وائل بن حجر ؓ فرماتے ہیں کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ :كَانَ اِذَا رَكَعَ فَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعَهٗ ، وَاِذَا سَجَدَ ضَمَّ أَصَابِعَهٗ}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں انگلیوں کو کھول کر رکھتے اور سجدہ میں انگلیوں کو ملا کر رکھتے تھے۔

(ابن خزیمہ ص ۳۲۴، تلخیص ص ۲۷۲، حاکم)

حضرت سفیان ؒ فرماتے تھے رکوع میں انگلیوں کو پھیلا کر، اور سجدہ میں ملا کر رکھو۔ (ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۶۰)

۸) دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا۔

سجدہ کی حالت میں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں کو قبلہ رُخ رکھنا مسنون ہے۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب سجدہ فرماتے تو انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب کرتے۔

(دارقطنی ص ۳۴۴، ابن ابی شیبہ ص ۲۶۴)

اور امّ المؤمنین ہی سے ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ: (ایک رات) آپ ﷺ میرے بستر پر تھے میں نے آپ ﷺ کو گم پایا (تلاش کیا) تو آپ ﷺ کو سجدے میں اس حال میں پایا کہ آپ ﷺ پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رُخ کئے ہوئے دعاء فرما رہے تھے۔ (ابن خزیمہ: ص ۳۲۸)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے تھے جب تم سجدہ کرو تو ہاتھوں کا رُخ قبلہ کی جانب کرو اس لئے کہ چہرہ کے ساتھ دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۶۴)

حضرت ابوحمید الساعدیؓ سے مروی ہے کہ:

{ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ ، وَلَا قَابِضَهُمَا، وَاسْتَقْبَلَ بِاَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ } (بخاری، ابن خزیمہ:۲۲۴)

پیارے پیغمبر ﷺ نے سجدہ کیا دونوں ہاتھوں کو نہ زمین پر بچھایا نہ اُن کو موڑا اور انگلیوں کے سروں کا رُخ قبلہ کی طرف تھا۔

۹) سجدہ میں سر دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھنا

سجدہ میں اپنا سر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے درمیان اس طرح رکھنا کہ دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر اور دونوں انگھوٹوں کے سرے کانوں کی لو کے سامنے ہو جائیں مسنون ہے۔

حضرت ابوحمید الساعدیؓ فرماتے ہیں کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ :كَانَ اِذَا سَجَدَ أَمْكَنَ أَنْفَهٗ وَجَبْهَتَهٗ الْأَرْضَ ، نَحى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبِهٖ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ} (ترمذی)

پیارے پیغمبر ﷺ سجدہ میں ناک اور پیشانی کو خوب ٹکا کر رکھتے، اور ہاتھ کندھوں کے برابر رکھتے۔

حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ:

{رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ حَذَآءَأُذُنَيْهِ} (طحاوی، نسائی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا کہ سجدہ کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کے مقابل تھے۔

حضرت ابو اسحاقؒ نے حضرت براء بن عازبؓ سے پوچھا:

{أَيْنَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَضَعُ وَجهَهُ اِذَا سَجَدَ؟ فَقَالَ بَيْنَ كَفَّيْهِ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چہرہ انور کو سجدہ میں کہاں رکھتے تھے؟ آپ نے فرمایا: سجدہ میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک دونوں ہتھیلیوں کے بیچ ہوتا تھا۔ (نسائی ص ۱۶۶، کنز العمال س ۱۲۸)

۱۰) سجدے میں دونوں پاؤں کی ایڑیاں کھڑے رکھنا

سجدے میں دونوں پاؤں کو اس طرح کھڑے رکھنا کہ ایڑیاں اوپر ہوں اور جس قدر ممکن ہو پاؤں کی تمام انگلیاں اچھی طرح مڑ کر قبلہ رخ ہوجائیں۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بستر پر تھے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گم پایا (تلاش کیا تو میرا ہاتھ سجدہ کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر پڑا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قدموں کو کھڑا کئے اور اپنی انگلیوں کو قبلہ رخ کئے ہوئے دعاء کر رہے تھے۔ (ابن خزیمہ ص ۳۲۸)

دوسری روایت میں امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (سجدہ کی حالت میں دیکھا) میرا ہاتھ آپ کے باطن قدم پر پڑا تو آپ کے قدم مبارک کو اٹھا ہوا کھڑا دیکھا۔ (ابن خزیمہ صفحہ ۳۲۹)

۱۱) دورانِ سجدہ تمام انگلیوں کا پیٹ زمین سے لگے رہنا

دورانِ سجدہ تمام انگلیوں کا پیٹ زمین سے لگے رہنا، اگر دونوں پاؤں کی کوئی انگلی بھی زمین پر ٹکی ہوئی نہ ہوگی تو سجدہ صحیح نہ ہوگا اور نماز بھی فاسد ہوگی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (سجدہ میں) اپنے دونوں پاؤں کو بالکل زمین پر لگائے رکھو۔ (ابن ماجہ ص ۸۹۶، کنز العمال ص ۴۶۱)

۱۲) سجدے میں اپنی ہتھیلیوں پر سہارا دینا۔

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَجَدْتَّ فَضَعْ كَفَّيْكَ ، وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ}

(مسلم، صحیح ابن خزیمہ ص ۳۲۹)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب نماز (میں سجدہ) کرو تو ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو اور کہنیوں کو بلند رکھو۔

۱۳)دونوں بازوؤں کو پہلو سے جدا رکھنا

سجدے کی حالت میں دونوں بازوؤں کو بغل اور پہلو سے جدا رکھنا البتہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے وقت اس قدر پھیلانا کہ ساتھ والے نمازی کو تکلیف نہ ہو۔حضرت عمرو بن الحارثؓ کی روایت میں ہے کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ يَدَيْهِ عَنْ اِبْطَيْهِ حَتّٰى اِنِّىْ لَأَرٰى بَيَاضَ اِبْطَيْهِ } (مسلم:ص۱۹۴ج۱(بخاری:ص۱۱۲،سنن کبریٰ :ص۱۱۴ج۲)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب سجدہ فرماتے تھے تو اپنے دونوں بازوؤں کو بغلوں سے جدا رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغل مبارک کی سفیدی نظر آتی تھی۔

اسی طرح حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب سجدہ کرتے تو اعضاء کو (یعنی بازوؤں کو پہلو سے) جدا رکھتے یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔ (ابن خزیمہ ص۳۲۶)

۱۴)کہنیاں زمین سے اوپر رکھنا

سجدے کی حالت میں مردوں کے لئے کہنیاں زمین سے اوپر رکھنا مسنون ہے، بچھا کر رکھنا مکروہ ہے۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ:اِعْتَدِلُوْا فِى السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطِ الْكَلْبِ} (بخاری :ص۱۱۳ج۱مسلم ص۱۹۳، نسائی ص ۳۲۵)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ سجدہ میں اعتدال کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بازوؤں کو زمین پر بچھانے سے منع فرمایا ہے جیسے کتا بچھا کر بیٹھتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ:لَا تَبْسُطْ ذِرَاعَيْكَ، وَادْعَمْ عَلٰى رَاحَتَيْكَ ، وَتَجَافِ عَنْ ضَبْعَيْكَ فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذَالِكَ سَجَدَ كُلُّ عُضْوٍ مَّعَكَ مِنْكَ } (مستدرک حاکم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بازوؤں کو نہ پھیلاؤ، اور زمین پر اپنے ہاتھوں کو جما کر رکھو، اور بازوؤں کو پہلوؤں سے دور رکھو، جب تم ایسا کرو گے تو تمہارے ہر عضو کا سجدہ ہوگا۔

اسی طرح حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ نے درندوں کی طرح بازوؤں کو زمین پر بچھا کر سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابن خزیمہ ص ۳۲۵)

۱۵) پیٹ کو رانوں سے نہ ملانا، بلکہ اوپر کو اٹھا کر رکھنا۔

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب نماز (میں سجدہ) کرتے تو ران کو پیٹ سے جدا رکھتے۔ (صحیح ابن خزیمہ ص ۳۲۶)

امّ المؤمنین حضرت میمونہؓ کی روایت میں ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے اعضاء کو (یعنی پیٹ کو دونوں رانوں سے) اس طرح الگ رکھ کر سجدہ فرماتے (اور پیٹ کا ران سے اتنا فاصلہ ہوجاتا) کہ اگر بکری کا بچہ گزرتا تو گزر جاتا۔ اور دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ جب سجدہ فرماتے تو ہاتھوں کو اس طرح جدا رکھتے کہ پیچھے سے آپ ﷺ کے بغل مبارک نظر آتے تھے۔ (دارمی: ص ۳۰۶)

۱۶) سرین اوپر اٹھا کر رکھنا

حضرت ابو اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ:

{ وَصَفَ لَنَا أَلْبَرَاءُ السُّجُوْدَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ بِالْأَرْضِ،وَرَفَعَ عَجِيْزَتَهٗ ، وَقَالَ : هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ } (نسائی،۱،۱۶۶،ابوداؤد،۱،۱۳۷)

حضرت براء بن عازبؓ نے ہمیں سجدہ کرنے کا طریقہ بتایا تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا، اور اپنی سرین کو اوپر اٹھایا، اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

۱۷) سجدے میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ... وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ...وفی روایة ...وَلَايَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يَسْجُدُ وَلَا حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ۔ وفی روایة...وَلَايَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ } (بخاری)

پیارے پیغمبر ﷺ جب نماز شروع فرماتے تھے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے، اور سجدوں میں

ایسا نہیں کرتے تھے۔ایک روایت میں ہے کہ......جب سجدہ کرتے تو ایسا نہ کرتے تھے اور نہ ہی جب سجدہ سے سر اٹھاتے ۔اور ایک روایت میں ہے کہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

رفع یدین کے بارے میں تفصیلی بحث پیچھے گزر چکی ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

۱۸) ہر سجدے میں {سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی} تین بار پڑھنا۔

سجدے میں عجلت اور جلد بازی کا مظاہرہ نہ کریں۔سجدہ میں تین مرتبہ تسبیح کہنا سنت کامل کا ادائی درجہ ہے۔جس طرح رکوع کے بیان میں عرض کیا گیا ہے کہ رکوع یا سجدہ میں تین، یا پانچ، یا سات مرتبہ طاق عدد کے مطابق تسبیح پڑھنا مستحب ہے،لیکن امام کے لئے تین مرتبہ ہی پڑھنا بہتر ہے تاکہ مقتدی کے حق میں گراں نہ ہو۔

حضرت خذیفہؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ،فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ، وَفِيْ سُجُوْدِهٖ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى} (رواہ ترمذی،باب ماجاء فی تسبیح فی الرکوع)

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع میں } سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم } اور سجدہ میں { سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی } میرا رب بلند مرتبے والا ہر برائی سے پاک ہے) ۳ مرتبہ پڑھا۔ (ابن خزیمہ ج ۱ ص ۳۳۴)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ ، فَقَالَ فِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهٗ وَذَالِكَ أَدْنَاهُ } (ابو داؤد،۱،۱۲۶)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے سجدہ میں تین مرتبہ { سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی } پڑھ لیا اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ کم مرتبہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَلَاثٍ ، عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيْكِ، وَاِقْعَاءٍ كَاِقْعَاءِ الْكَلْبِ، وَالْتِفَاتٍ كَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ } (مسند احمد)

مجھے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین باتوں سے منع فرمایا: سجدے میں مرغ کی طرح چونچ مارنے سے، اور کتے کی بیٹھک بیٹھنے سے، (کہ سرین کو زمین پر ٹیک کر دونوں پیروں کو کھڑا کر دیں اور ہاتھوں سے زمین پر ٹیک لگائیں) اور لومڑی کی طرح اِدھر اُدھر دیکھنے سے۔

۱۹) سجدہ میں پڑھی جانے والی دعائیں

فرائض کے علاوہ نوافل میں زیادہ مقدار میں تسبیحات اور دیگر اذکار و دعاؤں کا پڑھنا بھی مستحب ہے۔جیسے تین مرتبہ یہ تسبیح پڑھنا:

(ا) { سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ } (ابو داؤد)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع اور سجود میں یہ دعاء پڑھتے تھے:

(۲) { سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَآئِکَۃِ وَالرُّوحِ } (مسلم)

ترجمہ: پاک اور مقدس ہے (وہ ذات جو) پروردگار ہے، ملائکہ اور روح کا۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رکوع اور سجود میں اکثر اوقات یہ دعاء پڑھتے تھے:

(۳) { سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا! وَبِحَمْدِکَ ، اَللّٰھُمَّ ! اغْفِرْلِیْ } (بخاری)

پاک ہے تیری ذات اے اللہ! جو ہمارا رب ہے، اور تیرے لئے ہی سب تعریفیں ہیں، اے اللہ! میری لغزشوں کو معاف فرما دیجئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو کہتے:

(۴) { أَللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدْتُّ ، وَبِکَ آمَنْتُ ، وَلَکَ أَسْلَمْتُ ، وَأَنْتَ رَبِّیْ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ فَأَحْسَنَ صُوَرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ ، فَتَبَارَکَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ }

اے اللہ! میں نے تیرے لئے ہی سجدہ کیا ہے، اور تجھ پر ہی ایمان لایا ہوں، اور تیری ہی فرمانبرداری کی ہے۔ میرا چہرہ اُس ذات کے آگے سجدہ کرتا ہے جس نے اُسے پیدا کیا ہے اور صورت بخشی ہے، اور اُس

سے کان اور آنکھ نکالے ہیں۔ پس بابرکت ہے وہ ذات جو سب سے بہتر پیدا کرنے والی ہے۔ (مسلم)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بستر پر نہ پایا میں نے تلاش کیا تو میرے ہاتھ آپ کے پاؤں مبارک کے تلوؤں پر لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں تھے، دونوں پاؤں مبارک کھڑے کئے ہوئے تھے، اور میں نے سجدہ میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دعاء پڑھتے ہوئے پایا:

(۵) { اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِرَضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَأَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَ أَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَآ أُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ }

اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں آپ کی رضا کے ساتھ آپ کی ناراضگی سے، آپ کی معافی کے ذریعہ آپ کی سزا سے پناہ مانگتا ہوں، آپ سے پناہ مانگتا ہوں، میں آپ کی تعریف کا احصار وشمار نہیں کرسکتا، آپ ویسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔ (ابن خزیمہ: ص ۳۳۵، نسائی ۱۶۹، ابوداود: ص ۱۲۸)

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں یہ دعاء فرمارہے تھے:

(۶) { سَجَدَ لَكَ سَوَادِیْ ، وَخِيَالِیْ ، وَآمَنَ بِكَ فُؤَادِیْ ، أَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ ، هٰذِیْ يَدِیْ وَمَا جَنَيْتُ عَلٰی نَفْسِیْ } (مجمع: ص ۱، ۱۲۸)

میرے دل اور خیال نے آپ کو سجدہ کیا، میرا قلب آپ پر ایمان لایا، ان نعمتوں کی وجہ سے جو آپ کی ہمارے اوپر ہیں، رجوع کرتا ہوں میں اپنے نفس پر کوئی ظلم نہ کروں۔

(۷) { أَللّٰهُمَّ ! اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهٗ، وَدِقَّهٗ وَجِلَّهٗ، وَأَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ، وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ }

(مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں یہ دعاء فرمایا کرتے تھے:

(۸) { أَللّٰهُمَّ ! اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا، وَ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا، وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا، وَعَنْ يَّمِيْنِیْ نُوْرًا، وَعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ مِنْ أَمَامِیْ نُوْرًا، وَ خَلْفِیْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا، وَفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا، وَ فِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا، وَ فِیْ دَمِیْ نُوْرًا ، وَفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا، وَفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا، وَفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا، وَأَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا، وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا،

وَاجْعَلْ مِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا ، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا ، أَللّٰهُمَّ اعْطِنِيْ نُوْرًا ، } (مسلم)

یا اللہ! نور کردے میرے دل میں، اور نور کردے میری بینائی میں، اور نور کردے میری شنوائی میں، اور نور کردے میری داہنی طرف، اور نور کردے میری بائیں طرف ، اور نور کردے میرے سامنے، اور نور کردے میرے پیچھے ،اور میرے لئے ایک خاص نور کردے، اور نور کردے میرے پٹھوں میں، اور نور کردے میرے گوشت میں ، اور نور کردے میرے خون میں ، اور نور کردے میرے بالوں میں اور نور کردے میری جلد میں، اور نور کردے میری زبان میں، اور نور کردے میری جان میں،اور مجھے نور عظیم دے،اور مجھے سراپا نور کردے ،اور میرے اوپر نور کردے،اور میرے نیچے نور کردے ،اے اللہ ! مجھے نور عطا کردے۔

(۹) { سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ! وَبِحَمْدِكَ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ } (مسلم)

پاک ہے تیری ذات اے اللہ! اور تیرے لئے تعریف ہے، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ بیان فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ سجدے میں یہ دعاء پڑھا کرتے تھے:

(۱۰) { رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ ، وَجَهْلِيْ وَاِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ كُلِّهٖ وَمَآ أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ ، أَللّٰهُمَّ ! اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَعَمَدِيْ ، وَجَهْلِيْ وَهَزْلِيْ ، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ۔ أَللّٰهُمَّ ! اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَآ أَخَّرْتُ وَ مَآ أَسْرَرْتُ ، وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ } (بخاری :ص۹۴۷ج۲، نسائی)

اے میرے پروردگار! بخش دے میری لغزشوں کو، میری نادانی کی باتوں کو، اور میرے اسراف کو میرے تمام معاملات میں ،اور ان سب باتوں کو معاف فرمادے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے ۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو، میرے قصداً کی ہوئی لغزشوں کو، میری نادانی کی باتوں کو ،میری دل لگی سے کی ہوئی غلطیوں کو بخش دے، اور میرے پاس یہ سب ہیں۔ اے اللہ! بخش دے میری ان خطاؤں کو جو مجھ سے پہلے سرزد ہوئی ہیں، اور جو بعد میں، اور جو میں نے پوشیدہ طور پر کی ہیں اور جو ظاہری اور کھلے طور پر، تو ہی ہے آگے بڑھانے والا اور تو ہی ہے پیچھے ہٹانے والا۔ اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

۲۰) دورانِ سجدہ اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھنا

دورانِ سجدہ اپنی ناک اور پیشانی اس طرح زمین پر رکھنا کہ اٹھنے نہ پائے، امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ کرنا فرض ہے۔ ہاں اگر ضرورت ہو تو پھر ایک پر بھی اکتفا کرنا جائز ہے۔ چنانچہ حضرت وائلؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ فرماتے تو ناک بھی پیشانی کے ساتھ زمین پر لگاتے۔ (البنایہ: ص ۱۲۸، سنت کے مطابق نماز پڑھیے: ص ۶۸)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: اہلِ خانہ میں سے ایک عورت نماز پڑھ رہی تھی، جو اپنی ناک صحیح طور پر زمین پر نہیں رکھ رہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اُس سے) فرمایا: زمین پر ناک ٹیکو پیشانی کے ساتھ جو ناک نہیں رکھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (البنایہ ج ۱ ص ۱۹۹، دارقطنی ص ۳۴۸)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کے دن سجدہ کیا تو اس کا اثر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی اور ناک پر دیکھ رہا تھا۔ (مجمع ج ۲ ص ۱۲۶)

۲۱) کسی سخت چیز پر پیشانی ٹیکنا

سجدہ کرتے وقت پیشانی اور ناک کو زمین پر یا کسی سخت چیز پر ٹیکے، ایسی نرم چیز جو بہت موٹی ہو اور زمین پر نہ ٹکے جیسے روئی یا فوم وغیرہ کے گدے تو سجدہ ادا نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سجدہ کرو تو پیشانی کو زمین پر ٹیکو۔ (تلخیص الحبیر: ص ۶۲۸)

۲۲) اطمینان کے ساتھ سجدہ کرنا

سجدہ خوب اطمینان کے ساتھ کرنا مسنون ہے، بعض لوگ اس میں جلدی کرتے ہیں اور ابھی اُن کی پیٹھ ٹھیک اطمینان سے بیٹھ نہیں پاتی کہ سجدہ سے سر اٹھا لیتے ہیں یہ ممنوع ہے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اطمینان کے ساتھ سجدہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک طویل روایت میں ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سجدہ کرو تو خوب اطمینان سے کرو۔ (بخاری ص ۱۱۲، سنن کبریٰ ص ۱۱۷)

☆ حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سجدہ رکوع اور جلسہ سب برابر (یعنی اطمینان سے اور یکساں ہوتا تھا جلدی نہیں) ہوتا تھا۔ (بخاری)

☆ عبد الرحمٰن بن شبل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوّے کی طرح ٹھونگ، (چونچ) مار کر سجدہ کرے۔ (یعنی اتنی جلدی کرے کہ جاتے ہی اٹھ جائے)۔ (ابوداؤد ص ۱۲۵)

☆حضرت عبد اللہ اشعری؄ کہتے ہیں کہ پیارے پیغمبرﷺ نے اصحاب کو نماز پڑھائی پھر مجلس میں بیٹھ گئے ایک شخص آیا اور نماز پڑھتے ہوئے رکوع وسجود میں کوّے کی چونچ مارنے کی طرح جلدی کرنے لگا، آپﷺ نے فرمایا دیکھتے ہو اسے؟ جو شخص ایسی حالت میں انتقال کر جائے تو ملّت محمدی کے غیر پر انتقال کرے گا۔(اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ)(ابن خزیمہ ص ۲۳۲)

۲۳) سجدے میں آنکھیں نہ بند کریں

حضرت انس؄ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبرﷺ نے حالت سجدہ میں آنکھوں کو بند کرنے سے منع فرمایا ہے کہ یہ یہود کی عادت ہے۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۴۶۵)

۲۴) سجدے میں ہر عضو کو دوسرے سے جدا رکھنا

سجدے میں مردوں کے لئے ہر عضو کو دوسرے سے جدا رکھنا مسنون ہے۔ چنانچہ حضرت براء؄ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبرﷺ جب نماز پڑھتے تو (سجدہ میں) ہر عضو کو جدا رکھتے۔ (نسائی)

حضرت ابن عمر؄ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبرﷺ نے ارشاد فرمایا: سجدہ میں اعضاء کو کشادہ (یعنی الگ الگ) رکھو۔ (کنز العمال: ص ۴۶۶)

بخلاف عورتوں کے کہ وہ ہر عضو کو ایک دوسرے کے ساتھ ملائیں گی۔

۲۵) خواتین کے سجدہ کا مسنون طریقہ

ا) خواتین شروع ہی سے سینہ آگے کی طرف جھکا کر سجدے میں جا سکتی ہیں، مردوں کی طرح سیدھا رہنا خواتین کے لئے ضروری نہیں۔عورتیں سجدہ مردوں کی طرح نہ کریں گی۔ (مراسیل ابی داؤد)

ب) عورتیں جس طرح التحیات میں بیٹھتی ہیں اسی طرح بیٹھ کر اور خوب سمٹ کر زمین کے ساتھ چمٹ کر سجدے کے لئے پیشانی زمین پر رکھ دیں اس طرح کہ بازو پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں، پیٹ رانوں سے، ران پنڈلیوں سے اور کہنیوں سمیت پوری بانہیں زمین سے ملی ہوئی ہوں۔ (درمختار)

یزید بن حبیب سے مرسلاً مروی ہے کہ پیارے پیغمبرﷺ کا گزر ان دو عورتوں پر ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپﷺ نے ان سے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمٹا لو۔

حضرت ابن عباس؄ سے دریافت کیا گیا کہ عورتیں سجدہ کس طرح کریں گی؟ {فَقَالَ تَجْمَعُ وَ تَحْتَفِزُ} تو فرمایا تمام اعضاء کو ملا کر جمع کریں گی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ص ۲۷۰ ج ۱)

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ {إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا }عورتیں جب سجدہ کریں گی تو اپنے اعضاء کو رانوں سے ملالیں گی۔ (کنز العمال، اعلاء السنن، ۳ ص ۲۴)

یزید بن حبیب سے مرسلاً مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ان دو عورتوں پر ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمٹا لو، اس لئے کہ عورتیں سجدہ مردوں کی طرح نہ کریں گی۔ (اعلاء السنن: ص ۲۰ ج ۳)

حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{ اِذَا جَلَسَتِ الْمَرْأَةُ فِي الصَّلٰوةِ وَصَفَتْ فَخِذِهَا عَلٰى فَخِذِهَا الْأُخْرٰى ، فَاِذَا سَجَدَتْ أَلْصَقَتْ بَطْنَهَا عَلٰى فَخِذِهَا كَاسْتَرِ مَا يَكُوْنُ لَهَا، فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْظُرُ اِلَيْهَا يَقُوْلُ يَا مَلَآ ئِكَتِيْ أَشْهَدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهَا۔}

(بیہقی: ص ۲۲۳ ج ۲ (کنز العمال ،(اعلاء السنن ج ۳ ص ۲۵))

(پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ) عورتیں جب نماز میں بیٹھیں تو دایاں ران بائیں ران پر رکھیں، اور جب سجدہ کریں گی تو اپنے پیٹ کو رانوں سے ملالیں گی کہ یہ ان کے لئے زیادہ ستر کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ کر فرماتے ہیں: اے فرشتو گواہ ہو جاؤ میں نے اس عورت کو بخش دیا۔

عورتوں بائیں سرین پر بیٹھ کر پاؤں کے پنجے کھڑے کرنے کے بجائے انھیں دائیں طرف نکال کر بچھادیں اس طرح کہ دائیں ران بائیں ران پر آجائے اور دائیں پنڈلی بائیں پنڈلی پر، اور جہاں تک ہو سکے پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھیں۔ (عالمگیری)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ عورتیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کس طرح نماز پڑھتی تھیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ پہلے چوکڑی بیٹھتی تھیں، پھر اُن کو حکم دیا گیا کہ خوب سمٹ کر بیٹھا کریں۔ (جامع المسانید امام اعظم: ص ۴۰۰ ج ۱)

۲۶) دو سجدوں کے درمیان جلسہ کا مسنون طریقہ

نماز کی ہر رکعت میں دو سجدوں کے درمیان کچھ دیر کے لئے بیٹھنے کو جلسہ یا قعدہ کہا جاتا ہے یہ بھی واجب ہے۔ جس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ:

ا) ترتیب سے اعضاء کو اٹھانا

سجدے سے تکبیر کہتے ہوئے پہلے سر اٹھائیں ، پھر ناک ،اور پھر دونوں ہاتھ اٹھائیں۔حضرت ابوحمید الساعدی کی روایت ہے کہ جب پیارے پیغمبر ﷺ سجدہ سے سر اٹھاتے تو { اَللّٰهُ اَکْبَرْ } کہتے۔

ب) اطمینان سے دوزانو ہوکر بیٹھنا

سجدے سے اٹھنے کے بعد اطمینان سے دوزانو ہوکر بیٹھ جائیں، اگر پوری طرح سر اٹھائے بغیر دوسرے سجدے میں چلے گئے تو نماز کا لوٹانا واجب ہوگا۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ:

{ كَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِىَ قَآئِمًا ، وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِىْ جَالِسًا ، وَكَانَ يَقُوْلُ فِىْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ أَلتَّحِيَّةُ ، وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى ، وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى}

پیارے پیغمبر ﷺ جب اپنا سر مبارک رکوع سے اٹھاتے تھے تو سجدہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ سیدھا کھڑے ہوجائیں ،اور جب اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھاتے تھے تو جب تک ٹھیک سے نہ بیٹھ جاتے (دوسرا) سجدہ نہ فرماتے تھے۔اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے ، اور آپ ﷺ اپنا بایاں پاؤں نیچے بچھاتے تھے،اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے تھے۔

(مسلم:ص ۱۹۴ج ا،سنن کبریٰ ص ۱۳۱)

حضرت عامر بن عقبہؓ پیارے پیغمبر ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ سجدہ سے سر اٹھاتے پھر بیٹھتے۔ (سنن کبریٰ:ص ۱۲۱)

ج) سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی کیفیت

دونوں سجدوں کے درمیان تشہد کی طرح بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھیں اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا کرلیں کہ اس کی انگلیاں مڑ کر قبلہ رُخ ہوجائیں۔

حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ سجدہ سے سر اٹھاتے تو بائیں پیر کو بچھا کر بیٹھتے۔

حضرت ابوحمید الساعدیؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ تکبیر کہتے ہوئے (سجدہ سے اٹھتے) پھر ایک پیر کو

بچھاتے دوسرے کو کھڑا کرتے۔ (السعایہ ص ۲۰۷)

د) دونوں پاؤں کی ایڑیاں کھڑا کر کے اس پر بیٹھنا

جلسہ یا قعدہ میں دونوں پاؤں کھڑے کر کے ان کی ایڑھیوں پر بیٹھنا درست نہیں کہ آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، اور اس طرح بیٹھنا خلاف سنت ہے۔ مسنون یہ ہے کہ بائیں پاؤں کو بچھائیں اور دائیں کو کھڑا رکھیں، البتہ کوئی تکلیف ہو تو معذور کے لئے اس طرح یا چہار زانو ہو کر بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ (دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں) اپنے بائیں پیر کو بچھاتے، اور دائیں پیر کو کھڑا فرماتے، اور شیطان کی بیٹھک سے منع فرماتے تھے۔ (مسلم)

☆ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا اے علی! (میں) جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں وہی تمھارے لئے ناپسند سمجھتا ہوں اور جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہی تمہارے لئے (بھی پسند کرتا ہوں)۔ تم دو سجدوں کے درمیان اقعاء نہ کرنا (یعنی ایڑیوں کو کھڑا کر کے پنجوں کے بل نہ بیٹھنا۔ (ترمذی ص ۶۳)

☆ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے نے جب حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کو نماز میں چہار زانو بیٹھتے دیکھا تو انہوں نے اُن کی نقل میں اس طرح بیٹھنا شروع کر دیا جس پر حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا، اور فرمایا کہ میں اس طرح عذر کی وجہ سے بیٹھتا ہوں کہ میرا پاؤں اس طرح بیٹھنے کو برداشت نہیں کرتا، ورنہ نماز میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور بائیں کو بچھا کر اس پر بیٹھے۔ (طحاوی: ص ۱۵۲)

ھ) دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا

بیٹھتے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لیں مگر انگلیاں گھٹنوں کی طرف لٹکی ہوئی نہ ہوں بلکہ انگلیوں کے آخری سرے گھٹنوں کے ابتدائی کنارے تک پہنچ جائیں اس طرح کہ انگلیوں کا رُخ قبلہ کی جانب ہو۔

(و) جلسے میں اپنی نظر اپنی گود کی طرف رکھیں۔ (ز) کم از کم ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار میں بیٹھیں۔

حضرت میمونہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ (جب جلسہ میں) بیٹھتے تو نہایت اطمینان سے بیٹھتے۔ (نسائی)

۲۷) جلسہ کی دعائیں

حضرت حذیفہؓ روایت فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ (دونوں) سجدوں کے درمیان { رَبِّ اغْفِرْ لِیْ، رَبِّ اغْفِرْ لِیْ } فرماتے اور سجدہ کی مقدار بیٹھتے۔ (سنن کبریٰ ص ۱۲۲)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعاء پڑھتے تھے:

{ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ، وَارْفَعْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ، وَعَافِنِيْ، وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ }

اے اللہ! میری لغزشیں معاف فرما، اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھے سربلندی عطا فرما، اور میری شکستگی دور فرما، اور مجھے عافیت دے، اور مجھے ہدایت دے اور روزی عطا فرما۔ (ابوداؤد، رواہ الترمذی ج۱ص ۶۳)

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رکوع، سجدہ اور جلسہ قریب برابر ہوتا (یعنی سجدہ، ورکوع اور جلسہ اطمینان سے ٹھیر کر ہوتا تھا۔ (سنن کبریٰ: ص ۱۲۲)

۲۸) خواتین کے لئے جلسے اور قعدے میں بیٹھنے کا طریقہ

ا) خواتین اور بچیاں جلسے اور قعدے میں بائیں کولھے پر (تورک کی شکل میں) سرین پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف کو نکال دیں، دائیں پنڈلی کو بائیں پنڈلی پر رکھیں، دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں اچھی طرح ملی ہوئی ہوں، نگاہ گود میں رہے۔ عورتوں کے لئے تورک افضل ہے۔

ب) خواتین کے لئے ہر حالت میں حکم یہ ہے کہ وہ انگلیوں کو بند رکھیں، یعنی ان کے درمیان فاصلہ نہ چھوڑیں، نہ رکوع میں، نہ سجدوں میں، نہ جلسے اور قعدے میں۔

اوپر بیان کردہ طریقے کے مطابق اسی ہیئت سے دوسرا سجدہ کریں جس طرح پہلا سجدہ کیا تھا۔ سجدہ میں سرین کو بلند نہ کریں، پیٹ کو رانوں کے ساتھ پیوست کریں، سر زانو کے بالکل قریب کرلیں کہ اس میں زیادہ ستر ہے۔ (ہدایہ: ص ۷۰ ج۱)

۲۹) دونوں سجدوں کے بعد اٹھنے کا طریقہ

دوسرے سجدے کے بعد جب دوسری اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا ہو تو فوراً اٹھ کر سیدھے کھڑے ہوجائیں بیٹھیں نہیں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ } قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ ، يَخْتَارُوْنَ أَنْ يَنْهَضَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ

عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْهِ } (ترمذی:ص۶۵ج۱،سنن کبریٰ ، ۱۲۴)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں (سجدہ سے) اپنے پاؤں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اہل علم کا عمل حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث پر ہے، وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ آدمی (دوسری اور تیسری رکعت میں سجدہ سے) اپنے پاؤں کے پنجوں کے بل کھڑا ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ وتَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِماً۔)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک آدمی کو نماز سکھاتے ہوئے) ارشاد فرمایا: پھر تم اطمینان سے سجدہ کرو! پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ اور اطمینان سے سیدھے بیٹھ جاؤ، پھر اطمینان سے دوسرا سجدہ کرو، پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ اور سیدھے پاؤں کے سہارے کھڑے ہو جاؤ۔ (بخاری:ص۹۸۶ج۲)

☆ حضرت ابو حُمیدؓ کی مرفوع حدیث ہے {فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ} پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی، پس کھڑے ہوئے اور تورک نہیں کیا۔ یعنی دوسرے سجدے کے بعد نہیں بیٹھے۔

جلیل القدر تابعی حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں کہ:

{ كَانَ عُمَرُ وَ عَلِيٌّ رضی الله عنهما ، وَأَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَضُوْنَ فِيْ صَلٰوتِهِمْ عَلٰى صُدُوْرِ أَقْدَامِهِمْ} (مصنف ابن ابی شیبه:ص۳۹۴ج۱)

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور دیگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نماز میں (سجدہ سے) اپنے قدموں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوا کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں بھی آتا ہے کہ وہ دوسری اور تیسری رکعت میں اپنے پاؤں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے۔ (سنن کبریٰ بیہقی:ص۱۲۵ج۲)

حضرت وائلؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دوسرے سجدے سے اٹھتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے۔

(تلخیص الحبیر:ص۲۶۹)

۳۰) جلسۂ استراحت؟

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ جلسۂ استراحت کرنے کے بجائے سیدھا کھڑا ہونا مسنون ہے، اور حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے علامہ ابن تیمیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

{اِنَّ الصَّحَابَةَ أَجْمَعُوْا عَلٰی تَرْکِ جَلْسَةِ الْاِسْتِرَاحَةِ } (السعایه،ص۲،۲۱۱)

یعنی صحابہ کرامؓ جلسۂ استراحت کے ترک پر متفق ہیں۔

البتہ عذر اور مجبوری کی صورت میں بوڑھے، بیمار یا بھاری بدن والے لوگ جلسۂ استراحت کریں تو امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ پہلے بیٹھ کر پھر کھڑے ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ دیگر روایات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔حضرت معاویہؓ سے مروی ہے کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُبَادِرُوْ نِیْ بِالرُّکُوْعِ وَلَا بِا لسُّجُوْدِاِنِّیْ قَدْ بَدَّنْتُ }

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ سے رکوع وسجود میں سبقت نہ کیا کرو، کیونکہ میں بھاری بدن والا ہو گیا ہوں۔ (سنن ابن ماجہ،سنن ابی داود:ص۹۱ج۱)

پیارے پیغمبر ﷺ کا بیٹھ کر پھر اٹھنا اس زمانہ پر محمول ہے جب آخری عمر میں آپ ﷺ کا بدن مبارک بھاری ہو گیا تھا اور ضعف بھی آ گیا تھا، اس وقت عذر کی وجہ سے آپ ﷺ جلسۂ استراحت کرتے تھے۔(بارہ مسائل:ص ۷۲)

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یُوْتِرُ بِتِسْعٍ ، فَلَمَّا بَدَّنَ وَکَثُرَ لَحْمُهٗ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ ، وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ } (شرح معانی الاثار:ص۱،۲۰۴)

پیارے پیغمبر ﷺ نو(۹) رکعت وتر پڑھتے تھے (یعنی تین(۳) وتر اور چھ(۶) نفل) جب آپ ﷺ کا بدن مبارک بھاری ہوا، اور لحیم ہوئے تو پھر سات رکعت پڑھتے تھے یعنی چار رکعت نفل اور تین وتر، اور دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

۳۱) سجدہ سے اٹھنے کی کیفیت

سجدہ سے اٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے سر اٹھائیں، پھر دونوں ہاتھ اور پھر دونوں گھٹنے اٹھائیں، اور گھٹنوں پر

ہاتھ رکھ کر گھٹنوں کے سہارے اٹھیں، زمین پر ہاتھ رکھ کر ہاتھوں کے سہارے نہ اٹھیں۔ ہاں اگر ضعف یا عذر ہو تو پھر اس صورت میں ہاتھوں کا سہارا لیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت وائل بن حجرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب سجدہ کو جاتے تو ہاتھوں سے قبل گھٹنوں کو رکھتے، اور جب سجدہ سے اٹھتے تو گھٹنوں سے قبل ہاتھ اٹھاتے۔ (نسائی:ص۱۶۵)

حضرت عبداللہ بن یسار سے منقول ہے کہ جب سجدہ سے اٹھتے تو پہلے سر کو اٹھاتے، پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو۔
(مصنف ابن عبدالرزاق:ص۱۷۷)

۳۲) قیام کی طرف اٹھتے ہوئے ہاتھوں کا سہارہ نہ لیں۔

دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر پھر دوسری رکعت کے لئے قیام کی طرف اٹھتے ہوئے ہاتھوں کا سہارہ نہ لیں اٹھتے وقت بغیر ٹیک لگائے اٹھنا سنت ہے، ٹیک لگا کر اٹھنا خلاف سنت ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ:

{نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ يَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰى يَدِهٖ فِي الصَّلَاةِ} (ابو داؤد ص۱۴۲))

پیارے پیغمبر ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ نماز میں اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگاتے ہوئے اٹھیں۔

حضرت وائل بن حجرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِذَا نَهَضَ، نَهَضَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلٰى فَخِذِهٖ} (ابو داؤد ص۱۴۲)

پیارے پیغمبر ﷺ جب اٹھے تو اٹھے اپنے گھٹنوں کے بل اور اپنی رانوں پر سہارا لیا۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ:

{ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ اِذَا نَهَضَ الرَّجُلُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأَوْلَيَيْنِ أَنْ لَّا يَعْتَمِدَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ اِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ شَيْخًا كَبِيْرًا لاَّ يَسْتَطِيْعُ }

(مصنف ابن ابی شیبہ:ص۴۳۲ج۱)

فرض نماز میں سنت یہ ہے کہ جب آدمی پہلی دو رکعتوں میں قیام کی طرف آئے تو ہاتھوں سے ٹیک لگا کر (زمین پر رکھ کر) نہ اٹھے، ہاں مگر یہ کہ ضعیف اور بوڑھا ہو جو (اس کے بغیر اٹھنے کی) طاقت نہ رکھتا ہو۔

معلوم ہوا کہ بغیر عذر کے دونوں ہاتھوں کا سہارا لیتے ہوئے اٹھنا خلاف سنت ہے جس طرح بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے، ہاں عذر کی وجہ سے مثلاً: مرض، ضعف، بڑھاپے اور بھاری بدن کی وجہ سے ایسا کرنے کی گنجائش ہے جن کو بغیر ٹیک لگائے کھڑے ہونے میں مشقت ہو۔

۳۳) دوسری رکعت کی ابتداء

دوسری رکعت کے لئے جب کھڑے ہو جائیں تو پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں اور پھر پہلی رکعت کی طرح سورۃ فاتحہ اور قرأت کریں، ہاں اس میں ثناء اور تعوذ نہیں پڑھیں گے۔ (ہدایہ)

حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں مروی ہے کہ:

{أَنَّهٗ كَانَ لَايَدْعُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَبْلَ السُّوْرَةِ وَبَعْدَهَا اِذَا قَرَءبِسُوْرَةٍ أُخْرٰى فِى الصَّلٰوةِ } (شرح معانی الاثار:ص۱۶۴ج۱)

حضرت ابن عمرؓ نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے اور اس کے بعد دوسری سورت سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا نہیں چھوڑتے تھے۔

۳۴) دوسری رکعت کو پہلی کے مقابلے میں مختصر رکھیں

دوسری رکعت کو پہلی کے مقابلے میں مختصر رکھیں اور زیادہ لمبی نہ کریں۔ چنانچہ حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَءُ فِى الرَّكْعَتَيْنِ الْأَوْلَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ يَطُوْلُ فِى الْأُوْلٰى وَيَقْصُرُ فِى الثَّانِيَةِ ، وَيُسْمِعُ الْاٰيَةَ أَحْيَانًا ، وَكَانَ يَقْرَءُ فِى الْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ ، وَكَانَ يَطُوْلُ فِى الْأُوْلٰى ، وَكَانَ يَطُوْلُ فِى الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَقْصُرُ فِى الثَّانِيَةِ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے، دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے (کچھ) کم کرتے تھے۔ اور کبھی کوئی آیت سنا بھی دیتے تھے۔ عصر کی نماز میں فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے، اور پہلی رکعت لمبی کرتے، اور فجر کی نماز میں بھی پہلی رکعت لمبی اور دوسری چھوٹی کرتے تھے۔ (بخاری:ص۱۰۵،۱، مسلم:ص۱۸۵،۱، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی)

☆☆☆

۶) { قعدۂ اخیرہ: اور اس کی سنتیں }

ہر دو رکعت کے بعد بیٹھنے کو قعدہ کہتے ہیں اور اس میں بیٹھنے کا طریقہ وہی ہے جو دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں بیٹھنے کا اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

۱) بائیں پاؤں پر بیٹھنا

بایاں پاؤں سرین کے نیچے بچھا کر اس پر بیٹھیں اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا کر لیں کہ اس کی انگلیاں مڑ کر قبلہ رخ ہو جائیں۔ دونوں پاؤں کھڑے کر کے ان کی ایڑھیوں پر بیٹھنا درست نہیں۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ ، وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهٗ الْيُمْنٰى} (مسلم:ص۱۹۴ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر دو رکعت کے بعد التحیات کے لئے بیٹھنا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا بایاں پاؤں بچھاتے تھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ:

{ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ اِلٰى صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِيْ لِلتَّشَهُّدِ اِفْتَرَشَ رِجْلَهٗ الْيُسْرٰى ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى يَعْنِيْ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ رِجْلَهٗ الْيُمْنٰى ۔ قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ } (ترمذی:ص۶۵ج۱)

میں مدینہ آیا تو میں نے (جی) میں کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز ضرور دیکھوں گا، سو جب آپ تشہد کے لئے بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں بچھا دیا، اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا، اور دایاں پاؤں کھڑا رکھا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{ مِن سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْيُمْنٰى وَاسْتِقْبَالُهٗ بِأَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْيُسْرٰى} (سنن نسائی:ص۱۳۰ ج۱)

نماز کی سنت میں سے ہے کہ (تشہد میں) دایاں پاؤں کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ رکھی جائیں اور بایاں پاؤں پر بیٹھا جائے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہی مرفوعاً مروی ہے کہ:

{ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى} (مصنف عبد الرزاق،۲،۱۹۵)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تھے، تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے تھے، اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے تھے۔

حضرت ابوحمید الساعدیؓ سے مروی ہے کہ:

{ فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى ،وَنَصَبَ الْيُمْنٰى}

جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعتوں کے بعد تشہد کے لئے بیٹھے تو بائیں پیر کو بچھا لیا اور اُس پر بیٹھ گئے۔ اور دایاں پاؤں کھڑا رکھا، بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھا اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھا۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْأِ قْعَاء وَالتَّوَرُّكِ فِيْ الصَّلَاةِ } (سنن کبریٰ بیہقی:ص۱۲۰ ج۲)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (التحیات میں) اکڑوں بیٹھنے سے اور تورک (یعنی دونوں پاؤں یا ایک پاؤں دائیں طرف نکال کر کولہے پر بیٹھنے) سے منع فرمایا۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ التحیات میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ دایاں پاؤں کو کھڑا رکھا جائے اور بائیں پاؤں کو بچھا دیا جائے۔ ہاں معذوری اور مجبوری کی حالت میں جس طرح ممکن ہو اسی طرح بیٹھے۔

۱) بیٹھتے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لیں مگر انگلیاں گھٹنوں کی طرف لٹکی ہوئی نہ ہوں بلکہ انگلیوں کے آخری سرے گھٹنوں کے ابتدائی کنارے تک پہنچ جائیں تاکہ انگلیوں کا رُخ سیدھا قبلہ کی طرف رہے۔

ب) جلسے اور قعدے میں اپنی نظر اپنی گود کی طرف رکھیں۔

ج) ہاتھ کی انگلیوں کو اپنی حالت پر رکھیں نہ ملائیں اور نہ ہی کشادہ کریں۔

د) انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے پاس ہوں مگر گھٹنوں کو پکڑنا نہیں کہ انگلیوں کا رخ زمین کی طرف ہو جائے۔

(اعلاء السنن ص ۸۹)

ہ) دائیں گھٹنے پر دایاں اور بائیں گھٹنے پر بایاں ہاتھ رکھیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے۔ (مسلم ص ۲۱۶)

اسی طرح حضرت ابوحمید الساعدیؓ کی روایت میں بھی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں گھٹنے پر دایاں ہاتھ، اور بائیں گھٹنے پر بایاں ہاتھ رکھتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ (ابن خزیمہ: ص ۳۴۳)

۲) قعدۂ اولیٰ

اگر دو رکعت سے زائد نماز ہو تو اس میں دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنے کو قعدۂ اولیٰ کہا جاتا ہے اور یہ واجب ہے۔ اور قعدۂ اولیٰ میں التحیات کا پڑھنا بھی واجب ہے، ترک واجب پر سجدہ سہو لازم ہوگا۔ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: أَلتَّحِيَّاتُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ } (مسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر دو رکعت کے بعد التحیات (یعنی قعدہ) ہوتا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ:

{ عَلَّمَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلتَّشَهُّدَ فِىْ وَسْطِ الصَّلٰوةِ وَفِىْ اٰخِرِهَا} (مسند احمد)

مجھے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے درمیان یعنی دو رکعت کے بعد اور نماز کے آخر میں بھی تشہد کی تعلیم دی۔ اسی طرح حضرت فاروق اعظمؓ سے مروی ہے کہ:

{ لَا تَجُوْزُ الصَّلٰوةُ اِلَّا بِتَشَهُّدٍ } (کتاب الاثار)

تشہد کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔

۳) تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کا طریقہ

(ا): جب تشہد کے اندر بیٹھیں تو دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ران پر

رکھیں اورتشہد (یعنی التحیات) کے پڑھتے وقت {اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ} کے پڑھنے میں {اَنْ لَّا } پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اٹھاکر اس طرح اشارہ کریں کہ چھوٹی اور برابر کی انگلی (خنصر، بنصر) کو بند کر کے انگوٹھے اور درمیان والی انگلی کے سرے ملاکر ترپن (۵۳) کا حلقہ بنالیں، اور انگشت شہادت کو علیٰ حالہٖ باقی رکھیں. اور 'لَا'۔ آتے ہی اشارہ کے لئے اٹھالیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا قَعَدَ فِى التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى ،وَعَقَدَ ثَلَاثاً وَّخَمْسِيْنَ وَأَشَارَ بِا السَّبَابَةَ } (مسلم:ص۲۱۶ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب تشہد میں بیٹھتے تھے تو اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے تھے، اور دائیں ہاتھ سے (۵۳) کے عدد کی شکل بناتے تھے اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ، وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى ، وَأَشَارَ بِاِصْبِعِهِ السَّبَابَةَ ، وَوَضَعَ اِبْهَامَهٗ عَلٰى اِصْبِعِهِ الْوُسْطٰى ، وَيَلْقَمُ كَفُهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهٗ} (مسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب دعاء کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے ، اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے، اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ،اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی سے ملا لیتے۔

انگوٹھے کے پاس والی انگلی کو شہادت کی انگلی کہتے ہیں اور تشہد میں شہادت کی انگلی اٹھانا سنت ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔اور ائمہ اربعہ اسی کے قائل ہیں۔ چنانچہ: حضرت ابوحمید الساعدیؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی انگلیوں کو موڑا، انگشت شہادت اور انگوٹھے کا حلقہ بنایا۔ پھر اشارہ کیا۔ (طحاوی ج ا ص ۱۵۳)

(ب): شہادت والی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ انگلی قبلے کی جانب جھکی ہوئی ہو بالکل آسمان کی طرف اٹھی ہوئی نہ ہو۔

حضرت مالک بن زبیر الخزاعیؓ کی روایت میں ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھے ہوئے انگشت شہادت کو اٹھائے اشارہ کر رہے ہیں، اور اسے تھوڑا جھکائے ہوئے تھے۔ (ابوداؤد ص ۱۴۲)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے انگشت شہادت سے قبلہ رخ اشارہ کیا۔

(سنن کبریٰ ص ۱۳۲)

(ج): اشارہ کے وقت انگلی کو بار بار حرکت نہ دیں۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيْرُ بِاِصْبِعِهِ اِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا} (نسائی، ابو داؤد)

پیارے پیغمبر ﷺ اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے اور اُسے حرکت نہیں دیتے تھے۔

(د): شہادت کی انگلی کو نماز کے آخر تک بچھائے رکھنا:

جب {اِلَّا اللّٰهُ} پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی نیچے گرادیں، اور پھر اُسے اسی حالت پر بلا حرکت نماز کے آخر تک قائم رکھیں۔ چنانچہ حضرت شہاب بن مجنونؓ روایت فرماتے ہیں کہ:

{دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ ، وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ، وَقَبَضَ أَصَابِعَهٗ ، وَبَسَطَ السَّبَابَةَ ، وَهُوَ يَقُوْلُ : يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ} (ترمذی: ص ۱۹۹، ج ۱)

میں پیارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا ہوا تھا، اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر۔ آپ ﷺ نے اپنی کلمہ والے انگلی کو بچھایا ہوا تھا، اور یہ دعاء پڑھ رہے تھے: {يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ} اے دلوں کو پھیرنے والی ذات میرا دل اپنے دین پر ثابت قدم فرما۔

اس سے معلوم ہوا کہ انگلی کو آخر نماز تک بچھائے رکھنا چاہئے۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ {لَا اِلٰهَ} کے وقت اشارہ کے لئے انگشت شہادت اٹھائے اور {اِلَّا اللّٰهُ} کے وقت رکھ دے۔ اور یہی بات درمختار اور شامی میں بھی ہے)۔

(مرقات ج ۲ ص ۶۲۴، اعلاء السنن ص ۸۶)

(ھ): اشارہ کرتے ہوئے نگاہ انگلی پر رکھیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے اور نگاہ اسی پر رکھتے، اور فرماتے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

{لَهِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ يَعْنِيْ السَّبَابَةَ} (مسند احمد، ۲، ۱۱۹)

یہ اشارہ شیطان پر لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے، یعنی سبابہ انگلی کا اشارہ۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيْرُ بِاِصْبِعِهٖ اِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا... وفى رواية عنه: ... فَلَا يُجَاوِزُ بَصَرُهٗ اِشَارَتَهٗ} (ابوداؤد،۲،۱۳۲،نسائی ۱،۱۴۷،احمد ۴،۲)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے، اور اس کو حرکت نہیں دیتے تھے۔اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کی نگاہ اس اشارہ پر لگی رہتی تھی اس سے تجاوز نہیں کرتی تھی۔

(و): باقی انگلیوں کی جو ہیئت اشارے کے وقت بنائی تھی ان کو سلام پھیرنے تک اسی حالت پر رکھیں۔(مرقات ص ۶۳۵)

حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِى الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخْذِهِ الْيُمْنٰى ، وَقَبَضَ أَصَابِعَهٗ وَأَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الَّتِىْ تَلِى الْاِبْهَامَ } (سنن كبرى،۱۳۱،مسلم:۱،۲۱۶،موطا مالك ۷۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے ،دائیں کو دائیں پر اور بائیں کو بائیں پر اور اپنی انگلیوں کو سکیڑتے ،اور انگوٹھے کی بغل والی انگلی سے اشارہ کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بایاں ہاتھ گھٹنے پر پھیلا ہوا رہتا۔

۴) تشہد سراً پڑھنا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ {مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُّخْفَى التَّشَهُّدُ }سنت میں سے یہ ہے کہ تشہد آہستہ پڑھا جائے۔

۵) قعدہ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لئے اٹھنا

قعدہ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لئے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر زور دے کر اٹھیں، بلا عذر زمین پر ہاتھ رکھ کر سہارہ نہ لیں، ہاں اگر عذر ہو اور ایک دم سیدھا کھڑا ہونا مشکل ہو، یا گھٹنوں میں درد ہو تو پھر ہاتھوں کا سہارا لے کر اٹھ سکتے ہیں۔اگر فرض اور واجب نماز ہو تو تشہد کے بعد فوراً اٹھنا واجب ہے، تاخیر کرنے سے اور درود پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔امّ المؤمنین

سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت پر تشہد سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ (مجمع)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت پر اس طرح بیٹھتے جیسے گرم پتھر پر یعنی بہت جلد اٹھ جاتے۔ (نسائی:ص ۱۷۵)

یعنی جس طرح گرم پتھر پر آدمی بیٹھتا ہے تو جلد اٹھ جاتا ہے اسی طرح پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشہد پڑھ کر بہت جلد اٹھ جاتے تھے۔

۶) کونسا تشہد پڑھنا بہتر ہے

ثناء، تعوذ، تسمیہ اور آمین کی طرح تشہد بھی آہستہ پڑھنا مسنون ہے۔تشہد کے مختلف صیغے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں ان میں سے تشہد حضرت ابن مسعودؓ سب سے بہتر ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن مسعودؓ کو پورے اہتمام کے ساتھ سکھایا تھا: چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ:

{قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَلتَّشَهُّدَ وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ كَمَا يُعَلِّمُنِيْ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، فَقَالَ اِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلْ: أَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ...أَشْهَدُ أَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ}

میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مبارک ہاتھوں کے درمیان تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے اہتمام سے مجھے تشہد پڑھا رہے تھے جس طرح کہ قرآن کی کوئی سورت سکھلاتے وقت اہتمام فرماتے تھے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) جب تشہد میں بیٹھو تو یہ دعاء پڑھو:

{ أَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ. . .أَشْهَدُ أَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ }۔

سب زبانی عبادتیں، سب بدنی عبادتیں اور سب مالی عبادتیں صرف اللہ کے لئے ہیں۔اے نبی! آپ پر

سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بندگی کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے، اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ (حضرت) محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ (بخاری:ص ۱۱۵،مسلم: ۱۷۴،ابوداؤد)

۷) قعدۂ اخیرہ

اس قعدہ کے بارے میں ائمہ کرامؒ میں اختلاف پایا جاتا ہے،نماز میں آخری قعدہ کو تشہد کی مقدار امام ابوحنیفہؒ اور امام ثوریؒ فرض قرار دیتے ہیں،لہٰذا اگر کوئی آدمی فرض نماز کے اندر قعدۂ اخیرہ کے اندر نہ بیٹھا تو نماز باطل ہوجائے گی۔ (ہدایہ:ص ۶۳ ج ۱)

دلیل : امام اعظم ابوحنیفہؒ،حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی اس روایت سے استدلال فرماتے ہیں کہ جس میں پیارے پیغمبر ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کو ہاتھ پکڑ کر تشہد کی تعلیم دی۔اور فرمایا کہ کہو:

{ أَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ...أَشْهَدُ أَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ}فَاِ ذَا قَضَيْتَ هٰذَا ، أَوْ قَالَ : فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلٰوتَکَ} (مسند احمد :ص۴۲۲ ج۱ ،ابوداؤد)

التحیات پڑھانے کے بعد آخر میں پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جب تم نے اس کو پورا کرلیا، جب تم نے ایسا کرلیا تو تم نے اپنی نماز کو پورا کرلیا۔یعنی نماز کے تمام ہونے کو تشہد پڑھنے اور بیٹھنے پر موقوف قرار دیا ہے جس سے اس کا ضروری ہونا ثابت ہوتا ہے۔دیگر ائمہ اس کو سنت قرار دیتے ہیں۔

(نماز مسنون:ص ۳۰۲)

(قعدہ اخیرہ میں بھی تشہد کا پڑھنا واجب ہے)۔

8) سجدہ سہو کا طریقہ

سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد { عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ }تک پڑھنے کے بعد ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کریں،اور پھر دوبارہ تشہد درود شریف اور دعاء پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ:

{ أَلسَّهْوُ أَنْ يَّقُوْمَ فِيْ قُعُوْدٍ ، أَوْ يَقْعُدَ فِيْ قِيَامٍ ، أَوْ يُسَلِّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَإِنَّهُ يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، وَيَتَشَهَّدُ وَيُسَلِّمُ} (طحاوی)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ بھول یہ ہے کہ نمازی بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہو جائے ، یا کھڑا ہونے کے بجائے بیٹھ جائے ، یا (تین چار رکعت والی نماز میں) دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دے ۔تو ایسا شخص سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے، پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرے۔

حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ:

{أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ فَنَسِيَ فِيْهَا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ }

پیارے پیغمبر ﷺ نے سب کے ساتھ نماز پڑھی ،اور اس میں کچھ بھول گئے تو آپ ﷺ نے سہو کے دو سجدے کر کے تشہد پڑھی پھر سلام پھیرا۔ (ابوداؤد)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ سجدہ سہو سلام کے بعد ہے اور سجدہ سہو کے بعد پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرا جاتا ہے۔حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَنْ شَكَّ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمَ}

پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جسے اپنی نماز میں شک ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔ (نسائی، مسند احمد، ابوداؤد)

درود شریف پڑھنا

قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف (یعنی درود ابراہیمی) پڑھیں۔قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

{ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا} (الاحزاب ۵۶)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں ۔اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود بھیجو،اور خوب سلام بھیجو۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ ؓ ملے، اور انہوں نے کہا:

{ أَلَآ أُهْدِیَ لَکَ هَدِیَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِیِّ ﷺ ، فَقُلْتُ بَلٰی فَاَهْدِهَا لِیْ ، فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ،فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ أَهْلَ الْبَیْتِ ، فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ، قَالَ: قُوْلُوْا:{ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیدٌ ، اللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَهِیمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ } (رواه البخاري ومسلم كما في حديث كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)

کیا میں تمہیں ایک ہدیہ نہ دوں جو میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے، میں نے کہا ضرور دیں، تو انہوں نے کہا کہ ہم نے پیارے پیغمبر ﷺ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ پر اور آپ کی اہل بیت پر کس طرح درود بھیجیں؟ کیونکہ سلام کا طریقہ تو ہمیں اللہ نے سکھلا دیا ہے کہ کس طرح ہم آپ پر سلام بھیجیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو: اے اللہ! رحمت نازل فرما حضرت محمد (ﷺ) پر اور آپ ﷺ کی آل پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر اور اُن کی آل پر، بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد (ﷺ) پر، اور آل (حضرت) محمد (ﷺ) پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر، اور آل ابراہیم پر، بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ امام مالکؒ اور جمہور علماء کے نزدیک نماز میں تشہد کے بعد درود شریف کا پڑھنا سنت ہے۔ پیارے پیغمبر ﷺ نے حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تم نماز میں بیٹھو تو تشہد اور مجھ پر درود نہ چھوڑو یہ نماز کی زکوٰۃ ہے۔
(دار قطنی ص ۳۵۵)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جب تم (قعدۂ اخیرہ میں) دو رکعت پر بیٹھو تو التحیات پڑھو، پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجو، پھر دعاء کرو۔ (سنن کبریٰ: ص ۱۴۸ ج ۱)

☆ درود میں درود ابراہیمی کا پڑھنا افضل ہے۔ (الشامیہ ص ۵۱۲)

قعدہ اخیرہ میں درود شریف کے بعد دعاء

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ لَّمْ يَدْعُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ غَضِبَ عَلَيْهِ} (مسند احمد)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے دعاء نہ کی، اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

{ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَا يَرْوِىْ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: أَرْبَعُ خِصَالٍ وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ لِىْ، وَوَاحِدَةٌ لَّكَ، وَوَاحِدَةٌ فِيْمَا بَيْنِىْ وَبَيْنَكَ، وَوَاحِدَةٌ فِيْمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ عِبَادِىْ۔ فَأَمَّا الَّتِىْ لِىْ، فَتَعْبُدَنِىْ وَلَا تُشْرِكَ بِىْ شَيْئًا، وَأَمَّا الَّتِىْ لَكَ عَلَىَّ فَمَا عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ جَزَيْتُكَ بِهٖ، وَأَمَّا الَّتِىْ بَيْنِىْ وَ بَيْنَكَ، فَمِنْكَ الدُّعَآءُ وَعَلَىَّ الْإِجَابَةُ، وَأَمَّا الَّتِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ عِبَادِىْ، فَارْضِ لَهُمْ مَّا تَرْضٰى لِنَفْسِكَ} (تفسیر ابن کثیر بحوالہ مسند ابی یعلیٰ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، چار خصلتیں ہیں ایک میرے لئے اور ایک تیرے لئے، ایک تیرے اور میرے درمیان، اور ایک تیرے اور میرے بندوں کے درمیان، بہرحال جو خصلت میرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ تم میری ہی عبادت کرو، اور کسی چیز کو میرے ساتھ شریک نہ کرو۔ اور وہ خصلت جو تیرے لئے ہے وہ یہ کہ جو بھی تم بھلائی سے عمل کرو گے تو میں اس کا بدلہ تمہیں دوں گا۔ بہر حال وہ خصلت جو میرے اور تیرے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تیری طرف سے دعاء ہے اور میرے ذمہ قبول کرنا ہے، اور وہ خصلت جو تیرے اور میرے بندوں کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تم ان کے لئے وہی بات پسند کرو جو اپنے نفس کے لئے پسند کرتے ہو۔

قعدہ اخیرہ میں درود شریف کے بعد عربی زبان میں ایسی دعاء کا پڑھنا جو قرآن وحدیث سے منقول ہو مستحب ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{ثُمَّ لِيَتَخَيَّرَ مِنَ الدُّعَآء أَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْا} (بخاری ج۱ ص ۱۱۵)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (تشہد کے بعد) جو بہتر دعاء ہو اسے پڑھو۔

ادعیہ ماثورہ

چند دعائیں یہاں پر نقل کی جاتی ہیں جن کی تعلیم پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کو دی ان میں سے کوئی بھی دعاء مانگ لی جائے۔

۱) خلیفۂ رسول سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے کوئی دعاء بتا دیجئے جو میں نماز میں پڑھا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ دعاء سکھلائی:

{ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ }۔

اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے (یعنی گناہوں سے اپنے آپ کو تباہ و برباد کیا ہے)، اور تیرے سوا کوئی گناہ کو معاف نہیں کر سکتا، مگر آپ (ہی ہیں معاف فرمانے والے)۔ پس آپ اپنی طرف سے میری مغفرت فرما دیجئے، اور مجھ پر رحم فرمایئے، یقینا آپ بخشنے والے نہایت مہربان ہیں۔

۲) {رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآء ★ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ }

اے پروردگار! مجھ کو نماز قائم کرنے والا بنا دیجئے، اور میری اولاد میں سے بھی نماز قائم کرنے والے بنا دیجئے، اے ہمارے پروردگار! اور میری دعاء قبول فرما لیجئے۔ اے ہمارے پروردگار! اُس دن میری بخشش فرمایئے، اور میرے والدین کی اور سب مومنوں کی، جس دن حساب قائم ہوگا۔

۳) { رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ }

اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لیجئے۔

۴) امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں (درود شریف کے بعد) یہ دعاء پڑھتے تھے:

{ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ،وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ }۔ (رواہ بخاری ومسلم)

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے، اور مسیح دجال کے فتنے سے، اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں گناہ سے اور بوجھ سے۔

۵) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تشہد ودرود شریف کے بعد) یہ دعاء پڑھتے تھے:

{ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ ،وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ }۔

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے، اور مسیح دجال کے فتنے سے، اور زندگی اور موت کے فتنہ سے۔ (ابوداؤد ص ۱۴۱)

٦) حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم اس دعاء کو ہر نماز میں پڑھا کرو:

{ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ }

اے اللہ! اپنے ذکر اور شکر اور اچھی عبادت سے میری مدد فرما۔ (مسند احمد)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشہد اور سلام کے درمیان یہ دعاء مانگتے تھے۔

{أَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ أَخَّرْتُ، وَمَآ أَسْرَرْتُ وَمَآ أَعْلَنْتُ، وَمَآ أَسْرَفْتُ ، وَمَآ أَنْتَ أَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا أَنْتَ }

اے اللہ! مجھے بخش دیجئے، جو کچھ میں نے پہلے کیا اور جو کچھ میں نے بعد میں کیا۔ اور جو پوشیدہ اور ظاہری طور پر کیا، اور جو میں نے اسراف کیا ہے، اور جو تو مجھ سے زیادہ بہتر جانتا ہے، تو ہی مقدم اور مؤخر کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (بخاری: ص ۹۳۵ ج ۲، مسلم ۲۶۳، ۱)

☆ سنن یا نوافل میں قعدہ اخیرہ میں درود شریف کے بعد متعدد منقولہ دعائیں مانگنا مسنون ہیں۔

سلام کی سنتیں

(۱): جب نماز ختم ہو تو پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف سلام پھیریں۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ، وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلٰوةَ بِالتَّسْلِيْمِ۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تکبیر سے شروع فرماتے ،اور سلام پر ختم فرماتے تھے۔ (مسلم)

(۲): امام کے لئے سلام پھیرتے وقت اپنا رخ دائیں بائیں اس قدر پھیرنا کہ پیچھے بیٹھنے والے مقتدیوں کو رخسار نظر آجائیں۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ ، وَعَنْ يَسَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْسَرِ} (ابو داؤد:ص ۱۵۰ ج ۱ ،مشکوٰۃ:ص۸۸)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے فرماتے { اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهُ } یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دایاں رخسار مبارک نظر آجاتا، پھر بائیں جانب رُخ پھیرتے اور فرماتے { اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهُ } یہاں تک کہ بایاں رُخسار مبارک نظر آجاتا۔

حضرت سعدؓ سے مروی ہے کہ:

{كُنْتُ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى أَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ}

میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تھا آپ دائیں طرف اور بائیں طرف اس قدر سلام پھیرتے تھے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھتا تھا۔ (مسلم:ص۲۱۶ ج۱)

(۳): سلام پھیرتے وقت نظر اپنے کندھوں کی طرف رکھیں۔

(۴): امام کو با آواز بلند سلام کہنا۔

(۵): پہلے سلام کے مقابلے میں دوسرے سلام کو نسبتاً پست آواز سے کہنا۔

(۶): سلام پھیرتے وقت منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والے کو محافظ فرشتوں کی، اور امام کے لئے دائیں بائیں کے مقتدیوں، کراماً کاتبین اور فرشتوں اور صالح جنات کی نیت کرنا۔

(۷): مقتدی کے لئے دونوں طرف کے سلام میں دونوں طرف کے نمازیوں، فرشتوں اور جس طرف امام ہو اس کی نیت کرنا۔ (۸): اور امام کے بالکل پیچھے کھڑے ہونے والے کو ان سب کے ساتھ دونوں سلام میں امام کی نیت کرنا۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم امام کو سلام کریں، اور ایک دوسرے پر سلام کریں۔ (ابن ماجہ ص ٦٦)

(۹): سلام صرف {اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ} کے الفاظ سے کہنا۔

(۱۰): مقتدی کے لئے تمام ارکان کی طرح سلام بھی امام کے سلام کے ساتھ ہونا، یعنی جیسے ہی امام سے السلام کی آواز سنے فوراً مقتدی بھی سلام پھیرنا شروع کردے۔ (طحطاوی ص ۱۴۸)

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ } (بخاری)

ہم نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا ہم نے بھی سلام پھیرا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ:

{ كَانَ ابْنُ عُمَرؓ يَسْتَحِبُّ اِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ أَنْ يُّسَلِّمَ مَنْ خَلْفَهٗ } (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ جب امام سلام پھیرے تو مقتدی بھی سلام پھیر دیں۔

(۱۱): مسبوق کے لئے اپنی بقیہ رکعتوں کے پورا کرنے کے لئے امام کے دوسرے سلام کا انتظار کرنا، اور امام کے دوسرے سلام کے بعد اپنی رکعت پورا کرنے کے لئے کھڑا ہونا۔

☆☆☆☆☆

نماز سے فارغ ہونے کے بعد کی سنتیں وآداب

امام کا مقتدیوں کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھنا

امام کے لئے سلام کے بعد دائیں یا بائیں یا مکمل گھوم کر مقتدیوں کی طرف رُخ کر کے بیٹھنا۔حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ:

{ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ } (بخاری ص۱۱۸)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھ لیتے تو ہماری جانب رُخ مبارک فرماتے تھے۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ دائیں اور بائیں جانب رخ پھیر لیتے تھے۔

حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر دائیں جانب رخ فرماتے تھے۔(عمدۃ القاری ص ۱۴۳)

☆ امام کے لئے جن نمازوں کے بعد سنت اور نوافل نہیں مقتدیوں کی طرف دائیں یا بائیں طرف سے گھوم کر رُخ کرنا مستحب ہے، باقی نمازوں میں مقتدیوں کی طرف رُخ کرنا ثابت نہیں۔ (مراقی)

☆ سلام پھیرنے کے بعد { اَللّٰهُ اَكْبَرْ } کہہ کر تین مرتبہ { اَسْتَغْفِرُاللّٰهُ } کہیں۔حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) نماز سے فارغ ہونے کا علم ہم لوگوں کو تکبیر کی آواز سے ہوتا تھا۔

(بخاری:ص۱۱۶ ج۱،نسائی:ص۱۹۶)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے۔ (مسلم)

☆ پھر سر پر ہاتھ رکھ کر مندرجہ ذیل دعاء پڑھیں: حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو دائیں ہاتھ کو سر پر رکھ کر یہ دعاء پڑھتے تھے:

{ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمِ ،اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ عَنِّيْ الْهَمَّ وَالْحُزْنَ }۔ (زاد المعاد:ص۳۰۳، والطبرانی)

پھر یہ دعاء پڑھیں:

{اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ}

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب سلام پھیرتے تو یہ دعاء پڑھتے:

{اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ}۔

اے اللہ! آپ ہی سلامتی (دینے) والے ہیں، اور آپ ہی کی جانب سے سلامتی (نصیب) ہوتی ہے، آپ بڑے برکت والے ہیں۔ اے عظمت وجلال کے مالک اور اکرام واحسان کرنے والے (اللہ!)۔ (اس سے زیادہ الفاظ اس دعاء میں ثابت نہیں ہیں)۔

اسی طرح حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ} (مسلم، ابودائود، ۲۱۳)

پیارے پیغمبر ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ دعاء پڑھتے تھے۔ {اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ}۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے:

{ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ }۔ رواہ ابوداؤد)

اے اللہ! ہمارے اگلے، پچھلے، مخفی، ظاہر اور ہماری زیادتی کو معاف فرما، آپ ہم سے خوب واقف ہیں، آپ ہی اوّل آپ ہی آخر ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

مسنون تسبیحات کا پڑھنا

نماز سے فراغت کے بعد ان تسبیحات کا پڑھنا بھی بہت فضیلت کا باعث ہے: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ اِنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ أَتَوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالُوْا ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ

الْعُلٰى وَالنَّعِيْمَ الْمُقِيْمِ ، فَقَالَ وَمَا ذَاکَ ؟ قَالُوْا: يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّىْ، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلاَ نُصَدِّقُ، وَيَعْتِقُوْنَ وَلَا نَعْتِقُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تَدْرُكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ ، وَ تَسْبِقُوْنَ بِهٖ مِنْ بَعْدِكُمْ ، وَلَا يَكُوْنُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ، اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ ، قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: تُسَبِّحُوْنَ ، وَتُكَبِّرُوْنَ ،وَتُحَمِّدُوْنَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِيْنَ مَرَّةً ، قال ابو صالح: فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالُوْا سَمِعَ اِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا ، فَصَنَعُوْا مِثْلَهٗ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ } (مسلم،استحباب الذکر بعد الصلوۃ)

پیارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں فقراء مہاجرین حاضر ہوئے اورعرض کیا کہ مالدارلوگ تو اعلیٰ درجات اور جنت کی نعمتوں میں ہم پر سبقت لے گئے ۔آپ ﷺ نے پوچھا وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نماز روزہ میں وہ ہمارے ساتھ شریک ہیں ،لیکن وہ مالی خیرات کرتے ہیں جو ہم نہیں کر سکتے ، اور غلام خرید کر آزاد کرتے ہیں جو ہم نہیں کر سکتے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ایسی چیز بتاؤں کہ جس سے تم بھی سبقت لے جانے والوں کے برابر ہو جاؤ، اور اپنے بعد والوں کے علاوہ اور کوئی تم سے افضل نہ رہے۔ انہوں نے عرض کیا ضرور۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد { سُبْحَانَ اللّٰهِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اَللّٰهُ اَكْبَرْ } (۳۳،۳۳،۳۳)بار پڑھا کرو۔حضرت ابو صالح کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد پھرفقراء مہاجرین بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی ہماری طرح یہ عمل شروع کردیا، ارشاد ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

☆ اس کے علاوہ اپنی زبان میں بھی جو چاہیں مانگ سکتے ہیں کہ یہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے پیارے پیغمبر ﷺ سے پوچھا کس وقت دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے،تو آپ ﷺ نے فرمایا رات کے آخری پہر میں اورفرض نماز کے بعد۔ (ترمذی)

☆ لیکن اس بات کا خیال رکھیں کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد مختصر دعاء مانگنی چاہئے،زیادہ طویل

دعاء مانگنا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ البتہ جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر، ان میں کچھ طویل مانگنے کی بھی اجازت ہے۔ (اعلاء السنن ص ۱۵۴)

دعاء کا طریقہ

نماز کے بعد دعاء کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے، اس وقت عاجزی وزاری، حضوریٔ قلب اور پورے اخلاص اور قبولیت کے یقین کے ساتھ دعاء کرنا مستحب ہے، چاہے عربی میں یا کسی بھی زبان میں دعاء کریں۔ دعاء کے شروع و آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ کو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعاء کا طریقہ یوں ارشاد فرمایا:

{ فَاحْمَدِ اللّٰہَ بِمَا ھُوَ أَھْلُہٗ ، وَصَلِّ عَلَیَّ ، ثُمَّ ادْعُہٗ } (ترمذی:ص۱۸۶ ج۲)

سب سے پہلے اللہ کی ایسی حمد وثناء بیان کرو جس کا وہ اہل ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو، پھر اپنے لئے دعاء کرو۔

حضرت عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ:

{کُنْتُ أُصَلِّیْ وَالنَّبِیُّ ﷺ ، وَأَبُوْ بَکْرٍ ، وَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا مَعَہٗ ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَآءِ عَلَی اللّٰہِ ، ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ، ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِیْ ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: سَلْ تُعْطَہْ ، سَلْ تُعْطَہْ } (رواہ الترمذی)

میں نماز پڑھ رہا تھا، اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابوبکر، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا، اور پھر اپنے لئے دعاء کی، تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب اللہ تعالیٰ سے مانگ تجھے دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ سے مانگ تجھے دیا جائے گا۔

حضرت عمر بن خطاب ؓ سے مروی ہے کہ:

{ اِنَّ الدُّعَآءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ، لَایَصْعَدُ مِنْھَا شَیْئٌ ، حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ } (ترمذی:ص۶۴ ج۱، مشکوۃ:ص:۸۷)

بے شک دعاء آسمان وزمین کے درمیان موقوف ومعلق رہتی ہے، اس کا کچھ حصہ بھی اوپر نہیں جاتا، یہاں

تک کہ تو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجے۔

دعاء کرتے وقت دونوں ہاتھوں کا اٹھانا

دعاء کرتے وقت دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ وہ سینے کے آمنے سامنے آجائیں نہ تو دونوں ہاتھوں کو بالکل ملائیں اور نہ بہت زیادہ فاصلہ رکھیں بلکہ ان کے درمیان معمولی سا فاصلہ رکھیں۔اور دعاء کرتے وقت ہاتھوں کے اندرونی حصّے کو چہرے کے سامنے رکھیں۔حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَآءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضَ اِبْطَيْهِ } (مشکوۃ)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعاء میں اپنے ہاتھوں کو اُٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ:

{ أَلْمَسْئَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ أَوْ نَحْوِهِمْا} (ابو داؤد:ص۲۲۵ ج۱)

دعاء مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے بالمقابل یا اُس کے آس پاس تک اٹھاؤ۔

حضرت فضل بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَلصَّلٰوةُ مَثْنٰى مَثْنٰى ، تَشَهُدٌ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَتَخَشُّعٌ وَتَضَرُّعٌ وَتَمَسْكُنٌ وَتَقْنَعُ يَدَيْكَ يَقُوْلُ تَرْفَعُهُمَا اِلٰى رَبِّكَ ، مُسْتَقْبِلًا بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَكَ ، وَتَقُوْلُ يَارَبِّ يَارَبِّ ، وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذَالِكَ فَهُوَ كَذَا وَ كَذَا }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز دو دو رکعت ہے، ہر دو رکعت میں تشہد پڑھنا ہے، اور عاجزی و انکساری کرنا ہے، اور مسکینی ظاہر کرنا ہے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پروردگار کی جانب اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیاں تمہارے چہرے کی طرف ہوں ،(اور دعاء مانگو)اور کہو :اے رب! اے رب! اور جس نے ایسا نہیں کیا اس کی نماز ایسی اور ایسی ہے۔ (ترمذی:ص۵۰ ج۱،ابن ماجہ:ص۹۵)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ابن مبارک کے علاوہ دوسرے راوی اس حدیث میں یہ بھی کہتے ہیں کہ جس نے ایسا نہیں کیا اس کی نماز ناقص و نامکمل ہے۔حضرت سلمان فارسی ؓ سے مروی ہے کہ:

{ اِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ أَنْ يَّرْ فَعَ الرَّجُلُ اِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَّرُدَّ هُمَا صِفْرًا}

اللہ تعالیٰ حیاء کرنے والا ہے، کریم ہے، جب بندہ اللہ کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو حیاء آتی ہے کہ وہ اس کو خالی ہاتھ واپس کرے۔ (ترمذی)

اور ایک دوسری روایت میں حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا رَفَعَ قَوْمٌ أَكُفُّهُمْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَسْأَلُوْنَهٗ شَيْئًا ،اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَّضَعَ فِيْ أَيْدِيْهِمُ الَّذِيْ سَأَلُوْا } (رواه الطبراني،مجمع الزوائد)

پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: جب بھی کچھ لوگ اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگتے ہیں تو اللہ ضرور ان کے ہاتھوں میں وہ چیز ڈال دیتے ہیں جو انہوں نے مانگی ہے۔

محمد بن یحیٰ اسلمیؒ فرماتے ہیں کہ:

{ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرَ ؓ، وَرَأَى رَجُلًا رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ قَبْلَ أَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهٖ ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا، قَالَ لَهٗ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَفْرُغَ عَنْ صَلَاتِهٖ } (اعلاء السنن :ص۲۰۲ ج۳، بحواله ابن ابی شيبه)

میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک شخص کو نماز سے فارغ ہونے سے قبل ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اس شخص سے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ جب تک نماز سے فارغ نہ ہو جاتے دعاء کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعاء

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الدُّعَآء أَسْمَعُ ؟ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْأٰخِرُ ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ } (ترمذی،كتاب الدعوات)

پیارے پیغمبر ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سی دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ

رات کے آخری حصہ کی دعاء، اور فرض نمازوں کے بعد کی دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ بَعْد مَا سَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ، فَقَالَ: أَللّٰهُمَّ خَلِّصِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ،وعيَّاش بن ربيعة ،وسلمة بن هشام ، وَضُعْفَةَ الْمُسْلِمِيْنَ الَّذِيْنَ لَايَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا مِنْ أَيْدِى الْكُفَّارِ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد اپنے ہاتھ اٹھائے، اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ رُخ تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ولید بن ولید، عیّاش بن ربیعۃ، سلمۃ بن ھشام اور کمزور مسلمانوں کو جو کسی تدبیر کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ راستے سے واقف ہیں، کفار کے ہاتھوں سے نجات اور خلاصی عطا فرما دیجئے۔ (ابن کثیر سورۃ النساء آیت ۱۰۰: اخرجہ ابن ابی حاتم، معارف السنن: ص ۱۲۲ ج ۳)

اسود بن عامرؓ روایت فرماتے ہیں کہ:

{صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَلْفَجْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ انْحَرَفَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَدَعَا}

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تو رُخ موڑا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور دعاء کی۔ (اعلاء السنن: ص ۲۰۷، ۳: المعجم الکبیر للطبرانی: ص ۲۰۲ ج ۲)

حضرت حبیب بن مسلمہ الفہریؓ سے مروی ہے کہ:

{ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَا يَجْتَمِعُ قَوْمٌ مُّسْلِمُوْنَ ، يَدْعُوْ بَعْضُهُمْ ، وَيُؤَمِّنُ بَعْضُهُمْ ، اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَآءَهُمْ }

(اخرجه الحاكم وقال صحيح على شرط مسلم، ورواه الطبرانيفى المعجم الكبير:۴،۲۶)

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: جب مسلمان قوم جمع ہوتی ہے، اور اُن میں سے بعض دعاء کرتے ہیں، اور بعض اُس پر آمین کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی دعاء کو قبول فرما لیتے ہیں۔

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ فرض نماز کے بعد جو دعاء مانگی جائے وہ زیادہ قبول ہوتی ہے، اور اسی طرح اس سے فرائض اور اجتماع عام کے بعد دعاء مانگنا ثابت ہوا، اور دعاء کے آداب میں سے ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگی جائے جیسا

کہ ان احادیث میں آپ پڑھ چکے ہیں ۔اس لئے فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کو بدعت کہنا حدیث سے نا واقفیت، یا تعصب وعناد کے سوا کچھ نہیں۔

دعاء مانگنے کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا

دعاء مانگنے کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیں۔

چنانچہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر بن خطاب ؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَآء لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعاء میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تو انہیں گرانے سے پہلے اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔ (ترمذی:ص۱۷۴ج۱)

حضرت سائب بن یزید ؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَسَحَ وَجْهَهٗ بِيَدَيْهِ } (مشکوۃ، بیہقی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعاء فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور انہیں چہرے پر پھیر لیتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا دَعَوْتَ اللّٰهَ فَادْعُ بِبَاطِنِ كَفَّيْكَ، وَلَاتَدْعُ بِظُهُوْرِهَا ، فَاِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَهٗ } (سنن ابن ماجه،باب رفع اليدين فی الدعاء)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم اللہ سے دعاء کرو تو باطن ہتھیلی سے دعاء کرو، ہتھیلی کے ظاہر سے دعاء نہ کیا کرو، اور جب دعاء سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا کرو۔

☆ دعاء کے اختتام پر آمین کہیں: حضرت ابوزہیر نمیری ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص بہت الحاح وزاری سے دعاء مانگ رہا تھا، اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ اپنی دعاء پر آمین کی مہر لگا دے تو اس کی دعاء قبول ہو جائے گی......الخ۔

☆ نماز کے بعد اگر کوئی دعاء نہ کرے تو اسے ملامت نہ کیا جائے، اور نہ ہی اس پر لعن طعن کیا جائے۔

☆ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہوں ان کے بعد مختصر دعاء مانگ کر فوراً سنتیں پڑھنا مسنون ہے زیادہ طویل دعاء مانگنا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح ۱۷۱)

☆ جن نمازوں کے بعد سنت اور نوافل ہیں ان میں امام اور مقتدی کے لئے اپنی جگہ سے ہٹ کر سنت اور نوافل میں مشغول ہونا مستحب ہے، بشرطیکہ ازدحام نہ ہو، اور نمازیوں کے آگے سے گزرنا نہ پڑے۔

☆ سنتیں اذکار سے پہلے پڑھنا سنت ہے۔ (نورالایضاح ص ۸۰)

☆ اگر اذکار کو سنتوں پر مقدم کیا یا طویل گفتگو کی تو سنتوں کے ثواب میں کمی ہوگی۔

(شامی ج ۱ ص ۵۳۰، مراقی الفلاح ص ۱۷۱)

☆ جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر وعصر، کے فرضوں کے بعد تھوڑی دیر ذکر الٰہی میں مشغول رہیں اور پھر دعاء کرلیں۔

☆ پانچوں وقت نمازی جب نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ (الترغیب)

☆ نماز فجر سے فراغت کے بعد اشراق تک ذکر واذکار میں مشغول رہنا مسنون ہے۔ (الترمذی)

☆☆☆

نماز فجر کے بعد کے اذکار اور دعائیں

(۱) امّ المؤمنین حضرت امّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ صبح کی نماز کے بعد یہ دعاء پڑھتے تھے:

{ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ عِلۡمًا نَّافِعًا وَّرِزۡقًا طَیِّبًا وَّ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا }۔ (ابن ماجہ ص۶۶)

اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والے علم، اور حلال روزی اور مقبول عمل کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔

(۲) حضرت تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص فجر کی نماز کے بعد یہ دعاء پڑھے گا، تو اس کو اللہ تعالیٰ چالیس ہزار نیکیاں عطا فرماتے ہیں۔

{ اَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا صَمَدًا، لَمۡ یَتَّخِذۡ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا، وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ }۔ (ترمذی ج۵، ص۵۱۴)

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلے ہیں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ (ایسے) معبود ہیں (جو) اکیلے ہیں نہ اُس کی کوئی بیوی ہے نہ اولاد ہے اور نہ کوئی اُس کا ہمسر ہے۔

(۳) سات مرتبہ یہ دعاء پڑھیں: { اَللّٰھُمَّ اَجِرۡنِیۡ مِنَ النَّارِ }

فضیلت: حضرت مسلم بن حارثؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم صبح کی نماز کے بعد بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ دعاء پڑھو: { اَللّٰھُمَّ اَجِرۡنِیۡ مِنَ النَّارِ } اے اللہ! میری آگ سے حفاظت فرمایئے۔ اگر تم اس دن مر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جہنم سے حفاظت فرمائیں گے۔

(۴) سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھیں

حضرت واثلہ بن اسقعؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص فجر کی نماز کے بعد بات کرنے سے پہلے سو مرتبہ { قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ } پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک سال کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ (طبرانی ۲۲، حاکم فی المستدرک ج۳، ص۶۵۹)

فجر کی نماز کے بعد ذکر کی فضیلت

نماز فجر سے فارغ ہو کر اشراق تک ذکر الٰہی میں مشغول ہونا مسنون ہے اور دن میں ذکر کرنے کا یہ سب سے بہترین وقت ہے، اس وقت ذکر کا افضل ہونا اس وجہ سے ہے کہ اس وقت فرشتے نازل ہوتے ہیں۔صبح کی نماز کے بعد ذکر کرنا درمیانی رات ذکر کرنے سے افضل ہے۔اس لئے جہاں تک ہو سکے فجر کی نماز سے فراغت کے بعد اشراق تک ذکرِ الٰہی میں مشغول رہیں،اس میں اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ جس جگہ فرض پڑھے ہیں وہیں بیٹھے رہیں،اوسط درجہ یہ کہ اس مسجد میں کسی بھی جگہ بیٹھ جائیں، اور ادنیٰ درجہ یہ کہ مسجد سے باہر چلے جائیں لیکن سورج نکلنے تک ذکرِ الٰہی میں برابر مشغول رہیں اور سورج نکلنے کے پندرہ بیس منٹ بعد نماز اشراق ادا کریں۔حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الْفَجْرِ، ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُاللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ} (ابوداؤد ج۶،ص۱۶۵)

جو شخص فجر کی نماز پڑھے، پھر بیٹھ کر ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ سورج نکل آئے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

حضرت حسن بن علیؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے نانا جان حضور اقدس ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

{ مَامِنْ عَبْدٍ صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ ، ثُمَّ جَلَسَ يَذْكُرُاللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اِلَّا كَانَ لَهٗ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ، اَوْ سِتْرًا}۔ (ابن ابی شیبہ والطبرانی)

جو شخص فجر کی نماز پڑھے، پھر سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے تو یہ عمل اس کے لئے جہنم سے آڑ ہو گا۔

اس لئے نماز فجر سے فراغت کے بعد اللہ کے ذکر میں مشغول رہیں،قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ ساتھ صبح وشام کے جو اذکار احادیث میں وارد ہیں ان کا اہتمام کریں جن میں سے چند ایک اعمال بمعہ فضیلت کے یہاں تحریر کئے جاتے ہیں اگر ان کا اہتمام کر لیا جائے تو انشاء اللہ بہت نفع ہو گا۔(ا) چاروں قل: یعنی {سورۃ الکافرون،سورۃ الاخلاص،سورۃ الفلق،اور سورۃ الناس } کا تین تین مرتبہ پڑھنا۔{ف}حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص سورۃ الاخلاص،سورۃ الفلق ،اورسورۃ الناس،صبح کے وقت تین مرتبہ پڑھ لے اس کی ہر چیز سے کفایت ہو جائے گی۔

(ترمذی،وابوداؤد)

ب) سات مرتبہ پڑھیں:

{ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ }

{ف} جو شخص صبح کے وقت یہ دعاء سات مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا و آخرت کے کاموں میں کفایت کرے گا۔ (ابوداؤد)

ج) ایک بار پڑھیں: { رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا }۔

{ف} جو شخص صبح کے وقت ایک مرتبہ یہ دعاء پڑھ لے تو پیارے پیغمبر ﷺ اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرائیں گے۔ (رواہ الطبرانی)

د) سورۃ حشر کی آخری تین آیات

تین مرتبہ {اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ} پڑھ کر ایک مرتبہ سورۃ حشر کی آخری تین آیاتِ کریمہ پڑھیں:

{ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ • هُوَاللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ • هُوَاللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ، لَهُ الْاَسْمَآئُ الْحُسْنٰى، يُسَبِّحُ لَهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ }•

{ف} جو شخص ان آیات کو صبح و شام پڑھ لے، تو صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں، اور اس دن مرنے پر شہادت کا اجر ملتا ہے۔ (ترمذی)

ھ) چار مرتبہ پڑھیں:

{ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَآئِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ، اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ }۔ (اخرجہ ابوداؤد، وبخاری فی ادب المفرد)

{ف} جو شخص صبح کے وقت چار مرتبہ یہ دعاء پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ جھنم سے اسے آزاد فرما دیتے ہیں۔

و) ایک مرتبہ پڑھیں:

{ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ، اَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ } (الترغیب والترھیب)

{ف} جو شخص اس دعاء کو ایک مرتبہ پڑھ لے تو گویا اس نے دنیا وآخرت کی بھلائیاں مانگ لیں۔

ز) سو (۱۰۰) مرتبہ پڑھیں

{ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ }۔

{ف} ان کلمات کو سو مرتبہ پڑھنے سے سمندر کے جھاگ کے برابر بھی گناہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے، اور ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں ملیں گی۔ (صحیح مسلم ج ۴ ص ۲۰۸۱، وترمذی)

ح) (۱۰۰) سو مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھ لیجئے:

{ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِااللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ }۔

ط) (۱۰۰) سو مرتبہ استغفار پڑھ لیجئے:

{ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ }

(۱۰۰) سو مرتبہ درود شریف: درود ابراہیمی پڑھ لیں۔ یا یہ مختصر درود پڑھ لیں:

{ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدَنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ }

ک) ایک مرتبہ (سورۃ یٰسین) پڑھ لیجئے۔

☆☆☆

ہر نماز کے بعد مانگی جانے والی دعائیں اور اذکار

(۱) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعاء پڑھتے تھے:

{ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ }

اے اللہ! میں کفر، تنگدستی اور عذابِ قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (رواہ احمد ج ۵ ص ۳۹)

(۲) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کے بعد یہ دعاء پڑھتے تھے:

{ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْكَرِهَ الْكَافِرُوْنَ } (ابوداؤد، ومسلم)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت اور تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کے لئے خالص دین ہے اگر چہ کافروں کو پسند نہ ہو۔

(۳) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر نماز کے بعد یہ دعاء پڑھتے ہوئے سنا:

{ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ }

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے (سارے جہان کی) اور تمام تر تعریف بھی اسی کے لئے ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! آپ جسے عطا فرمائیں اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جسے نہ دیں اسے کوئی دینے والا نہیں، اور کسی دولت مند کو اس کی دولت (آپ کی پکڑ سے) نہیں بچاسکتی۔ (رواہ البخاری ص ۱۱۷)

(۴) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو تاکید

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

{ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ يَا مَعَاذُ، قُلْتُ :وَأَنَا أُحِبُّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: فَلَا تَدَعْ أَنْ تَقُوْلَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ : اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ } (رواہ احمد وابو داؤد)

اے معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا، اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم ہر نماز کے بعد یہ دعاء پڑھنا کبھی مت چھوڑنا:

{ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ }

اے اللہ! آپ اپنا ذکر کرنے اور اپنا شکر کرنے اور اپنی بہترین عبادت کرنے میں میری مدد فرمائیے۔

(۵) فرض نماز کے بعد اس دعاء کا اہتمام: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں جو بھی فرض نماز پڑھائی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف چہرۂ مبارک پھیر کر یہ دعاء پڑھی ہے۔

{ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ کُلِّ عَمَلٍ یُّخْزِیْنِیْ ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ کُلِّ صَاحِبٍ یُّؤْذِیْنِیْ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ کُلِّ اَمَلٍ یُّلْهِیْنِیْ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ کُلِّ فَقْرٍ یُّنْسِیْنِیْ ، وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ کُلِّ غِنًی یُّطْغِیْنِیْ } (عمل الیوم واللیلۃ :۹۱، وابن حجر)

اے اللہ! میں ہر ایسے عمل سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں جو مجھے رسوا کر دے، اور ہر ایسے دوست سے پناہ چاہتا ہوں جو مجھے تکلیف پہنچائے، اور ہر ایسی امید سے جو مجھے ہلاک کردے، اور ہر ایسے فقر سے پناہ چاہتا ہوں جو مجھے بھولنے کی بیماری میں مبتلا کردے، اور ہر ایسے غنا سے پناہ چاہتا ہوں جو مجھے سرکش بنا دے۔

(٦) یہ دعاء مانگنے والا نامراد نہیں ہوگا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی آدمی ہر نماز کے بعد

اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ دعاء پڑھتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کے ہاتھوں کو نامراد نہیں لوٹائیں گے۔

{ اَللّٰهُمَّ اِلٰهِیْ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ، وَاِلٰهَ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ عَلَیْهِمُ السَّلَامِ ،اَسْاَ لُکَ اَنْ تَسْتَجِیْبَ دَعْوَتِیْ، فَاِنِّیْ مُضْطَرٌّ، وَتَعْصِمُنِیْ فِیْ دِیْنِیْ فَاِنِّیْ مُبْتَلًی، وَتَنَالَنِیْ بِرَحْمَتِکَ فَاِنِّیْ مُذْنِبٌ، وَتَنْفِیَ عَنِّی الْفَقْرَ فَاِنِّیْ مُتَمَسْکِنٌ }۔

اے اللہ! اے میرے معبود! اے ابراہیم،اسحاق،اور یعقوب علیہم السلام کے معبود! اے جبرئیل، میکائیل، اور اسرافیل علیہم السلام کے رب! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میری دعاء کو قبول فرمایئے، کیونکہ میں بے چین و بے کس ہوں،آپ میرے دین کی حفاظت فرمایئے، کیونکہ میں آزمائش میں ہوں ، اور مجھے اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لیجئے، کیونکہ میں گناہ گار ہوں ،اور میرے فقر کو دور کیجئے، کیونکہ میں مسکین ہوں۔

(۷) ہر نماز کے بعد مُعَوَّذَتَیْن ، کا پڑھنا: ہر نماز کے بعد مُعَوَّذَتَین ،یعنی { قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ } اور { قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ } کا پڑھنا۔حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نماز کے بعد ان دوسورتوں کے پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔ (ابوداؤد)

(۸) ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی کا پڑھنا: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ اٰیَةَ الْکُرْسِیِّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوةٍ مَّکْتُوْبَةٍ ،لَمْ یَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا الْمَوْتُ } (نسائی،آثار السنن :ص۱۲۶ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا تو اس کے لئے جنت کے داخلہ سے صرف موت ہی مانع ہے۔ ☆ دوسری روایت میں حضرت ابو امامہ ؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا وہ اس شخص کی طرح ہے جو انبیاء علیہم السلام کی طرف داری میں لڑے اور شہید ہو جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ اَلْمُؤْمِنْ...اِلَى اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ... واٰيَةَ الْكُرْسِيّ حِيْنَ يُصْبِحُ ، حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى يُمْسِيْ ، وَمَنْ قَرَأَ بِهِمَا حِيْنَ يُمْسِيْ ، حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى يُصْبِحَ} (رواه الترمذی:ص۴۰۸)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے سورۂ حم مؤمن کی ابتدائی تین آیات {اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ} تک پڑھیں ،اور آیۃ الکرسی پڑھی تو ان دونوں کی برکت سے اس شخص کی رات تک حفاظت کی جائے گی ۔ اور جس شخص نے ان دونوں کو رات کے وقت پڑھا تو ان کی برکت سے صبح تک اس کی حفاظت کی جائے گی۔

☆ایک روایت میں ہے کہ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے،اس آیت الکرسی کی زبان ہوگی اور ہونٹ ہوں گے،مومن کے حق میں عرش کے پائے کے پاس اللہ کی تقدیس کرے گی۔

(۹) تین مرتبہ یہ استغفار پڑھیں

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص فجر اور عصر کے بعد تین مرتبہ یہ استغفار پڑھے گا تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

{ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ}

میں معافی چاہتا ہوں اللہ رب العزت سے جن کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ (ہمیشہ ہمیشہ) زندہ رہنے والا (آسمان اور زمین کو) قائم رکھنے والا ہے،اور میں اسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

(۱۰) تین مرتبہ یہ دعاء پڑھیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص نماز کے بعد تین مرتبہ یہ دعاء پڑھتا ہے،تو وہ نماز سے اس حال میں اٹھتا ہے کہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

{ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ }

اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک اور بزرگ و برتر ہیں ،اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں،نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔

(۱۱) ایک دفعہ پڑھنے سے جنت واجب: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اس دعاء کو فرض نماز کے بعد پڑھے گا قیامت کے دن اس نے اپنی شفاعت مجھ پر واجب کر لی اور جنت اس کے لئے واجب ہوگئی۔

{ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدًا دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ فِي الْمُصْطَفِيْنَ صُحْبَتَهٗ، وَفِي الْعَالِيْنَ دَرَجَتَهٗ، وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ ذِكْرَهٗ }۔ (اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر ۸،۲۳۷)

ترجمہ: اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ کا اعلیٰ درجہ عطا فرمائیے۔ اے اللہ! آپ اپنے برگزیدہ بندوں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت عطا فرمائیے، اور تمام لوگوں میں ان کے درجہ کو بلند فرمائیے، اور مقربین میں ان کو شمار فرمائیے۔

☆☆☆

سنتیں اور نوافل

۲۴ چوبیس گھنٹوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں جو لازمۂ ایمان ہیں۔ اِن فرض نمازوں کے علاوہ ان نمازوں سے پہلے اور بعد میں، اور اس کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی کچھ مزید نمازوں کے پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ ان نمازوں میں سے جن کے لئے زیادہ ترغیبی کلمات استعمال فرمائے گئے ہیں، اور خود پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی عملاً جن کا زیادہ اہتمام فرمایا ہے ان کو سنت کہا جاتا ہے، اور ان کے علاوہ کو نوافل۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کے اعمال میں سے نماز کا حساب ہوگا، اگر نماز درست نکلی تو بندہ کامیاب ہوا، اور اگر نماز خراب نکلی تو بندہ ناکام ہوا۔ اگر اس کے فرائض میں سے کوئی چیز ناقص ہوئی تو ربّ العالمین فرمائیں گے، دیکھو میرے بندے کی کوئی نفل عبادت ہے؟ اگر ہوئی تو ان نوافل کے ذریعہ سے فرضوں کی کمی پوری کی جائے گی۔ پھر باقی اعمال میں بھی اسی طرح ہوگا۔ (ترمذی)

فرض سے پہلے سنت پڑھنے میں حکمت

قاضی خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرض سے پہلے جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں وہ اس لئے مشروع ہوئی ہیں کہ شیطان ناامید ہو جائے۔ شیطان انسان کو سنت پڑھتے ہوئے جب دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ جو عمل اس پر فرض نہیں تھا اس کے چھوڑنے پر اس

نے میرا کہنا نہ مانا تو جو عمل اس پر فرض ہے اُس کو یہ میرے کہنے پر کس طرح چھوڑ سکتا ہے۔ (مراقی الفلاح)

سنن مؤکدہ

سنت مؤکدہ کی تعداد بارہ (۱۲) ہے جو دوسرے نوافل سے زیادہ اہتمام کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں۔ چنانچہ امّ المؤمنین حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثِنْتَىْ عَشَرَةَ رَكْعَةً بُنِىَ لَهٗ بَيْتٌ فِى الْجَنَّةِ ـأَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ صَلَاةَ الْغَدَاةِ } (مسلم،ترمذی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دن رات میں یہ بارہ (۱۲) رکعتیں پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔اور وہ یہ ہیں: چار(۴) ظہر سے پہلے،اور دو(۲) ظہر کے بعد۔دو(۲) مغرب کے بعد۔دو(۲) عشاء کے بعد۔دو(۲) فجر سے پہلے۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ مَنْ ثَابَرَ عَلٰى ثِنْتَىْ عَشَرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ } (ترمذی،نسائی)

جس شخص نے ہر دن بارہ (۱۲) رکعات پر ہمیشگی کی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔

سنت فجر

فجر کی فرض نماز سے پہلے دو رکعت نماز سنت مؤکدہ ہیں جن کی فضیلت و اہمیت تمام سنتوں سے بڑھ کر ہے۔ اور احادیث میں اس کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا:وفى رواية عنها...لَهُمَا أَحَبَّ اِلَىَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيْعًا } (رواه مسلم:ص۲۵۱ ج۱)

صبح کی دو رکعات (سنتیں) دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔اور ایک روایت میں ہے کہ...... یہ دو رکعت مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ عَلٰى شَيْئٍ مِّنَ النَّوَافِلِ أَشَدُّ مُعَاهِدَةً مِّنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ } (بخاری :۱۵۶ ج ۱ ،مسلم:ص ۲۵۱ ج ۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوافل میں اتنی نگہداشت کسی پر نہیں کرتے تھے جتنی صبح کی دو رکعتوں پر جو فرض سے پہلے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَدْعُوْهُمَا وَ اِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ} (ابو داؤد:ص ۱۷۹ ج ۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کو نہ چھوڑو اگر چہ تم کو گھوڑے کیوں نہ روند ڈالیں۔

{مسئلہ} اگر نمازی ایسے وقت میں آئے کہ جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو یہ دیکھے کہ اسے جماعت کی ایک رکعت مل جانے کا امکان ہے تو پھر پہلے دو رکعت سنتیں پڑھ لے، پھر جماعت میں مل جائے، اور اگر یہ خیال ہو کہ سنتوں میں مشغول ہوا تو جماعت کی دونوں رکعتیں نکل جائیں گی تو ایسی صورت میں جماعت میں شریک ہو جائے اور سنتوں کو طلوع آفتاب کے بعد قضاء کرے۔

سنت ظہر

ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور دو رکعت ظہر کی نماز کے بعد۔ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَايَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ } (بخاری)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز سے قبل چار رکعت اور صبح کی نماز سے قبل دو رکعت کبھی ترک نہیں فرماتے تھے۔

اور ایک دوسری روایت میں امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

{كَانَ يُصَلِّىْ فِىْ بَيْتِىْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ،ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّىْ بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ } (مسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھتے تھے، پھر گھر سے باہر (مسجد میں)

تشریف لیجاتے تھے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، پھر (نماز سے فارغ ہو کر) گھر تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے تھے۔

{مسئلہ} ظہر کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ اور پھر دو رکعت نفل ہیں۔

امّ المؤمنین حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

{سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :مَنْ حَافَظَ عَلٰى أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَ أَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ } (ابو داؤد، ترمذی، نسائی)

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کہ جس شخص نے ظہر سے پہلے چار رکعات کی حفاظت کی (یعنی ہمیشہ پڑھتا رہا) اور چار رکعات ظہر کے بعد تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ کو حرام فرمادیں گے۔

سنت عصر

عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ ، يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَآئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ } (ترمذی:ص۹۸)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھتے تھے اور ان کے درمیان سلام کرتے تھے ملائکہ مقربین اور اُن کے تابع مسلمین اور مؤمنین پر۔ (یعنی صرف تشہد میں بغیر سلام پھیرے ہوئے)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ رَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَأً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا} (ترمذی، ابو داؤد)

اللہ تبارک وتعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھیں۔

{مسئلہ} بعد نماز عصر تا مغرب ہر قسم کے نوافل ممنوع ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{نَهٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْس ،وَعَنِ الصَّلَاةِ

بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ} (رواہ مسلم)

پیارے پیغمبر ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے، اور فجر کے بعد جب تک کہ سورج طلوع (ہو کر بلند) نہ ہو جائے۔

سنت مغرب

مغرب کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ } (مسلم)

پیارے پیغمبر ﷺ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے تھے، پھر گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

{مسئلہ} مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ اور پھر دو رکعت نفل ہیں۔

سنت عشاء

نماز عشاء کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں، اور دو نفل ہیں۔ چنانچہ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ أَلْعِشَآء، وَ يَدْخُلُ بَيْتِيَ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ } (مسلم:۲۵۲)

پیارے پیغمبر ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے تھے، پھر میرے گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

اور ایک روایت میں امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر ﷺ جب بھی عشاء کی نماز ادا فرماتے اور پھر میرے گھر میں تشریف لاتے تو ضرور چار(۴) یا چھے(۶) رکعتیں پڑھتے تھے۔ (ابوداوٗد:ص ۱۸۵ ج ا، مسند احمد)

{مسئلہ} عشاء کی نماز سے پہلے چار رکعات سنت غیر مؤکدہ ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرات صحابہ و تابعین عشاء کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھنے کو مستحب خیال کرتے تھے۔

{مسئلہ} وتر کے بعد بھی دو رکعت نفل صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

پانچوں نمازوں اور جمعہ وعیدین کی رکعات کا نقشہ

نام نماز	فرائض	واجب	سنت مؤکدہ	سنت غیر مؤکدہ	نوافل
فجر	۲	-	۲	-	-
ظہر	۴	-	۴ فرض سے پہلے ۲ بعد میں	-	۲
عصر	۴	-	-	۴	-
مغرب	۳	-	۲	-	۲
عشاء	۴	۳ وتر	۲	۴	۲ قبل وتر ۲ بعد وتر
جمعہ	۲	-	۴ فرض سے پہلے ۲ بعد میں	۴	-
عیدین	-	۲	-	-	-

{صَلٰوۃُ اللَّیْل} نماز تہجد

نماز تہجد نفل نماز ہے جو تمام نوافل میں زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ أَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ صَلَاۃُ اللَّیْلِ } (ترمذی)

فرائض کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔

رکعات تہجد

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول آٹھ رکعت تہجد پڑھنے کا تھا، اور کبھی کبھار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چار یا بارہ رکعت پڑھنا بھی ثابت ہے۔اس لئے دو (۲) رکعت سے لے کر بارہ (۱۲) رکعات تک جتنی اللہ رب العزت توفیق عطا فرمائے پڑھ لی جائیں۔ام المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:

{ مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً ، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ ، وَطُوْلِهِنَّ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ ، وَطُوْلِهِنَّ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا } (مسلم،صلاة الليل والوتر)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں (۱۱) گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار رکعات پڑھتے ،جن کے حسن وطول کے متعلق کچھ نہ پوچھو۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار رکعات پڑھتے ،جن کے حسن وطول کے متعلق کچھ نہ پوچھو۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تہجد کی آٹھ رکعات کے بعد وتر کی) تین رکعات پڑھتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تہجد ایک مستقل نماز ہے جس کو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہ (۱۲) مہینے پڑھا ہے۔اور نماز تراویح رمضان کی مستقل نماز ہے ۔جو لوگ اس حدیث کو نماز تراویح کی آٹھ رکعات کے لئے بطور دلیل کے استعمال کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔حضرات محدثینؒ نے اسی لئے تہجد کو (قیام اللیل) اور تراویح کو قیام رمضان کے عنوانوں سے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

نماز تہجد کا بہترین وقت

نماز تہجد کا بہترین وقت رات کے آخری پہر سے صبح تک ہے (یعنی رات کا آخری تہائی حصہ)۔اگر رات کو بیدار ہونا ممکن نہ ہو تو عشاء کی نماز کے بعد تہجد کی نیت سے نوافل پڑھ لینے چاہئیں تاکہ بالکل ثواب سے محروم نہ ہو۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَنْزِلُ رَبَّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ

يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأٰخِرِ يَقُوْلُ: مَنْ يَّدْعُوْنِىْ فَأَسْتَجِيْبُ لَهٗ، مَنْ يَّسْأَلُنِىْ فَأُعْطِيْهِ ،مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِىْ فَأَغْفِرُلَهٗ } (رواه البخاری،والترمذی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ہمارا پروردگار ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور فرماتا ہے: ہے کوئی دعاء کرنے والا کہ میں اس کی دعاء قبول کروں؟ ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کو عطا کروں؟ ہے کوئی طالب بخشش کہ میں اسے بخش دوں؟ اور طلوع فجر تک یہی کیفیت باقی رہتی ہے۔

نمازتہجد کی فضیلت

قرآن وحدیث میں نمازتہجد کی بڑی فضیلت آئی ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا * وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا} (فرقان ۶۴،۶۳)

اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں، اور جب جاہل لوگ اُن سے (جاہلانہ) خطاب کرتے ہیں تو وہ سلامتی کی بات کہتے ہیں۔اور جو راتیں اس طرح گزارتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے آگے (کبھی) سجدے میں ہوتے ہیں اور (کبھی) قیام میں۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِى الْجَنَّةِ غُرَفًا ترٰى ظُهُوْرُهَا مِنْ بُطُوْنِهَا، وَبُطُوْنُهَا مِنْ ظُهُوْرِهَا ، فَقَامَ أَعْرَابِىٌّ ، فَقَالَ: لِمَنْ هِىَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ: لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلّٰى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ } (ترمذی:ص۲۹۲)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں ایسے عمدہ بالا خانے ہیں جن کا بیرونی حصہ اندر سے، اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے (یعنی ان کی دیواریں شفاف ہیں) ایک اَعرابی (دیہاتی آدمی) کھڑا ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بالا خانے کن لوگوں کے لئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اچھا کلام کرے گا، اور محتاجوں کو کھانا کھلائے گا، اور ہمیشہ (نفلی) روزے رکھے گا، اور

رات کو نماز (تہجد) پڑھے گا، جب کہ دوسرے لوگ سو رہے ہوں۔

حضرت بلالؓ اور حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَاِنَّهٗ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ ، وَاِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ اِلَى اللهِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ، وَتَكْفِيْرٌ لِلسَّيِّاٰتِ ، وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّآءِ عَنِ الْجَسَدِ } (رواه الترمذی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! رات کے قیام کو لازم پکڑو، کیونکہ یہ عادت اور طریقہ ہے تم سے پہلے نیک لوگوں کا، اور بیشک رات کا قیام اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہے، گناہوں سے روکنے والا اور خطاؤں کا کفارہ، اور بیماری کو بدن سے بھگانے اور دور کرنے والا ہے۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ:اِنَّ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهُ فِيْهَا خَيْرً اِلَّا أَعْطَاهُ } (مسلم:ص۲۵۸ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ بیشک رات میں ایک گھڑی (ایسی) ہے کہ جو مسلمان بندہ اس میں اللہ تعالیٰ سے کوئی خیر اور بہتری مانگے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے عطا فرمائیں گے۔

اشراق کی نماز کی فضیلت

سورج نکلنے کے تھوڑی دیر (تقریباً بیس منٹ) کے بعد جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کو اشراق کہتے ہیں، جس کی کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ چار رکعتیں ہیں، نماز فجر کے بعد ذکر واذکار سے فراغت کے بعد نماز اشراق ادا کریں جس کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

گناہوں کی معافی

ام المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:

{ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ الْفَجْرِ اَوْ قَالَ اَلْغَدَاةِ ، فَقَعَدَ فِيْ

مَقْعَدِهٖ وَلَمْ يَلْغِ بِشَيْئٍ مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا،يَذْكُرُاللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يُصَلِّى الضُّحٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ، خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ}۔ (طبرانی۲۴۵،۶)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ بیٹھا رہے اور دنیا کے کسی کام میں مشغول نہ ہو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ اشراق کی چار رکعتیں پڑھے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو۔

مقبول حج وعمرہ کا ثواب

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى الصُّبْحَ فِىْ جَمَاعَةٍ ،ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهٗ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: تَآمَّةٍ ، تَآمَّةٍ ، تَآمَّةٍ } (ترمذی ص۱۳۱،ترغیب ص۱۹۵)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو صبح کی نماز جماعت سے پڑھے، پھر بیٹھا ذکر الٰہی کرتا رہے، یہاں تک کہ سورج نکل آئے (اور ذرا اونچا ہو جائے) پھر دو رکعت نماز پڑھے تو اسے حج وعمرہ کا ثواب ملے گا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مکمّل، مکمّل، مکمّل، یعنی پورا ثواب ملے گا۔

جہنم کی آگ سے حفاظت

حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ:

{ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ ، ثُمَّ ذَكَرَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسَ ،ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ لَمْ تَمَسَّ جِلْدَهُ النَّارُ}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کی نماز پڑھے، پھر ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے، پھر دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے تو جہنم اس کی کھال کو نہ چھوئے گی۔(بیہقی،ترغیب ج۱ص۲۹۶)

دن بھر کے مسائل کا حل

{ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ، وَاَبِیْ ذَرٍّ ؓ،قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَنَّهٗ قَالَ: یَابْنَ اٰدَمَ اِرْکَعْ لِیْ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَکْفِکَ اٰخِرَهٗ} (رواہ الترمذی)

حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: اے فرزند آدم تو دن کے ابتدائی حصے میں چار رکعتیں میرے لئے پڑھا کر میں دن کے آخری حصے تک تجھے کفایت کروں گا۔

معلوم ہوا شروع دن میں چار رکعت نماز اشراق کی ادائیگی سے دن بھر کے مسائل کی کفایت ہو جاتی ہے، اور اسے اللہ ربّ العزت کی مدد اور نصرت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ بے شمار فضائل بھی جن کا پہلے ذکر ہوا۔ اللہ رب العزت ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صلوٰۃ الضحیٰ: یعنی چاشت کی نماز

چاشت کی نماز کی کم از کم دو (۲) اور زیادہ سے زیادہ بارہ (۱۲) رکعات ہیں۔ یہ نماز تقریباً (۹۔۱۰) بجے کے ٹائم جب آفتاب بلند ہو جائے، اور دھوپ اتنی زیادہ پھیل جائے کہ دوسرا پہر شروع ہو جائے تو زوال سے پہلے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اور اس کی بھی بہت زیادہ فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو درداءؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی الضُّحٰی رَکْعَتَیْنِ لَمْ یُکْتَبْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ ، وَمَنْ صَلّٰی أَرْبَعًا کُتِبَ مِنَ الْعَابِدِیْنَ، وَمَنْ صَلّٰی سِتًّا کَفٰی ذَالِکَ الْیَوْمَ ، وَمَنْ صَلّٰی ثَمَانِیَةً کَتَبَهُ اللّٰهُ مِنَ الْقَانِتِیْنَ، وَمَنْ صَلّٰی ثِنْتَیْ عَشَرَةً بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ }

پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے چاشت کی (۲) دو رکعت نماز پڑھی وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، اور جس نے (۴) چار رکعتیں پڑھیں وہ عابدین میں لکھا جائے گا، اور جس نے (۶) چھ رکعات پڑھیں وہ اس کے لئے اس دن (نفلی عبادت میں) کفایت کرے گی، اور جس نے (۸) آٹھ رکعات پڑھیں، اس کو اللہ تعالیٰ اطاعت گزاروں میں لکھے گا، اور جس نے (۱۲) بارہ رکعات پڑھیں، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (طبرانی، مجمع الزوائد: ص ۲۲۷ ج ۲)

حضرت معاذؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا:

{كَمْ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ (يصلى) صَلَاةَ الضُّحٰى ؟ قَالَتْ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ وَيَزِيْدُ مَاشَآءَاللّٰهُ } (صحیح مسلم :ص۲۴۹ ج۱)

پیارے پیغمبر ﷺ نماز چاشت کی کتنی رکعات پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: کہ آپ ﷺ چار رکعتیں پڑھتے تھے، اور کبھی اس سے زیادہ بھی جس قدر اللہ چاہتا تھا پڑھتے تھے۔

اور ایک حدیث میں پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دو رکعت چاشت کی نماز ادا کی تو یہ اس کے بدن کے تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑوں کی کفایت کرتی ہے۔ (یعنی اس کی ادائیگی سے ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے)۔ (مسند احمد)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ ؓ کے بارے میں مروی ہے کہ:

{ أَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّي الضُّحٰى ثَمَانَ رَكْعَاتٍ ، ثُمَّ تَقُوْلُ : لَوْ نُشِرَ لِيْ أَبَوَايَ مَا تَرَكْتُهَا}

امّ المؤمنین چاشت کی آٹھ رکعات پڑھتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ: اگر میرے ماں باپ بھی میرے لئے زندہ کر دیئے جائیں تو میں اس نماز کو نہیں چھوڑوں گی۔ (موطا امام مالک: ص۱۳۶)

نماز مغرب کے بعد اوّابین کے نوافل

مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت بھی بہت قیمتی شمار کیا گیا ہے۔ نماز مغرب کے بعد چھے رکعات نوافل "صَلَاةُ الْأَوَّابِيْن" کی بھی احادیث میں بڑی فضلیت آئی ہے۔ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ آیت کریمہ:

{تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ...اِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ نَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ} (زاد المیسر)

ان کے پہلو سونے کی جگہ سے جدا رہتے ہیں۔...... یہ آیت کریمہ صحابہ کرام ؓ کی تعریف میں نازل ہوئی ہے جو مغرب و عشاء کے درمیان نفلی نماز پڑھتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكْعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيْمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً } (ترمذی:ص۸۹،ابن ماجہ:ص۹۸)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مغرب کے بعد (٦) چھ رکعات نماز پڑھی، اور اُن کے درمیان اُس نے کوئی بری بات زبان سے نہیں نکالی تو اس کو (١٢) بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ملے گا۔

صلوٰۃ توبہ

سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے، تو وہ وضو کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے، اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیں گے۔ پھر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

{وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ قف وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ص قف وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ} (آل عمران، پ۴، ۱۳۵، ترمذی، ابو داؤد)

اور وہ لوگ کہ جو کبھی بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا (کسی اور طرح) اپنی جان پر ظلم کر گزرتے ہیں، تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور اس کے نتیجے میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا ہے بھی کون جو گناہوں کی معافی دے؟ اور یہ اپنے کئے پر جانتے بوجھتے اصرار نہیں کرتے۔

حضرت حسن بصریؒ روایت فرماتے ہیں کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَآ أَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى بَرَازَ مِنَ الْأَرْضِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ، وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْ ذَالِكَ الذَّنْبِ اِلَّا غَفَرَهُ اللّٰهُ} (الترغيب والترهيب:ص١، ٢٢١)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس بندے سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے، اور پھر وہ اچھی طرح وضو کرے اور باہر کسی کھلی جگہ (جنگل وصحراء وغیرہ) میں دو رکعت نماز پڑھے، اور اُس گناہ سے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دے گا۔

جمعۃ المبارک کے آداب اور سنتیں

جمعہ کی فرضیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٭ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ } (الجمعة :پ۲۸)

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو، اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم سمجھو۔ پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ، اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

جمعہ کے دن نماز جمعہ ادا کرنا فرض عین ہے، مریض، مسافر، عورت، بچے، غلام اور مجنون کے علاوہ باقی لوگوں پر نماز جمعہ میں شریک ہونا ضروری ہے۔ ورنہ گناہ گار ہوں گے۔

چنانچہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْأٰخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، اِلَّا مَرِيْضٌ، أَوْ مُسَافِرٌ، أَوْ اِمْرَأَةٌ ، أَوْ صَبِيٌّ ، أَوْ مَمْلُوْكٌ، فَمَنِ اسْتَغْنٰى بِلَهْوٍ أَوْ تِجَارَةٍ اِسْتَغْنَى اللهُ عَنْهُ وَاللهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ} (سنن دار قطنی:ص۲۷۳)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن نماز جمعہ فرض ہے، سوائے مریض، مسافر، عورت، بچے، اور غلام کے۔ پس جو شخص کھیل کود اور تجارت میں مشغول رہ کر اس سے غافل رہا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے توجہ ہٹا لے گا، اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تعریف

کے قابل ہے۔

حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں سے مروی ہے کہ:

{ سَمْعَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ ، لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدَعِهِمُ الْجُمُعَاتُ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ، ثُمَّ لَيَكُوْ نَنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ } (مسلم)

ہم نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برسرِ منبر یہ سنا ہے کہ لوگ جمعہ ترک کرنے سے باز آجائیں، ورنہ اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔

اور دوسری ایک روایت میں ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص تین جمعے محض سُستی کی وجہ سے چھوڑے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ ، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ، ثُمَّ أُحَرِّقُ عَلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ } (مسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُن لوگوں کے بارے میں جو نمازِ جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں، میں ارادہ کرتا ہوں کہ کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پھر میں ان لوگوں کے گھروں میں آگ لگا دوں جو نمازِ جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں۔

فضائل یومِ جمعہ

جمعہ کے دن کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ، فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ ، وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ }

بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہوتا ہے، اس میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، اور اسی دن میں ان کو جنت میں داخل کیا گیا، اور اسی دن ان کو جنت سے نکالا گیا، اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔ (مسلم: ص ۲۸۲، اترمذی)

حضرت ابولبابہؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{ اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَیِّدُ الْأَیَّامِ وَأَعْظَمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ ، وَھُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ الْأَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ ، فِیْہِ خَمْسُ خِلَالٍ ، خَلَقَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ ، وَأَھْبَطَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ اِلَی لْأَرْضِ ، وَفِیْہِ تَوَفَّی اللّٰہُ اٰدَمَ ، وَفِیْہِ سَاعَۃٌ لَا یَسْأَلُ الْعَبْدُ فِیْھَا شَیْئًا اِلَّا أَعْطَاہُ اللّٰہُ مَالَمْ یَسْئَلُ حَرَامًا ، وَفِیْہِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ ، مَا مِنْ مَّلَکٍ مُّقَرَّبٍ ، وَلَا سَمَآءٍ ، وَلَا أَرْضٍ ، وَلَا رِیَاحٍ ، وَلَا جِبَالٍ ، وَلَا بَحْرٍ ، اِلَّا ھُوَ مُشْفِقٌ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ } (ابن ماجہ :ص۷۶، ابن ابی شیبہ)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک جمعہ کا دن سیّد الایام ہے، اور بڑا ہے اللہ کے نزدیک اور یہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی بڑا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک، اس میں پانچ باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اور اسی دن میں انہیں زمین پر اتارا، اور اسی دن میں اُن کو وفات دی، اور اس دن میں ایک مبارک گھڑی ایسی ہے کہ بندہ اس میں جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتا ہے بشرطیکہ وہ حرام بات نہ ہو، اور اسی دن قیامت بھی برپا ہوگی۔ مقرب فرشتے آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ، بحر و بر، سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

{ لَیْلَۃُ الْجُمُعَۃِ لَیْلَۃٌ أَغَرُّ ، وَیَوْمُ الْجُمُعَۃِ یَوْمٌ أَزْھَرُ } (مشکوٰۃ:ص۱۲۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جمعہ کی رات ایک روشن رات ہے، اور جمعہ کا دن بہت سفید اور نمایاں دن ہے۔

جمعہ کی تیاری اور اس کے مسنون اعمال

(۱) جمعرات کی عصر سے جمعہ کا اہتمام کرنا۔

مثلاً کثرت سے استغفار پڑھنا، اور کپڑے صاف کرنا، خوشبو وغیرہ مہیا کرنا۔ اور شب جمعہ میں درود شریف کا کثرت

سے اہتمام کرنا۔

☆ اسی طرح (سورۃ دخان، سورۃ آل عمران اور سورۃ یٰسین پڑھنے) کی فضیلت بھی آئی ہے۔

☆حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جو رات میں سورۂ دخان پڑھے گا اس کے لئے ستر ہزار فرشتے دعاء مغفرت کریں گے۔اور جو'سورۃ البقرہ' اور 'سورۃ آل عمران' شب جمعہ میں پڑھے گا اس کا ثواب ساتوں زمین اور ساتوں آسمانوں کو گھیر لے گا۔ (ترغیب ج۱ص۵۱۴)

☆حضرت ابو امامہؓ سے منقول ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شب جمعہ میں 'سورۂ یٰسین' پڑھے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (ترغیب ج۱ص۵۱۴)

(۲) نماز تہجد کا اہتمام

ہر دن تہجد نہ پڑھ سکتا ہو تو شب جمعہ میں یعنی کم از کم اس مبارک شب میں تہجد پڑھ لیا کرے، اگر نماز کا موقعہ نہ مل سکے تو بیٹھ کر ذکر و استغفار میں اور مراقبے میں وقت گزارے کہ یہ وقت بہت قیمتی ہے۔

(۳) صبح کی نماز سے قبل تین مرتبہ استغفار پڑھیں:

{ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ۔ }

{فضیلت} حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی جمعہ کی صبح کو نماز صبح سے پہلے یہ استغفار تین مرتبہ پڑھے گا، تو اُس کے گناہ معاف ہو جائیں گے خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(مجمع الزوائد ص۱۶۸، الاذکار ص۱۹)

(۴) جمعہ کے دن فجر کی نماز میں قرأت

جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں امام {الٓمّٓ سَجْدَہ} اور دوسری رکعت میں سورۂ دھر: { هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ } کی تلاوت کرے۔ (صحاح)

☆حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں {الٓمّٓ سَجْدَہ} اور دوسری رکعت میں سورۂ دھر: { هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ } پڑھا کرتے تھے۔

(بخاری ص۱۲۲، مسلم ج۱، ص۲۸۸)

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت مصعب بن سعیدؓ حضرت شعبیؒ اور ابراہیم نخعی

” فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ” الٓمّٓ سَجْدَہ“ اور دوسری رکعت میں سورۂ دھر { هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ } پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم، ابن ماجہ)

بکثرت صحابہ کرام ؓ سے متعدد روایتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جمعہ کے دن صبح کی فرض نماز میں ان دونوں سورتوں کا پڑھنا منقول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمعہ کی فجر میں صحابہ کرام ؓ وتابعین ؒ ان دونوں سورتوں کو اہتمام سے پڑھتے تھے، اور اہل علم ارباب فقہ وفتاوٰی کا اور صالحین ومشائخ کا اس پر تعامل چلا آرہا ہے۔

افسوس ! آج دیکھا جائے تو عام طور پر یہ سنت چھوٹی ہوئی ہے اس لئے اس سنت کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ آئمہ مساجد کو چاہئے کہ اس سنت پر عمل کریں، اس کا خیال نہ رکھنا بڑی محرومی کی بات ہے۔ ہاں! کبھی کبھی ترک بھی کردے تاکہ جاہل یہ نہ سمجھیں کہ اس کے علاوہ درست نہیں۔

(۵) فجر کے وقت صبح کے اذکارِ مسنونہ کا ورد کریں۔

(۶) اشراق اور چاشت کی نمازیں پڑھ لیں:

اشراق اور چاشت کی نمازیں پڑھ لیں کہ اس کی مستقل فضیلت ہے مگر جمعہ کے دن جمعہ کی وجہ سے اس کی فضیلت اور نورانیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

(۷) سورۂ کہف کی تلاوت

جمعہ کی نماز سے پہلے یا بعد میں سورۂ کہف پڑھنا سنت ہے، شامی میں ہے کہ دن کے شروع میں پڑھ لیں۔ اور اس کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ مَنْ قَرَءسُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ، أَضَآءلَهٗ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ } (مستدرک حاکم:ص۳۶۸ج۲، سفر السعادت)

جو شخص سورۂ کہف پڑھے تو اس کے لئے (عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند،) ایک نور ظاہر ہوگا (جو قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آئے گا) اور اس جمعہ سے پہلے جمعہ تک جتنے گناہ اس سے ہوئے ہیں، وہ سب معاف ہو جائیں گے۔

☆ اور ایک روایت میں ہے کہ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے صبح تک اس کے لئے دعاء کرتے رہیں گے، اور اس کا پڑھنے والا ورم، سینے، برص اور جذام کی بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ حضرت علی ؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{ مَنْ قَرَءسُوْرَةَ الْكَهْفِ فِیْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَهُوَ مَعْصُوْمٌ اِلٰی ثَمَانِيَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ ، وَاِنْ خَرَجَ الدَّجَّالُ عُصِمَ مِنْهُ }

جو جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھے گا وہ آٹھ دن تک فتنوں سے محفوظ رہے گا، اگر دجال (اس کی موجودگی میں) نکلے گا تو اس کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{ مَنْ قَرَءثَلٰثَ اٰيَاتٍ مِّنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ } (ترمذی)

جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف کی ابتدائی تین آیات پڑھیں، وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

اس لئے دن یا رات میں کسی بھی وقت سورۂ کہف کا پڑھنا مسنون اور باعث فضیلت ہے یہ سنت بھی متروک ہوتی جا رہی ہے اس لئے اس کا بھی اہتمام رکھنا چاہئے۔

(۸) غیر ضروری بالوں اور ناخنوں سے صفائی حاصل کرنا۔

جمعہ کے دن ناخن تراشنا اور بالوں کی صفائی کرنا افضل ہے۔حضرت محمد بن ابراہیم تیمیؒ سے مروی ہے کہ:

{ مَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهٗ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ،وَقَصَّ شَارِبَهٗ، وَاسْتَنَّ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْجُمُعَةَ}

جس نے جمعہ کے دن اپنے ناخن تراشے، اور مونچھوں کو کاٹا اور مسواک کیا،تو اس نے جمعہ کی تکمیل کی۔

(مصنف عبد الرزاق :ص ۱۹۷ ج ۳)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن ناخن تراشتے اور لب بناتے تھے۔

☆ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو جمعہ کے دن ناخن کاٹے گا وہ دوسرے جمعہ تک برائی سے محفوظ رہے گا۔ اور حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مرض سے نجات دے کر صحت عطا فرمائیں گے۔ (اتحاف السادۃ ج ۳، ص ۳۵۱، مجمع ج ۲، ص ۱۷۱)

(۹) جمعہ کے دن مسنون طریقے سے غسل کرنا۔

(بہتر ہے کہ زوال سے قبل ہی غسل سے فارغ ہو جائیں۔) (بخاری، ترمذی)

☆ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن غسل کا حکم دیتے تھے، فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے تو اس کو غسل کر لینا چاہئے۔ (مسلم: ص ۲۷۹ ج۱، بخاری: ص ۱۲۲ ج۱، طحاوی ص ۶۹، بخاری ص ۱۲۰)

☆حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دونوں سے مرفوعاً مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ حَقٌّ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَغْسِلُ رَأْسَهٗ وَجَسَدَهٗ}

(بخاری ص ۱۲۱، طحاوی ص ۶۹)

حق ہے اللہ تعالیٰ کا ہر بالغ شخص پر کہ سات دن میں اپنے سر اور جسم کو دھو لے۔ (یعنی جمعہ کا غسل کرلے۔

☆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا، بالوں کی جڑوں سے گناہ کھینچ لاتا ہے۔ (مجمع ج ۲ ص ۱۷۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

{ عَلٰى كُلِّ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ غُسْلُ يَوْمٍ وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ } (نسائی)

(پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا) کہ ہر مسلمان پر ہفتہ میں ایک دن غسل کرنا ضروری ہے۔ اور وہ جمعہ کا دن ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ جَعَلَهُ اللهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فَمَنْ جَآءَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ وَاِنْ كَانَ طِيْبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ، وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ } ابن ماجه)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک یہ (جمعہ کا دن) عید کا دن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے مقرر فرمایا ہے، پس جو شخص جمعہ کے لئے آئے تو اُسے چاہئے کہ وہ غسل کر لیا کرے، اور اگر خوشبو ہو تو وہ بھی لگا لے، اور تم پر مسواک لازم ہے۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن غسل کا اہتمام کرنا سنت ہے جس پر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے لے کر اب تک تعامل ہے۔

☆غسل کا وقت جمعہ کے دن فجر کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے، جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔

☆جس طرح مردوں پر جمعہ کا غسل سنت ہے اسی طرح عورتوں پر بھی سنت ہے، اس لئے عورتوں کو بھی چاہئے کہ

جمعہ کے دن غسل کا اہتمام کریں ان کو بھی غسلِ مسنون کا ثواب ملے گا۔

☆ بچوں کو بھی غسل کرا دیا جائے تا کہ وہ بڑے ہو کر اس سنت کے پابند رہیں۔

☆ جمہور علماء کے نزدیک جمعہ کے لئے غسل مستحب ہے اس لئے اگر کسی عذر کی وجہ سے یا بلا عذر غسل نہ کر سکے اور صرف وضو کر لے تو یہ بھی جائز ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَ نَعِمَتْ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ} (ابو داؤد، مجمع ج۲،ص۱۷۵،طحاوی ص۷۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے دن وضو کیا اس نے بھی ٹھیک کیا اور جس نے غسل کیا اس نے افضل کیا۔

☆ افضل یہ ہے کہ جمعہ کی نماز، جمعہ کے غسل اور وضو سے ادا کی جائے، لیکن اگر وضو ٹوٹ جائے اور دوبارہ وضو کیا تو سنت غسل ادا ہو گئی۔

(۱۰) مسواک کرنا۔

☆ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَسِوَاكٌ ، وَيَمَسُّ طِيْبًا} (مسلم:ص۲۸۰ ج۱ ،بخاری ص ۱۲۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بالغ مسلمان پر حق ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرے، مسواک کا اہتمام کرے، اور اچھے کپڑے پہنے، خوشبو ہو تو خوشبو لگائے۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمُعِ، مَعَاشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ ، اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا، وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَاكِ } (سنن کبریٰ ج۳ ص۲۴۳)

پیارے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جمعہ میں فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! جمعہ کے دن جو مسلمانوں کے اجتماع کا دن ہے، اسے اللہ پاک نے تمہارے لئے عید کا دن بنایا ہے، (لہٰذا اس دن) غسل کیا کرو اور مسواک کو

ضرور استعمال کرو۔

ابن سباقؒ کی روایت میں ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: (جمعہ کے دن) غسل کرو، خوشبو ہو تو خوشبو لگاؤ اور مسواک کرو۔

(۱۱) عمدہ، اچھے اور سفید کپڑے پہننا۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ، اور حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ:

{سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَة ، وَمَسَّ مِنْ طِيْبٍ اِنْ كَانَ عِنْدَهٗ ، وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهٖ ، ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَسْجِدَ ، فَيَرْكَعَ اِنْ بَدَالَهٗ ، وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا ، ثُمَّ أَنْصَتَ اِذَ ا خَرَجَ اِمَامُهٗ حَتّٰى يُصَلِّيَ كَانَتْ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى ۔ ...وزاد فى روايةٍ ...وَعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ حَتّٰى يَأْ تِيَ الْمَسْجِدَ } (مسند احمد ج۵ص۴۲۰،زاد المعاد ص۳۸۱)

میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو جمعہ کو غسل کرے اور خوشبو لگائے اگر اس کے پاس ہو، اور اچھے کپڑے پہنے، اور طمانیت کے ساتھ (گھر سے) نکلے، مسجد آئے پھر جتنی چاہے نماز پڑھے، اور کسی کو تکلیف نہ دے، پھر خاموش رہے اور امام کے آنے تک نماز پڑھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے تو اس کے لئے یہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک دونوں جمعوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔

اسی طرح علامہ ابن قیمؒ، علامہ شعرانیؒ اور ابن ابی لیلیٰؒ نے بیان کیا ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جمعہ کے دن عمدہ لباس زیب تن کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اور حضرات صحابہ کرامؓ جمعہ کے دن عمدہ کپڑا پہنتے تھے، عطر ہوتا تو عطر لگاتے پھر جمعہ کو جاتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ، زاد المعاد، کشف الغمہ)

☆ مستحب یہ ہے کہ جمعہ اور عیدین کے لئے مستقل کپڑے الگ رکھے رہیں۔ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ کے پاس دو کپڑے تھے جنہیں آپ ﷺ جمعہ کے دن پہنتے تھے پھر جب واپس تشریف لاتے تو انہیں لپیٹ کر رکھ دیتے تھے۔ (مطالب عالیہ ج۱ص۱۷۱)

(۱۲) عمامہ باندھنے کا اہتمام کرنا۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن عمامہ پہنتے تھے۔

(سبل الہدیٰ ص ۲۰۷، شمائل ج ۸، ص ۴۲۴)

☆ اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے لئے عمامہ باندھے بغیر نہیں نکلتے تھے، اگر عمامہ نہ ہوتا تو کپڑے کا ٹکڑا ہی لپیٹ لیتے۔ (سبل الہدیٰ ص ۲۰۷، شمائل ج ۸، ص ۴۲۴)

(۱۳) تیل اور خوشبو لگانا۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو جمعہ کے دن غسل کرے، حسب استطاعت پاکی حاصل کرے، اپنا تیل یا خوشبو لگائے، اور دو آدمیوں کے بیچ میں گھسے بغیر جس قدر ہو سکے نماز پڑھے، پھر امام کے خطبہ کے وقت خاموش رہے تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری ص ۱۲۴)

☆ جمعہ کے دن عطر کا استعمال بالاتفاق سنت ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ اسے واجب قرار دیتے تھے۔

(مرقاۃ ج ۴ ص ۴۷۰)

☆ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ اپنے پاس خوشبو کا اہتمام رکھنا سنت ہے۔ (عمدہ ص ۱۷۵)

افضل یہ کہ مشک اور گلاب ملا کر لگائے۔

(۱۴) جمعہ کے دن مسجد کی صفائی کرنا اور دھونی دینا۔

حضرت ابن عمرؓ جمعہ کو مسجد میں عود کی دھونی دیتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن مسجد میں (خوشبو کی) دھونی دینے کا فرمایا۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۱)

اسی طرح حضرت واثلہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن مسجد میں دھونی دینے کو فرمایا۔

(ابن ماجہ)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ہر جمعہ کو مسجد نبوی میں خوشبو کی دھونی دی جاتی تھی۔ جمعہ کے دن چونکہ مساجد میں ازدحام ہوتا ہے اس لئے ایسے موقعہ پر مساجد کی صفائی کا خاص اہتمام کرنا چاہئے اور اگر بتی، بخور وغیرہ جلا کر خوشبو سلگا دی جائے۔

(۱۵) جمعہ کے لئے جامع مسجد میں جلد جانا

جمعہ کے دن جامع مسجد میں جلد جانا، اور امام کے قریب صف اوّل میں جگہ حاصل کرنے والے کو بہت اجر وثواب ملتا ہے۔ حضرت اوس بن اوسؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ ، وَبَكَّرَ (وَأَدْرَکَ أَوَّلَ خُطْبَةٍ) وَابْتَکَرَ ، وَمَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ، وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ ، وَاسْتَمَعَ وَلَمْ یَلْغَ کَا نَ لَهٗ بِکُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِیَامِهَا وَ قِیَامِهَا }

(شرح مہذب ج۴ص۵۴۲، ابو داؤد ص۱۱۱ ، ترمذی ص۱۱۱ ، نسائی، ابن ماجه ص۶۷،شمائیل ۴۴۴)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اپنے کپڑے دھوئے اور جمعہ کے دن اہتمام سے خود بھی غسل کرے اور اپنی بیوی کو بھی غسل کرائے ،اور صبح جلد از جلد جمعہ کے لئے چلا جائے ،اور پیدل جائے سوار نہ ہو،اور امام کے قریب رہے اور غور سے خطبہ سنے ،اور کوئی لغو کام نہ کرے تو اس کو ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور قیام کا ثواب ملے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَآ ئِکَةُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ ، مَثَلُ الْمُهَجِّرِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَةً ،ثُمَّ کَا لَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ، ثُمَّ کَبَشًا ، ثُمَّ دَجَاجَةً ،ثُمَّ بَیْضَةً ، فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ } (بخاری:ص۱۲۱،ج۱، مسلم:ص۲۸۲ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے ملائکہ مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں، جو پہلے آتے ہیں ان کے نام لکھتے ہیں، سب سے پہلے آنے والے کی مثال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی جیسا کہ اونٹ کی قربانی دینے والا ،دوسرا جیسا کہ گائے کی قربانی دینے والا یعنی گائے کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے والا، پھر تیسرا جیسا کہ مینڈھا صدقہ کرنے والا، پھر چوتھا، جیسا کہ مرغ کو صدقہ کرنے والا ہوتا ہے، اور پھر جیسا کہ انڈا صدقہ کرنے والا۔پس جب امام خطبہ کے لئے نکلتا ہے،تو فرشتے بھی اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں،اور ذکر سنتے ہیں۔

☆ حضرت سمرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ میں حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو، جو امام سے دوری اختیار کرے گا وہ جنت میں بھی دور پیچھے رہے گا، گو جنت میں داخل ہو جائے۔(سنن کبریٰ ج۳،ص

۸ ۲۳، کنز ج ۸، ص ۴ ۳ ۷)

مجمع الزوائد میں حضرت کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب بیٹھنے والے کو دو گنا اور دور بیٹھنے والے کو ایک گنا ثواب ملتا ہے۔حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے فرمار ہے تھے: قیامت کے دن لوگ اللہ کی مجلس میں اسی ترتیب سے بیٹھیں گے جس ترتیب سے وہ جمعہ کے دن مسجد میں آئے ہوں گے۔ (اتحاف ص ۲۶۰)

☆ جمعہ کے دن دوسرے مسنون و مستحب امور کے ساتھ ساتھ امام کے قریب بیٹھنے کا ذکر اور اس کی ترغیب ہے، اس لئے جسے آخرت میں ربّ العالمین کے قریب اوّل نمبر پر بیٹھنا ہو وہ جلد از جلد مسجد میں جا کر صف اوّل میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ پہلے سے جگہ مخصوص کرا لینا درست نہیں البتہ جلد آنے کے بعد کسی وجہ سے جگہ سے جانا پڑے تو کوئی نشانی مصلیٰ وغیرہ بچھا دے۔

قرن اوّل میں جمعہ کی تیاری

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: قرن اوّل میں جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد سڑکیں اور گلیاں لوگوں سے بھری ہوئی ہوتیں تھیں، اور جمعہ کے روز عید کی طرح غیر معمولی اژدحام ہوتا تھا، اور پھر لکھا ہے کہ مسلمانوں کو اس بات پر شرم کیوں نہیں آتی کہ یہود و نصاریٰ اپنی عبادت کے دن اپنے معبدوں (عبادت گاہوں) میں کیسے سویرے جاتے ہیں، اور طالبان دنیا کتنے سویرے خرید و فروخت کے لئے بازاروں میں پہنچ جاتے ہیں، پس طالبان حق اگر پیش دستی اور سبقت سے کام نہ لیں تو ان کے لئے شرم کی بات ہے۔ (احیاء العلوم ص ۲۷ ج ۱۔نماز مسنون: ص ۶۶۴)

(۱۶) نماز جمعہ کی ادئیگی کے لئے پا پیدل جانا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھی بات صدقہ ہے مسجد کی جانب پیدل جانا صدقہ ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے مسجد پیدل جایا کرو، تم سے جو بہتر تھے (یعنی) حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، اور حضرات مہاجرین و انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پیدل جایا کرتے تھے۔ (سنن کبریٰ ج ۳ ص ۲۲۹)

☆ حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے لئے جانے والا اس فضیلت کا حامل اس وقت ہوگا جب کہ یہ پیدل جائے، ہاں اگر عذر ہو یا سفر طویل ہو تو سواری پر جانا بھی جائز ہے۔

(۱۷) مسجد کے دروازے کی چوکھٹ پکڑ کر دعاء مانگنا

جب مسجد کے دروازے پر جائیں تو دروازے پر چوکھٹ پکڑ کر (اگر موقعہ ہو اور گنجائش ہو تو) مندرجہ ذیل دعاء

پڑھیں۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوتے تو مسجد کے دروازے کی دونوں چوکھٹوں کو پکڑ کر یہ دعاء پڑھتے تھے:

{ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ أَوْجَہَ مَنْ تَوَجَّہَ اِلَیْكَ، وَأَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْكَ، وَأَفْضَلَ مَنْ سَأَلَكَ وَرَغِبَ اِلَیْكَ۔ } (اذکار نووی ص۱۷۳)

اے اللہ! جو لوگ آپ کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں ان میں سب سے زیادہ مجھے متوجہ ہونے والا بنادیجئے، جو لوگ آپ کے قرب کو حاصل کرنے والے ہیں ان میں سب سے زیادہ مجھے قرب حاصل کرنے والا بنادیجئے، اور جو آپ سے سوال کرنے والے اور آپ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں مجھے ان میں سب سے افضل بنادیجئے۔

{اس کے علاوہ مسجد میں داخل ہونے کی مسنون دعائیں پڑھیں}

(۱۸) تحیۃ المسجد کی ادائیگی

زوال کا وقت نہ ہو تو تحیۃ المسجد کی دو رکعت بیٹھنے اور دیگر اذکار سے پہلے پڑھیں۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ سے قبل دو رکعت پڑھتے اور جمعہ کے بعد دو رکعت۔اور حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مسجد میں داخل ہوں تو اس وقت تک مت بیٹھو تاوقتیکہ دو رکعت نماز پڑھ لو۔ (صحاح ستہ)

شرح احیاء میں ہے کہ جب جامع مسجد میں داخل ہوں تو بیٹھنے سے قبل دو رکعت نماز پڑھ لو (اگر خطبہ نہ ہو رہا ہو)۔ (اتحاف ص۲۹۶)

(۱۹) نماز جمعہ سے قبل و بعد میں سنتیں پڑھنا

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد جمعہ کی چار رکعات سنتیں پڑھنا مسنون ہیں اور نماز جمعہ کے بعد چھ (۶) رکعت پہلے دو رکعت سنت اور پھر چار رکعات سنت ہیں، تو یہ کل (۱۰) دس رکعات سنت مؤکدہ ہیں۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں مروی ہے کہ:

{كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ ، ثُمَّ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَرْبَعًا} (طحاوی :ص۱۹۸ ج۱)

جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعات سنت پڑھتے تھے، درمیان میں سلام سے فصل نہیں کرتے تھے (یعنی درمیان میں سلام نہیں پھیرتے تھے) پھر جمعہ کے بعد پہلے دو رکعت اور پھر چار رکعت پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:

{كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَرْ كَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا وَ بَعْدَهَا أَرْبَعًا} (جمع الفوائد١،٢٦٨)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ سے پہلے چار رکعات پڑھتے تھے اور اس کے بعد بھی چار رکعات پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں مروی ہے کہ:

{ أَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا وَ بَعْدَهَا أَرْبَعًا ...وروی عن علی بن ابی طالب، أَنَّهٗ أَمَرَ أَنْ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَرْبَعًا} (ترمذی،مصنف عبد الرزاق)

وہ جمعہ سے پہلے چار اور بعد میں بھی چار رکعتیں پڑھتے تھے، اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے بعد پہلے دو رکعت اور پھر چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔

ابو عبدالرحمٰن السلمیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم جمعہ سے پہلے چار رکعات پڑھا کریں۔ اور جمعہ کے بعد بھی چار رکعت یہاں تک کہ حضرت علیؓ تشریف لائے تو انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، پھر چار رکعت۔ (مصنف عبدالرزاق:ص۲۴۷ ج۳)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو جمعہ کے بعد سنتیں پڑھتا ہے تو اس کو چار رکعات پڑھنی چاہیں۔

(عبدالرزاق:ص۲۴۸ ج۳،مسلم:ص۲۸۸ ج۱)

(۲۰) صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا اہتمام کریں۔

اکابرین کا طریق یہ رہا ہے کہ زوال کے بعد ظہر سے قبل صلوٰۃ التسبیح پڑھ لیا کرتے تھے اس لئے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو روزانہ اس نماز کے پڑھنے کی اور اگر روزانہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو پڑھنے کی تاکید فرمائی تھی۔

(۲۱) لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں

اگر نماز کی صفیں پرُ ہوں تو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے نہ بڑھیں۔حضرت معاذ بن انسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں کو پھاند کر آگے بڑھے گا اس کا جہنم میں پل بنایا جائے گا۔(یعنی اسے پل بنا کر لوگوں کو اس کی گردن کے اوپر سے گزارا جائے گا جیسے وہ دوسروں کی گردنیں پھلاند کر آگے بڑھا تھا)۔ (ترمذی ص ۱۱۴،ابن ماجہ ص ۷۸)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے،ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہوا آگے بڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب جا بیٹھا،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے بعد اس سے فرمایا،میں نے تمہیں دیکھا کہ تم لوگوں کی گردنوں کو پھاندتے ہوئے جا رہے تھے،ان کو تم نے تکلیف دی،اور جس نے کسی مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی،اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی۔ (ترغیب ج ۱ ص ۵۰۴)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گردنیں پھاند کر آگے جانا مکروہ تحریمی ہے،مسجد میں پہلے آنے والوں کو حق ہے کہ وہ پہلی صفوں میں بیٹھیں،صف اوّل میں جگہ ہونے کے باوجود پیچھے بیٹھنا امور جہالت میں سے ہے اس لئے پہلے آنے والوں کو چاہئے کہ اوّل پہلی صفیں پر کریں،اگر پہلی صفوں میں جگہ بالکل خالی ہو تو ایسی صورت میں بعد میں آنے والوں کے لئے گردنیں پھاند کر آگے جانا درست ہوگا۔ (شرح احیاء)

(۲۲) نماز سے قبل حلقہ بنا کر نہ بیٹھیں

حضرت شعیبؓ کی روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن نماز سے قبل حلقہ بنا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن کبریٰ ص ۲۳۴)

حضرت واثلہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن امام سے پہلے حلقہ بنا کر مت بیٹھو،قبلہ کی طرف رُخ کر کے بیٹھو۔(اسی طرح نہ عید کی نماز کے بعد حلقہ لگا کر بیٹھو بلکہ امام کی جانب منہ کر کے خطبہ سنو۔
(مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۷۸،کنز ج ۸ ص ۳۸۲)

جمعہ کی اذانیں

جمعہ کے دن دو اذانیں دی جائیں،پہلی اذان خطبہ سے اتنی دیر پہلے ہونی چاہئے کہ لوگ مسجد میں آکر اطمینان سے سنتیں پڑھ سکیں،اور دوسری اذان عربی خطبہ سے پہلے دی جائے۔

خطبہ کی اذان

جب امام خطبہ دینے کے لئے منبر پر بیٹھ جائے تو دوسری اذان اُس کے سامنے دی جائے۔حضرت سائب بن یزیدؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ ، وَأَبِىْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُمَا} (ابو داؤد)

جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوتے تو مؤذن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اذان دیتا تھا دروازے کے پاس سے، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

☆ خطبہ کی جب اذان شروع ہوجائے تو اذان کا جواب دل ہی دل میں دیں اور اذکار و نماز کو بند کردیں۔

☆ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور امام منبر پر آجائے تو نہ نماز پڑھے اور نہ گفتگو کرے۔ (مجمع الزوائد ص ۱۸۴)

☆ علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ جب حضرت بلالؓ اذان سے فارغ ہوجاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ شروع فرماتے اور جب خطبہ شروع فرماتے تو پھر کوئی دو رکعت نماز کے لئے کھڑا نہ ہوتا۔ (زاد المعاد ص ۴۳۱)

حضرت ثعلبہ بن مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ، اور حضرت عثمانؓ کو پایا کہ امام کے نکلنے پر نماز کو اور کلام کو چھوڑ دیتے تھے۔

خطبہ غور اور پورے دھیان سے سنیں۔

خطبہ پوری توجہ اور خاموشی کے ساتھ سنیں، کہ اس کی احادیث میں بہت فضیلت بیان فرمائی گئی ہے اور خطبہ کے دوران بات چیت یا کسی اور کام میں مشغولیت پر وعید آئی ہے۔حضرات صحابہ کرامؓ ہمہ تن گوش ہوکر خطبہ سنتے تھے۔حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر بیٹھ جاتے تو ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اپنا رُخ کرلیتے تھے (سنن کبریٰ ص ۱۹۸)

حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَيَتَطَهَّرُ مَاسْتَطَاعَ مِنَ الطُّهْرِ ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اِثْنَيْنِ ، ثُمَّ

يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ، ثُمَّ يَنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَلَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى}
(بخاری :ص۱۲۱ ج۱، اثار السنن :ص۲۴ ج۱ ،نماز مسنون:ص۶۸۳)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، اور اپنی طاقت کے مطابق طہارت حاصل کرتا ہے، اور پھر تیل لگاتا ہے، یا اپنے گھر کی کوئی خوشبو استعمال کرتا ہے، پھر گھر سے نکلتا ہے اور دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہیں ڈالتا، پھر نماز پڑھتا ہے جو مقدر ہوتی ہے، پھر جب امام کلام کرتا ہے تو وہ خاموش رہتا ہے تو اس کو بخشش ملتی ہے اُس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک۔ (یعنی دو جمعوں کے درمیان اس سے سرزد ہوئے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِکَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ}

جب تم جمعہ کے دن دوسرے ساتھی کو یوں کہو کہ خاموش ہو جاؤ، جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو تم نے لغو بات کی ہے، جس سے جمعہ کا اجر باطل ہوگا۔ (بخاری: ص۱۲۸ ج۱، مسلم ۲۸۱، ج۱)

حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ مَنْ تَكَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَهُوَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا، وَالَّذِيْ يَقُوْلُ لَهٗ أَنْصِتْ لَيْسَ لَهٗ جُمُعَةٌ }
(مسند احمد :ص ۲۳۰ ج۱)

جس نے جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے وقت کلام کیا تو اس کی مثال گدھے جیسی ہے، جس پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا گیا ہو، اور وہ شخص جو دوسرے کو کہتا ہے کہ چپ رہو تو اس کا جمعہ بھی نہ ہوگا۔ (یعنی اس کو جمعہ کا خاص اجر وثواب نہ ملے گا۔)

☆ خطبہ اطمینان سے بیٹھ کر سننا لازم ہے، کھڑے کھڑے سننا خلاف سنت ہے استماع اور سنجیدگی کے خلاف کوئی امر کرنا مکروہ ہے۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ:

{دَخَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍؓ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَجَلَسَ اِلٰى جَنْبِهٖ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍؓ ، فَسَأَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ ، أَوْ كَلَّمَهٗ بِشَيْءٍ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ أُبَيٌّ ، فَظَنَّ بْنُ مَسْعُوْدٍؓ

أَنَّهَامَوْجِدَةٌ ، فَلَمَّا انْفَتَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ صَلٰوتِهٖ، قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَا أُبَيُّ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَرُدَّ عَلَيَّ ؟ قَالَ اِنَّکَ لَمْ تَحْضُرْمَعَنَا الْجُمُعَةَ قَالَ: وَلِمَ ؟ قَالَ تَكَلَّمْتَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ ، فَقَامَ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِکَ لَهٗ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَدَقَ أُبَيُّ أَطِعْ أُبَيًّا} (مجمع الزوائد:۲،۱۸۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے اس حال میں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، اور ابن مسعودؓ ابی بن کعبؓ کے پاس بیٹھ گئے، اُن سے کوئی چیز دریافت کی تو انہوں نے جواب نہ دیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو حضرت ابن مسعودؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا کہ تم نے میری بات کا جواب کیوں نہیں دیا؟ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ نماز جمعہ میں حاضر ہی نہیں ہوئے۔ (یعنی تم نے خطبہ کے دوران کلام کر کے جمعہ کا ثواب باطل کر دیا، اور یہ ایسا ہے کہ گویا تم نے ہمارے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی ہی نہیں)۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: وہ کیوں؟ تو حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ تم نے کلام کیا اس حال میں کہ جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرت ابن مسعودؓ وہاں سے اٹھ کر سیدھے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے اور (حضرت ابی بن کعبؓ کے ساتھ جو بات چیت ہوئی تھی) اُس کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا، تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابی بن کعبؓ نے سچ کہا ہے، اُبیؓ کی بات مانو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{اِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ وَالْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَا صَلٰوةَ وَلَا كَلَامَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْاِمَامُ} (طبرانی ،مجمع الزوائد :ص۱۸۴ ج۲)

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور امام منبر پر ہو تو نہ کوئی نماز جائز ہے نہ بات چیت، یہاں تک کہ امام (خطبہ سے) فارغ ہو جائے۔

حضرت سائب ابن یزیدؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں جمعہ کی نماز پڑھتے تھے، پس جب حضرت عمرؓ منبر پر بیٹھتے تو ہم نماز پڑھنا بند کر دیتے تھے۔ (نصب الرایہ:ص۲۰۴ ج۲)

امام ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں:

{ فَخُرُوْجُ الْاِمَامِ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ وَكَلَامُهٗ يَقْطَعُ الْكَلَامَ} (موطا امام مالک :ص۳۸)

امام کا خطبہ کے لئے نکلنا نماز کو ممنوع کر دیتا ہے، اور اس کا کلام (یعنی خطبہ) کلام (دوسروں کی بات چیت کرنے) کو ممنوع کر دیتا ہے۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندازِ خطبہ

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَ اخَطَبَ اِحْمَرَّتْ عَيْنَاهُ ، وَعَلَا صَوْتُهٗ ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهٗ ، حَتّٰى كَأَنَّهٗ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ: صَبَّحَكُمْ وَ مَسَّاكُمْ ، وَيَقُوْلُ:بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرِنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰى} (مسلم:۲۸۴ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خطبہ دیتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں مبارک سُرخ ہو جاتی تھیں، اور آواز اونچی ہو جاتی تھی، اور غصہ زیادہ ہو جاتا تھا، گویا کہ آپ لشکر سے ڈرانے والے ہیں، اور فرما رہے ہیں کہ صبح کے وقت اور شام کے وقت دشمن حملہ آور ہونے والا ہے۔ اور ارشاد فرماتے تھے کہ میں اور قیامت اس طرح ہیں ،سبّاحہ اور وسطیٰ (شہادت والی اور درمیانی) انگلی کو جوڑ کر فرماتے تھے کہ اس طرح۔ابن شہاب (امام زہریؒ) فرماتے ہیں کہ:

{ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَبْدَأُ فَيَجْلِسُ عَلَى الْمِنْبَرِ ، فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ ، قَامَ فَخَطَبَ الْخُطْبَةَ الْأُوْلٰى، ثُمَّ جَلَسَ شَيْئًا يَّسِيْرًا، ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ الْخُطْبَةَ الثَّانِيَةَ ، حَتّٰى اِذَا قَضَاهَا، اِسْتَغْفَرَ اللّٰهَ ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ... قَال ابن شہاب : وَكَانَ اِذَا قَامَ أَخَذَ عَصًا وَتَوَكَّأَ عَلَيْهِ وَهُوْ قَا ئِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ، ثُمَّ قَامَ أَبُوْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُؓ، وَعُمَرُؓ، وَعُثْمَانُؓ يَفْعَلُوْنَ ذَالِكَ} (رواہ ابو داؤد فی مراسیلہ)

ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ممبر پر بیٹھتے تھے، جب مؤذن (اذان دے کر) خاموش ہوتا تو (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کھڑے ہو کر پہلا خطبہ دیتے ، پھر درمیان میں تھوڑا سا بیٹھ کر پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ

دیتے تھے۔ جب خطبہ پورا ہوتا تو استغفار کرتے ، پھر ممبر سے نیچے اترتے اور نماز پڑھاتے ۔.......ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہوتے تھے تو عصا لے کر اس پر ٹیک لگاتے تھے، اس حال میں کہ ممبر پر کھڑے ہوتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ ،اور آپ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ بھی اسی طرح فرماتے تھے۔

نماز جمعہ کی ادائیگی

خطبہ سے فراغت کے بعد دھیان، توجہ، اور انابت الی اللہ کے ساتھ اور خشوع الٰہی اختیار کرتے ہوئے امام کے ساتھ نماز پڑھیں۔

رکعاتِ جمعہ

چار (۴) سنت، دو (۲) فرض، دو (۲) سنت (۴) سنت۔ جمعہ کی دو رکعت نماز فرض ہے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{صَلٰوةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَ صَلٰوةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ ، وَصَلٰوةُ الْأَضْحٰى رَكْعَتَانِ، وَ صَلٰوةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ} (نسائی،۲۰۹)

جمعہ کی نماز دو رکعت ہیں، اور عید الفطر دو رکعت ہیں، اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہیں، سفر کی نماز دو رکعت ہیں، یہ نماز پوری ہے، اس میں کمی نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان مبارک پر۔

☆ جمعہ کی نماز میں امام پہلی رکعت میں: سُوْرَةُ الْجُمُعَة، اور دوسری رکعت میں :سُوْرَةُ الْمُنَافِقُوْن: یا پہلی رکعت میں :سُوْرَةُ الْاَعْلٰى :اور دوسری رکعت میں: هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَة: پڑھے۔ (مسلم تلخیص)

جمعہ کی نماز کے بعد کے اذکار و سنن

جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جائیں تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے: { سُوْرَةُ الْفَاتِحَه ، مُعَوَّذَتَيْن } اور { قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ } ، سات سات مرتبہ پڑھ لیں۔ حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنے پیر موڑنے سے پہلے ایسا کرے گا تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

☆ایک روایت میں ہے کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس کی حفاظت ہوگی۔

☆امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ایک ہفتہ تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔

☆ حضرت انسؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھا ہوا اٹھنے سے قبل (فرض کے بعد فوراً) یہ کلمات سو(۱۰۰) مرتبہ پڑھے گا تو اس کے ایک لاکھ گناہ اور اس کے والدین کے(۲۴۰۰۰) چوبیس ہزار گناہ معاف ہوں گے۔

{ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ وَاسْتَغْفِرُاللّٰہِ۔ }

☆ابن حبان کی روایت میں ہے کہ اللہ اسے غنی بنادے گا۔ (کنزص ۷۶۷، اتحاف ج ۳ص ۲۷۲)

جمعہ کے بعد کی سنتیں

اس کے بعد جمعہ کے بعد کی سنتیں چھ رکعت پڑھیں، پہلے دو رکعت پھر چار رکعت ۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ:

{ مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ سِتًّا } (شرح معانی الاثار:ص۲۳۴ ج ۱)

جو جمعہ کے بعد نماز پڑھے اسے چاہئے کہ چھ(٦) رکعت پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے:

{ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا} (طبرانی)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ سے پہلے چار رکعت اور جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے۔

حضرت سالم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ } (مسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا} (مسلم)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی جمعہ پڑھے تو جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھے۔

ابن عمرؓ چھ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ بہتر یہی ہے کہ دونوں پر عمل ہو جائے یعنی جمعہ کے بعد پہلے دو رکعت سنت

پھر چار رکعت سنت پڑھ لیا کریں۔ (طحاوی)

دوپہر کا کھانا و قیلولہ

نماز جمعہ سے فارغ ہو کر دوپہر کا کھانا کھائیں اور حسب ضرورت قیلولہ کریں۔حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کے دن بہت خوش ہوتے تھے کہ جب ہم لوگ نماز جمعہ سے فارغ ہوتے تو ایک ضعیفہ تھی ہم پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس کی ملاقات کو چلے جاتے، وہ چقندر لیتی اسے ہانڈی میں ڈالتی کچھ جو لیتی اسے ہانڈی میں ڈال کر پکاتی، اور ہم لوگوں کو پیش کر دیتی، ہم لوگ جمعہ کے بعد اسے کھاتے اور قیلولہ کرتے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۱۳)

اسی طرح حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کی نماز (زوال کے بعد) بہت جلد پڑھتے تھے(اور کھانا کھانے کے بعد) قیلولہ کرتے تھے۔

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت

جمعہ کے دن درود شریف بکثرت پڑھیں، احادیث میں جمعہ کے دن بکثرت درود پڑھنے کی بہت فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ اَكْثِرُوْا عَلَيَّ الصَّلٰوةَ يَوْ مَ الْجُمُعَةِ۔}

تم لوگ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔

حضرت ابو درداءؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ اَكْثِرُوْا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْ مَ الْجُمُعَةِ ،فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ يَشْهَدَهُ الْمَلَآ ئِكَةُ ،وَأَنَّ أَحَدًا لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتَهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ } (ابن ماجه)

جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھو کیونکہ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اور جو بھی تم میں مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے۔

اور ایک دوسری روایت میں جو حضرت ابو درداءؓ ہی سے مرفوعاً مروی ہے جس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ:

{ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ ؟ قَالَ : اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَآء، فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ} (ابن ماجه:ص۱۱۸)

میں نے عرض کیا، حضور موت کے بعد بھی (آپ پر درود) پیش کیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ نبیوں کے اجسام کو کھا سکے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہے اس کو روزی دی جاتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ درود پڑھے گا اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک کہ اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے۔ (ترغیب ۲،۵۰۱)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ جَآءَيَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَعَهٗ نُوْرٌ لَوْ قُسِمَ ذَالِكَ النُّوْرُ بَيْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ } (حلية الاولياء،۸،۴۷)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے گا، وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ اتنا نور ہوگا کہ اگر اُس کو تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کیا جائے تو سب کے لئے کفایت کر جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، جو ایسا کرے گا میں قیامت کے دن اس کے لئے شہادت دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔ (القول البدیع ص۱۸۶)

☆ خاص طور پر بعد نماز عصر اسی (۸۰) مرتبہ مندرجہ ذیل درود شریف پڑھیں: حدیث میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھے ہوئے اسی (۸۰) مرتبہ یہ درود پڑھے گا اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسی (۸۰) سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔

{ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا۔ }

جمعہ میں مبارک گھڑی

غروب آفتاب سے قبل ذکر و دعاء میں مشغول رہیں کہ یہ قبولیت دعاء کا وقت ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

{ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَقَالَ: فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهُ شَيْئًا اِلَّا أَعْطَاهُ اِيَّاهُ...وزاد مسلم...وَهِيَ سَاعَةٌ

خَفِيْفَةٌ }　(بخاری:ص۱۲۸ ج۱ ، مسلم:ص۲۸۱ ج۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا: جمعہ میں ایک مبارک گھڑی ہوتی ہے، بندہ مسلمان جو بھی اس میں اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔اور مسلم کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ...... وہ گھڑی بہت تھوڑی سی ہوتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ وقت جس کی جمعہ میں امید و انتظار کیا جاتا ہے اسے عصر سے لے کر مغرب تک تلاش کرو، اور وہ ایک مٹھی کے برابر ہے۔　(مجمع الزوائد ص۱۶۶، ترمذی)

اسی طرح حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ وقت جمعہ کا جس میں کوئی مؤمن دعاء کرتا ہے کسی بھلائی کا تو اسے قبول کر لی جاتی ہے، وہ عصر کے بعد ہے۔　(مسند احمد ص۲۴۶)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ میں وہ وقت جس میں دعاء قبول ہوتی ہے، وہ جمعہ کا آخری وقت ہے، سورج ڈوبنے سے قبل جس سے لوگ زیادہ غافل ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ:

{سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ شَانِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰى أَنْ تُقْضٰى الصَّلٰوةُ }　(مسلم)

میں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ وقت مستجاب امام کے منبر پر جانے کے بعد سے ختم نماز تک ہے۔حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ وقت عصر سے لے کر مغرب تک ہے، اسی کے قائل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔　(فتح الباری ص۴۲۱، مرقاۃ ص۴۲۴)

☆ جمعہ کے روز زیارتِ قبور کے لئے جانا۔

☆☆☆

خطبہ کی سنتیں

(۱) طہارت ہونا

یعنی ہر طرح کے حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہونا۔

(۲) ستر عورت۔

(۳) خطبہ شروع کرنے سے پہلے خطیب کا منبر پر بیٹھنا

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جمعہ کے لئے آتے، منبر پر بیٹھ جاتے تب مؤذن اذان کہتا۔
(تلخیص الخبیر ص ۶۷، ابو داؤد ص ۱۵۶)

☆ سعید بن حاطبؓ سے مروی ہے کہ آپ تشریف لاتے منبر پر بیٹھ جاتے، مؤذن اذان دیتا، اذان ختم ہو جاتی تو آپ کھڑے ہوتے خطبہ دیتے۔ (تلخیص ص ۷۶)

(۴) منبر کا مصلیٰ کے دائیں جانب ہونا۔

(۵) جمعہ کا خطبہ منبر پر دینا اور ہاتھ میں عصا لینا

حضرت عمر بن حریثؓ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کا خطبہ منبر پر دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر کالا عمامہ ہوتا تھا۔ (ابن ماجہ ص ۷۷)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں منبر اختیار کروں تو میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اختیار کیا تھا، اور اگر عصاء کو اختیار کروں تو میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اختیار کیا تھا۔
(کشف الاستار ص ۳۰۴)

یعنی دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، منبر پر چڑھ کر خطبہ دینا اور عصاء کا سہارا لینا۔

(۶) منبر کے سامنے اذان دینا

خطبہ منبر پر ہو تو اس کے سامنے کی سیدھ میں دوسری اذان دینا۔ خواہ قریب سے دیں یا دور سے، مسجد کے باہر سے بھی دیں مگر سامنے ہو۔ سنت منقولہ یہی ہے۔ سعید بن حاطبؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے منبر پر بیٹھ جاتے مؤذن اذان دیتا، اذان ختم ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے۔ (تلخیص الخبیر ص ۶۷)

شرح احیاء میں ہے کہ امام جب ٹھیک سے بیٹھ جائے تو اس کے سامنے اذان دی جائے۔

(۷) خطبہ کھڑے ہوکر پڑھنا۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ دیتے تھے، پھر بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے جیسا کہ تم لوگ اب کرتے ہو۔ (بخاری ص ۱۲۵)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ دیتے۔ حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ دیتے پھر بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے، کون کہتا ہے کہ آپ نے بیٹھ کر خطبہ دیا ہے۔ جس نے کہا جھوٹ کہا۔ (سنن کبریٰ ج ۳ ص ۱۹۷)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ دیتے تھے۔ (بخاری ص ۱۲۵)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت طیبہ تھی کہ خطبہ خواہ جمعہ کا ہو یا عیدین وغیرہ کا جب بھی دیتے کھڑے ہوکر دیتے، کہ اس میں سامعین کی رعایت ہے، اس لئے کھڑے ہوکر خطبہ دینا ہمارے نزدیک سنت، اور جمہور علماء کے نزدیک واجب ہے۔

(۸) قبلہ کی طرف پشت اور خاص حاضرین کی طرف رُخ کر کے خطبہ پڑھنا۔

اورخطبہ شروع کرنے سے پہلے دل میں: { اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ } پڑھنا۔

☆ خطبہ اتنی آواز سے پڑھے کہ مجمع سن سکے، کم از کم اتنی آواز فرض ہے کہ پاس والا سن سکے۔ اور دوسرے خطبہ کی آواز پہلے کی نسبت پست ہو۔

(۹) دو خطبے پڑھنا۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ میں دو خطبہ دیتے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۲۷)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ كَانَ يَجْلِسُ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى يَفْرُغَ، أَرَاهُ الْمُؤَذِّنُ ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ ، ثُمَّ يَجْلِسُ فَلَا يَتَكَلَّمُ ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ}

(سنن ابی داؤد: ص ۱۶۳ ج ۱)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو خطبہ دیتے تھے، جب منبر پر چڑھتے تو بیٹھ جاتے، یہاں تک کہ اذان ہوتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے، پھر (خطبہ کے درمیان) بیٹھتے تو بات نہ کرتے خاموش رہتے، پھر کھڑے

ہوتے اور خطبہ دیتے تھے۔ (عمدۃ القاری ص ۲۲۸)

(۱۰) دونوں خطبے عربی زبان میں پڑھنا

خطبہ جمعہ کا عربی زبان میں ہونا ضروری ہے، غیر عربی اردو وغیرہ دیگر زبانوں میں خطبہ دینا خلاف سنت اور مکروہ تحریمی ہے۔اس لئے کہ خطبہ ذکر اللہ ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ} پس اللہ کے ذکر کی طرف چل پڑو۔ یہاں ذکر سے مراد خطبہ ہے۔اسی طرح حدیث میں ہے:

{فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَا مُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ} (بخاری ، مسلم)

کہ جب امام خطبہ دینے کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے اپنا رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور توجہ کے ساتھ ذکر (یعنی خطبہ) سنتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ ذکر اللہ ہے، اور ذکر اللہ ہی خطبہ کا اصل مقصد ہے اور ذکر عربی زبان میں کیا جاتا ہے خواہ کوئی مطلب سمجھے یا نہ سمجھے۔ پھر عربی زبان میں خطبہ جمعہ پر مواظبت اور ہمیشگی ثابت ہے، حالانکہ اُس وقت آپ ﷺ کے خطبے میں عجمی لوگ بھی موجود ہوتے تھے لیکن آپ ﷺ نے عربی خطبہ پر اکتفاء فرمایا۔

اسی طرح حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادوار میں بھی اسلام جب جزیرۂ عرب سے نکل کر دیگر عجم کے علاقوں تک پھیل گیا تب بھی عربی زبان ہی میں خطبہ جمعہ پڑھا گیا، حالانکہ وہ لوگ عربی سے ناآشنا تھے، اور ان کو تبلیغ دین کی بھی ضرورت تھی۔اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ عربی زبان ہی میں مسنون ہے۔علامہ عبدالحئ فرنگی محلی لکھتے ہیں:

{فَاِنَّهٗ لَا شَكَّ فِيْ اَنَّ الْخُطْبَةَ يُعَبَّرُ بِغَيْرِالْعَرَبِيَّةِ خِلَافَ السُّنَّةِ الْمُتَوَارِثَةِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم فَيَكُوْنُ مَكْرُوْهًا تَحْرِيْمًا} (عمدة الرعاية ج۱ ص۲۴۲)

اس میں کوئی شک نہیں کہ غیر عربی زبان میں خطبہ دینا پیارے پیغمبر ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت متوارثہ کے خلاف ہے، اس لئے یہ مکروہ تحریمی ہوگا۔

اس لئے امام یحییٰ بن شرف النوویؒ ، امام ابو القاسم عبد الکریم بن محمد الرافعیؒ اور جمہور علماء فرماتے ہیں کہ: {يشترط ان تكون الخطبة كلها باالعربية} کہ خطبہ کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے۔(شرح مہذب ج ۴ ص ۵۲۲، شمائل ص ۴۸۳)

امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: وعربی بودن نیز بجہت عمل مستمر مسلمین در مشارق و مغارب باوجود آنکہ بسیارے از اقالیم مخاطبان عجمی بودند۔(مصفیٰ شرح موطا: ص ۱۵۴، نماز اھل سنت والجماعت: ص ۱۳۳)

ترجمہ: خطبہ کا عربی زبان میں ہونا کیونکہ مسلمانوں کا مشرق ومغرب میں ہمیشہ کا عمل یہی رہا ہے (یعنی عربی زبان میں خطبہ پڑھنے کا) حالانکہ بہت سارے ممالک میں ان کے مخاطب عجمی لوگ تھے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں کہ خطبہ جمعہ وعیدین کا عربی میں ہونا سنت ہے اس کے خلاف دوسری زبانوں میں پڑھنا بدعت ہے۔ (جواہر الفقہ ج ۱ ص ۳۶۶)

(۱۱) حمد وثناء سے خطبہ کا آغاز کرنا

دونوں خطبے الحمد للہ سے شروع کر کے، اللہ کی حمد وثناء تعریف وتمجید، شہادتین اور درود شریف کے بعد "أَمَّا بَعْدُ! کہنا۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو فرمایا۔ "أَمَّا بَعْدُ! (بخاری ص ۱۲۷)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے حمد وثناء کیا اور کہا۔ "أَمَّا بَعْدُ! (فتح الباری ص ۴۰۵)

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خطبہ دیتے تو یہ فرماتے:

{ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا م بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا۔ }

(ابو داؤد ص ۱۵۷، زاد المعاد ص ۴۲۵)

(۱۲) قرآنی آیات کی تلاوت

دونوں خطبوں میں قرآن پاک سے کم از کم ایک آیت پڑھنا مستقل سنت ہے۔ حضرت عمرہؓ اپنی بہن سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے سورۂ قاف کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے ہی یاد کیا، جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ (ابوداؤد ص ۱۵۷)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر { قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ } اور { قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ } پڑھتے تھے۔ (مجمع ج ۲ ص ۱۹۰)

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن (خطبہ میں) { سُوْرَةَ تَبَارَكَ الَّذِيْ } پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ دونوں خطبہ میں قرآنی آیات کا پڑھنا سنت ہے۔

(۱۳) دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا

دونوں خطبوں کے درمیان کم از کم تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار بیٹھنا۔حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے، پھر بیٹھتے، پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے جیسے تم لوگ اس وقت کرتے ہو۔ (بخاری ص ۱۲۵)

حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے تھے۔ (سنن ص ۱۹۷)

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر فرق کرنا ہے۔ اور حافظ فرماتے ہیں کہ اس بیٹھنے کی مقدار سورۂ اخلاص یا جلسہ استراحت کی ہو۔عینی میں ہے کہ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا ہمارے یہاں سنت ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۶ ص ۲۲۸، فتح ج ۲، ص ۲۲۸)

(۱۴) وعظ ونصیحت کرنا۔

(۱۵) دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی حالت میں خاموش رہنا۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے، پھر تھوڑی دیر بیٹھتے اور کلام نہ فرماتے (بلکہ خاموش رہتے) پھر اٹھتے اور کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔

حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھتے تو بات نہ کرتے۔ (عمدہ ص ۲۲۸، ابوداؤد ص ۱۵۶)

(۱۶) خطبہ بلند آواز سے کہنا

حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلند آواز سے خطبہ دیتے۔ (مسلم ص ۲۸۵)

خطبہ میں آواز کا بلند ہونا سنت ہے، خطیب کو چاہئے کہ ذرا بلند آواز سے خطبہ دے۔

(۱۷) دوسرے خطبے میں دوبارہ حمد وثناء، شہادتین اور درود شریف پڑھنا۔(۱۸) دوسرے خطبہ میں وعظ ونصیحت اور لوگوں کے لئے دعاء کرنا۔ (۱۹) دونوں خطبے بہت طویل نہ ہوں۔

حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے وعظ کو لمبا نہ فرماتے، بلکہ چند مختصر کلمے ہوتے۔حضرت عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِأَقْصَارِ الْخُطَبِ } (احمد، مسلم، نیل الاوطار ص ۲۶۹)

ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ خطبہ مختصر دیں۔

علامہ ابن قیمؒ: لکھتے ہیں کہ آپ خطبہ تو مختصر دیتے اور نماز لمبی ادا فرماتے۔ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ خطبہ مختصر ہونا

مسنون و مستحب ہے۔اس لئے دونوں خطبے مقدار میں نماز سے کم ہوں یا طوال مفصل کی کسی سورت کی مقدار کے برابر ہوں۔

(۲۰) دوسرے خطبے میں آل و اصحاب کا ذکر

دوسرے خطبے میں آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور دونوں چچا حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت عباسؓ کا تذکرہ کرنا، اور دعاء کرنا مستحسن ہے اور یہی سنت منقولہ ہے۔

(۲۱) دوسرا خطبہ با الفاظ مسنونہ سے شروع کرنا جیسے:

{ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ... الخ}۔

(۲۲) حاضرین کا دونوں خطبوں میں تشہد کی شکل میں بیٹھنا۔

(۲۳) دو خطبوں کے درمیان ضرورت شدیدہ کے بغیر کلام نہ کرنا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے منع فرمایا اگر تم نے خطبہ کے وقت کسی کو (جو بول رہا ہو منع کرتے ہوئے) کہا چپ رہو تو بھی غلط کام کیا، بس تم خاموش رہو۔ (بخاری سنن کبریٰ ص ۲۱۹، ابن ابی شیبہ ص ۱۲۴)

حضرت عبد اللہؓ کی روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا جس نے خطبہ کے وقت کسی سے کہا چپ رہو، اس نے غلط کیا۔اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے وقت کچھ بولا، وہ مثل گدھے کے ہے جو کتابوں کا بوجھ لادے ہو۔ (مسند احمد، ابن ابی شیبہ ص ۱۲۵)

زید بن صومان سے مروی ہے کہ اگر کسی آدمی کو دیکھو کہ جمعہ کے دن خطبہ کے وقت باتیں کر رہا ہو تو اس کے بدن کو دبا دو (تا کہ وہ سمجھ جائے) اور اگر وہ دور ہو تو اشارہ سے منع کرو (مگر زبان سے مت بولو۔ (ابن ابی شیبہ ۱۱۷)

خطبہ کو غور سے سننا، اور اس دوران کوئی فضول کام نہ کرنا، مثلاً ہاتھوں سے یا کپڑوں سے یا بالوں سے کھیلنا، اور اِدھر اُدھر دیکھنا وغیرہ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۲۴) خطبہ کے دوران سنت اور نفل نہ پڑھنا بلکہ خطبہ سننا۔ (۲۵) خطبہ ختم ہوتے ہی متصلاً اقامت کہنا۔ (۲۶) جو خطیب خطبہ پڑھے اسی کو نماز پڑھانا۔

عیدین ''یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ'' کی سنتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قارئین کرام: ہر قوم کے کچھ خاص تہوار ہوتے ہیں جن میں اس قوم کے لوگ اپنی اپنی حیثیت سے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو خوشی وشادمانی کے لئے دو دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے عطا فرمائے ہیں بس یہی مسلمانوں کے اصلی و مذہبی تہوار ہیں، ان کے علاوہ مسلمان جو تہوار مناتے ہیں اسلام کے اندر اُن کی کوئی مذہبی حیثیت نہیں ہے۔ عید الفطر رمضان المبارک کے بعد اور عید الاضحیٰ (۱۰) ذوالحجہ کو منائی جاتی ہے۔

عیدین کے دن مسنون اور مستحب اعمال

۱) صبح جلدی جاگنا

عید کے دن صبح جلدی جاگنا مسنون ہے، اس لئے عید کے دن سویرے اٹھ کر فجر کی نماز با جماعت مسجد میں ادا کریں۔

۲) مسواک کرنا۔

۳) غسل کرنا

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَ الْعَرَفَةَ}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر و بقر عید اور عرفہ کے دن غسل فرماتے تھے۔ (تلخیص ص ۱۸۷، ابن ماجہ ص ۹۳)

حضرت ابو رافع سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید و بقر عید میں غسل فرماتے تھے۔ (بزار، جمع ص ۱۸۸)

۴) حجامت کرانا

عید الفطر کی نماز سے پہلے حجامت کرانا۔ اور عید الاضحیٰ کو قربانی کرنے والے کو قربانی کے بعد حجامت کرانا مستحب ہے۔ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے پہلے بھی کرا سکتا ہے اگرچہ قربانی لے لی ہو، ہاں اگر بھول گیا ہو اور بال زیادہ بڑھ گئے ہوں تو حجامت کرالے۔

۵) عمدہ کپڑے پہننا۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْبِسُ بُرْدَهُ الْأَحْمَرَ فِي الْعِيدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ } (آثار السنن)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین اور جمعہ میں اپنی سرخ چادر زیب تن فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَلْبَسُ يَوْمَ الْعِيْدِ بُرْدَةً حَمْرَآءَ} (آثار السنن:ص۹۹ج۲)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کے دن سرخ چادر پہنتے تھے۔

حضرت علیؓ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید و بقر عید میں عمامہ باندھتے، لال چادر استعمال فرماتے۔(لال چادر سے مراد دھاری دار چادر ہے)جیسا کہ حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عمدہ دھاری دار لال چادر تھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین میں زیب تن فرماتے تھے۔ (سنن کبریٰ ج،ص۲۸۰،ابن سعد ص۱۴۸)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سیاہ عمامہ تھا جسے آپ عیدین میں باندھتے تھے اور اس کا شملہ پشت پر ڈال لیتے تھے۔اور عروہ ابن زبیرؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید میں حضرمی چادر میں ملبوس ہوئے جس کی لمبائی چار ہاتھ ایک بالشت تھی۔ (سبل الہدیٰ ج۸ ص۸۷)

☆حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عیدین میں عمدہ لباس پہنتے تھے۔ (سنن کبریٰ:ص۲۸۱ج۳)

۶) خوشبو لگانا۔

حضرت حسن ابن علیؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگوں کو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ عید میں (تمہارے پاس) موجود عطر میں سے بہترین عطر لگائیں۔ (طبرانی،شرح مہذب ج۵ ص۶)

جس طرح جمعہ کے دن عطر اور خوشبو کا استعمال سنت ہے اسی طرح عید اور بقر عید کے موقع پر بھی عمدہ سے عمدہ خوشبو کی ترغیب ہے، چنانچہ عیدین کے سنن و مستحبات میں جس طرح غسل اور عمدہ لباس ہے اسی طرح عمدہ خوشبو لگانا بھی سنت ہے۔

۷) عید الفطر کے دن نماز عید سے پہلے میٹھا کھانا

عید الفطر کے روز عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا مستحب ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ ....وفى

روایة...وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا } (بخاری ص ۱۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۶)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کی نماز کے لئے نہیں تشریف لیجاتے تھے جب تک کہ کچھ کھجوریں تناول نہ فرما لیتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کھجوریں) طاق عدد میں تناول فرماتے تھے۔

حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ ، وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْأَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّىْ} (رواہ ترمذی، وابن ماجہ)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کی نماز کے لئے (اس وقت تک) نہ نکلتے تھے جب تک کہ کچھ کھا پی نہ لیتے اور عید الاضحیٰ میں جب تک نماز نہ ادا فرما لیتے کچھ کھاتے پیتے نہیں تھے۔

(یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا کچھ کھائے پئے عید الاضحیٰ کی نماز ادا کرنے تشریف لے جاتے اور واپس آکر اپنی قربانی کی کلیجی تناول فرماتے تھے۔ (سنن کبریٰ ص ۲۸۳، حاکم ج ۱ ص ۲۹۴، تحفہ ج ۱ ص ۳۸۱)

اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹی عید میں چھو ہارا، کھجور یا کسی میٹھی چیز کا کھانا افضل ہے اور عید الاضحیٰ کے روز پہلے قربانی کے گوشت میں سے کھانا افضل ہے۔

۸) عید الفطر سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرنا۔

عید الفطر کی نماز سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرے۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن صبح نہ نکلتے جب تک کہ اپنے (فقراء ومساکین) اصحاب کو صدقہ فطر ادا نہ فرما دیتے۔ (ابن ماجہ ص ۱۲۵)

حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت میں ہے کہ:

{أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الْعِيْدَيْنِ} (بخاری)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ: نماز عید کے لئے نکلنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کر دو۔

حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ عید کے لئے نہ نکلے تاوقتیکہ صدقہ فطر نہ نکال دے اور یہ کہ (عید کے لئے) جانے سے قبل کچھ کھائے۔ (مجمع ج ۲ ص ۱۹۹)

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں کہ:

{ كُنَّا نَخْرُجُ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ ۔ قال ابو سعيد...
وَكَانَ طَعَامَنَا الشَّعِيْرَ وَالزَّبِيْبَ وَالْأَقِطَ، وَالتَّمْرَ } (بخاری:ص۲۰۵ ج۱)

ہم لوگ (یعنی حضرات صحابہ کرامؓ) پیارے پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں صدقہ الفطر، عید الفطر کے دن نکالا کرتے تھے عام اناج میں سے ایک ایک صاع۔ اور (راوی حدیث) حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ اُس دور میں ہمارا اناج، جَو، کشمش، پنیر، اور کھجوریں ہوا کرتی تھیں۔

۹) صدقہ وخیرات میں کثرت کرنا

حسب توفیق صدقہ وخیرات میں کثرت کریں۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ عید کے دن نکلتے، لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھاتے، پھر سلام پھیرتے اپنی سواری پر لوگوں کی طرف رخ کرتے ہوئے کھڑے ہوجاتے اور لوگ صف بستہ بیٹھے ہوئے ہوتے ان سے آپ ﷺ خطبہ میں فرماتے صدقہ کرو، زیادہ عورتیں صدقہ کرتیں، انگوٹھیاں اور دوسری چیزیں زیورات وغیرہ صدقہ کرنے لگ جاتیں، پھر کسی لشکر کو اگر بھیجنا ہوتا تو اسے روانہ فرماتے ورنہ واپس لوٹ آتے۔

(زادالمعاد، ۱، ۴۴۵)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے عید کی نماز دو رکعت پڑھی، پھر عورتوں کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بلالؓ بھی تھے اور ان کو صدقہ کا حکم دیا پس وہ اپنے زیورات کو (حضرت بلالؓ کے کپڑے میں) ڈالنے لگیں۔ (بخاری ص ۱۳۱)

۱۰) عید گاہ میں عید کی نماز پڑھنا۔

عید کی نماز کے لئے عید گاہ جائیں، اس لئے کہ عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا مسنون ہے۔ چنانچہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ بقر عید اور عید الفطر میں عید گاہ تشریف لے جاتے اور اولاً نماز پڑھتے۔ حضرت براءؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بقر عید کے دن بقیع (عید گاہ) تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز پڑھائی۔

(بخاری ص ۱۳۱، ۱۳۳، مسلم)

عید فطر وبقر عید کی نماز عید گاہ ہی میں سنت ہے، مسجد میں بلا عذر کے خلاف سنت ہے ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ عید کی نماز ہمیشہ عید گاہ میں پڑھتے تھے، صرف ایک مرتبہ بارش کے عذر سے مسجد میں پڑھی ہے۔ (زادالمعاد ص ۴۴۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ عید کے دن (ایک موقعہ پر) بارش ہوگئی تو آپ ﷺ نے نماز مسجد میں

پڑھائی۔ (ابوداؤد ص ۱۶۴)

۱۱) نماز کے لئے جلدی کرنا۔

جب سورج اتنا بلند ہو جائے جس طرح اشراق کے وقت ایک نیزہ یا سوا نیزہ بلند ہوتا ہے تو اُس وقت سے لے کر زوال سے پہلے تک نماز عید ادا ہو سکتی ہے۔ حضرت جندب ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر نے ہم لوگوں کو عید کی نماز پڑھائی جب کے سورج دو نیزے کے مثل اوپر آ گیا تھا۔ ابو الحویرث سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے نجران عمر بن خرم ؓ کو لکھ کر بھیجا کہ عید الاضحیٰ کی نماز ذرا جلدی پڑھائیں (تا کہ لوگوں کو قربانی میں سہولت ہو) اور عید الفطر میں ذرا تاخیر کریں (تا کہ غسل وغیرہ اور کچھ کھا کر آنے میں سہولت ہو)۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۱۲۷)

۱۲) عید گاہ پیدل جانا افضل ہے

حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ عید کے لئے پیدل تشریف لے جاتے اور پیدل ہی واپس تشریف لاتے۔ حضرت ابو رافع ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ عید کے لئے پیدل جاتے۔ (مجمع ج ۲ ص ۲۰۳)

حضرت علی ؓ کی ایک روایت میں ہے کہ عید کے لئے پیدل جانا سنت ہے واپسی میں خواہ سوار ہو کر آئے۔

(کنز العمال ج ۸ ص ۶۳۲)

۱۳) وقار سے چلنا، اور چلتے ہوئے نگاہوں کی حفاظت کرنا۔

۱۴) تکبیرات تشریق کا پڑھنا۔

عید گاہ جاتے ہوئے عید الفطر میں آہستہ اور عید الاضحیٰ میں با آواز بلند تکبیرات تشریق:

{ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ }

پڑھنا۔ اور عید گاہ پہنچنے پر تکبیر کہنا بند کر دینا۔ حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ عید کے لئے گھر سے نکلتے تو گھر سے لے کر عید گاہ تک تکبیر کہتے ہوئے تشریف لاتے۔ (سنن کبریٰ)

☆ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اپنی عیدین کو تکبیر سے مزین کرو۔

☆ حافظ نے لکھا ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ عیدین میں تکبیر و تہلیل ادا کرتے ہوئے جاتے۔ بحر الرائق میں ہے کہ عید الفطر میں آہستہ اور عید الاضحیٰ میں ذرا آواز سے تکبیر کہتا ہوا جائے۔ (تلخیص ج ۲ ص ۸۵)

۱۵) ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جس راستے سے عید گاہ تشریف لے جاتے اس راستہ کے خلاف واپس آتے۔ (سنن کبریٰ ص ۳۹۰، ابوداؤد ص ۱۶۳)

حضرت سعد بن وقاصؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ عید کے لئے جس راستے سے جاتے اس کے خلاف دوسرے راستہ سے واپس آتے۔ (کشف الاستارج ۱ ص ۳۱۲)

۱۶) عید کی نماز سے پہلے نفل

عید کے روز نماز عید سے قبل گھر یا عید گاہ میں نفل نماز نہ پڑھیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

{أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْفطْرِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا}

پیارے پیغمبر ﷺ عید الفطر کے دن باہر (عید گاہ) کی طرف نکلے اور دو رکعتیں آپ ﷺ نے پڑھائیں۔ آپ ﷺ نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کوئی نماز پڑھتے۔ (بخاری ص ۱۳۵، ابن ماجہ ص ۹۲)

یعنی اشراق کے نفل وغیرہ۔ اسی لئے حضرت ابن عباسؓ عید کی نماز سے پہلے کوئی نفل وغیرہ پڑھنے کو مکروہ خیال کرتے تھے۔ اور عید گاہ میں نماز کے بعد بھی نفل پڑھنا مکروہ ہیں۔ کیونکہ پیارے پیغمبر ﷺ سے ثابت نہیں ہیں۔

ہاں عید کی نماز کے بعد اگر عید گاہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نفل پڑھے تو اس کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ اجازت ہے، جیسا کہ حضرت ابوسعیدؓ کی ایک روایت میں ہے کہ:

{كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعِيْدِ شَيْئًا ، فَاِذَا رَجَعَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ} (ابن ماجه :ص۹۲)

پیارے پیغمبر ﷺ عید سے قبل کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے، (نماز عید کے بعد) جب گھر لوٹتے تو گھر میں دو رکعت پڑھ لیتے تھے۔

۱۷) خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھنا۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھی۔ اسی طرح حضرت انسؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نماز کے بعد خطبہ دیتے۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ خطبہ سے پہلے عیدین کی نماز پڑھتے پھر خطبہ دیتے۔ (ترمذی ص ۱۱۹، بخاری ومسلم ج ۱ ص ۲۹۰، ابن ماجہ ص ۹۱، ابن خزیمہ ص ۳۴۸)

۱۸) عیدین کی نماز میں اذان اور اقامت نہیں۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ عید میں تھا آپ ﷺ نے (عید کی نماز) بلا اذان وتکبیر کے خطبہ سے پہلے پڑھی۔ (مسلم ص ۲۹۰، ابو داؤد ص ۱۶۳)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ عید میں تھا۔ آپ نے بلا اذان وتکبیر کے عید کی نماز پڑھائی۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۳۹)

نماز عید کی ترکیب

امام لوگوں کو دو رکعت نماز عید پڑھائے چنانچہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ:

{ صَلٰوةُ الْأَضْحٰی رَكْعَتَانِ ، وَالْفِطْرِ رَكْعَتَانِ ...عَلٰی لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ}

عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز دو دو رکعت ہے، آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک کے مطابق۔

☆ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز دو دو رکعات ہیں جو چھ تکبیرات زوائد کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔ پہلی رکعت میں امام تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھے، اور پھر تین تکبیرات زوائد کہے اور ہر تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیئے جائیں، اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لئے جائیں۔

☆ عیدین کی نماز میں حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک چھ تکبیرات زوائد ہیں۔ تین تکبیرات پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے، اور تین دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے۔ اس طرح پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور تین زائد تکبیریں مل کر چار تکبیریں ہوئیں، اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیریں اور رکوع کی تکبیر مل کر چار ہوئیں، یوں گویا ہر رکعت میں چار چار تکبیریں ہوئیں۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت سعید بن العاصؓ نے حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ اور حضرت حذیفہؓ سے دریافت کیا کہ:

{ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحٰی وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰی كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا كَتَكْبِيْرِهِ عَلَى الْجَنَائِزِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُؓ صَدَقَ ، فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰی كَذٰلِكَ كُنْتُ أُكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ } (س ابوداؤد، التکبیر فی العیدین)

پیارے پیغمبر ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابو موسیٰؓ نے بتایا کہ آپ

ﷺ چار تکبیریں کہتے تھے۔ جنازہ کی چار تکبیروں کی طرح۔ حضرت حذیفہؓ نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ نے فرمایا کہ میں خود بھی جب بصرہ کا گورنر تھا تو اتنی ہی تکبیریں کہتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ وغیرھم کی روایت میں تکبیرات زوائد اتنی ہی ہیں۔ اور ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ بھی اٹھائے۔ (ہدایہ: ص۱۱۹ ج۱، شرح نقایہ: ص۱۲۸ ج۱، نماز مسنون: ص۶۹۷)

حضرت ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ:

{ قُلْتُ لِعَطَآءٍ يَرْفَعُ الْإِمَامُ يَدَيْهِ كُلَّمَا كَبَّرَ هٰذِهِ التَّكْبِيْرَ ةَ الزِّيَادَةَ فِيْ صَلَاةِ الْفِطْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ يَرْفَعُ النَّاسُ أَيْضًا} (مصنف عبد الرزاق:۲۹۷ ج۳)

میں نے حضرت عطاءؒ سے پوچھا کہ کیا امام عید الفطر کی نماز میں تکبیرات زوائد کہتے وقت ہاتھ اٹھائے؟ انہوں نے فرمایا کہ امام بھی اور لوگ بھی ہاتھ اٹھائیں۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ سات مقامات میں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، اور ان میں سے ایک مقام عیدین کی نماز میں تکبیرات کے وقت ہاتھ اٹھانا ہے۔

پھر تعوذ اور تسمیہ کے بعد امام جہراً قرأت کرے اور سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت پڑھے عیدین کی نماز میں پہلی رکعت کے اندر {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی} اور دوسری رکعت میں {هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَة} پڑھے۔

مروہ بن جندبؓ فرماتے ہیں آپ ﷺ عید فطر و بقر عید کی پہلی رکعت میں {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی} اور دوسری رکعت میں {هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَة} پڑھتے تھے۔

☆ ابوداؤد لیثیؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ عیدین میں سورۂ {قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِیْد} اور {اِقْتَرَبَةِ السَّاعَة} پڑھتے تھے۔

☆ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ عیدین میں {عَمَّ یَتَسَآءَلُوْن} اور {وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا} پڑھا کرتے تھے۔ (ابوداؤد ص ۱۶۳، ترمذی ص۱۱۹۔ نسائی ص ۲۳۲)

☆ پھر رکوع اور سجدہ کرے۔ اور دوسری رکعت کو تسمیہ اور فاتحہ سے شروع کرے، اور قرأت ختم کرنے کے بعد رکوع سے پہلے تین زائد تکبیرات کہے، تینوں تکبیروں میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیئے جائیں، اور پھر بغیر ہاتھ اٹھائے چوتھی تکبیر رکوع کے لئے کہے، اور باقی نماز مکمل کرے۔

خطبہ کا عید کی نماز کے بعد ہونا

پھر امام نماز کے بعد دو خطبے دے، اُن میں صدقۂ فطر اور دیگر ضروری احکام بیان کرے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ:

{ أَنَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ ، وَيَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ}

پیارے پیغمبر ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن نماز پڑھتے، پھر نماز کے بعد خطبہ دیتے تھے۔ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ عیدین کو مصلیٰ (عید گاہ) کی طرف نکلتے، سب سے پہلے نماز پڑھاتے، پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہوتے، اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے، آپ ﷺ انہیں وعظ و نصیحت کرتے، احکامات بیان فرماتے، اور اگر کسی لشکر کو روانہ کرنا ہوتا تو اسی وقت روانہ کرتے، اور حکم صادر کرتے، اور پھر تشریف لیجاتے تھے۔

خطبہ میں عصا یا کمان کا سہارا لینا۔

خطبہ میں امام عصا یا کمان کا سہارا لے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ کسی عصاء وغیرہ کے سہارے خطبہ دیتے تھے۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۹۰)

حضرت براءؓ کی روایت میں ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ کو عید کے دن کمان دیا گیا آپ ﷺ نے اس کے سہارے خطبہ دیا۔ (ابو داؤد ص ۱۶۲)

ابن قیمؒ زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب خطبہ دینے کھڑے ہوتے تو عصاء لیتے اور اس کے سہارے منبر پر خطبہ دیتے اسی طرح آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدینؓ بھی عصاء کے سہارے خطبہ دیتے تھے۔

منبر پر یا کسی اونچی چیز پر خطبے دینا۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ جمعہ کے دن، عید الفطر کے دن اور بقر عید کے دن منبر پر خطبہ دیتے تھے۔ (طبرانی)

اور حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے قربانی کے دن اپنی سواری (یعنی اونٹنی) پر عید کا خطبہ دیا۔

دو خطبے دینا اور دونوں کے درمیان بیٹھنا۔

حضرت عبد اللہؓ کی روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ دو خطبے دیتے اور دونوں کے درمیان فصل کے لئے بیٹھتے تھے۔اسی طرح حضرت عامر بن سعدؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

{ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الْعِيْدَ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ ، وَكَانَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ قَآئِمًا، يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا بِجَلْسَةٍ } (مسند البزار:ص۳۲۱ج۳)

پیارے پیغمبر ﷺ نے عید کی نماز بغیر اذان واقامت کے پڑھی،اور کھڑے ہو کر دو خطبے دیئے اور دونوں کے درمیان فصل کے لئے تھوڑا بیٹھے۔

عیدین کے خطبوں میں بار بار تکبیرات کہنا۔

سعد بن قرظؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ عیدین کے خطبہ میں بہت کثرت سے تکبیر کہتے تھے۔

(ابن ماجہ ص۹۱،زاد المعاد ج۱ ص ۴۴۸)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عید فطر و بقر عید میں امام کے لئے سنت ہے کہ منبر پر بیٹھنے کے بعد ابتدائی خطبہ میں نو(۹) تکبیریں کہے پھر اٹھنے کے بعد(یعنی دوسرے خطبہ میں)(۷)سات تکبیریں کہے۔ (سنن کبریٰ ص۲۹۹)

عید کے موقع پر خوشی کا اظہار و مبارکباد

عید کے موقع پر فرحت اور خوشی کا اظہار کرنا۔ایک دوسرے کو مبارکباد کے الفاظ کہنا۔علامہ شعرانیؒ نے لکھا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ نماز عید سے لوٹتے وقت پیارے پیغمبر ﷺ کو { تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ } کہتے۔ابن عمر الانصاری ذکر کرتے ہیں کہ میں عید کے دن حضرت واثلہؓ سے ملا تو میں نے {تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ } کہا تو انہوں نے بھی {تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ } کہا۔ (مجمع ج۲ ص۲۰۶)

اسی طرح حضرت لیث بن سعد سے بھی منقول ہے،احناف کے ہاں ان الفاظ کے کہنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ اس لئے عید کے موقعہ پر عید مبارک ہو، یا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے کے الفاظ کہنے میں کوئی حرج نہیں ان الفاظ سے ایک دوسرے کو مبارکباد دی جاسکتی ہے۔ البتہ عید کے دن مصافحہ یا معانقہ کو ضروری جاننا بدعت ہے۔معانقہ کرنا اور گلے ملنا اس وقت سنت ہے جب کوئی شخص سفر سے واپس آئے اور اس سے پہلی ملاقات ہو رہی ہو تو اس وقت پیارے پیغمبر کی سنت یہ ہے کہ اس سے گلے ملا جائے،اور معانقہ کیا جائے۔

ملاعلی قاریؒ لکھتے ہیں" فان محل المصافحۃ المشروعۃ اول الملاقاۃ "۔ (مرقات ج1 ص ۱۷۴)

اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ عید کے دن نماز عید کے بعد گلے ملنا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے یا دین کا حصہ ہے یا اگر گلے نہ ملے تو گویا عید ہی نہیں ہوئی تو یہ بدعت اور ناجائز ہے۔ایسی صورت میں عیدین کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد مصافحہ اور معانقہ ترک کردینا چاہئے۔ہاں اگر کوئی اس کو سنت سمجھے بغیر محض اپنی خوشی کے اظہار کے لئے گلے ملے اور معانقہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اگر عید اور جمعہ ایک دن ہوں

ائمہ ثلاثہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ ، امام شافعیؒ ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر عید اور جمعہ دونوں اکھٹے ایک دن ہو جائیں تو دونوں اپنے اپنے وقت پر ادا کئے جائیں گے۔اس دن جمعہ کی نماز ساقط نہیں ہوتی اس کا پڑھنا بھی فرض ہے۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوعبیدؒ نے کہ:

{ أَنَّهٗ شَهِدَ الْعِيْدَ يَوْمَ الْأَضْحٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: يَآ أَيُّهَا النَّاسُ ! اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْعِيْدَيْنِ ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَأَمَّا الْأُخَرُ ، فَيَوْمٌ تَأْكُلُوْنَ مِنْ نُسُكِكُمْ ، ...فَقَالَ أَبُوْ عُبَيْد... ثُمَّ شَهِدْتُّ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَكَانَ ذَالِكَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ، فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ، ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ : يَآ أَيُّهَا النَّاسَ ! اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ قَدْ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّرْ جِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهٗ }

وہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر نماز کے لئے حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ حاضر ہوئے۔آپؓ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی، پھر لوگوں کو خطبہ دیا۔ پھر فرمایا اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو ان دونوں عیدوں کے روزے رکھنے سے منع کیا ہے،ان دونوں میں سے ایک تو عید الفطر ہے۔دوسری وہ ہے جس میں تم اپنی قربانیوں کے گوشت کھاتے ہو۔ (موطا امام مالک:ص ۱۶۵، بخاری:ص ۸۳۵ ج ۲)

ابوعبیدؒ کہتے ہیں کہ پھر میں عید کی نماز کے لئے (حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں) حضرت عثمان بن عفانؓ کے

ساتھ حاضر ہوا یہ بھی اتفاق سے جمعہ کا دن تھا، آپ نے بھی خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! یہ ایسا دن ہے جس میں تمہارے لئے دو عیدیں اکھٹی ہوگئی ہیں۔ جو مدینہ کی مضافاتی بستیوں کا رہنے والا جمعہ کی نماز میں شریک ہونے کے بجائے واپس جانا چاہے تو میں اس کو جانے کی اجازت دیتا ہوں۔

عیدین کے دن امور مُستَحِبَّہ پر ایک نظر

(۱) غسل اور مسواک کرنا۔

(۲) بہترین لباس جو میسر ہو پہننا۔

(۳) خوشبو لگانا۔

(۴) عیدین کی نماز کے لئے سویرے جلدی جانا۔ پیدل جانا۔

(۵) ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا۔

(۶) بجائے مسجد کے عید گاہ میں نماز پڑھنا۔

(۷) عید الفطر میں جانے سے پہلے کھجور یا اور کوئی میٹھی چیز کھانا۔

(۸) عید گاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا۔

(۹) عید الاضحیٰ میں نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھانا پینا۔

(۱۰) نماز سے فارغ ہو کر اپنی قربانی کے گوشت سے کھانا۔

(۱۱) عید گاہ جاتے آتے عید الفطر میں آہستہ اور عید الاضحیٰ میں جہراً تکبیرات تشریق پڑھنا۔

{ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ }

★★★

گھر میں داخل ہونے کی سنتیں وآداب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلام کرنا

قارئین کرام: جب بھی آپ اپنے گھر میں داخل ہوں یا گھر سے باہر نکلیں تو گھر میں موجود افراد کو با آواز بلند {اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ} کہیں۔

{نوٹ} اسلام کے سلام کو چھوڑ کر دوسری قوموں کی نقالی کرتے ہوئے ان کے سلام کو اختیار کرتے ہوئے گڈ مارننگ یا ہیلو، ہائے، بائے وغیرہ کو اپنانا، اسلام کے سلام کو (جو اسلام کا شعار اور مسلمانوں کی پہچان ہے) ختم کرنے کے مترادف ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَةً عَلَیْکَ وَعَلٰی اَھْلِکَ} (رواہ مسلم)

اے پیارے بیٹے! جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو، یہ سلام تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لئے برکت ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{اِذَا انْتَھٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی مَجْلِسٍ فَلْیُسَلِّمْ ... ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْیُسَلِّمْ ، فَلَیْسَتِ الْاُوْلٰی بِاَحَقّ مِنَ الْاٰخِرَةِ۔} (رواہ الترمذی)

جب تم میں سے کوئی مجلس میں جائے تو سلام کرے اور جب مجلس سے جانے کا ارادہ کرے تو سلام کرے، کیوں کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

حضرت قتادہؒ جو بہت بڑے فضلاء تابعین میں سے ہیں فرماتے ہیں:

{اِذَادَخَلْتَ بَیْتِکَ فَسَلِّمْ عَلٰی اَھْلِکَ، فَھُمْ اَحَقُّ مَنْ سَلَّمْتَ عَلَیْھِمْ}

جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو، کیونکہ وہ سلام کے زیادہ حقدار ہیں۔

درود شریف پڑھنا

☆ گھر میں داخل ہوتے وقت درود شریف پڑھیں اور کوئی نہ کوئی ذکر کرتے رہیں۔

دروازہ آہستہ بند کرنا

گھر میں داخل ہوں یا گھر سے باہر نکلیں تو زور سے دروازہ بند نہ کریں، اور نہ ہی اسے اس طرح چھوڑیں کہ وہ زور سے خود بند ہو جائے، کیونکہ یہ حرکت اس اسلام کی تعلیم کردہ نرم مزاجی کے خلاف ہے جس کی طرف آپ کو نسبت کا شرف حاصل ہے، بلکہ آپ کو چاہئے کہ نرمی سے دروازہ بند کریں، امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْئٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْئٍ اِلَّا شَانَهٗ}۔ (مسلم)

نرمی جس چیز میں بھی پائی جائے وہ اسے خوبصورت بنا دیتی ہے اور نرمی جس چیز سے نکال دی جائے وہ اسے بدصورت بنا دیتی ہے۔

گھر میں داخل ہونے کی دعاء پڑھنا

گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعاء پڑھیں:

{ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ }

ہم رجوع کرنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔

{یا یہ دُعاء پڑھیں}:

{ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا }۔ (رواہ ابوداؤد)

اے اللہ! میں آپ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا نکلنا مانگتا ہوں، اللہ کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوئے اور اللہ کے نام کے ساتھ ہم نکلے اور ہم نے اپنے اللہ پر بھروسہ کیا۔

گھر میں داخل ہونے سے پہلے ان کو خبردار کرنا

جب گھر والوں میں سے کسی کے بے پردہ ہونے کا اندیشہ ہو تو اطلاع دے کر گھر میں داخل ہوں۔ (مشکوٰۃ)

☆ گھر والوں کو کنڈی سے یا گھنٹی بجا کر یا پیروں کی آہٹ سے، یا کھنکھارنے کے ذریعہ سے خبر دار کریں تا کہ آپ کے ایک دم داخل ہونے سے وہ گھبرا نہ جائیں۔

حضرت ابوعبیداللہ عامر بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب گھر میں آتے تو پہلے مانوس کرتے ،یعنی آواز بلند کرتے تا کہ گھر والے مانوس ہو جائیں۔

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہونا چاہے تو اسے چاہئے کہ کھنکھارے یا اپنے جوتوں کی آواز سنائے۔خود امام احمدؒ کا معمول بھی یہی تھا کہ جب مسجد سے گھر لوٹتے تو کبھی زمین پر پیر مارتے اور کبھی کھنکھارتے تا کہ گھر کے افراد مطلع ہو جائیں۔

☆ اسی طرح جب آپ اپنے گھر میں کسی دوسرے کے کمرے میں جائیں تو کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اُس سے پیشگی اجازت لیں، تا کہ آپ اسے ایسی حالت میں نہ دیکھیں جس حالت میں وہ یا آپ خود دیکھنا ناپسند کرتے ہوں۔

(آداب اسلامی ص ۱۸)

حضرت عطا بن یسارؒ سے مرسلاً مروی ہے کہ ایک شخص نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ: حضرت! کیا میں اپنی ماں سے بھی اجازت لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں، اس شخص نے عرض کیا: میں تو اپنی ماں کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اجازت لے کر جاؤ کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تو اپنی ماں کو ننگی حالت میں دیکھے؟ اس نے عرض کیا نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پس اجازت لے کر جاؤ۔ (کتاب الاستیذان موطا امام مالک)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر شخص کو اپنے والد، والدہ، بھائی اور بہن سے اجازت لینی چاہئے۔

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر شخص کو اپنے بیٹے سے اجازت لینی چاہیے ،اپنی ماں سے اگرچہ وہ بوڑھی ہو، اپنے بھائی سے ،اپنی بہن سے، اور اپنے باپ سے۔

جب کسی کے گھر ملنے جائیں

جب کسی کے گھر جائیں تو دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوں بلکہ دائیں یا بائیں کھڑے ہوں کیونکہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شخص کے دروازے پر تشریف لیجاتے تو بالکل دروازے کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے (ابوداؤد)

☆ اور بات چیت سے پہلے { اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ } کہیں۔ (موطا امام مالک)

☆ جب آپ اپنے کسی بھائی ، دوست ، جاننے والے یا کسی سے بھی ملنے جائیں تو اس کے دروازے کو نرمی سے اس طرح کھٹکھٹائیں کہ گھر والوں کو معلوم ہو جائے کہ دروازے پر کوئی آیا ہے اتنی زور اور شدت سے نہ کھٹکھٹائیں جس سے صاحب خانہ پریشان ہو جائیں۔

نیز اگر آپ کے دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد کسی نے دروازہ نہیں کھولا تو دوسری دفعہ کھٹکھٹانے سے پہلے اتنا وقفہ دیجئے کہ وضو کرنے والا وضو سے اطمینان سے فارغ ہو جائے ، اگر کھانا کھا رہا ہے تو حلق سے اطمینان سے لقمہ اُتار لے ، بعض علماء نے اس کی مقدار چار رکعت بیان کی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ جب آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا ، عین اُسی وقت اس نے نماز کی نیت باندھی ہو۔ تین بار وقفہ وقفہ سے دستک دینے کے بعد اگر آپ کو اندازہ ہو جائے کہ اگر صاحب خانہ مشغول نہ ہوتا تو ضرور باہر نکل آتا ، تو آپ واپس لوٹ جائیں ، کیونکہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: جب تم میں سے کوئی تین بار اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ ملے تو اسے چاہئے کہ واپس چلا جائے۔ (بخاری و مسلم، آداب اسلامی)

☆ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز نفل پڑھتے اور پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے وہاں بیٹھتے (پھر گھر تشریف لیجاتے۔ (صحیح بخاری)

کھانے کے آداب اور سنتیں

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح زندگی کے ہر شعبے کے متعلق بڑی اہم تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں، اسی طرح کھانے پینے کے بارے میں بھی اہم تعلیمات عطا فرمائی ہیں۔ کھانا ایک بشری تقاضہ اور ضرورت ہے لیکن اس کو بھی اگر ہم پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کھائیں گے تو یہ عبادت، حصول رضائے خداوندی اور دخول جنت کا سبب اور ذریعہ بنے گا اس لئے کھانا کھانے سے قبل ان تمام آداب اور سنن کا لحاظ رکھ کر ہمیں کھانا کھانا چاہئے جو شریعت نے ہمیں سکھائے ہیں۔

کھانے کے فرائض

حلال کھانا

کھانا حلال ہو، پاکیزہ اور طیب ہو، اور جائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو اس لئے کہ ربّ العالمین نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر حلال کھانے کی تاکید اور حرام سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔ } (بقرہ ۱۶۸)

اے لوگو! کھاؤ زمین کی پیداوار میں سے حلال اور پاکیزہ چیزیں اور پیروی نہ کرو شیطان کی بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

{ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ } (البقرہ:۱۷۲)

اے ایمان والو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں عطا فرمائیں اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اُسی کے بندے ہو۔

اسی طرح ایک مقام پر ارشاد ہے:

{ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ } (النحل ۱۱۴)

اللہ نے جو حلال پاکیزہ چیزیں تمہیں رزق کے طور پر دی ہیں، انہیں کھاؤ، اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو، اگر تم واقعی اسی کی عبادت کرتے ہو۔

اکل حلال کا تعلق دین کے فرائض اور مبادیات میں سے ہے اس لئے حصول رزق کے لئے ایسے ذرائع استعمال نہ کئے جائیں جن کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔

کھانا کھاتے وقت کے آداب اور سنتیں

دسترخوان بچھانا

میز کے بجائے زمین پر دسترخوان کا بچھا کر اس پر کھانا رکھنا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ مبارک سے زیادہ قریب ہے، اور یہ سنت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْلِسُ عَلَى الْاَرْضِ وَيَأْكُلُ عَلَى الْاَرْضِ۔}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر بیٹھتے تھے، اور زمین پر کھاتے تھے۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ:

{ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُتِىَ بِطَعَامٍ وَضَعَهٗ عَلَى الْاَرْضِ فَهُوَ اَقْرَبُ اِلَى التَّوَاضُعِ }

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھانا لایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے زمین (یعنی چٹائی یا دسترخوان) پر رکھتے اور یہی تواضع کے زیادہ قریب ہے۔ (رواہ احمد)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دسترخوان چمڑے کا ہوتا تھا اور گول ہوتا تھا۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

{ مَا اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى خِوَانٍ، وَلَا فِىْ سُكْرُجَةٍ وَلَا خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قِيْلَ لِقَتَادَةَ عَلٰى مَا يَأْكُلُوْنَ؟ قَالَ عَلَى السُّفْرَةِ۔} (رواہ الترمذی، وابن ماجہ)

پیارے پیغمبر ﷺ نے خوان (میز) اور تشتریوں پر کبھی کھانا نہیں کھایا، اور نہ آپ ﷺ کے لئے چپاتی پکائی گئی! لوگوں نے عرض کیا پھر وہ لوگ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے؟ فرمایا دسترخوان پر۔

اگرچہ غرور، تکبر اور شیخی کی نیت نہ ہو تو میز پر کھانا بھی جائز ہے۔

☆ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب تک دسترخوان بچھا رہتا ہے فرشتے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ اور ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ کے لئے دسترخوان زمین پر بچھایا جاتا تھا اور آپ ﷺ زمین پر کھاتے تھے۔ (زاد المعاد ص ۵۴)

آج افسوس کی بات ہے کہ سنت کی جگہ غیروں کے طریقے نے لے لی ہے اور مسلمان شادی بیاہ کے مواقع پر بعض مقامات پر کھڑے ہو کر کھانا کھاتے ہیں، اور امیر اور متمول گھرانوں میں زمین پر دسترخوان بچھا کر کھانے کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اس طریقے کو ختم کر کے دسترخوان کی سنت کو زندہ کرنا اور کرانا اس زمانے میں سو شہیدوں کا ثواب رکھتا ہے۔

کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ دھونا۔

کھانا کھانے سے قبل کھانے کی نیت سے ہاتھ دھونا سنت ہے، کیونکہ ہاتھ اگرچہ پاک ہیں لیکن موقع بے موقع پڑتے رہتے ہیں، کہیں بدن کو کھجلا دیا، کہیں ناک میں انگلی ڈال دی اس لئے ہاتھ دھو لیں گے تو جراثیم وغیرہ جن سے متعدی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ان سے محفوظ رہیں گے۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ:

{ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ ، فَذَكَرْتُ ذَالِکَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بَرَكَةُ الطَّعَامِ اَلْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ }

میں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے میں برکت کا ذریعہ کھانے کے بعد وضو کرنا (یعنی ہاتھ منہ دھونا) ہے، چنانچہ قبولیت اسلام کے بعد ایک دن میں نے پیارے پیغمبر ﷺ کے سامنے تورات کے اس مضمون کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھانے میں برکت کا ذریعہ کھانے سے پہلے وضو کرنا ہے اور کھانے کے بعد وضو کرنا ہے۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

اس روایت میں وضو سے مراد کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ اور منہ کا دھونا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کھانے میں برکت عطا فرماتے ہیں، اور طبیعت کو سکون حاصل ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ پیارے پیغمبر ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کھانے سے قبل اور بعد

میں ہاتھ دھونا فقر کو دور کرتا ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ (مجمع ج ۵ ص ۲۷)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو یہ چاہتا ہے کہ اسکے گھر میں خیر زیادہ ہو تو اسے چاہئے کہ کھانا آئے تو ہاتھ دھوئے اور جب فارغ ہو جائے تو ہاتھ دھوئے۔ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۳۲)

معلوم ہوا کھانے سے قبل اور بعد میں ہاتھوں کا دھونا سنت ہے اگر چہ ہاتھ صاف ہی کیوں نہ ہوں۔ جس طرح نماز سے قبل وضو ہے اسی طرح کھانا بھی عبادت ہے اس سے پہلے ہاتھوں کا دھونا ہے اس لئے دستر خوان پر بیٹھنے سے قبل ہی ہاتھ دھو لینے چاہئیں اور کھانے سے قبل ان کو کسی تولیہ یا کپڑے سے خشک نہ کریں بلکہ گیلے ہاتھوں سے کھانا کھائیں، البتہ بعد میں کسی کپڑے یا تولیہ سے خشک کرلیں۔

☆ جس برتن میں آپ نے کھانا کھایا ہو اس میں ہاتھ نہ دھوئیں کہ یہ بے ادبی ہے البتہ کسی دوسرے برتن میں یا سلفچی میں ہاتھوں کا دھونا درست ہے۔

کھانے کے وقت مسنون طریقے سے بیٹھنا

کھانے کے وقت مسنون طریقے سے بیٹھیں اس طرح کہ پاؤں کے بل اکڑوں بیٹھیں کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں یا دایاں گھٹنا کھڑا ہو اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا، یا قعدہ کی شکل میں دو زانوں ہو کر آگے کی طرف ذرا جھک کر بیٹھنا، اور آخر تک اسی طرح بیٹھے رہنا مسنون ہے۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی دو زانوں ہو کر اپنے دونوں پاؤں کی پشت پر بیٹھتے، اور کبھی دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے اور بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور کھانا تناول فرماتے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

{ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُقْعِيًا يَأْكُلُ تَمْرًا} (رواہ مسلم)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہ ہیئت اقعاء (یعنی دونوں سرین زمین پر تھیں اور دونوں زانو کھڑے تھے) بیٹھ کر کھجوریں کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

ٹیک لگا کر نہ کھانا

کھانا کھاتے وقت ٹیک لگا کر بیٹھنا غیر مسنون ہے اس لئے کہ اس طرح کھانے سے کھانا بدن میں ٹھیک جگہ تک نہیں پہنچتا اور نقصان پہنچاتا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں لکھا ہے کہ ٹیک لگا کر، منہ کے بل پڑ کر اور کھڑے ہو کر کھانا نہ کھایا جائے۔ ٹیک لگانے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ پہلو زمین پر رکھا جائے، دوسری یہ کہ چار زانو بیٹھا جائے، تیسرے یہ کہ ایک ہاتھ سے ٹیک لگائے اور دوسرے سے کھائے، چوتھی یہ کہ تکیہ یا دیوار وغیرہ سے ٹیک لگایا جائے۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ:

{ اَمَا اَنَافَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا، اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ آكُلُ كَمَا يَأْ كُلُ الْعَبْدُ ، وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ} (صحیح البخاری کتاب الاطعمة ،١٣)

میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا، میں تو ایک بندہ ہوں اور بندوں کی طرح کھاتا ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

{ مَارُؤِیَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَأْ كُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ} (ابوداؤد)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی ٹیک لگائے کھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے دو آدمی بھی نہیں چلتے تھے۔

اس لئے تکیہ لگا کر یا لیٹ کر کھانا مکروہ ہے اور معدہ کے لئے مضر ہے۔ ہاں چنے وغیرہ لیٹ کر کھا سکتے ہیں۔ (احیاء العلوم ص ۲۰۸ ج ۲)

عبادت کی نیت سے کھانا

اس نیت سے کھانا کھائیں کہ اس سے جو طاقت حاصل ہوگی اس کو اللہ کی عبادت کے لئے استعمال کروں گا۔ کھانا لذت، آرام طلبی اور عیش کوشی کی نیت سے نہ کھائیں، بلکہ اس نیت سے کھائیں کہ اس سے جو قوت اور طاقت حاصل ہوگی اس کو اللہ کی عبادت میں لگاؤں گا تاکہ تمہارا کھانا بھی عبادت بن جائے اور اس پر آپ کو اجر وثواب حاصل ہو، اور پیٹ بھر کر نہ کھائیں اس لئے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

{ مَا مَلأَ اٰدَمِیٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنِهٖ ، حَسَبُ اِبْنِ آدم أُكُلَاتٍ يُقِمْنَ صُلْبَهٗ ، فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ(ای ان کان لا محالة)، فَثُلُثٌ لِطَعَامِهٖ ، وَثُلُثٌ لِشَرَابِهٖ وَثُلُثٌ لِنَفْسِهٖ۔}

آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا، ابن آدم کے لئے چند ایسے لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت سیدھی کردیں، اگر وہ چند لقموں پر اکتفا نہ کرسکے تو ایسا کرے کہ ایک تہائی کھانا کھائے، ایک تہائی پانی پیئے اور ایک تہائی (جگہ) سانس کے لئے رہنے دے۔ (روا الترمذی، نسائی وابن ماجہ)

اس لئے جب تک بھوک محسوس نہ کریں کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں، اور جب کھانا شروع کریں تو پیٹ بھرنے سے پہلے ہاتھ کھینچ لیں، تو کبھی ڈاکٹر کی اختیاج نہ ہوگی انشاءللہ۔

بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا

کھانا کھاتے وقت { بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ یا بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہ } پڑھ کر کھانا شروع کریں۔حضرت عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ جب کھانا پیارے پیغمبر ﷺ کے سامنے لایا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعاء پڑھتے تھے۔

{ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْمَا رَزَقْتَنَا ، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ، بِسْمِ اللّٰہِ }۔

اے اللہ جو رزق آپ ہمیں عطا کریں اس میں برکت بھی عطا فرمائیں، ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائیں، میں اللہ تعالیٰ کے نام سے کھانا شروع کرتا ہوں۔

حضرت عمر بن ابوسلمہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں پیارے پیغمبر ﷺ کے پاس گیا آپ ﷺ کھانا تناول فرما رہے تھے پیارے پیغمبر ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: قریب آجاؤ، بسم اللہ کہو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور اپنے سامنے سے کھاؤ اور دوسروں کے سامنے سے مت کھاؤ۔دوسری روایت میں حضرت انس ؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس میں برکت نہیں ہوتی۔ (کنز العمال ج۱۹ ص۱۸۰)

حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ شیطان اس کے ساتھ کھانے میں، سونے میں، رات گزارنے میں شریک نہ ہو تو اسے چاہئے کہ جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرے اور کھانے پر بسم اللہ کہے۔اس کی برکت سے شیطان شریک نہیں ہوگا۔ (ترغیب ج۳ ص۱۲۳)

داہنے ہاتھ سے کھانا اور پینا

حضرت عمر بن ابی سلمہ ؓ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بچے اللہ کا نام لو، اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور قریب سے کھاؤ۔ (بخاری ج۲ ص۸۱۰)

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ ؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے، شیطان اس کے ساتھ شریک ہوجاتا ہے اور (اُس کے ساتھ مل کر) کھاتا ہے۔ (مسند احمد)

حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پانی پیئے ، کیونکہ

شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (ترغیب ج ۳ ص ۱۲۸)

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ فرماتے ہیں کہ:

{ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهٖ ، فَقَالَ : كُلْ بِيَمِيْنِكَ ، قَالَ: لَا اسْتَطِيْعُ، قَالَ: لَا اسْتَطَعْتَ ، مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ ، فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ } (مسلم)

ایک شخص پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ کر بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے ہوئے دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے (ازراہ تکبر اور اعراض کے) کہا میں نہیں کھا سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نہیں کھا سکو گے، (یعنی تمہیں دائیں ہاتھ سے کھانے کی کبھی بھی طاقت نہ ہو) چنانچہ اس کے بعد اس کا دایاں ہاتھ شل ہو گیا۔

اس لئے ہمیشہ کھانا پینا دائیں ہاتھ سے کریں آج کل بائیں ہاتھ سے کھانا پینا فیشن بن چکا ہے خاص کر وہ طبقہ جو اپنے آپ کو تعلیم یافتہ کہتا ہے بائیں ہاتھ سے ہی کھاتے پیتے ہیں۔ اسی طریقہ سے جو لوگ کھانے کے دوران بائیں ہاتھ سے گلاس پکڑتے ہیں اور دایاں ہاتھ صرف اس کے ساتھ لگا دیتے ہیں یہ بھی خلاف سنت ہے، اس لئے پہلے انگلیاں چاٹ کر پھر دائیں ہاتھ سے پینا چاہئے۔

اجتماعی طور پر مل کر کھانا

اکھٹے بیٹھ کر کھانا کھانا کہ کھانے میں جتنے ہاتھ جمع ہونگے اتنی ہی برکت زیادہ ہوگی۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک کریں، چاہے مہمان ہوں گھر والے ہوں، بچے ہوں یا نوکر وغیرہ ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کا خادم کھانا لائے (تو اولاً اس کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرے) اگر وہ اپنے کھانے میں شریک نہ کر سکے تو کم از کم ایک دو لقمے ہی اسے کھلا دے۔

ایک حدیث میں ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ اِجْتَمَعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ ، يُبَارِكْ لَكُمْ فِيْهِ۔}

(رواہ احمد، ۳،۵۰۱، ابن ماجہ، ۳۲۸۶)

اپنے کھانے پر جمع رہو یعنی مل کر کھاؤ، اور بسم اللہ پڑھو اس سے تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا تنہا نہیں تناول فرماتے

تھے۔اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{ خَيْرُ الطَّعَامِ اِلَى اللّٰهِ مَا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْاَيْدِيْ۔ } (ترغیب ج۳ص۱۳۴)

اللہ کے ہاں بہترین کھانا وہ ہے جس پر ہاتھ زیادہ ہوں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مل کر کھایا کرو، الگ الگ مت کھاؤ، کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۳۷)

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے (پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا:

{ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّا نَأْكُلُ وَلاَ نَشْبَعُ۔ قَالَ: فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْن؟ قَالُوْا: نَعَمْ! قَالَ: فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ، يُبَارَكُ لَكُمْ فِيْهِ۔}

اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کھاتے ہیں اور ہمارا پیٹ نہیں بھرتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مل کر کھاؤ، اللہ کا نام لے کر کھاؤ اس میں برکت ہوگی۔ (ابن ماجہ ج ۲، ص ۲۳۷، ابوداؤد)

مجلس میں جو بزرگ ہوں ان سے کھانا شروع کرانا

جب دسترخوان پر کھانا لگا دیا جائے تو خود ہی شروع نہ کریں بلکہ کسی بڑے سے کھانا شروع کرائیں مہمانی اور اکرام کے موقع پر بڑے اور صاحب فضل کو ہمیشہ ترجیح دیں، پہلے بڑے سے شروع کرائیں۔خواہ وہ بڑا عالم ہو، یا تقوٰی اور عبادت میں ہو، یا عمر میں، یا جاہ ومنصب میں، یا جہاد فی سبیل اللہ میں، یا جود وسخا کے اعتبار سے ہو۔ پھر اُن سے جو اس کی دائیں جانب مجلس میں بیٹھے ہوں۔لیکن اگر وہ سب عمر یا دوسری صفات کے اعتبار سے برابر ہوں تو ایسی صورت میں جو بھی میزبان کے دائیں جانب ہو اس سے شروع کیا جائے، یہی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پیش کیا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرمانے کے بعد اپنی دائیں جانب بیٹھے ہوئے اعرابی کو دیا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد بھی فرمایا: {اَلْاَيْمَنُ فَالْاَيْمَنُ}

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: جب کبھی ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھانے پر بلایا جاتا، تو ہم اس وقت تک کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتے تھے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع نہ فرماتے، اور اپنا ہاتھ نہ

ڈالتے۔(مسلم)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبرﷺ جب کھلاتے (پلاتے) تو فرماتے بڑوں سے شروع کرو۔
(مجمع ج ۵ ص ۸۴)

امام نوویؒ نے اپنی کتاب ریاض الصالحین میں اس موضوع پر مستقل ایک باب باندھا ہے:

”باب توقير العلماء والكبار واهل الفضل وتقديمهم على غيرهم ورفع مجالسهم واظهار مرتبتهم“

اور بہت سی احادیث ذکر کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف کھانے میں بلکہ امامت، صف بندی، تدفین، اکرام وغیرہ تمام مواقع پر آپﷺ نے اہل فضل کو ترجیح دی ہے۔

☆ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ کے دروازے پر ایک سائل آیا، آپ نے اسے روٹی دی، اور وہ چلا گیا، پھر ایک اور سفید پوش سائل آیا تو آپؓ نے اسے بٹھا کر کھانا کھلایا، جب امّ المؤمنین سے دونوں میں امتیاز کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا: پیارے پیغمبرﷺ کا ارشاد ہے: {أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ} کہ لوگوں کے ساتھ ان کی حیثیت کے مطابق معاملہ کرو۔

الاّ: یہ کہ دائیں والے سے اجازت لے کر بائیں والے کو پہلے دیا جائے، جیسا کہ پیارے پیغمبرﷺ نے کیا، ایک مرتبہ آپﷺ کو پینے کی کوئی چیز پیش کی گئی آپﷺ نے اسے نوش فرمایا، آپﷺ کے دائیں جانب ایک بچہ (حضرت ابن عباسؓ) اور بائیں جانب بڑی عمر کے حضرات تھے، تو آپﷺ نے اس لڑکے (حضرت ابن عباسؓ) سے فرمایا: کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اسے ان حضرات کو دوں؟ تو لڑکے (حضرت ابن عباسؓ) نے کہا: بخدا ہرگز نہیں یا رسول اللہﷺ! میں آپ کی طرف سے پہنچنے والے حصہ پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا، اس پر آپﷺ نے مشروب اس لڑکے کو دے دیا، جس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ یہ اس لڑکے کا (جو دائیں جانب بیٹھا ہے اس کا) حق ہے۔ (من ادب اسلام، ص ۴۰)

اپنے سامنے سے کھانا

کھانا ایک قسم کا ہو تو اپنے سامنے سے کھانا برتن کے بیچ یا دوسرے کے آگے سے نہ کھانا اور اگر دسترخوان پر مختلف کھانے ہوں تو اپنی پسند کے مطابق لے کر کھانا۔ امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:

{كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا أَكَلَ الطَّعَام أَكَلَ مِمَّايَلِيْهِ۔}

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی جانب سے کھاتے تھے۔

حضرت عمر بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ:

{كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ،يَا غُلَام ! اِذَا أَكَلْتَ، فَقُلْ بِسْمِ اللهِ ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ} (بخاری ج۲ ص ۸۱۰:حدیث نمبر ۵۳۷۶)

میں بچہ تھا، اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت میں پروان چڑھ رہا تھا، میں پلیٹ کی چاروں طرف سے کھا رہا تھا تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹے ! جب تم کھاؤ تو بسم اللہ پڑھو، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنی جانب سے کھاؤ۔

جب دستر خوان پر ایک ہی قسم کی چیزیں ہوں یا کسی بڑی پلیٹ میں ایک ہی طرح کا کھانا ہو تو ایسی صورت میں صرف اپنے سامنے سے کھائیں اور اگر مختلف کھانے ہوں یا فروٹ ہو تو اپنی پسند کے مطابق اٹھا کر کھائیں۔

کھانے میں عیب نہ نکالنا

کسی کھانے کو حقیر نہ سمجھیں، اُس میں عیب نہ نکالیں، بلکہ جو کھانا موجود ہو اس پر راضی اور خوش رہیں، جتنا اور جیسا مل جائے اس پر راضی رہنا اور اللہ کا فضل سمجھ کر کھانا چاہئے۔ اگر کھانے کی خواہش ہو تو کھالے ورنہ چھوڑ دے۔ آج کل ہماری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی کھانا کھلائے تو اس میں دس قسم کے عیب نکالتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں کہ فلانے کے یہاں گھی کم تھا، گوشت سخت تھا، پلاؤ کچا تھا، روٹی باسی تھی، مرچ تیز تھی، کھانا ٹھنڈا تھا، یہ سارے نخرے اس لئے ہیں کہ اللہ نے دے رکھا ہے۔ کھانے کی قدر بھوکے سے پوچھو، جسے بھوک ہو اُسے یہ نہیں سوجھتا کہ گھی کم ہے یا زیادہ، گرم ہے یا ٹھنڈا یہ ناشکری اور بدتہذیبی کی بات ہے۔ اور اگر واقعتاً کھانا خراب بھی ہو تو بھی اس کو برا نہ کہو، اور لوگوں میں گاتے نہ پھرو، دل چاہے تو کھاؤ نہ چاہے تو چھوڑ دو۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

{ مَا عَابَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِلَّا تَرَكَهٗ۔} (بخاری ص ۸۱۴)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا، اگر خواہش ہوتی تو تناول فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

اسی طرح پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو کھانے کی تعریف کرتے (کہ یہ حرص کی علامت ہے) اور نہ اس کی برائی کرتے کیونکہ جیسا بھی ہے اللہ کی نعمت ہے۔ ہاں اگر دعوت کرنے اور پکانے والے کی دل جوئی کے لئے تعریف ہو تو اس میں مضائقہ نہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

{كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ اِنِ اشْتَهٰى أَكَلَ وَإِلَّا لَمْ يَقُلْ شَيْئًا۔}

پیارے پیغمبر ﷺ کے پاس جب کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ کی اگر خواہش ہوتی تو تناول فرماتے ورنہ (چھوڑ دیتے) اور کچھ نہ کہتے۔

شریعت میں اعتدال ہے، پیارے پیغمبر ﷺ نے یہ تعلیم نہیں فرمائی کہ اگر تمہارا جی نہ چاہتا ہو تو بھی کھاؤ، بلکہ تعلیم یہ دی ہے کہ جی چاہے تو کھاؤ نہ چاہے تو چھوڑ دو، مگر اس کو برا کہنے کی اجازت نہیں دی۔

برتن کے بیچ میں سے نہ کھائے کنارے سے کھائے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

{اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا، فَلَا يَأْكُلْ مِنْ اَعْلَى الصَّحْفَةِ، وَلٰكِنْ لِيَأْكُلْ مِنْ اَسْفَلِهَا، فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ مِنْ اَعْلَاهَا۔} (سنن ابی داؤد، ۳۲۰۶)

جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو برتن کے اوپر والے حصے سے (یعنی درمیان سے) نہ کھائے، بلکہ نچلے حصے سے کھائے (یعنی اپنے سامنے سے)۔ اس لئے کہ اوپر والے حصہ میں برکت اُترتی ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ کی دوسری روایت میں ہے:

{عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، اَنَّهٗ اُتِيَ بِقَصْعَةٍ مِّنْ ثَرِيْدٍ فَقَالَ: كُلُوْا مِنْ حَوْلِهَا وَلَا تَأْكُلُوْا مِنْ وَسَطِهَافَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِيْ وَسَطِهَا۔}

پیارے پیغمبر ﷺ کے پاس ثرید کا ایک پیالہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: برکت بیچ کھانے میں اترتی ہے لہٰذا کنارے سے کھاؤ، بیچ سے مت کھاؤ۔

اسی طرح کی ایک روایت حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے بھی مروی ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

{ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَخُذُوْا مِنْ حَافَتِهٖ، وَذَرُوْا وَسَطَهٗ، فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِيْ وَسَطِهٖ۔} (سنن ابن ماجه، ۲۶۵۰)

جب کھانا پیش کیا جائے تو کنارے سے شروع کرو، بیچ کا حصہ چھوڑ دو، کیونکہ برکت بیچ والے حصہ پر نازل ہوتی ہے۔

اگر لقمہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر کے کھالینا

کھانے کے دوران اگر لقمہ یا کھانے کے اجزاء گر جائیں تو اسے اٹھا کر کھالینا مسنون ہے۔حضرت جابرؓ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

{ اَنَّهٗ قَالَ : اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدُكُمْ فَلْيَأْخُذْ هَا، فَلْيَمُطْ مَاكَانَ بِهَا مِنْ اَذًى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ۔} (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے اٹھالے، اور جو مٹی وغیرہ لگ گئی ہو وہ صاف کرلے، اور اُسے کھالے، اور اُس لقمہ کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ کھانا ایک شاہی عطیہ ہے، اگر بادشاہ کسی کو پھل یا کوئی چیز کھانے کو دے اور اس کو اپنے سامنے کھانے کو کہے اگر اس میں سے کچھ گر جائے، تو کیا اس کو تم زمین پر ہی چھوڑ دوگے، ہرگز نہیں بلکہ شاہی عطیہ کی عظمت کر کے فوراً اُسے زمین سے اٹھا کر کھالوگے۔

حضرت حذیفہؓ ایک مرتبہ کھانا تناول فرمارہے تھے جہاں عجمی رئیس، اُمراء اور دوسرے لوگ بھی موجود تھے آپؓ کے ہاتھ سے ایک لقمہ گر گیا تو آپؓ نے اسے اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا، پاس بیٹھے ہوئے خادم نے کہا کہ حضرت یہ عجمی لوگ اس کو معیوب سمجھتے ہیں اس لئے ان کے سامنے یہ مناسب نہ ہوگا۔تو حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

{ أَ اَتْرُكُ سُنَّتُ حَبِيْبِىْ لِهٰؤُلَآءِ الْحُمَقَاء۔}

کیا میں ان احمقوں کی وجہ سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دوں؟ یہ نہیں ہوسکتا۔

گرے ہوئے ٹکڑوں کو اٹھا کر کھالینا

حضرت عبد اللہ بن ام حرامؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو تلاش کر کے کھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔ (مجمع ج ۵ ص ۳۷)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ کھانے کے ریزوں کا چننا جنت کی حوروں کا مہر ہے، ایسے شخص کو وسعت رزق سے نوازا

جائے گا،اوراس کی اولاد میں برکت ہوگی اور برص، جذام جیسی خطرناک بیماریوں سے محفوظ رہے گی۔ (احیاء العلوم ج ۲ ص ۱۲)

کھانے میں پھونک نہ ماریں

ایسا تیز گرم کھانا جس سے ہاتھ اور منہ کے جلنے کا اندیشہ ہو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور ایسے کھانے کو پھونک مارکر ٹھنڈا کرنا بھی مکروہ ہے، بلکہ اگر کھانا گرم ہو تو اسے ڈھانک کر رکھ دیں اور تھوڑی دیر صبر کریں، اور جب کھانے کے قابل ہو جائے تو پھر کھانا شروع کریں۔ البتہ معتدل گرم کھانا خلاف سنت نہیں اس لئے اسے کھایا جاسکتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۳۸)

حضرت ابن عباسؓ کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کھانے میں پھونک مارتے تھے اور نہ پانی میں اور نہ برتن میں سانس لیتے تھے۔اسی طرح کی ایک روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۱)

تیز گرم کھانا نہ کھائیں

تیز گرم کھانا نہ کھائیں، ذرا دم لیں، سہانا ہو جائے تو تب کھائیں۔حضرت صہیبؓ سے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ مناسب ہو جائے۔

(کنز العمال ج ۱۹ ص ۱۸۸)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک پلیٹ کے اندر تیز گرم کھانا پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ بڑھایا اور پھر کھینچ لیا اور فرمایا: اللہ نے ہمیں آگ نہیں کھلائی۔ (مجمع ج ۵، ۲۳)

حضرت اسماءؓ بنت ابو بکرؓ کے پاس جب گرم ثرید لایا جاتا تو اسے ڈھانک کر رکھنے کا حکم دیتیں،تو اسے ڈھانک دیا جاتا، یہاں تک کہ اس کی بھاپ ختم ہو جاتی،اور فرماتیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ٹھنڈا کر کے کھانا بڑی برکت کا باعث ہے۔ (مشکوٰۃ)

کھانا سونگھنے کی ممانعت

جب تک کھانے کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس وقت تک کھانے کا سونگھنا ممنوع ہے کہ یہ جانوروں کا طریقہ ہے۔امّ المؤمنین حضرت امّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کھانے کو مت سونگھا کرو کیونکہ درندے سونگھا کرتے ہیں۔ (کنز العمال ج ۱۹ ص ۱۸۹)

جوتے اتار کر کھانا

جوتے پہن کر کھانا نہ کھائیں کہ یہ خلافِ سنت ہے، بلکہ کھانے کے وقت اپنے جوتے نکال دیں اس سے نہ صرف سنت کا اجر وثواب ملے گا بلکہ آپ کے پاؤں کو بھی راحت ملے گی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانے کے قریب آئے اور اس کے پیر میں جوتا ہو تو اسے نکال دے۔ اور دوسری روایت میں ہے جب کھانا آجائے تو جوتوں کو نکال دو یہ تمہارے قدموں کے لئے راحت بخش ہے۔ (دارمی، کنز ج۹۱، ص ۱۷۲)

شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے

اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے اور درمیان میں یاد آئے تو یہ دعاء پڑھیں۔:

{ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ }

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر بسم اللہ پڑھنا شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر وہ { بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ } (اس کھانے کے شروع اور آخر میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں)۔ پڑھ لے۔

حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کھاتا ہوا دیکھا اور اس نے بسم اللہ (شروع میں) نہیں پڑھی تھی، پھر بعد میں اس نے { بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ } پڑھ لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس کے متعلق) فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھانا کھاتا رہا جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو شیطان نے کھایا ہوا اُگل دیا اور اس کے پیٹ میں کچھ بھی باقی نہ رہا۔ (ابوداؤد، نسائی، ترغیب ج ۳ ص ۱۲۴)

علماء نے لکھا ہے درمیان میں اس دعاء کے پڑھنے کی وجہ سے شروع میں دعاء پڑھنے سے جو برکت حاصل ہوتی ہے وہ حاصل ہو جائے گی۔ (بذل المجہود ۵ ص ۳۵۰)

کھانا تین انگلیوں سے کھانا

اگر کھانا تین انگلیوں سے آرام سے کھایا جا سکتا ہو تو چوتھی انگلی شامل نہ کریں، کھانا کھاتے وقت لقمہ چھوٹا ہونا چاہئے، اور خوب چبا کر کھایا جائے، جب تک پہلا لقمہ ختم نہ ہو دوسرے لقمے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں کہ یہ انسان کی حرص اور عجلت پسندی پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

{اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَأْکُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعِ وَلَایَمْسَحُ یَدَہٗ حَتیّٰ یَلْعَقَھَا}

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت طیبہ تین انگلیوں سے کھانے کی تھی، اور جب تک انگلیاں چاٹ نہ لیتے ہاتھ نہیں دھوتے تھے۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۷۵، شمائل ص ۱۱۲)

حضرت عامر بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور فارغ ہونے پر ان کو چاٹ لیا کرتے تھے۔ (مجمع ج ۵ ص ۲۸)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکثر وبیشتر عادت مبارکہ تین انگلیوں سے کھانے کی تھی مگر ضرورت پڑنے پر پانچ کو بھی استعمال فرمایا ہے، جیسا کہ فتح الباری (جلد ۹، ص ۵۷۸) میں حضرت سعید بن منصور سے مرسلاً روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ انگلیوں سے بھی کھایا ہے۔ اس لئے کوئی ایسی چیز جس کا تین انگلیوں سے کھانا مشکل ہو جیسے دال یا چاول وغیرہ تو اسے چار یا پانچ انگلیوں سے بھی کھانا جائز ہے جیسا کہ ابن عربیؒ نے شرح مناوی میں اور ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے۔ لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا خلاف سنت ہوگا اس سے بچنا چاہئے۔

کھانے کے برتن کو صاف کرلینا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ:

{ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ، وَقَالَ: اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ أَیِّ طَعَامِکُمْ اَلْبَرَکَةَ۔} (رواہ مسلم، ۱۳۶)

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلیوں کو چاٹنے اور برتن کو صاف کرنے کا حکم دیا ہے، اور فرمایا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے برتن کو صاف کیا، انگلیوں کو چاٹا، اللہ اس کا دنیا اور آخرت میں پیٹ بھر دے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ ص ۲ ص ۲۳۴)

حضرت نبیشہؓ فرماتے ہیں کہ میں پیالہ میں کھا رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو برتن میں کھائے اور اسے صاف کرے تو برتن اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۳۴)

کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا

کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنے کی بڑی فضیلت ہے اس لئے ہاتھ دھونے سے قبل انگلیوں پر اگر کھانے کے اجزاء

لگے ہوں تو ان کو چاٹ لینا چاہیئے اس طرح کہ پہلے درمیانی انگلی پھر کلمہ والی اور پھر انگوٹھا کو چاٹے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ اَصَابِعَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا، اَوْ يُلْعِقَهَا۔ }

جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اس وقت تک اپنی انگلیاں صاف نہ کرے جب تک انہیں چاٹ نہ لے، یا (کسی سے) چٹوا نہ لے۔ (بخاری، ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انگلیوں کو چاٹنا باعث برکت ہے۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۷۵)

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا تناول فرماتے تو تین انگلیوں سے تناول فرماتے اور فارغ ہوتے تو انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۷۵)

حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی انگلیاں تین مرتبہ چاٹا کرتے تھے۔ (خصائل ص ۱۱۱)

کھانے کے بعد دعاء پڑھنا

{ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ } (ترمذی، ابوداؤد)

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

یا یہ دعاء پڑھیں:

{ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ۔ }

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا، اور میری اپنی سعی و تدبیر اور قوت کے بغیر محض اپنے فضل سے یہ مجھے عطا فرمایا۔

حضرت معاذ بن انسؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ کھانا کھانے کے بعد یہ دعاء پڑھے گا تو اس حمد و شکر کی برکت سے { غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ } اس کے پہلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (ترمذی)

یا یہ دعاء پڑھیں:

{ اَللّٰهُمَّ اَطْعَمْتَ وَاَسْقَيْتَ وَاَغْنَيْتَ وَاَقْنَيْتَ وَهَدَيْتَ وَاَحْيَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا اَعْطَيْتَ }۔ (رواہ احمد والنسائی)

اے اللہ آپ نے کھانا کھلایا، پانی پلایا، (بھوک سے) کفایت فرمائی، ہدایت عطا فرمائی اور زندگی عطا فرمائی، اور جو کچھ آپ نے عطا فرمایا اس پر آپ ہی کا شکر اور آپ ہی کی تعریف ہے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھا لیتے تو یہ دعاء پڑھتے:

{ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیْنَا وَهَدَانَا، وَالَّذِیْ اَشْبَعَنَا، وَ اَرْوَانَا، وَكُلَّ الْاِحْسَانِ آتَانَا۔ } (اخرجہ ابن ابی شیبہ ۶،۷۲ والطبرانی فی الدعاء)

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے جنہوں نے ہم پر احسان فرمایا، ہمیں ہدایت عطاء فرمائی، ہمیں پیٹ بھر کر کھانا کھلایا، ہمیں سیراب فرمایا اور ہر قسم کا احسان ہم پر فرمایا۔

پہلے دسترخوان اٹھانا پھر خود اٹھنا

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے دسترخوان پر اٹھنے سے منع فرمایا ہے جب تک کہ دسترخوان اٹھا نہ لیا جائے۔ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۳۹)

اسی طرح کی روایت حضرت ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب دسترخوان بچھ جائے تو کوئی نہ اٹھے تاوقتیکہ دسترخوان نہ اٹھا لیا جائے۔

شرکاء دسترخوان کی رعایت

دسترخوان پر کھانے کی صورت میں شرکاء دسترخوان کی رعایت کرنی چاہئے کہ جس طرح ایک کے سامنے ہو اسی طرح دوسرے کے سامنے بھی ہو، اور اپنے سامنے سے کھائے دوسرے کے سامنے سے نہ کھائے، اور دسترخوان کے اٹھنے تک کوئی نہ اٹھے تاکہ شرم کی وجہ سے کوئی بھوکا نہ رہ جائے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں میں اپنے گھر کے سائے میں بیٹھا ہوا تھا کہ پیارے پیغمبر ﷺ گزرے مجھے اشارہ کیا آؤ! پس میں آیا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، ہم چلے، یہاں تک کہ بعض ازواج مطہرات کے حجرے میں آپ ﷺ داخل ہوئے اور میرے لئے بھی اجازت لی! میں بھی داخل ہوا، وہ پردے میں تھیں آپ ﷺ نے پوچھا کچھ کھانے کو ہے؟

انھوں نے عرض کیا جو کی تین روٹیاں ہیں، پس اسے دسترخوان پر رکھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روٹی لی اور اپنے سامنے رکھ دی، دوسری روٹی لی اور اسے میرے سامنے رکھ دیا، پھر تیسری روٹی لی اس کے دوٹکڑے کیئے ایک ٹکڑا اپنے سامنے رکھا، اور ایک ٹکڑا میرے سامنے رکھا۔ (مسلم، احمد، سیرۃ خیر العباد ج ۷ ص ۲۸۶)

دسترخوان صاف کرنا

دسترخوان اٹھانے سے قبل اسے صاف کرلیا جائے، اس پر کھانے کے جو ٹکڑے ہوں انہیں کھالیا جائے جس کی بڑی فضیلت ہے۔ حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو تلاش کر کے کھائے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔

دوسری روایت میں امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوتا تھا کہ دسترخوان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے اٹھالیا گیا ہو اور اس پر کھانے کا کوئی ٹکڑا باقی رہ گیا ہو۔ (طبرانی، سیرۃ خیر العباد ج ۷ ص ۱۴۸)

دسترخوان جھاڑنے اور صاف کرنے کا صحیح طریقہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا واقعہ لکھا ہے کہ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند میں ایک استاد تھے جو حضرت میاں صاحب کے نام سے مشہور تھے، ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کھانے کا وقت ہے آؤ کھانا کھالو، میں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور فارغ ہونے کے بعد میں نے دسترخوان کو صاف کرنا شروع کردیا انہوں نے فرمایا کہ دسترخوان جھاڑنا آتا ہے؟ میں نے کہا حضرت دسترخوان جھاڑنا کونسا فن یا علم ہے، جس کے لئے باقاعدہ تعلیم کی ضرورت ہو باہر جا کر جھاڑ دوں گا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا !اسی لئے میں نے تم سے پوچھا تھا معلوم ہوا کہ تمہیں دسترخوان جھاڑنا نہیں آتا، میں نے عرض کیا حضرت آپ سکھادیں، آپ نے دسترخوان دوبارہ کھولا اور اس پر جو بوٹیاں یا ان کے ذرات تھے، ان کو ایک طرف کیا، اور جن ہڈیوں پر تھوڑا بہت گوشت تھا ان کو ایک طرف کیا، اور روٹیوں کے جو ٹکڑے اور ذرّات تھے ان کو ایک طرف جمع کیا، پھر مجھ سے فرمایا کہ دیکھو یہ چار چیزیں ہیں، اور میرے یہاں ان چاروں چیزوں کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ جگہ مقرر ہے، یہ بوٹیاں ہیں ان کی فلاں جگہ ہے، بلی کو معلوم ہے کہ کھانے کے بعد اس جگہ بوٹیاں رکھی جاتیں ہیں، وہ آکر ان کو کھالیتی ہے۔ اور ان ہڈیوں کے لئے فلاں جگہ مقرر ہے محلے کے کتوں کو وہ جگہ معلوم ہے، وہ آکر ان کو کھالیتے ہیں، اور جو روٹیوں کے ٹکڑے ہیں ان کو اس دیوار پر رکھتا ہوں، یہاں پرندے آتے ہیں اور وہ ان کو اٹھالیتے ہیں

اور یہ جو روٹیوں کے چھوٹے چھوٹے ذرات ہیں ان کو چونٹیوں کے بل کے پاس رکھ دیتا ہوں چونٹیاں ان کو کھالیتی ہیں ۔ پھر فرمایا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا رزق ہے،اس کا کوئی حصہ ضائع نہیں جانا چاہئے۔حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ اس دن مجھے معلوم ہوا کہ دسترخوان صاف کرنا بھی ایک فن ہے۔ (اسلام اور ہماری زندگی ج ۷ ص ۴۰)

دسترخوان اٹھاتے وقت یہ دعاء پڑھنا

{ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا }۔

سب تعریف اللہ کے لئے ہے ایسی تعریف جو بہت ہو اور پاکیزہ ہو اور بابرکت ہو، اے ہمارے رب ہم اس کھانے کو کافی سمجھ کر یا بالکل رخصت کر کے اس سے بے نیاز ہو کر نہیں اٹھوا رہے۔

کھانے کے بعد دونوں ہاتھ دھونا اور پونچھنا

کھانے سے فراغت کے بعد ہاتھ دھونے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کے ترک کی ممانعت ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر کسی نے کھانا کھانے کے بعد کھانے وغیرہ کی چکناہٹ کو ہاتھ دھو کر دُور نہ کیا اور اُسے کوئی تکلیف پہنچ گئی (مثلاً کسی جانور نے کاٹ لیا) تو وہ اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۳۹،مشکوۃ ص ۳۶۶)

اسی طرح کھانے کے اور ہاتھ چاٹنے کے بعد رومال،تولیہ،ٹشو وغیرہ سے پونچھنا بھی سنت ہے۔حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاتھوں کو رومال سے اس وقت تک نہ پونچھو جب تک ان کو صاف نہ کرلو۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۷۵)

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں (کہ کھانے کے بعد) ہاتھ اس وقت تک نہ پونچھے جب تک چاٹ نہ لے۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۷۵)

خلال کرنا

کھانے کے بعد خلال کرنا سنت ہے خصوصاً ان کھانوں کے بعد جن کے ریزے دانتوں میں رہ جاتے ہیں جیسے گوشت وغیرہ، جو ڈاڑھوں کو کمزور کر دیتے ہیں اور جو حلال میں نکلے اسے باہر پھینک دیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کھانا کھایا اور خلال کیا،تو جو خلال میں نکلے اسے باہر پھینک دے۔

حضرت عمرانؓ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کھانے کے بعد خلال کرو، اور کلی کرو یہ دانت اور ڈاڑھ (دونوں) کے لئے مفید ہے (کنز ص ۱۸۵)

ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کا طریقہ

بائیں ہاتھ میں صابن لیکر پہلے دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں صابن سے دھوئیں، پھر انگلیوں سے ہونٹوں کو صاف کریں پھر کلی کریں، دانتوں کو اوپر نیچے سے صاف کریں، اور تالو کو انگلی سے ملیں، پھر ان انگلیوں کو صابن سے صاف کرلیں۔

(احیاء العلوم ج ۲ ص ۱۲)

ہاتھ بازوؤں اور پاؤں پر ملنا

کھانے سے فراغت پر بہتر تو یہی ہے کہ ہاتھوں کو دھولیا جائے جیسا کہ پہلے گزر چکا، لیکن اگر دھونے کا اور پونچھنے کا انتظام نہ ہو تو ایسی صورت میں انگلیاں چاٹنے کے بعد ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر، یا بازوؤں پر، یا پاؤں اور پنڈلیوں پر مل لینا بھی جائز اور حضرات صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہاتھ کو پیروں پر مل لیا کرتے تھے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں پیٹ بھر کر کھانے کی مقدار نہیں پاتے تھے بلکہ کم پاتے تھے، نہ ہمارے پاس رومال ہوتے تھے (اس لئے) چکناہٹ کو ہتھیلیوں، بازوؤں اور پیروں پر مل لیا کرتے تھے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۲۰)

کھانا پھینکنے اور ضائع ہونے سے بچانا

کھانا ربّ العالمین کا بہت بڑا انعام ہے، جس کے حصول کے لئے انسان کس قدر مشقتیں اور تکالیف اٹھاتا ہے، اس کا ادب کرو، اس کی بے ادبی نہ کرو، اگر دو وقت انسان کو کھانے کے لئے کچھ نہ ملے تو اس کی حالت دگر گوں ہوجاتی ہے، مگر انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ آج کل ہمارے معاشرے میں یہ اسلامی ادب بری طرح پامال ہو رہا ہے، شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں اور خاص طور پر عرب اور یورپیئین ممالک میں رمضان المبارک میں افطاری کے مواقع پر کھانے کا جس قدر ضیاع کیا جاتا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، جسے دیکھ کر انسان کا دل لرز جاتا ہے۔ کھانا اٹھا کر بنوں اور کوڑا دانوں میں ڈال دیا جاتا ہے اسی طرح بال بچوں والے گھرانوں میں بھی کھانے کے ٹکڑوں کے ساتھ بڑی بے احتیاطی برتی جاتی ہے جس سے بچنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ اللہ کی نعمت کی بے قدری کی وجہ سے اس نعمت سے محروم ہو کر غربت اور افلاس کا شکار ہو جائیں: اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ۔

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک مرتبہ) گھر میں تشریف لائے تو روٹی کا ٹکڑا پڑا پایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اٹھایا، صاف کیا اور کھالیا، اور فرمایا اے عائیشہ رضی اللہ عنہا! اپنے کرم فرما کا اکرام کرو یعنی کھانے کا۔ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۴۹)

جھوٹا کھانا کھانا

امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں پانی پیتی یا ہڈی چوستی (تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے وہ مانگتے)، پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسی مقام سے پانی نوش فرماتے اور ہڈی سے گوشت نکال کر کھاتے جس مقام سے میں کھاتی یا پیتی تھی۔ (یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبت کا اظہار تھا)۔ (مسلم ج ا ص ۱۴۳)

حضرت ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ہم رات کو کھانا بنا کر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج دیتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچا ہوا آتا تو اسی مقام سے میں اور میری بیوی کھاتے جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک پڑا ہوتا تھا۔

☆ سرکہ استعمال کرنا اور دستر خوان پر موجود ہونا۔

☆ گوشت کا بڑا پارچہ

گوشت کا بڑا پارچہ بھنا ہوا ہو تو اس کو چھری سے کاٹ کر چھوٹا کرنا درست ہے۔ جب کہ پکے ہوئے گوشت کی بوٹی کو چھری سے کاٹ کر کھانے کی بجائے دانتوں سے نوچ کر کھائیں، یہ زود ہضم اور مزیدار معلوم ہوتا ہے۔ (ترمذی)

کھجور، چھوارے وغیرہ طاق کھائیں

یعنی تین، پانچ، سات، یا اس سے زیادہ گنجائیش کے مطابق۔ کھجور اور گٹھلی ایک برتن میں جمع نہ کریں، نہ ہاتھ میں رکھیں، بلکہ منہ سے گٹھلی نکال کر بائیں ہاتھ کی شہادت اور بیچ کی انگلیوں کی پشت پر رکھیں، اور نیچے ڈال دیں، اور یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں گٹھلی یا بیج ہو، دائیں ہاتھ سے کھانا اور اسی سے گٹھلی پھینکنا یہ نظافت کے خلاف ہے۔ اسی طرح ہڈی وغیرہ چیزوں کو کھانے کی پلیٹ میں نہ رکھیں، بلکہ الگ کسی پلیٹ میں یا دستر خوان پر ڈال دیں۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک طبق کھجور کا پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھٹنے کے بل بیٹھے، اور ایک ایک مٹھی لینے لگے، اور ازواج مطہراتؓ کے گھروں میں بھیجنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (کھجوریں) اس اشتہاء سے کھائیں جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھوک تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گٹھلی کو بائیں ہاتھ سے پھینک رہے تھے، ایک بکری گزری تو اس نے وہ گٹھلی کھائی۔ (ابن سعد)

کم کھانا اور کھانے میں دوسروں کو شریک کرنا

جب کھانا کھانے بیٹھیں تو کم کھانے کی نیت کریں اس لئے کہ عبادت کی نیت اسی وقت معتبر ہوگی جب کم کھانے کا ارادہ ہوگا، پیٹ بھر کر کھانا عبادت کے لئے مانع ہے۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

{ مَا مَلاَ اٰدمِیٌّ وِعَاءً شَرًا مِنْ بَطْنِہٖ،یَحْسَبُ اِبْنُ اٰدَمَ لُقِیْمَاتٌ یُقِمْنَ صُلْبَہٗ، فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَثُلُثٌ لِطَعَامِہٖ، وَثُلُثٌ لِشَرَابِہٖ، وَثُلُثٌ لِنَفْسِہٖ۔} (رواہ ابن ماجہ)

آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا، ابن آدم کے لئے چند ایسے لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت سیدھی کردیں، اگر وہ چند لقموں پر اکتفا نہ کرسکے تو ایسا کرے کہ ایک تہائی کھانا کھائے، ایک تہائی پانی پیئے، اور ایک تہائی (جگہ) سانس کے لئے رہنے دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ مؤمن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنت سے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۱۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک (مؤمن) کا کھانا دو کو، اور دو کا چار کو، اور چار کا آٹھ کو کافی ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، مسلم)

حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{ كُلُوْا جَمِيْعًاوَلَا تَتَفَرَّقُوْا، فَاِنَّ طَعَامُ الْوَاحِدِيَكْفِىْ الْاِثْنَيْنِ،وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِىْ الْاَرْبَعَةَ۔} (رواہ الطبرانی فی الاوسط،ترغیب والترھیب ،۲۱۳۲)

ساتھ کھاؤ، الگ الگ مت کھاؤ، کہ ایک کا کھانا دو کو، اور دو کا چار کو کافی ہو جاتا ہے۔

کھانا لانے والے کو ساتھ شریک کرنا

جس خادم نے کھانا تیار کیا ہے اس کو کھانے میں ساتھ شریک کریں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کسی کا خادم کھانا لائے، اگر وہ اسے اپنے کھانے میں شریک نہ کرے تو کم از کم ایک دو لقمے ہی اُسے کھلا دے۔ (ترمذی)

رات کا کھانا نہ چھوڑنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رات کا کھانا ترک نہ کرو، خواہ ایک مٹھی کھجور ہی سہی کیونکہ رات کا کھانا چھوڑنا بڑھاپا لاتا ہے۔ (ترمذی)

روٹی کا اکرام کرنا

اگر سالن سے پہلے روٹی آجائے تو روٹی سے ہی شروع کرنا اگر چہ سالن دیر سے آئے۔سالن کا انتظار اکرام روٹی کے خلاف ہے۔امّ المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائیشہ صدیقہؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ: پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{ اَكْرِمُوْا الْخُبْزَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْزَلَهٗ مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَآءِ۔}

روٹی کا اکرام کرو، اس لئے کہ اللہ تعالٰی نے آسمان کی برکتوں کے ضمن میں روٹی نازل کی ہے۔

اسی وجہ سے اہل اَدب روٹی کو پاؤں کے نیچے آنے سے بچانے کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔بعض علماء نے لکھا ہے کہ گیہوں (گندم کا دانہ) جب پاؤں کے نیچے آتا ہے تو اللہ ربّ العزت سے شکایت کرتا ہے اوراس کے سبب سے قحط ہو جاتا ہے۔ (التشرف)

اور روٹی کا اکرام یہ بھی ہے کہ جب روٹی آجائے تو سالن کا انتظار نہ کیا جائے۔روٹی درمیان سے نہیں کھانی چاہیئے، کہ درمیانی حصہ کھالے ،اور کنارے چھوڑ دے۔ روٹی توڑ کر کھائے چھری سے کاٹ کر نہ کھائے۔ پیالہ، پلیٹ وغیرہ روٹی پر نہ رکھنا چاہیئے، البتہ روٹی پر سالن رکھا جاسکتا ہے۔روٹی سے ہاتھ صاف کرنا بھی بے ادبی ہے۔ (احیاء العلوم ج ۲ ص ۱۷، حاکم ج ۴ ص ۱۲۲)

جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد کھانا کھانا۔

جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد کھانا کھانا مسنون ہے۔حضرت سہل ابن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے۔ (بخاری ج ۲)

دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کرنا

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد قیلولہ کرنا سنت ہے ،حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیلولہ کرو، کیونکہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ دن کو سو کر رات کی عبادت پر قوت حاصل کرو۔ (شعب الایمان ج ۵ ص ۱۸۲)

خاتمہ

یہاں تک اس کتاب کی پہلی جلد کا کام الحمدللہ مکمل ہوا اس کے بعد انشاء اللہ العزیز دوسری جلد کا آغاز ہوگا۔
اس کتاب کے مطالعہ کرنے والے احباب سے گزارش ہے کہ اپنی خصوصی دعاؤں میں بندۂ ناچیز کو ضرور یاد فرمائیں۔
اللہ رب العزت سے دعاء ہے کہ وہ مجھے اور تمام امت مسلمہ کو صحیح دین کی سمجھ، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی اتباع، اور اس پر استقامت نصیب فرمائے، اور اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول عام نصیب فرمائے۔

{ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى تَوْفِيْقِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ،وَأَسْأَلُهٗ تَعَالٰى الْمَزِيْد مِنْ فَضْلِهٖ، وَأَنْ يَّرْزُقَنِيْ مَحَبَّةَ لِقَآئِهٖ عِنْدَ مفَارِقَةِ هٰذِهِ الدُّنْيَا الْفَانِيَةَ إِلَى الدَّارِ الْأَبَدِيَّةِ الْخَالِدَة ''مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآء وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ أُوْلَئِكَ رَفِيْقًا }

محمد موسیٰ شاکر غفراللہ لہٗ

بہ تاریخ: الجمعۃ : ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ: ۳۱ اگست ۲۰۱۸